فتاوی عبدالغنیؒ

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)

مرتب ومترجم

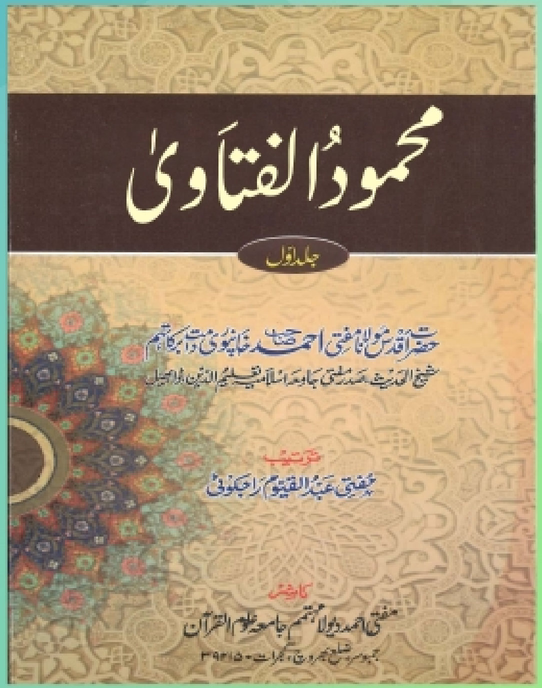
حضرت مولانا مفتی اسماعیل اداصاحب سارودی

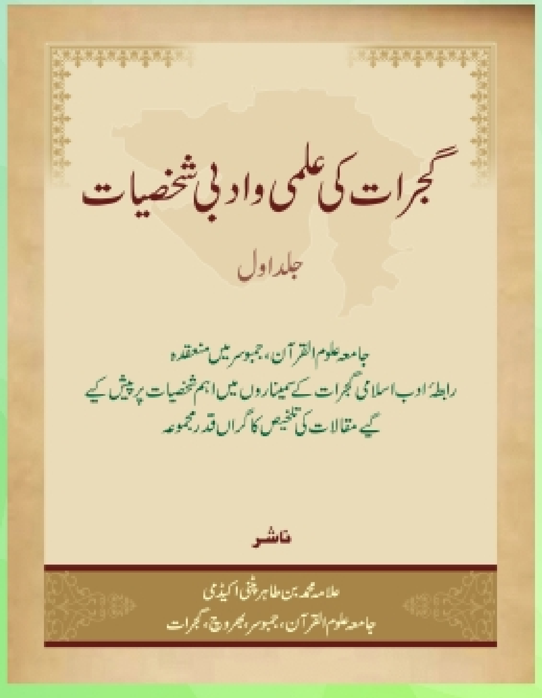
استاذ الحدیث: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

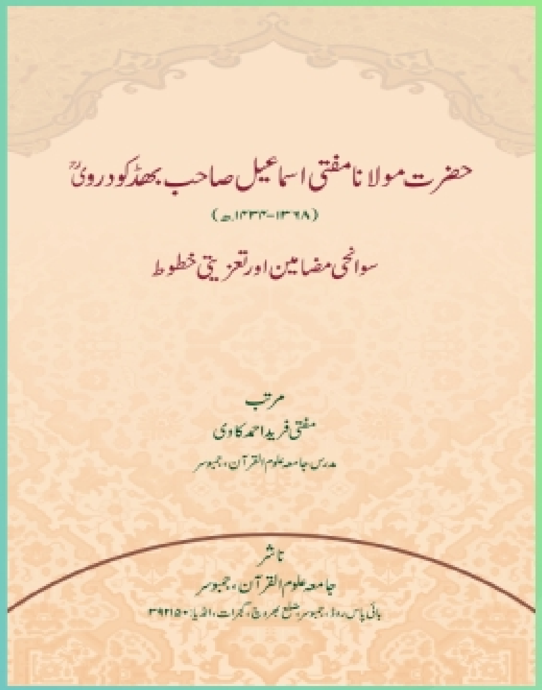


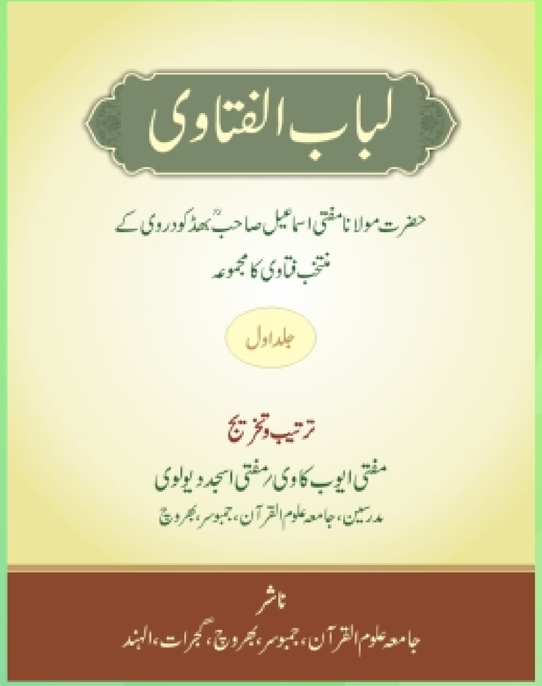
ناشر

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، ضلع بھروچ، گجرات الہند









فتاوی عبدالغنیؒ

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)

مرتب ومترجم

حضرت مولانا مفتی اسماعیل اداصاحب سارودی

استاذ الحدیث: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

ناشر

حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب دامت برکاتہم

بانی ورئیس جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، ضلع بھروچ، گجرات الھند

کتاب کا نام : فتاوی عبدالغنیؒ

ازافادات : حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)

مرتب ومترجم: حضرت مولانا مفتی اسماعیل موسی اداسارودی صاحب

ناشر: حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب دامت برکاتہم
بانی ورئیس: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

کمپیوٹر ٹائیپ و سیٹنگ: ضیاء الدین شمس الدین کورا

Maulana Mufti Ahmed devlavi Sa.
Jamiah Uloomul Quran, by pass road
Jambusar (Dist. Bharuch) 392 150
Web: www.jamiahjambusar.com
E-mail : jamia@sify.com,jamiahjambusar@gmail.com
Tel. (02644) 220786 / 220286 Fax. 222677

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات ناشر

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم و بعد۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وگرامی ہے ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما كتاب الله و سنة رسوله رواه فی المؤطا اس امت کے گمراہی سے محفوظ اور ہدایت و استقامت کی راہ پر قائم رہنے کے لیے کتاب وسنت کا اعتصام لابدی وتاکیدی ہونا اس ارشاد نبوت سے بہ وضاحت ثابت ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اس عالم آب وگل سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرات صحابہ، تابعین اور فقہاء مجتہدین ومحدثین نے امت اسلامیہ کے دین وایمان کی حفاظت کے خاطر عمل بالکتاب والسنۃ کا خوب اہتمام والتزام فرمایا۔

پھر زمانہ جس طرح آگے بڑھتا گیا اسکی ایجادات میں روزافزوں اضافہ ہوا اور انکے استعمال کے جواز وعدم جواز کے لئے صدر اول سے آج تک حضرات فقہاء مجتہدین کتاب وسنت اور اجماع، قیاس شرعی (جو درحقیقت کتاب وسنت ہی کے کسی حکم کا مُظہِر ہوتا ہے) کے ذریعہ ان حوادث ونوازل کا حکم شرعی مستنبط کرتے رہے اور ان ہی منصوص ومستنبط مسائل کے مجموعہ کا نام متأخرین کے یہاں علم فقہ ہے جو دراصل انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر اسلامی شریعت کی تطبیق کا نتیجہ ہے اور فنون شرعیہ میں اب ایک مستقل فن کی حیثیت رکھتا ہے۔

دور آخر میں فقہ وفتاوی کے ذریعہ امت مسلمہ کی رہبری اور اسلامی شریعت کو صحیح طریقہ سے پیش کرنے کی جو عظیم خدمت مسلک دیوبند اور رشیدی وقاسمی مشرب سے وابستہ مفتیان کرام نے انجام دی ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان بلکہ دین محمدی کا اعجاز ہے۔شاہ ولی اللہ سے شروع ہونے والے اسی سلسلۃ الذھب کی ایک اہم کڑی راسخ قدم اور باہوش مفتی حضرت مولانا عبدالغنی صاحب کاوی نور الله مرقده و بردالله مضجعه کی ذات گرامی ہے۔

آپ جامعہ ڈابھیل کے قدیم فاضل اور بابا عبدالرحمٰن وحضرت مولانا بدرعالم صاحب میرٹھی

نوراللہ مرقدہ کے باتوفیق تلامذہ میں سے تھے اوراپنے اساتذہ سی پختگی آپ کے علم،زبان اورقلم میں تھی چونکہ آپ فطرتاکم گوواقع ہویے تھے اسلئے درس حدیث اورفتاوی دونوں میں آپ کا کلام مختصرمگرنہایت جامع ومانع ہوتا تھا۔

صوبہ گجرات کےقدیم ترین علمی ادارہ دارالعلوم اشرفیہ راندیرکی تدریس کے زمانہ میں آپ کے قلم گوہر بار سے وجود میں آنے والےفتاوی کا گجراتی مجموعہ ’’بنام فتاوی عبدالغنیؒ‘‘۱۴۲۶ھ موافق ۲۰۰۵ء میں جامعہ،جمبوسرکے شعبۂ نشرواشاعت سے شائع ہوکرعوام وعلماء بلکہ اصحاب افتاء سے بھی دادتحسین حاصل کر چکا ہے۔فللّٰہ الحمد۔

اب جبکہ بہ توفیق خداوندی۲۸/۲۹/۳۰/ربیع الآخر۱۴۳۵ھ موافق ۱/۲/۳/مارچ ۲۰۱۴ء کوجامعہ،جمبوسرکی سرزمین پرہندوستان کےمشہورومعروف فقہی ادارے اسلامک فقہ اکیڈمی کا۲۳واں فقہی سیمینارمنعقد ہونے جارہاہےتوموقع کی مناسبت سےفتاوی کے اس عظیم ذخیرہ کوتخریج کے ساتھ اردوزبان میں شائع کرنے کافیصلہ کیا گیا جسکےنتیجہ میں یہ مبارک مجموعہ اب آپکے ہاتھوں میں ہے۔

یادرہے کہ گجراتی مجموعہ کی ترتیب کی طرح اسکے اردوترجمہ وتخریج کا یہ عظیم کارنامہ جامعہ کے استاذالحدیث عزیزم مولانامفتی اسماعیل موسی اداصاحب،ساروڈی زیدمجدہ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے بہت مختصرعرصہ میں سرانجام دیا۔میں اسکی طباعت کےموقع پرمفتی صاحب موصوف کومبارک باد پیش کرتاہوں اوردل کی اتھاہ گہرائیوں سےانکاشکرگزارہوں فجزاہ اللہ خیراً ووفقہ لمزیدمن الخیروالطاعات۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ فتاوی کےاس مجموعہ کوعوام وخواص کے لئے یکساں طورپرسودمند بنایےاور صاحب فتاوی،اسکےمرتب وناشرکے لیے ذخیرۂ آخرت اورقارئین کے لیےمفید ثابت ہو۔آمین۔ یارب العالمین

کتبہ:احمد یعقوب دیولوی

خادم:جامعہ علوم القرآن،جمبوسر

عرض مترجم

الحمدللّٰه رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین امابعد!

''فتاوی عبدالغنیؒ'' نامی کتاب جو استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ المنوطن کاوی تحصیل جمبوسر ضلع بھروچ گجرات کے قیمتی اور محقق فتاوی کا مجموعہ بزبان گجراتی جامعہ علوم القرآن جمبوسر کے شعبۂ نشر واشاعت سے بتاریخ ۲۴/۱/۱۴۲۶ مطابق ۶/۳/۲۰۰۵ بروز اتوار شائع ہوا تھا، حضرت اقدس مفتی احمد صاحب دیولوی رئیس وبانی جامعہ ھذا (دامت برکاتہم) کے حکم سے بزبان گجراتی ترتیب دینے کی سعادت حاصل ہوئی تھی اور اب جبکہ جامعہ علوم القرآن جمبوسر اپنے قیام کے ۲۵ سال پورے کررہا ہے اور اسلامک فقہ اکیڈمی کا ۲۳ واں سیمینار مؤرخہ ۱/۲/۳/مارچ ۲۰۱۴ بروز سنیچر، اتوار، پیر جامعہ علوم القرآن جمبوسر ہی میں منعقد ہونے جارہا ہے تب پھر حضرت مہتمم صاحب کی صاحب کی طرف سے اردو زبان میں ترجمہ کرنے کا مجھ ناچیز کو حکم دیا گیا یعنی دوبارہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔ عربی حوالجات کی عبارتیں کہیں مکمل اور کہیں معمولی اشارہ کے ساتھ بڑھائی گئی، اردو حوالجات علی حالہ باقی رکھے گئے۔ فتاوی عبدالغنی کے اردو ترجمہ وترتیب کی اس خدمت کی سعادت بخشنے پر میں حضرت مہتمم صاحب کا بہت مشکور ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمروصحت میں خوب برکت عطا فرماوے اور عافیت کے ساتھ آپکے سایۂ عاطفت کو ہمارے اور امت کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

حضرت مفتی عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض بزبان اردو ترجمہ ہونے کی وجہ سے اس عام و مقبول فرماوے اور آپ کیلئے صدقۂ جاریہ میں مزید اضافہ فرماوے۔ ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین۔

فقط

اسماعیل موسی اداساررودی

تقریظ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل، سملک. ضلع نوساری، گجرات

ایسا کونسا مسلمان ہے جو شریعت اور دین پر اہتمام اور پابندی کے ساتھ عمل کرنا چاہتا ہو اور اس کو کسی مفتی کی ضرورت نہ پڑے! اپنی زندگی کے ہر موڑ پر کوئی نہ کوئی ایسی صورت پیدا ہوتی ہے جس میں اس کو مسائل کے جاننے والوں اور فتوی دینے والوں سے مدد لینا ہی پڑتی ہے؛ خیر القرون (یعنی صحابۂ کرام کے افضل ترین زمانہ) سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں اور عالم کے ہر کونہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے پاکیزہ نفوس پیدا فرمائے جو مسلمانوں کیلئے شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کیلئے امانت داری اور فرض منصبی کے ذمہ داری کے احساس کے ساتھ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے مکمل رہنمائی فرماتے رہے، اور یہ سلسلہ آج تک چلتا رہا۔

اسلامی حکومت کے دور میں تو مسلمان حکمران کی ذمہ داری رہتی تھی کہ اس خدمت (افتاء و قضاء) کیلئے کسی باصلاحیت شخصیت کا انتخاب کرتے، اور لوگوں کے ہر مسئلہ کا کوئی نہ کوئی حل نکال کر ان کی رہنمائی فرماتے، اور اگر کسی علاقہ میں اس منصب کے لائق کوئی ذمہ دار شخصیت نہ ہو اور اس نے باتفاق اس منصب عالی پر اگر قبضہ کر لیا ہو تو اس کو معزول کر کے اس پر ہمیشہ کیلئے پابندی لگا دیتے؛ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بڑا اہتمام کیا جاتا تھا؛

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اسلام میں اس کا ایک خاص محکمہ تھا جس کا نام محکمۂ افتاء تھا۔ اس کا یہ طریقہ تھا کہ نہایت لائق قانون دان یعنی فقہا ہر جگہ موجود رہتے تھے۔ اور جو شخص کوئی مسئلہ دریافت کرنا چاہتا تھا ان سے دریافت کر سکتا تھا۔ ان پر فرض تھا کہ نہایت تحقیق کے ساتھ ان مسائل کو بتائیں۔ اس لئے کوئی شخص یہ عذر نہیں کر سکتا تھا کہ وہ قانون کے مسئلہ سے ناواقف تھا۔ یہ طریقہ آغاز اسلام میں خود بخود پیدا ہوا اور اب تک قائم ہے لیکن حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جس پابندی کے ساتھ اس پر عمل رہا زمانۂ مابعد بل کہ ان سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں بھی اتنی پابندی نہیں تھی، اس طریقۂ کار کے لئے سب سے ضروری

امر یہ ہے کہ ہر ایک کومسئلہ بتانے کی اجازت نہ ہوں بل کہ خاص خاص قابل لوگ افتا کے لیے نامزد کردیے جائیں تاکہ ہرغلط مسائل کی ترویج نہ ہوسکے۔(الفاروق:۲؍۷۰،۷۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں بہت زیادہ سخت تھے کوئی بھی غیر اہل فتوی دینے کی ہمت کرسکتا نہیں تھا؛ یہاں تک منصب افتاء پر فائز مفتیانِ کرام کے جوابات اوران کے فتاوی کی بھی تحقیق کی جاتی تھی۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے استفسار فرمایا کہ تم نے اس سوال کا کیا جواب دیا؟ انہوں نے جب اپنا جواب بیان کیا تب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

’’اگرتم نے سوال کا کوئی اور جواب دیا ہوتا تو مستقبل میں تم پر پابندی عائد کی جاتی!

برصغیر میں جب سے اسلامی حکومت کا سورج غروب ہوگیا تب سے حکومتی طور پر اس شعبہ کا بھی وجود باقی نہ رہا، اس لئے مدارس عربیہ نے امت مسلمہ کو صحیح اسلامی اور دینی رہنمائی ملتی رہے اس لئے اپنے اپنے یہاں دارالافتاء کا شعبہ قائم فرما کر قابل وباصلاحیت واستعداد مفتیان کرام کو دینی سوالات کے جوابات دینے کے لئے متعین کرنا شروع کردیا۔

آج سے ۴۵۔۵۰ سال قبل ہمارے یہاں گجرات میں عربی مدارس کا وجود بہت کم تھا؛ ان مدارس میں ایک دارالعلوم اشرفیہ کی درسگاہ بمقام راندیر، ضلع سورت، گجرات میں بھی ایک مشہور علمی ادارہ ہے، اس درسگاہ سے جس طرح علم کے پیاسے اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے، اس طرح وہیں پر موجود دار الافتاء سے عام مسلمان دینی مسائل کے متعلق سوالات کے جوابات حاصل کرتے تھے، دارالعلوم اشرفیہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد اشرف راندیریؒ اپنے زمانہ کے مشہور علماء میں سے تھے، محدث وقت حضرت علامہ انورشاہ کشمیریؒ، شبلیٔ دوراں حضرت علامہ عزیز الرحمٰن صاحبؒ وغیرہ جیسے علماء کرام سے فیض حاصل کیا تھا؛ دارالعلوم کے دارالافتاء میں جو سوالات آتے تھے تادمِ حیات ان کے جوابات دینے کا اہم کام فرماتے رہے، البتہ احتیاط کی بڑی ذمہ داری اور دیگر دینی وملی کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے آنجناب دارالافتاء میں کئے جانے والے بہت سے سوالات اپنے ہی دارالعلوم کے ایک قابل وماہر اور باہوش استاذِ حدیث حضرت مولانا مفتی عبدالغنی (کاوی) رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے تھے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی کاویؒ ۱۳۶۱ھ میں جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک ضلع سورت سے فارغ التحصیل ہوئے تھے؛ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب امروہیؒ، حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنیؒ، حضرت مولانا یوسف بنوریؒ اوران کے علاوہ دیگر بڑے بڑے علماء کرام سے فیض حاصل کیا تھا۔

آپ کی علمی استعداد بہت بلند اور مضبوط تھی، درس میں بہت ہی جامع اور مختصر تقریر فرماتے، جس سے بہت آسانی کے ساتھ سبق سمجھ میں آجاوے، اور خارجی وقت میں پڑھانے کی نوبت آئے بغیر مقرر وقت ہی کے اندر نصاب ختم ہوجاوے، آپ اصولوں کے بھی بڑے پابند تھے، مجھے بھی آپ کے پاس نورالانوار، سراجی، ہدایہ اور مسلم شریف وغیرہ کتابیں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے؛

طلبہ کے اوپر آپ کا رعب اور دبدبہ بہت زیادہ تھا اس لئے مہتمم صاحب طلبہ کے متعلق شکایات کا حل فرمانے کے لئے آپ کے پاس بھیج دیتے تھے اور آپ انکا حل فرماتے۔

فتوی کا جواب بھی آپ بہت مختصر الفاظ میں دیتے، آپ کی طرف سے جو فتاوی دیئے گئے اس کی تعداد تو بہت زیادہ ہونی چاہئے، مگر جتنی تعداد میں بھی وہ فتاوی مل گئے اس کو فقہی ترتیب کے مطابق مرتب کرنے کی ذمہ داری محبّ مکرم حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب زیدمجدہ نے اٹھائی، اوران کے حکم سے ترتیب دینے کا کام عزیز مکرم مولانا مفتی اسماعیل بن موسی اداسارودی صاحب نے بہت احتیاط اور بہترین شکل میں انجام دیا۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی شایان شان دنیا اور آخرت میں بدلہ عنایت فرمائے اور ایسی خدمات وہ لوگ انجام فرماتے رہیں ایسی اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کاویؒ کے وہ فتاوی جس کا شمار اس کتاب میں نہیں ہوسکا، مستقبل میں جب اس کی دوسری اشاعت کا موقع آئے تب وہ بھی ہمارے سامنے آجائے، اس کے لئے متعلق شخصیات خاص کر کے دار العلوم اشرفیہ کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا یعقوب اشرف زیدمجدہ کا تعاون حاصل ہوگا، انشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ فتاوی کے اس مجموعہ کو قبول فرما کر امت مسلمہ کو اس سے بہت زیادہ فائدہ اور جن

حضرات نے اس کی اشاعت کے لئے مختلف طور پر جوتعاون فرمایاان تمام کوان کوششوں کا اجراورثواب اپنی شان کے مطابق خوب خوب عطافرمائے۔آمین،یارب العالمین۔

املاہ:احمد خانپوری

تاریخ:۲۰،صفر ۱۴۲۴ھ=مطابق۲۳،اپریل ۲۰۰۳ء

تقریظ

حضرت مولانامفتی اسماعیل بن ابراہیم بھڈکودوری صاحبؒ

صدرمفتی دارالعلوم بھروچ،کنتھاریہ اورشیخ الحدیث،جامعہ علوم القرآن،جمبوسر

حامداً ومصلیاً ومسلماً

قرآن واحادیث میں عقائد،اخلاق اور اعمال کا ایک خاص مقام اور اہمیت ہے،عقائد سے متعلق جوعلم ہےاس کوعلم کلام کہتے ہیں،اخلاق سے تعلق رکھنے والےعلم کوعلم تصوف کہتے ہیں،اوراعمال سے تعلق رکھنے والےعلم کوعلم فقہ کہتے ہیں؛الحمدللہ قرون خیر سے لیکےآج تک ان علوم پرکام ہوتارہا،اور جاری ہی ہے،عقائداوراخلاق میں کسی قسم کی تبدیلی کا کوئی امکان نہیں ہے؛ بلکہ وہ دونوں چیزیں تمام حضرات انبیاءؑ اور پوری امت میں مساویانہ طور پرہی رہتی ہے،جبکہ علمی احکام میں تبدیلی اورتغیرہوتارہا ہےاوراس آخری امت کےعملی احکام کی تفصیل میں دن بہ دن زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے؛ کیوں کہ وقت کے گزرتے ہوئے حالات اور سائنس اورٹیکنالوجی کی نئ نئ تحقیقات اور اسباب کی وجہ سے نئے نئے مسائل پیداہوتے رہتے ہیں اوراس میں فقہی اورشرعی معلومات کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس فقہی اورشرعی معلومات اوررہنمائی فرمانے کی ذمہ داری ہمیشہ امت کےمفتیان کرام انجام دیتے رہے ہیں۔اور ہندوستان کےتمام صوبوں میں فتاوی کا یہ کام صوبائی زبانوں میں ہوتارہاہے،اور بہت سےمفتیان کرام کےفتاوی الگ الگ زبانوں میں کتابی شکل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

استادالاساتذہ حضرت مولانامفتی عبدالغنی کاوی صاحبؒ نے دارالعلوم اشرفیہ راندیرضلع سورت گجرات میں لمبی مدت تک تدریسی خدمات کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ فتاوی دینے کی خدمت بھی انجام دی؛ جامعہ علوم القرآن،جمبوسران کےفتاوی کا مجموعہ مل جانے کی وجہ سے اس کوکتابی شکل میں

شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔اللہ تعالیٰ فتاوی کے مجموعہ کومسلمانوں کے لئے مفید بناوے اور مرحوم حضرت مفتی صاحب کے لئے صدقۂ جاریہ بناوے۔آمین

احقر:اسماعیل ابراہیم بھڈکودروی،غفرلہ

خادم حدیث:جامعہ جمبوسر:خادم افتاء:دارالعلوم کنتھاریہ

۱۴،ربیع الاول ۱۴۲۵ھ ۔۰۴/۵/۵

تقریظ

حضرت اقدس مفتی اسماعیل واڈی والا صاحبؒ

مفتی:جامعہ حسینیہ راندیر،ضلع سورت،گجرات

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کاوی تعلیم کے ماہر تھے،حدیث اورفقہ کی بڑی بڑی کتابوں کا ایک لمبے زمانہ تک درس دیا،خاموش طبیعت اورکم سخن اورتنہائی پسند تھے،گفتگوبھی بہت مختصرانداز میں فرماتے تھے،فضول باتوں سے دوررہنے کا آپ بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے،یہی خوبی ان کے فتاوی میں بھی پائی جاتی ہے،سولات کے جوابات بہت ہی زیادہ مختصر ہیں،مگرسوالات جن باتوں پرمشتمل ہوتے ہیں ان تمام باتوں کومدِنظررکھتے ہوئے جوابات لکھے گئے ہیں،جس سے سائل کواطمینان ہوجاتا ہے،جوقلّ اوردلّ کا حقدار ہے،عوام الناس کے لئے یہ فتاوی بہت ہی زیادہ مفید ہیں۔

جناب مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب:مہتمم جامعہ علوم القرآن،جمبوسر مبارکبادی کے قابل ہیں کہ انہوں نے فتاوی عبدالغنی کی اشاعت فرماکرفتاوی میں زیادتی فرمائی اورقوم وملت کی خدمت فرمائی، اللہ پاک جزاءخیرعطافرماکرقبول ومقبول فرماوے۔

ناچیز:اسماعیل غفرلہ

مرتب فتاوی کی طرف سے دو لفظ

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على سيد المرسلين

''فتاوی عبدالغنیؒ'' نامی کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے وہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، المتوطن کاوی تحصیل جمبوسر، ضلع بھروچ۔ گجرات کے قیمتی اور محقق فتاوی کا مجموعہ ہے جو انہوں نے دارالعلوم اشرفیہ راندیر، ضلع سورت، گجرات میں اپنے درس وتدریس کے مشغلہ کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے کئے گئے سوالات کا محقق اور مختصر جوابات دیئے اس کا مجموعہ ہے۔

مذکور علمی خزانہ غیر مرتب ومنتشر شکل میں پھیلا ہوا تھا، گجراتی زبان پر مشتمل ہونے کی وجہ سے گجراتی مسلمانوں کے علمی ودینی فائدہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جامعہ علوم القرآن، جمبوسر کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب (دامت برکاتہم) نے اس کی ذمہ داری لی، اور مرتب کرنے کا ذمہ دار مجھ ناچیز کو بنایا، ترتیب کے دوران کار حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کاویؒ کے وہ فتاوی جس کو کسی رجسٹر میں درج نہیں کیا گیا تھا ایسے فتاوی مختلف مقامات اور مختلف حضرات کے پاس سے قبلہ مہتمم صاحب لاکر دیتے رہے اور ترتیب کے مجموعہ میں زیادتی واضافہ ہوتا رہا۔

مجھ حقیر کے لئے ترتیب فتاوی کا یہ کام پہلی مرتبہ ہی تھا۔ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات اقدس پر بھروسہ کرتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب کے حکم کے پیش نظر کام کو شروع کر دیا، فقہی ترتیب جو فقہاء نے ترتیب کے ساتھ اپنی کتب کو متعین فرمایا ہے وہی ترتیب یہاں پر ملحوظ رکھی گئی، سوال وجواب کو سامنے رکھ کر سوال وجواب سے پہلے عنوان متعین کیا اور الگ الگ کتب اور فصلوں کے نام رکھ کر مرتب کیا گیا، کام مکمل ہونے تک اللہ تعالیٰ نے توفیق اور طاقت عطا فرمائی فلله الحمد على ذلك۔

مذکورہ مجموعہ کی ترتیب میں میرا یہ طرز عمل رہا:

(۱) ہر سوال وجواب کے لئے ایک عنوان دیا۔

(۲) منتشر مسائل کو فقہی ترتیب کے مطابق مرتب کیا۔

(۳) مسئلہ کے جواب کو دیگر فقہی کتب کو دیکھکر محقق کیا۔

(۴) بعض جوابات کے نیچے حوالہ نہیں تھا اس کو حوالہ دیکر مزین کیا۔

(۵) حوالجات کے اندر حضرت مفتی صاحبؒ نے صرف کتاب کا نام لکھا تھا جلد نمبر اور صفحہ نمبر لکھا نہیں تھا اس کو جلد نمبر اور صفحہ نمبر دیکر محقق کیا

(۶) بعض جوابوں کے ماتحت جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا تھا میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کتب میں حوالہ نہیں پا سکا مفتی احمد صاحب دیولوی دامت برکاتہم کے مشورہ سے دیگر معتبر فقہی کتابوں کا حوالہ دیا گیا، حضرت مفتی عبدالغنی صاحبؒ کی روح اور ان کے شاگردوں اور محبین و متعلقین سے درگزر کی درخواست کرتا ہوں۔

(۷) سوال و جواب پر ایک مسلسل نمبر دیا گیا جو ابتداء کتاب سے اخیر تک چلتا رہا، اور اس کے ساتھ ساتھ ہر باب کے الگ الگ نمبروں کا سلسلہ دیا گیا جو باب کے اختتام تک چلتا ہے۔

اللہ پاک مفتی عبدالغنی صاحبؒ کے اس علمی مجموعہ کو ان کے لئے صدقۂ جاریہ بناوے اور جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرماوے اور ہم تمام کو ان کے فتاوی سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اخیر میں جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، ضلع بھروچ، گجرات کے مؤقر مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد صاحب دیولوی دامت برکاتہم کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس ترتیب کے کام کے لئے میرا انتخاب فرمایا اور آپ کی مساعئ جلیلہ ہی کے نتیجہ میں اس کتاب کی طباعت کا کام مکمل ہوا اور یہ کتاب آپ کے ہاتھ تک پہونچی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دینی و دنیوی بھلائیوں سے مالا مال فرماوے۔ آمین۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی ۔ منت شناس از و کہ بخدمت بداشتت

محتاج دعا

اسماعیل اداسارودی غفرلہ....

خادم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، ضلع بھروچ، گجرات

التاریخ: ۲۴/۱/۱۴۲۶ھ = المطابق: ۶/۳/۲۰۰۵ء = بروز اتوار

تقریظ

حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب
مہتمم جامعہ علوم القرآن جمبوسر

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلق فرما کر آدمی کو اشرف المخلوقات ہونے کی عزت بخشی، انسان کو یہ جو عزت بخشی گئی ہے یہ اس کی جسمانی وجود کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اور ایک وجہ یعنی ایمان اور اسلام کی نعمت کی وجہ سے دی گئی ہے، اسی وجہ سے ساری کائنات میں افضل شمار ہوا اور اسلامی اصطلاح میں اس کو اشرف المخلوقات کے طور پر اسلام اور ایمان کی وجہ سے مخاطب کیا گیا ہے۔

وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں بھیجا جنہوں نے تمام انسانوں کو اپنے زمانہ میں اسلام اور ایمان کی حقیقت سمجھائی انبیاء علیہم السلام انسانوں کو صحیح راستہ کی رہنمائی فرماتے رہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری عالم کے انسانوں کے لئے آخیری صحیح رہنما ہونے کی حیثیت سے ہوئی اسی لئے ان کی رہنمائی کے خلاف کسی بھی دوسرے راستہ کی تقلید کرنا تمام انسانوں کے لئے صحیح راستہ کی تقلید غیر ممکن ہے، ان پر آسمان سے نازل کی گئی کتاب یعنی قرآن شریف اور آپ کی مبارک زبان سے انسانوں کے لئے صحیح رہنمائی کے لئے نکلے ہوئے کلمات یعنی حدیث شریف یہ دو ہی چیزیں ہم انسانوں کے لئے صحیح رہنماء ہیں اور ان دونوں کی تقلید کرنا ہی ہمارے لئے حق کی تقلید ہے۔

حدیث شریف میں وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ جاتا ہوں (ان دونوں کا اتباع کرتے رہنا) تم لوگ کبھی بھی حق راستہ سے گمراہ نہیں ہوں گے، کتاب اللہ اور میری احادیث۔“

دوسرے الفاظ میں یوں ذکر کر سکتے ہیں کہ انتہاء مہربان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حق راستہ کو طلب کرنے والوں کے لئے رحمت سے بھرپور جو پیغام دیا وہ صراط مستقیم حق کا راستہ ہے یہ وہی سیدھا راستہ ہے جس کو خالق کائنات نے صراط الذین انعمت علیہم فرمایا ہے۔ یعنی سیدھا راستہ ان لوگوں کا جن پر انعام کیا گیا، نعمتوں کی بارش برسائی گئی۔

حاصل کلام یہ ہے کتاب ۔قرآن شریف کی صحیح تفسیر اورسنت ۔حدیث کی صحیح تفصیل ہی صراط مستقیم اورحق راہ کی طرف لے جانے والے ہیں جس کوایسے لوگوں نے بیان فرمایا جن پراللہ تعالیٰ نے نعمتوں کی بارش برسائی یعنی صحابۂ کرام اورتابعین اورتبع تابعین اورسلف صالحین ، نیک اسلاف اورقرآن وحدیث واجماع امت کی روشنی میں اجتہاد کرنے والے ائمہ نے قرآن کی صحیح تفسیراوراحادیث کی صحیح تفصیل بیان کی وہی صراط مستقیم اورراہ حق ہےاوراسی کا نام فقہ ہے۔

فقہ کا موضوع: لفظی اوراصطلاحی معنی بزرگان دین نے کی ہوئی تعریف اوراس کے متعلقات اور علم فقہ کے متعلق (گجراتی) مسلمان کے فائدے کے لئے آپ کے ہاتھ میں آئی ہوئی انمول کتاب ''فتاوی عبدالغنیؒ''(بزبان گجراتی) کے متعلق لکھنے سے پہلے علم وحکمت سے بھرپور کچھ باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں،میرے ناقص علم کے مطابق گجراتی زبان میں اس طرح کی کوئی کتاب یا کتابچہ نظر سے نہ گزرنے کی وجہ سے یہ مقدمہ آپ کی خدمت میں عربی اوراردو کتابوں کوسامنے رکھ کراس کا اختصار آپ کے سامنے پیش کروں گا،علماء کے لئے ضروری حوالجات ذکر کردوں گا،مزید تحقیق کے لئے اردو،عربی کتابوں سے مراجعت فرمالیں۔

فقہ کالفظی معنی: لغت میں فقہ کا لفظ سمجھ اسلامی قوانین کے ہوشیاری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جب کہ مذکورفقہ کاعلم رکھنے والے آدمی کوفقیہ کے نام سے پہچانتے ہیں۔

فقہ کا اصطلاحی معنی: حضور ﷺ اورصحابہؓ اورتابعین کے زمانہ تک فقہ کا اصطلاحی لفظ'' دین کی گہرائی کے ساتھ سمجھ'' کے معنی میں استعمال کیا جاتا تھا یعنی دین کی ساری تعلیمات چاہے دین کے کسی بھی شعبہ کے ساتھ اس کا تعلق ہواس کے مکمل علم کا نام فقہ کہلاتا تھا اورمکمل دین کی مکمل سمجھ رکھنے والے کواوراپنی زندگی میں مکمل طورپر دین کے اتباع کرنے والے آدمی کو''فقیہ'' کہا جاتا تھا۔

دینی احکام کے اقسام: قرآن وحدیث میں جواحکام امت کودیئے گئے تھےاس کی تین قسمیں ہیں:

(ا) وہ احکام جن کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے جیسا کہ اللہ تعالی کی ذات اورصفات اورتوحید(اللہ کے ایک ہونے)پرایمان لانا،اللہ کے فرشتے اس کی کتابیں اس کے تمام رسولوں پرایمان لانا،قیامت کے دن اورتقدیر چاہے بھلی ہویابری اس پرایمان لانااورہرقسم کے کفروشرک سے بچنا۔

(۲) وہ احکام جن کا تعلق بندوں کے اعمال کے ساتھ ہے، جن کو بدن کے اعضاء اور حصوں (جیسے کہ ہاتھ، پاؤں، کان، ناک، زبان وغیرہ) سے ادا کیا جاتا ہے جیسا کہ نماز، زکوۃ، روزہ، حج، جہاد، نکاح، طلاق، قسم، کفارہ اور جیسا کہ معاشرت، تجارت، سیاست، وراثت اور وصیت، دعوی کرنا قضاء، شہادت اور گناہ اور ان کے حدود اور سزائیں اسی طرح سلام کرنا، گفتگو کرنا، کھانا، پینا، سونا، اٹھنا، بیٹھنا، مہمانی، میزبانی کرنا۔

(۳) وہ احکام جن کا تعلق باطن کے اخلاق اور عادات کے ساتھ ہے یعنی ان احکام کا تعلق بندہ کے ان اعمال کے ساتھ ہے جن کو بندہ اپنے دل سے ادا کرتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت رکھنا، اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی یاد دل میں رکھنا، دنیا کے ساتھ محبت کم رکھنا، اللہ کی رضا میں راضی رہنا، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا، عبادت میں دل لگانا، دین کے کسی بھی کام کو کرنے میں اخلاص والی نیت رکھنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا، تکبر سے دور رہنا، صبر کرنا، غضب اور غصہ کی حالت میں اپنے غصہ پر مکمل قابو رکھنا۔

قرآن اور حدیث میں مذکورہ احکام کا تذکرہ: دین کے مذکورہ تینوں قسم کے احکام ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے قرآن شریف میں ان احکام کو الگ الگ اقسام میں ذکر کرنے کے بجائے ایک ہی ساتھ ملا کر پورے قرآن شریف میں بیان کر دیئے گئے، تینوں قسموں کے احکام کو ذکر کرنے کے لئے قرآن شریف کے تین حصے نہیں کئے گئے؛ اس سے واضح طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف میں تینوں قسم کے احکام کبھی موقع کے مطابق ایک ہی آیت میں ذکر کر دیئے گئے: والعصر ان الانسان لفی خسر، الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتوا صوابالحق وتوا صوابالصبر۔

یعنی زمانہ کی قسم ہے، بیشک تمام انسان (وقت کو لغو گزارنے کی وجہ سے) خسارے میں ہے، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور ایک دوسرے کو حق (یعنی دین کی باتوں پر قائم دائم رہنے) کی تاکید کرتے رہے اور آپس میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے (وہ لوگ خسارہ میں نہیں ہیں) مذکور آیت میں ''ایمان'' کا تعلق پہلی قسم کے احکام کے ساتھ، ''نیک اعمال'' کا تعلق دوسری قسم

کے احکام کے ساتھ، ''حق پر جمے رہنا'' کا تعلق تینوں قسم کے احکام کے ساتھ اور ''صبر'' کا تعلق تیسری قسم کے احکام کے ساتھ ہے۔

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث میں تینوں قسم کے احکام ایک دوسرے کے ساتھ منسلک تھے، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو ضرورت کے مطابق احکام دیئے تھے، بہت سی مرتبہ ایک حدیث میں بعض احکام کا تعلق عقائد کے ساتھ ہوتا ہے، بعض احکام کا تعلق ظاہری اعمال کے ساتھ اور بعض احکام کا تعلق اخلاق کے ساتھ ہوتا ہے۔

ذکر کردہ تینوں قسم کے احکام کو بجالانے کا نام دین ہے؛ اسی لئے مسلم شریف کی پہلی حدیث جو ''حدیث جبرئیل'' کے نام سے مشہور ہے اس میں آپ ﷺ نے تینوں قسم کے احکام کو بجالانے کا نام دین قرار دیا ہے؛ حاصل کلام یہ ہے مذکورہ تینوں قسموں کے احکام میں سے کسی ایک قسم کو بھی چھوڑ دینے کی وجہ سے دین مکمل باقی نہیں رہتا اور انہیں تینوں قسم کے احکام میں مہارت، قابلیت تکمیل حاصل کرنے کو حضور اکرم ﷺ اور صحابہؓ اور تابعین کے زمانہ میں فقہ کہا جاتا تھا۔

فقہ کی تعریف، امام ابوحنیفہؒ کی رائی :اسی لئے امام ابوحنیفہؒ (جو تابعین میں سے تھے انہوں) نے فقہ کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔

هو معرفة النفس مالها وما عليها یعنی (فقہ) ان چیزوں میں مکمل مہارت حاصل کرنے کا نام ہے جو بندہ کے لئے جائز اور ناجائز ہے۔

مذکورفقہ کی تعریف میں دین کے تینوں قسم کے احکام شامل ہو جاتے ہیں اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے عقائد کے متعلق جو کتاب لکھی تھی اس کا نام ''الفقہ الاکبر'' (بڑا فقہ) رکھا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ عقائد کے متعلق علم کو فقہ کا ایک اہم جزء سمجھتے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ علماء متقدمین کی اصطلاح میں دین کے مکمل علم کو حاصل کرنے کا نام فقہ تھا اور فقیہ ایسے آدمی کو کہا جاتا تھا جو مکمل دین میں مکمل مہارت رکھتا ہو اور اپنی زندگی میں اس کی اتباع کرتا ہو۔

فقہ کی تعریف فقیہ حسن بصریؒ کی رائی: مشہور تابعی اور فقیہ حضرت حسن بصریؒ کو کسی آدمی نے بتایا کہ فلان مسئلہ میں فقیہ لوگ آپ کے بتائے ہوئے حکم کے خلاف بیان کرتے ہیں تب حضرت حسن

بصریؒ نے فرمایا:

''کیا تم نے فقیہ کو کبھی اپنی نظروں سے دیکھا ہے؟ فقیہ تو اسے کہتے ہیں جو دنیا سے دور ہو، آخرت کا طالب ہو، اپنے دین کا گہرائی کے ساتھ علم رکھتا ہو، اپنے رب کی عبادت میں مگن ہو، مسلمانوں کی عزت کو نقصان پہونچانے سے بچتا ہو، لوگوں کے مال اور دولت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہو اور وہ مسلمانوں کا خیر خواہ ہو''۔

فقیہ کی مذکورہ تعریف سے ثابت ہوا کہ محض دین کے احکام کو جان لینے کا نام فقیہ نہیں، بلکہ فقہ کے علم کے ساتھ مکمل دین کی تابعداری بھی اپنی زندگی میں کر چکا ہو ایسے ہی لوگوں کو سلف کی اصطلاح میں فقیہ کہا جاتا تھا اور اس کے علاوہ کو چاہے دین کا مکمل علم رکھتا ہو فقیہ نہیں کہا جاتا تھا۔

احادیث میں جو فضیلتیں فقہ اور فقیہ کے متعلق ذکر کی گئی ہیں وہ اسی علماء متقدمین کی تعریف کے مطابق فقیہ اور فقہ کا علم رکھنے والے کے لئے ذکر کی گئی ہے جیسا کہ اللہ کے رسول اارشاد فرماتے ہیں:

من يريد الله به خيرا يفقهه في الدين

یعنی جس آدمی کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کا اردہ فرماتے ہیں اس کو دین کا فقہ عطا فرماتے ہیں۔

مذکور حدیث میں دین کے کسی حصہ کا جاننا اور علم کی خصوصیت ذکر نہیں کی گئی بلکہ دین کے تینوں قسم کے احکام کو جاننے کی فضیلت ذکر کر دی گئی ہے۔ موجودہ دور میں فقہ اور فقیہ کی جو اصطلاح رائج ہے محض اسی کے لئے احادیث میں فضیلتیں ذکر کی گئی ہے ایسا سمجھنا مناسب نہیں۔ فقہ اور فقیہ کی اصطلاح علماء متأخرین کی اصطلاح میں جو طے کی گئی ہیں اس کا ذکر آگے آئے گا۔

مسائل کا اضافہ: قرآن وحدیث میں ہر زمانہ میں اور ہر جگہ پر پیش آنے والے تمام مسائل کا وضاحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا ہے بل کہ احادیث میں بھی اتنے ہی مسائل کو وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس کی ضرورت نبوی دور میں تھی البتہ ایسے اصول اور بنیادی قوانین اور احکام بیان کر دیئے گئے ہیں جو قیامت تک پیدا ہونے والی ضرورتوں کے لئے رہنما بنے رہیں گے اور انہیں اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر زمانہ کے ہر قسم کے مسائل ثابت کئے جا سکیں گے۔

نبوی دور کے بعد جب اسلام کی فتح دنیا میں پھیلتی گئی بڑے بڑے ترقی یافتہ ملک اسلامی حکومت

کے تابعدار بن گئے، غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کرلیا، مسلمانوں کے سامنے کئی ایک تہذیبیں آئیں، نئی نئی چیزوں کی ایجاد ہونے لگی اور نئے نئے نظریات اور افکار نظر کے سامنے آئے تب قرآن اور حدیث کے ماہرین نے قرآن و حدیث میں ذکر شدہ اصولوں کی روشنی میں مسائل اور احکام بیان کئے اور امت کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائی، اسی طرح ہر زمانہ میں نئی نئی چیزیں وجود میں آتی گئیں اور ہر اس زمانہ کے قرآن و حدیث کے ماہرین ایسے علماء کرام نے قرآن و حدیث میں ذکر کردہ اصولوں کو بنیاد بناتے ہوئے احکام بتائے اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ویسے ویسے مسائل میں اضافہ ہوتا رہا۔

قرآن اور حدیث میں وضاحت کے ساتھ ذکر نہ کئے گئے نئے مسائل کا حکم معلوم کرنے اور مسائل کے احکام کو ثابت کرنے کے طریقہ میں بہت سی جگہوں میں فقیہ درجہ کے علماء میں اختلاف بھی ہوا، اس اختلاف کی بنیاد بھی شریعت کی بتائی ہوئی دلیلوں ہی کی وجہ سے تھا اور ایمانداری، دیانت داری کے اعتبار سے بھی اختلاف ہونا چاہئے اس لئے ہر ایک فقیہ کے لئے ضروری ہوگیا تھا کہ وہ ہر ایک حکم کی شریعت کے دائرہ میں پائے جانے والی دلیلوں کو وضاحت کے ساتھ ظاہر کرے اسی لئے دین کے تینوں قسم کے احکام اور مسائل کی دلیلیں اور اس کے متعلق بحث ومباحثہ کا اضافہ بھی قرآن وحدیث کے بتائے ہوئے بنیادی قواعد اور اصولوں کو بنیاد بنا کر ہوتا رہا اور علم دین کا قیمتی خزانہ جمع ہوتا رہا جن کو جمع کرنا متأخرین کے لئے کچھ آسان نہ تھا۔

دینی احکام کے دلائل کو جمع کرنا: اس لئے ضرورت پیدا ہوئی کہ دین کے احکام کی تمام دلیلیں اور ان کے متعلق بحثوں کو یکجا جمع کر دیا جائے تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے اس کو سیکھنا اور سکھانا آسان بنجائے، ایسی بڑی خدمت تابعین کے بعد آنے والے فقیہ قسم کے علماء نے انجام دی۔

تینوں قسم کے احکام الگ الگ موضوع کے طور پر: مذکور علماء نے سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے دینی احکام کی تینوں قسموں کو ایک دوسرے سے الگ الگ کرکے جمع کیا بعض علماء نے عقائد اور عقائد سے متعلق بحثوں کی کتابوں کی تالیف فرمائی، بعض علماء نے ظاہری اعمال اور اس کے متعلق بحثوں کو اپنی کتاب میں جمع کیا جب کہ بعض دیگر علماء نے باطنی اعمال کی بحث اور تالیف کرنے کو اپنا موضوع بنایا اور

اس کے متعلق احکام کو اپنی کتابوں میں جمع کیا اسی طرح آہستہ آہستہ زمانہ کے گزر جانے پر احکام کے تینوں قسم کے مسائل نے الگ الگ موضوع کی شکل اختیار کرلیں یعنی علم فقہ تین قسم کے علم میں تقسیم ہوگیا اور ہر ایک علم کا نام بھی الگ الگ رکھ دیا گیا: علم کلام، علم فقہ اور علم تصوف۔

دینی احکام جن کا تعلق عقائد اور اس کے متعلق بحثوں کے ساتھ تھا اس علم کو ''علم کلام'' کہا گیا، ظاہری اعمال جیسا کہ نماز، روزہ، نکاح، طلاق، تجارت، سیاست، معاشرتی احکام اور دلیلوں کا نام ''علم فقہ'' رکھ دیا گیا اور باطنی اعمال جیسا کہ تقوی، پرہیزگاری، توکل (اللہ پر اعتماد)، اخلاص، صبر، شکر اور قناعت جیسے مسائل کے ساتھ تعلق رکھنے والے علم کا نام ''علم تصوف اور علم سلوک'' رکھا گیا۔

فقہ کی نئی اصطلاحی تعریف: دینی احکام کی مذکورہ تقسیم کرنے میں علم فقہ کی دونوں قسمیں (علم کلام اور علم تصوف) الگ الگ کردی گئیں، اس لئے آگے ذکر کردہ اصطلاحی علم فقہ کے مقابل کچھ ایسی ہی قسم شمار کرسکے ایسی باتوں کو نئی اصطلاح کے مطابق علم فقہ کہا گیا۔ تابعین کے دور کے بعد کے علماء نے اب فقہ کی اصطلاحی تعریف اس طور پر کی؛ ''فقہ، ظاہری اعمال کے متعلق شریعت کے تمام احکاموں کے جاننے کا نام ہے جو شریعت کے احکام کی ادلہ تفصیلیہ سے حاصل کئے جائیں۔''

نئی اصطلاح کے مطابق فقہ کی تعریف بہت ہی مکمل ہے اور اب فقہ کا لفظ اسی اصطلاح میں استعمال کیا جاتا ہے فقہ کی نئی اصطلاحی تعریف کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے علماء کرام نے اپنی عادت کے مطابق بہت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ تفصیل بیان فرمائی ہے، کئی صفحات میں تعریفات میں استعمال شدہ الفاظ میں سے ایک ایک لفظ کی تشریح فرمائی ہے جس کی زیادہ تفصیل عربی اردو کتابوں سے پڑھی جاسکتی ہے، فی الحال مقدمہ میں اس کو نہیں لایا جاسکتا اس لئے صرف علم فقہ کی نئی اصطلاحی تعریف اور تشریح کا ماحصل یہ ہے کہ: بندہ کے جسم کے ظاہری اعضاء سے ادا کئے جانے والے تمام اعمال کے متعلق قرآن، حدیث، اجماع اور شرعی قیاس کی تفصیلی دلائل کے ذریعہ سے جاننے کا نام علم فقہ ہے کہ کونسا عمل فرض ہے، واجب ہے یا مستحب ہے یا حرام اور مکروہ تنزیہی یا تحریمی ہے؟

علم فقہ کا موضوع: علم فقہ کا موضوع انسان کے ظاہری اعمال ہے، انسان کے ظاہری اعمال کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ ان اعمال کا شریعت کے اعتبار سے کیا حکم ہے؟ فقہ کی نئی اصطلاحی تعریف کے

اعتبار سے علم فقہ کا موضوع عقائد اور اخلاق کے متعلق بحث کرنا نہیں ہے عقائد علم کلام کا اور اخلاق علم تصوف کا موضوع ہے۔ (بحر الرائق: ۱؍۷)

فقہ کا موضوع: انسان کے ظاہری اعمال اور عقائد اور اخلاق یعنی مکمل دین کے متعلق بحث کرنے کا نام علم فقہ ہے، متقدمین کے زمانہ میں اخلاق اور عقائد کو علم فقہ سے الگ نہیں کیا گیا تھا۔ مکمل شریعت کے احکام کی بجا آوری کا نام دین ہے اور شریعت کے احکام کو دلیل کے ذریعہ جاننے کا نام علم دین ہے، اسی علم دین کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں ''فقہ'' اور ''تفقہ فی الدین''، مکمل دین کی سمجھ کہا جاتا ہے۔

فقہ کی دونوں اصطلاحات کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہ کی نئی اصطلاح کے اعتبار سے فقہ مکمل دین کے علم کا نام نہیں بل کہ علم دین کے ایک تہائی حصہ کا نام ہے اور یہ ایک تہائی حصہ بھی عقائد اور تصوف کے علم کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔

تفقہ فی الدین یعنی مکمل دین کو سمجھنا فرض کفایہ ہے: قدیم اصطلاح میں مکمل علم دین کا نام فقہ ہے جسے قرآنی اصطلاح میں تفقہ فی الدین (مکمل دین کی سمجھ) کے نام سے پہچانا جاتا ہے اور اسے فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے۔ (معارف القرآن: ۴؍۴۸۹)

اللہ پاک نے قرآن پاک میں فرمایا ہے ﴿وما کان المؤمنون لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا في الدین﴾

ترجمہ: اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانو کے لئے یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ (جہاد کے لئے) سب ہی نکل پڑے؛ اس لئے ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ انکی بڑی جماعتوں میں سے ایک چھوٹی جماعت (جہاد کے لئے) نکلے تاکہ (باقی لوگ) دین کا علم حاصل کرتے رہیں۔ (سورۃ التوبہ: آیت: ۱۲۲)

اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو جو دعا (اللھم فقهه فی الدین یعنی اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما) دی تھی وہ بھی تفقہ فی الدین (مکمل دین کی سمجھ) کے لئے ہی دعا دی تھی۔

''تفقہ فی الدین'' کے لفظ میں اتنی زیادہ وسعت ہے کہ دین کی تینوں قسمیں (عقائد، اخلاق اور نئی اصطلاح کے مطابق علم فقہ) شامل ہوجاتی ہیں، تابعین کے دور تک فقہ کا لفظ مذکور وسعت والے معنی ہی میں شمار کیا جاتا تھا، بعد کے دور میں صرف پڑھنے اور پڑھانے کی سہولت کے خاطر دین کے ان تینوں

حصوں کو الگ الگ تالیف کر کے اختصار کیا گیا اور ہر ایک حصہ کا نام الگ الگ رکھ دیا گیا جس کے خاطر الگ الگ حصہ کی تعریف بھی متعین کی گئی اور فقہ کی تعریف بھی نئی اصطلاح کے مطابق کی گئی اور دین کے ایک تہائی حصہ یعنی صرف ظاہری اعمال کو فقہ کا نام دیا گیا جو موجودہ دور میں بھی رائج ہے۔

شریعت کے احکام کے دلائل: شریعت کے احکام صرف چار دلیلوں سے ثابت کئے جاتے ہیں (۱) قرآن شریف۔ (۲) حدیث شریف۔ (۳) اجماع۔ (۴) شرعی قیاس؛ شریعت کے تمام احکام ان چار دلیلوں سے ثابت کئے جاتے ہیں۔

(۱) پہلی دلیل۔ قرآن شریف: قرآن شریف عالم میں مشہور ہونے کی وجہ سے اس کی تعریف کی ضرورت نہ تھی پھر بھی علماء کرام نے قرآن جیسی واضح کتاب کی بھی تعریف بیان فرمائی ہے، قرآن شریف کی اصطلاحی تعریف اس طرح ہے:

قرآن اللہ پاک کا وہ کلام ہے جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حرف بہ حرف نازل کیا گیا، صحیفوں میں لکھا گیا، اور آپ ﷺ سے کسی بھی قسم کے شک کے بغیر ''تواتور'' کے ساتھ نقل کیا گیا۔

وحی کی دو قسمیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل کی گئی اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو قرآن شریف؛ جن کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے اتارے گئے جس کو وحی متلو (جس کی تلاوت کی جائے ایسی وحی) کہا جاتا ہے، وحی کی اس قسم کو اللہ پاک نے آج تک اس طور پر محفوظ رکھا ہے کہ ایک لفظ یا ایک نقطہ تبدیل نہیں کیا جاسکا اور نہ تبدیل کیا جاسکے گا۔

وحی کی دوسری قسم وہ ہے جس کو قرآن کے حصہ ہونے کے طور پر نازل نہیں کیا گیا بل کہ اس کے ذریعہ آپ ﷺ کو شریعت کے احکام اور تعلیم اس طور پر بتائے گئے کہ آپ ﷺ کے مبارک دل پر اس کے معانی اور موضوع اتارے جاتے تھے اور اس کے لئے الفاظ کو نازل نہیں کیا جاتا تھا ایسے معانی اور موضوع کو حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کو کبھی اپنی مبارک زبان کے ذریعہ تو کبھی عمل کے ذریعہ تو کبھی دونوں کے ذریعہ بیان فرمایا وحی کی اس قسم کا نام وحیٔ غیر متلو ہے یعنی ایسی وحی کے جس کی تلاوت نہیں کی جاتی اور وحی کی اسی قسم کو حدیث اور سنت کہا جاتا ہے۔

قرآن شریف تواتر کے ساتھ نقل کئے جانے کا مطلب: تواتر کسی خبر کو مسلسل اس طور پر نقل کرنے

کا نام ہے جب سے وہ خبر وجود میں آئی تب سے ہر زمانہ میں لوگوں کی بڑی تعداد نے کسی اختلاف کے بغیر اس طور پر نقل کی کہ تمام نقل کرنے والوں کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو؛ جو خبر اس طور پر نقل کی جائے اس خبر کو ''خبر متواتر'' کہا جاتا ہے، خبر متواتر کے ذریعہ سے ایسا ہی یقین حاصل ہوتا ہے جیسے بذات خود کسی چیز کو دیکھنے کی وجہ سے یقین حاصل ہوتا ہے جیسا کہ بہت سے لوگوں نے مکہ نہیں دیکھا مگر مکہ شریف ایک شہر ہونے کی خبر اتنے آدمیوں سے سنی کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونے کو عقل نہ مان سکے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ مکہ شہر کی خبر دینے والے سب کے سب لوگ جھوٹے ہوں اور مکہ نامی کوئی شہر نہ ہو، لہذا لوگوں کی مکہ شہر کے متعلق خبر دینے کی وجہ سے آدمی کو مکہ شہر کا علم اس طور پر حاصل ہوا جیسا کہ اس نے بذات خود مکہ دیکھا ہو، تواتر کے ذریعہ ثابت ہونے والی علم کی اس قسم کو یقین کے درجہ میں ثابت ہونے کو مذہب اسلام نے معتبر مانا ہے۔

قرآن شریف کا ایک ایک لفظ تواتر کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

(۲) دوسری دلیل۔ سنت: سنت کا لفظی معنی عادت، طریقہ اور خصلت کا ہوتا ہے اور علم فقہ کی اصطلاح میں سنت کا لفظ ایسی عبادت کے لئے استعمال ہوتا ہے جو عبادت فرض یا واجب نہ ہو۔ اور علم حدیث اور اصول فقہ کی اصطلاح میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کو سنت کہا جاتا ہے، سنت کا یہی مطلب یہاں لیا گیا ہے۔

سنت اور حدیث میں فرق یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے محض اقوال کا نام سنت ہے جب کہ آپ ﷺ کے اقوال اور افعال دونوں کا نام سنت ہے، آپ ﷺ کے اقوال بھی آپ ﷺ کے اعمال کی طرح دلیل ہے، مطلب یہ ہے کہ شریعت کے احکام کی دلیل صرف حدیث ہی نہیں ہے بل کہ سنت بھی ہے، جیسے مکمل قرآن شریف اللہ کی وحی ہے اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی دین کے متعلق احادیث بھی وحی ہے اور آپ ﷺ کے اقوال اور اخلاق بالکل وحی کے مطابق ہی ہے لہذا شریعت کے احکام کی دلیل قرآن شریف کے بعد (دوسری دلیل) اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے اور قرآن شریف ہی نے سنت کے دلیل ہونے کی بات بہت سی آیات میں ثابت کیا ہے جس میں سے صرف ایک دلیل یہاں نقل کی جاتی ہے: ﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی۔ اِنْ هُوَ اِلَّا

وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾

خلاصہ یہ ہے کہ وحی کے اعتبار سے قرآن اور سنت میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کی تابعداری واجب ہے آپ ﷺ کی اتباع دراصل اللہ کی اتباع ہے، پھربھی قرآن اور حدیث میں دو اصول کی بنیاد پر ایسا فرق ہے جس کی وجہ سے فقہ کے بہت سے احکام پر اثر پڑتا ہے:

(۱) قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں وحی ہیں جب کہ سنت کے معانی اللہ کی طرف سے ہوتے ہے اور الفاظ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں اسی لئے قرآن شریف کو بغیر وضو چھونا جائز نہیں جب کہ حدیث شریف کو بغیر وضو پکڑنا جائز ہے، اگرچہ بہتر تو یہ ہے کہ اسے بھی بغیر وضو نہ پکڑا جائے، نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے وہ فرض (نماز میں) احادیث پڑھنے کی وجہ سے ادا نہیں ہوگا۔

(۲) قرآن اور سنت میں دوسرا فرق یہ ہے کہ مکمل قرآن شریف متواتر ہونے کی وجہ سے ''قطعی الثبوت'' جو یقین کے ساتھ ہم تک پہونچا ہے، ہم کو یقین ہے کہ قرآن شریف حرف بہ حرف وہی ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں کے سامنے اللہ کا کلام فرما کر پیش فرمایا تھا، تواتر کی وجہ سے اس کے راویوں کی تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں۔

جب کہ ساری احادیث اور سنتیں ہم تک تواتر کے ساتھ نہیں پہونچی، سنت کی بعض تعلیم تواتر کے ساتھ اور بعض تعلیم بغیر تواتر کے سند کے ساتھ پہونچی ہے، جو تعلیم بغیر تواتر کے ساتھ پہونچی ہے اس کے متعلق جاننے کے لئے کہ واقعتہً وہ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم ہے سند کے ایک ایک راوی کی حالتوں کی تحقیق کرنا ضروری ہے، جس کے لئے کچھ اصول (اصول حدیث کی) کتابوں میں ذکر کئے گئے ہیں تواتر کے بغیر کی دوسری سند والی روایتیں معتبر ثابت ہو تو اس سے ایک قسم کا یقین حاصل ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے، اس قسم کا یقین ؛قرآن شریف اور حدیث متواتر کے ذریعہ سے جو یقین حاصل ہوتا ہے اس کے برابر نہیں ہوتا۔

(۳) **تیسری دلیل۔اجماع**: عربی لغت میں ''اجماع'' کے معنی متفق ہونے کے ہے، لفظی معنی کی رو سے اجماع اور اتفاق کا ایک ہی معنی ہے، لیکن شریعت کی اصطلاح میں ایک خاص قسم کے اتفاق کو

اجماع کہتے ہیں، اجماع کی تعریف اس طرح ہے: حضور ﷺ کے انتقال کے بعد کسی زمانہ کے ہر فقہ کے جاننے والے ماہر علماء کا شریعت کے کسی حکم پر متفق ہونا۔

اس قسم کے اجماع کا حکم ایسا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کی سنت کا حکم ہے؛ جو اجماع تواتر کے ساتھ نقل کیا گیا ہو وہ اجماع شریعت کے احکام ثابت کرنے کے لئے دلیل قطعی ہے۔

قرآن شریف کی بہت سی آیات اور احادیث سے اجماع ثابت ہو چکا ہے، اجماع کے اوپر عمل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنے درجہ میں قرآن وحدیث پر عمل کرنا ضروری ہے، آخرت میں جو سزا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کو ہوگی وہی سزا ان لوگوں کو بھی ہوگی جو مسلمانوں کے اجماع کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اپناتے ہیں یہاں صرف ایک آیت نقل کی جاتی ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

اس سے ثابت ہوا کہ امت کے اجماع کے خلاف کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

اجماع کی دلیل ہونے پر سینکڑوں احادیث اور آثار صحابہؓ دلالت کرتے ہیں جو عربی، اردو کتابوں اور علماء کرام کے پاس سے تفصیل کے ساتھ معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

(۴) چوتھی دلیل۔ قیاس شرعی: عربی لغت میں قیاس کا معنی برابر کا اور اندازہ لگانے کا ہے، علم فقہ کی اصطلاح میں اصل چیز میں جس علت کے خاطر حکم لگایا گیا ہے اس علت کے فرع میں پائے جانے کی وجہ سے اصل کا حکم فرع میں منتقل کرنے کو قیاس کہتے ہیں۔ کسی بھی چیز کا حکم وضاحت کے ساتھ اوپر کی تین دلیلوں میں نہ پایا جائے تو آخر چوتھی دلیل یعنی قیاس کے ذریعہ سے حکم ظاہر کیا جاتا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیاس کے ذریعہ حکم ثابت نہیں کیا جاتا حکم کو ثابت کرنے کا کام تو اللہ ہی کا ہے، اللہ پاک نے بعض احکام قرآن شریف میں اور بعض احکام سنت میں ثابت کر دیئے ہیں، مگر بعض احکام وضاحت کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے قرآن اور حدیث پر نظر ڈالنے کی وجہ سے وہ حکم سمجھ میں نہیں آتا اس لئے قیاس کے ذریعہ اللہ پاک کے ثابت کئے حکم کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

اب جب کوئی بھی نئی چیز ایجاد ہو اور اس کا حکم وضاحت کے ساتھ قرآن اور حدیث میں نہ ملے تو

اس میں غور وفکر کیا جائے اور اس میں علت اور حکمت کو دیکھا جائے اب ہمیں نئی چیز میں حکم جاری کرنا ہے تو اس میں علت دیکھیں گے ایسی ہی علت اور وجہ قرآن اور حدیث میں کسی چیز کے متعلق ذکر کی گئی ہے تو اس کا حکم نئی چیز میں جاری کردیں گے۔اسی کو شریعت کی اصطلاح میں قیاس کہتے ہیں۔

شریعت کے اعتبار سے قیاس کی شرائط کے ساتھ قیاس کرنے کا حکم اللہ پاک نے دیا ہے ﴿فاعتبروا یااولی الابصار﴾ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کا امیر بنا کر آپ ﷺ نے روانہ کرنا چاہا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو گفتگو ہوئی اس صحیح حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہے۔قیاس شرعی کی تفصیلی بحث عربی اردو کتابوں میں موجود ہے اس سے واقف ہونا چاہئے۔

آپ کی خدمت میں ''فتاوی عبدالغنیؒ'' کا قیمتی تحفہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جو حضرت مولانا مفتی عبدالغنی کاوی والا صاحب کی طرف سے دیئے گئے فتاوی کا ایک قیمتی مجموعہ ہے۔

فتاوی کا یہ مجموعہ ''ینگ وھوراویلفیر''(ماہ نامہ) کے مدیراور''مجاہد''(پندرہ روزہ)اخبار کے مؤلف حضرت مولانا یعقوب سریگت ندوی صاحب زیدمجدہ نے فتاوی کا یہ مجموعہ غیر مرتب شکل میں عطا فرمایا اور حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ کے اس علمی خزانہ کو(جو بزبان گجراتی تھا)ایک بہترین شکل میں شائع کرکے گجراتی مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کی تمنا ظاہر فرمائی ؛ اس کے بعد تاریخ :۱/۱۱/۹۶ اور ۱۸ جمادی الآخر ۱۴۱۷ھ کے دن جامعہ علوم القرآن جمبوسر کے ممبران کی ایک میٹنگ میں میٹنگ کے صدر حضرت مولانا یعقوب قاسمی صاحب دامت برکاتہم کی پیش کش اور فیصلہ کو بنیاد بناتے ہوئے ان فتاوی کی ترتیب دینے اور اس کو شائع کرنے کا فیصلہ باتفاق آراء طے کیا گیا۔

اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت مولانا مفتی اسماعیل موسی ادا سارودی صاحب زیدمجدہ(استاذ حدیث جامعہ جمبوسر) کو یہ کام سپرد کیا گیا،جنہوں نے اپنی درسی مشغولی کے ساتھ ساتھ جامعہ کے مقررہ اوقات سے خارج اوقات میں ترتیب کا کام انجام دیا، غیر مرتب فتاوی کو فقہی ترتیب دے کر ہر سوال۔ جواب کے اوپر مناسب عنوان دیا حضرت مفتی صاحبؒ کے جوابات میں صرف فقہی کتابوں کے نام کے حوالہ تھے مفتی اسماعیل صاحب نے حوالہ میں دی گئی کتابوں کے جلد اور صفحات کو تلاش کیا اور اس پر جلد نمبر اور صفحہ نمبر کا اضافہ کیا اللہ پاک ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ایسے

دوسرے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں حضرت مولانا یعقوب سریگت ندوی صاحب، مفتی اسماعیل ادا صاحب اور اس کام میں حصہ لینے والے تمام حضرات کا شکرگزار ہوں۔

اس موقع پر حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحبؒ کی سوانح حیات میں سے کچھ تعارف کے طور پر ناظرین کے لئے پیش کرتا ہوں۔

مولاناؒ ایک متوسط گھرانہ کے آدمی تھے، والد صاحب جناب احمد بھائی ایک کیسان تھے، آپؒ نے بنیادی دینی اور دنیوی تعلیم کاوی رہ کر حاصل کی۔ اس کے بعد گجرات کی مشہور درسگاہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں دین کی عالی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ بھروچ ضلع اس وقت جہالت کی اندھیریوں میں ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ایک بدعتوں میں مبتلا تھا ایسے حالات میں آپؒ کا صحیح اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ڈابھیل تشریف لے جانا حقیقت میں ایک خدائی انتخاب ہی کہا جاسکتا ہے۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا سنہرا زمانہ تھا ملک کے بڑے بڑے علمائے کرام تعلیم دے رہے تھے، آپؒ کو بھی ان تمام علماء سے استفادہ حاصل کرنے کا موقع ملا، آپؒ کی علمی قابلیت، عملی طور پر تقوی، پرہیزگاری اور دینی خدمات کی وسعت اور اخلاص جیسے جذبات پیدا کرنے میں آپ کے اساتذہ اور بزرگوں کی تعلیم اور تربیت اور برکتوں کا بڑا حصہ ہے، ایسی سعادت اور نیک بختی ہر ایک کے حصہ میں نہیں آتی اللہ تعالیٰ نے آپ کے سعادت مند ہونے کی وجہ سے ان بزرگوں کے علم اور صدقۂ جاریہ کو بہتا ہوا رکھنا مقدر فرمایا تھا۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، بابا عبدالرحمٰن امروہی، مولانا ابراہیم بلیاوی، مہاجر مدنی حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت علامہ یوسف بنوری، حضرت مولانا احمد بزرگؒ، مولانا مفتی اسماعیل بسم اللہؒ، حضرت مولانا عبدالعزیز کیمل پوریؒ اور حضرت مولانا نور محمد صاحبؒ جیسی شخصیتوں کا شمار ہوتا ہے۔

آپؒ بھی اپنے اساتذہ کا بہت اکرام واحترام فرماتے، یہاں تک کہ ان کا نام لینے میں بھی ادب کا لحاظ فرماتے۔

ڈابھیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپؒ نے دارالعلوم اشرفیہ راندیر (ضلع سورت، گجرات) کو اپنا عملی میدان بنایا ۱۹۴۴ء میں اپنی خدمت کا آغاز کیا مسلسل ۴۴ سال کی پابندی کے ساتھ خدمت انجام دیتے رہے۔

مدرسہ کے وقت کی پابندی، درس کی حاضری اور پابندی آپ کا مزید وصف تھا، وقت پر حاضر ہونا، فرض کی ادائیگی میں لگے رہنا آپ کا روزانہ کا معمول تھا، ایک مرتبہ گھر سے آتے ہوئے سیڑی پر سے پاؤں پھسل گیا اور آپ کی پیٹھ کی جانب تکلیف ہوئی جس کی وجہ سے آپ کپڑا نہیں پہن سکتے تھے تو آپ چادر اوڑھ کر آتے تھے، آپ کی وفات کے آخری دنوں میں مدرسہ کا ششماہی امتحان جاری تھا اور جس رات کو انتقال ہوا اس دن کو بھی آپؒ حاضر تھے، یہاں تک کہ وفات کی رات کو بھی مسلم شریف کے ۲۸ طلبہ میں سے چار طلبہ کے جوابات دیکھ کر سو گئے تھے۔

صبر اور تحمل بھی آپ کا عمدہ وصف تھا، وفات کے وقت حضرت مولانا اجمیریؒ نے آپ کا یہ وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''اضطرابی کیفیت ان پر طاری نہ ہوتی تھی'' آپ کی حیات ہی میں وفات پانے والے بیٹے، بیٹی کو اپنے ہاتھ سے دفن فرمایا تھا۔

گجرات کے بڑے علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا، فقہ اور حدیث کا وسیع مطالعہ اور علم رکھتے تھے، تین دہائیوں سے زیادہ آپ نے انجام دی ہوئی فتاوی کی ذمہ داری میں آپ کا یہ خصوصی وصف وضاحت کے ساتھ ظاہر ہو جاتا ہے، مختصر جامع اور مانع متعلقات سے بھرپور سوال کرنے والے کو اطمنان بخش جواب دیا کرتے تھے۔

آپ کے درس کے متعلق آپ کے شاگرد مولانا رشید اجمیری صاحب لکھتے ہیں کہ '' آپ کی حدیث کی خدمت قابل تعریف ہے، وقت سے پانچ منٹ پہلے یا وقت پر پہونچ کر سبق شروع فرماتے، غیر ضروری باتوں سے بچتے اور آپ کی اصل فکر کتاب کو سمجھانا ہوتا، تقریر بہت مختصر مگر معانی سے بھرپور مقصد ہی کے متعلق کلام فرماتے، اسی وجہ سے وقت پر آپ کا نصاب ختم ہو جاتا تھا، کبھی بھی خارج وقت میں پڑھانے کی نوبت نہیں آتی تھی، طلبہ کی توجہ متوجہ رکھنے کے لئے کبھی کوئی لطیفہ بھی بیان فرما دیتے، عبارت پڑھنے میں طلبہ سے ہونے والی غلطیوں کی خوب گرفت فرماتے۔

اپنی طرح طلبہ کو بھی وقت کی پابندی کرنے کا حکم اور تاکید فرماتے، تاخیر سے آنے والے طلبہ کو کچھ سخت الفاظ سے ڈانٹتے، کوئی طالب علم اگر سبق میں توجہ نہ دیتا تو آپ فرماتے: کیوں بورڈ پر چڑھ تا ہے؟''

حضرت مولانا شیخ الحدیث احمد رضا اجمیریؒ بھی ۱۹۴۴ء میں ہی آپ سے پانچ مہینہ بعد راندیر تشریف لائے تھے، حضرت مولانا اجمیریؒ آپ کی ایک خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ہمارے ساتھ ۴۴ سال سے زیادہ عرصہ ہوا مرحوم کا تعلق تھا، لیکن کبھی ایک دوسرے کے دل میں رنجش نہیں آئی، ورنہ بھائی بھائی میں جھگڑا ہوتا ہے، یہ مرحوم کا کمال تھا۔

حضرت مولانا رشید اجمیری صاحبؒ نے آپ کی وفات کے وقت لکھے ہوئے ایک مضمون میں اور بھی آپ کی خوبیاں ذکر فرمائی ہیں، آپ کی بیماری کا ایک قصہ بھی نقل کیا ہے کہ:

''ایک مرتبہ سورت میں دل کے علاج کے لئے داخل ہوئے تھے بلکہ داخل کیا گیا تھا جو روم آپ کو دیا گیا تھا اس میں جناتوں کا اثر تھا اس کی تعمیر ہی کچھ ایسی تھی کے شاید جناتوں ہی کے لئے تعمیر کیا گیا ہو، علاج و معالجہ کی فائل رات کو مولانا کے روم سے غائب ہو جاتی تھی؛ اتنا ہی نہیں بلکہ رات کے سکون بھرے وقت میں روم میں کسی کے چلنے کی آواز بھی آتی تھی، مولانا نے ڈاکٹر سے اس بات کی شکایت کی ڈاکٹر نے ذہنی عدم توازن پر محمول فرما کر ہنسی میں نکال دیا، مولانا نے فرمایا: میرا دماغ آپ سے زیادہ صحیح کام کر رہا ہے، آپ میرے تجربہ کو آزما کر دیکھوں! یہ فائل ابھی رکھ جاؤ، کل یہ فائل میرے پہونچائے بغیر وہاں آپ کی آفس میں ملے گی، ایسا ہی ہوا دوسرے دن ڈاکٹر صاحب اپنے ٹیبل پر فائل دیکھ کر کانپنے لگے کہ تالے میں بند روم میں فائل یہاں تک کیسے آ گئی؟ اوپر جا کر مولانا سے حقیقت حال بیان کی مولانا کے الفاظ سننے کے قابل تھے: میں نے اس لئے نہیں کہا تھا کہ میں ڈرتا ہوں، اور آپ میرا روم بدل دیں، موت کا تو ایک وقت متعین ہے، اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ہم الحمد للہ موت سے نہیں گھبراتے؛ لیکن اس لئے بتایا کہ دوسرا مریض آ کر پریشان نہ ہو جائے''۔

ہفتہ میں ایک دو دن (جمعرات یا جمعہ) عصر بعد قبرستان جانے کی آپ کی عادت تھی، ایسی ہی ایک جمعرات، تاریخ ۲۹/۱۰/۸۷ کے روز بھی آپ قبرستان تشریف لے گئے اور اسی رات کو آپ کی

وفات ہوئی۔

تہجد کے پابند تھے اور سنت کے مطابق وتر بھی تہجد کے ساتھ پڑھتے تھے مگر وفات کی رات وتر کی نماز عشا کے بعد ہی پڑھ لی تھی، روزانہ کے معمول کے مطابق مکان کے بالائی حصہ میں چہل قدمی فرما کر سو گئے تھے، تقریباً چار بجے استنجاء کے لئے اٹھے اور پھر سو گئے، پس... ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عصر بعد قبرستان جانے کی آپ کی عادت اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہوگئی اور جمعہ کے دن عصر کے بعد آپ کو راندیر کے گور غریباں قبرستان میں دفن کیا گیا، آپ کے قریب کے ساتھی اور دوست حضرت مولانا رضا اجمیری صاحبؒ نے آپ کی جنازہ کی نماز پڑھائی اور ایک بڑی جماعت نے جنازہ کی نماز پڑھی اور دعاء مغفرت کی۔

(حضرت مولانا مفتی) احمد یعقوب دیولوی (دامت برکاتہم)۔

وفات کے وقت مختلف اخبار میں شائع کئے گئے تعزیتی مضامین بھی لکھتے ہیں، جس سے آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے، نیز گجرات کے مسلمانوں میں آپکے مقام اور آپ کی خدمات کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

رہنما کی رخصت، روشنی کمزور

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کی وفات۔ اِنَّاللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

نہ صرف (ماہ نامہ) ''دھوراویلفیر'' کے قارئین بل کہ وسیع گجراتی مسلمان یہ پڑھ کر صدمہ محسوس کریں گے کہ جنوبی گجرات کے بہت ہی زیادہ حلیم اور عالم، دین کے خاموش خدمت گزار، اسلامی فقہ کے بڑے بھاری ماہر ایسے مولانا عبدالغنی کاوی والا صاحبؒ انتقال فرما گئے اِنَّاللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

بھروچ ضلع میں نرمدا سے شمال میں دور (خلیج کنبھات کے) کنارہ پر واقع ''کاوی'' ایک بہت بڑا اور تاریخی قصبہ ہے، جہاں آج سے کچھ ۶۸ سال پہلے حضرت مولانا عبدالغنی صاحب کی پیدائش ہوئی تھی اس طور پر آپ ایک غیر سورتی سنی وہورا تھے، البتہ زندگی کا بڑا حصہ آپ نے ڈابھیل، راندیر میں رہ کر

سورتی سنی وھورا مسلم کی بے نمونہ خدمات میں گزار دیا تھا۔جس سے آپ میں بھروچ کی سادگی ، بے خوفی ، بے باکی کے ساتھ ساتھ سورتیوں کی سہولت ،سخاوت ، خیرخواہی جیسے اوصاف آپ میں نظر پڑتے ۔

آج سے آدھی صدی پہلے جب ہمارے اطراف میں آج کی طرح نہ دینی تعلیم کا چرچا تھا ، نہ دینی درسگاہوں کا انتظام تھا اس میں بھی بھروچ ضلع کا بڑا حصہ بدعات اور خرافات کی گود میں بیٹھا ہوا تھا، ٹھیک ایسے وقت حضرت مولانا عبدالغنی کاوی صاحبؒ نے نابالغ ہونے کی عمر میں طلب علم کا نیک ارادہ کر کے ڈابھیل کی طرف رخ کیا اور ابتداء سے لیکر اخیر تک وہاں رہ کر تنہائی اور احتیاط کے ساتھ دینی تعلیم لے کر فراغت حاصل کی ؛علمی عالم میں ڈابھیل اس وقت مرکز العلماء اور تعلیم کا مرکز بن چکا تھا اسی لئے اسلامی عالم کے بڑے اکابر حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ،مہاجر مدنی حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اور محدث کبیر علامہ یوسف بنوریؒ جیسے رونق افروز تھے اور ان کا فیض جاری وساری تھا۔

مولانا عبدالغنی صاحب نے زمانہ کے بڑے علماء کے پاس تعلیم حاصل کی اور ’’خیر کم من تعلم القرآن و علمه‘‘ کے فرمان کے مطابق آپ نے سیکھنے اور سکھانے کا مشغلہ اختیار کیا۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مولانا عبدالغنی صاحب نے دارالعلوم اشرفیہ راندیر میں خدمت انجام دینا شروع فرمایا جو ایک قدیم لیکن چھوٹی سی درسگاہ تھی البتہ مولانا صاحب اور آپ جیسے دوسرے بزرگوں نے اپنی تعلیمی خدمت کا مرکز بنا کر اس درسگاہ کو گجرات کی بڑی درسگاہ بنانے میں بڑا حصہ لیا۔

پانچ دس سال نہیں مسلسل اور مکمل چوالیس سال یعنی زندگی کے آخری سانس تک مولانا عبدالغنی صاحب نے دارالعلوم اشرفیہ کے اسٹیج سے جو علم دین کی خدمت انجام دی ہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے، اس کے ساتھ ساتھ مولانا کی تنہائی، حلم اور بردباری کی شاہد ہے، مولانا اگر چاہتے تو آپ کو دیگر درسگاہوں سے بڑی تنخواہیں مل سکتی تھی ، دوسری درسگاہوں میں آپ کو شیخ الحدیث اور مہتمم کے منصب پر فائز کرنے کے لئے کئی ادارے فخر حاصل کرنے کے لئے منتظر تھے لیکن قابل مبارک باد ہے آپ کی سادگی ، اخلاص اور نیک دلی ! آپ میں نہ دینداری کا تکبر تھا اور نہ دنیاداری سے دور رہنے کا دعوی۔ نہ منصب کی لالچ اور نہ شہرت کی تمنا۔

ابوداؤدشریف، مشکوۃ شریف جیسی بڑی کتابوں کی تدریس فرمائی جو بہت زیادہ محنت اوراحتیاط کا کام ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ نے دارالعلوم اشرفیہ میں بیٹھ کر پوری تین دہائیوں تک زیادہ تر وقت جوافتاء کی عمدہ اورغیر معمولی خدمت انجام دی ہےاس کی جتنی قدر کی جائے کم کہلائے گی۔

اس دور میں گجرات کے چند ماہر علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ کا مطالعہ وسیع اورعلم حاصل کرنے کا جزبہ تھااوراسلامی فقہ کا گہراعلم رکھتے تھےاسی لئے آپ کے فتاوی مختصراور جامع ہوتے تھے۔

''وھوراویلفیر'' ماہ نامہ کے قارئین اورمحبین کی طرف سے فتاوی کا حصہ شائع کرنے کا اصرار ہوا تب مذکور درخواست کے لئے ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بہت تواضع کے ساتھ قبول کیا، فتاوی کا ایک بہت بڑا مجموعہ کسی بھی قسم کی اجرت، رویلٹی، تعریف کی امید کے بغیر فوراایڈیٹر کے حوالے کردیااورایڈیٹر کے بچپن کے معروف ایسے مولانا مفتی عبدالغنی صاحب نے فرمایا کہ'' آپ یہ لے جایئے، مجھے آپ پر پورااعتماد ہے کہ آپ خیانت نہیں کریں گے۔''اوراس کے بعد جب جب بھی ملاقات ہوتی ''وھوراویلفیر'' (ماہ نامہ) میں دیئے جانے والے مضامین کوسراہتے اور ہمت دیتے اور فرماتے کہ''مولانا! ماشاءاللہ آپ کاانتخاب بہت عمدہ ہے''

فرائض وسنن کے پابند، نماز میں ہمیشہ صف اول میں دیکھائی دیتے اورکبھی تکبیرتحریمہ فوت نہ ہوتی، وتر ہمیشہ تہجد کے بعدادا کرتے تھے، مگرشاید تاریخ ۲۹/۱۰/۸۷ کی رات اس فرشتہ صفت عالم کواپنی رحلت کا احساس ہو چکا ہوگا اس لئے جمعرات کی عشاء کی نماز کے بعد کتنے عالم دوستوں کے ساتھ علمی بحث ومباحثہ کیا، معمول کے مطابق گھر کے بالائی حصہ پرچہل قدمی فرما کرآرام فرمانے چلے گئے اورفجر سے پہلے گھروالوں کومعلوم ہوا کے آپ ہمیشہ کے لئے نندہی میں سو گئے۔

اکثرعصر کے بعدزیارت قبور کے نیک ارادہ سے قبرستان تشریف لے جاتے تھے آپ کے اس معمول میں خلاواقع ہو یہ بھی اللہ کومنظور نہ ہوگا اسی لئے جمعہ کے دن ۳۰/۱۰/۸۷ کی عصر کے بعدغور غریباں میں سپردخاک ہوئے جہاں راندیراورراندیر کے باہر کے بزرگوں اورعلماءآرام فرماتے ہیں۔

آپ کے سفراورحضر کے ساتھی، مخلص دوست حضرت شیخ الحدیث شیخ اجمیری صاحب نے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی، جس میں سورت، بلساڑاوربھروچ ضلع کے دوردراز علاقوں سےعلماءاورذمہ داراور

نیک دل مسلمانوں اور آپ کے شاگردوں کی بڑی تعداد نے شرکت فرمائی تھی۔

آپ کی وفات سے مسلم گجراتی معاشرہ کو، علمی دنیا کو آسانی کے ساتھ پورنہ کرسکیں ایسا بڑا نقصان ہوا ہے، اس کے ساتھ ساتھ آپ کی وفات سے دارالعلوم اشرفیہ کی آدھی صدی تاریخ کی سادگی بھری خدمات کی تاریخ ختم ہوتی ہے اس طور پر ایک رہنماء کی وفات سے روشنی کمزور پڑگئی ہے۔ اللھم اغفرله وارحمه وسكنه فى الجنة

اللہ تعالیٰ قوم کو آپ کا نعم البدل عطافرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطافرمائے۔ آمین۔ (وھوراویلفیر ماہ نامہ، سورت، نومبر، ۱۹۸۷ء)

یادرفتگاں

آہ ! حضرت مفتی عبدالغنی صاحبؒ

اصل عالم خیز بستی کاوی ضلع بھروچ (صوبہ: گجرات) کے مواطن، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کے عالم فاضل اور دارالعلوم اشرفیہ راندیر کے قدیم ترین استاذ الحدیث اور مفتی حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحبؒ کا ۳۰/اکتوبر/۱۹۸۷ بروز جمعہ رات کے وقت ان کے نئے مکان میں انتقال ہوگیا ہے، اِنَّاللّٰہ وانااليه راجعون۔

مرحوم کا جنازہ عصر کی نماز کے بعد موصوف کے مکان سے اٹھایا گیا تھا اور بالا پیر اسٹریٹ کے ناناواڈی صاحب کے ٹاؤن ہال کے میدان میں جنازہ کی نماز گجرات کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب نے پڑھائی تھی۔

تقدیر کا کرشمہ تو دیکھو کہ جس قبرستان میں ایک دن پہلے عصر کے بعد دعا کے لئے گئے تھے اسی قبرستان میں دوسرے ہی دن عصر کے بعد ان کی میت جارہی تھی اور غروب آفتاب کے ساتھ علم کا یہ ستارہ قبرستان کی زمین میں ہمیشہ کے لیئے غروب ہوگیا۔

جنازہ میں گجرات کے کئی دارالعلوم، جامعات اور مدارس کے مہتمم حضرات، مفتیان کرام، اساتذہ، ائمہ، جمیعت علماء صوبہ گجرات کے ذمہ دار، طلبہ، بھروچ۔ سورت اور بلساڑ ضلع کے خواص وعوام کی بڑی بھاری مقدار نے حاضری دی۔

امیر شریعت حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحب نے مرحوم کے ساتھ خاص تعلق ہونے کی وجہ سے قبرستان تک آنے کی زحمت گوارا فرمائی تھی، جب کہ دارالعلوم اشرفیہ کے بزرگ مہتمم حضرت مولانا احمد اشرف صاحب جنازہ کی نماز میں خاص طور پر حاضر رہے تھے۔

مرحوم مفتی عبدالغنی صاحبؒ کا شمار گجرات کے نامی گرامی مفتیان کرام میں ہوتا تھا دارالعلوم اشرفیہ میں مسلسل ۴۳ سال تک وقت کی پابندی کے ساتھ خدمت بجاتے ہوئے نیچے سے اوپر تک پہونچے تھے اسی لئے کئی فنون پر آپ کو قابو حاصل تھا، درجات علیاء میں مسلم شریف اور مشکوۃ شریف وغیرہ پڑھاتے تھے، بقیہ اوقات فتاوی کے جواب دینے میں گزارتے تھے، صبح وشام چہل قدمی کرنے کی عادت تھی۔

ماہ نامہ ’’حیات‘‘ سے متأثر اور حیات کے ایڈیٹر کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے مجلس تحفظ اسلام، رؤیت ہلال کمیٹی، شرعی پنچایت اور امارت شرعیہ جیسے خاص اداروں سے منسلک تھے، ضرورت کے مطابق بولتے، اختلاط سے دور رہنے کو پسند فرماتے اور شہرت سے بالاتر رہتے، مختصر یہ کہ اللہ نے مرحوم کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ خاص کر کے دارالعلوم اشرفیہ کو مفتی صاحب کی کمی برسوں تک قدم بہ قدم محسوس ہوگی۔ (ماہ نامہ ’’حیات‘‘، سورت، نومبر ۱۹۸۷ء)

مفتی عبدالغنی صاحبؒ کو دارالعلوم اشرفیہ کی طرف سے خراج عقیدت

دارالعلوم اشرفیہ کے تجربہ کار استاذ اور مفتی حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحبؒ کے اچانک سانحۂ وفات سے دارالعلوم کے منتظمین، اساتذہ اور طلبہ کے درمیان غم کے بادل چھا گئے دارالعلوم اشرفیہ کے درودیوار بھی غمگین ہوگئے دارالعلوم میں جاری امتحان ششماہی کے پروگرام کو مختصر کرتے ہوئے ۱۰:۳۰ بجے مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک تعزیتی اجلاس منعقد کیا گیا تھا، بزرگ مہتمم حضرت مولانا احمد اشرف صاحب نے اپنی بیماری اور مجبوری کے باوجود اجلاس میں حاضر رہ کر صدارت کا منصب نبھایا تھا۔

تلاوت قرآن پاک کے بعد قاری عبدالرشید اجمیری صاحب نے فوری طور پر تیار کردہ ایک تعزیتی نظم پڑھکر مفتی صاحب مرحوم کو خراج عقیدت پیش کی تھی۔

اس کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب نے اپنے درد اور غم بھرے الفاظ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہمارے ۴۳ سالہ لمبے زمانے کے درمیان مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کسی بھی وقت ہمارے درمیان میں کوئی رنجش ہوئی ہو، مفتی صاحب کی وفات رنجیدہ کن ہونے کے ساتھ ساتھ قابل رشک ہے، مرحوم کی زندگی میں سے ہم موصوف کے حلم اور بردباری اور بلند اخلاق کو اگر اپنے اندر پیدا کریں تو ہماری زندگی بھی قابل تقلید بن جائے گی۔ اخیر میں شیخ اجمیری صاحب نے دعا فرمائی تھی۔ تعزیتی اجلاس کا انتظام قاری رشید اجمیری صاحب نے کیا تھا۔ (ماہ نامہ حیات، سورت، نومبر، ۱۹۸۷)

موت العالم موت العالم

الٰہی یہ غضب کیسا ؟ انہونی ہونی بن گئی ،
کہاں گئے (مفتی صاحب) بیچ میں ہم کو چھوڑ کر
لکھوں تو کیا لکھوں؟ دوکھ بھی نہیں بیان کرنے جیسا
جینا چاہئے تھا کم از کم ایک دہائی جتنا!

ہر جان مرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا موت سے کسی کو بھی رستگاری نہیں۔ کل نفس ذائقۃ الموت: ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ (قرآن)

حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ والوں کی قبروں کے پاس سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا آپ نے ایک قبر کی طرف چہرا کر کے فرمایا: السلام علیکم یااھل القبور ....اے قبر والو! تم پر سلامتی نازل ہو، خدا تمہاری اور ہماری مغفرت کرے، تم ہم سے آگے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آئیں گے۔ (ترمذی شریف)

آیت اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا پل بھر رہنے کی جگہ ہے یہاں جو بھی آئے گا وہ مرنے کے لئے آئے گا۔ ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ یہاں کی موسم بہار پر اعتماد ہے نہ موسم خزاں پر۔ یہاں کے عالی شان محل اور عیش و آرام کو دوام ہے نہ تو مال دولت کو۔ کل من علیھا فان

پھر بھی کسی چیز یا شخصیت کا الگ ہو جانا اتنا دشوار ہوتا ہے جو زندگی بھر یا لمبے زمانہ تک یاد رہتا ہے، جس کی تلافی کبھی نہیں ہو پاتی یا بہت دیر سے ہو پاتی ہے جس کی جودائی سے ہر ایک آنکھ اشک

بہانے لگتی ہے، درودیوار ماتم کرنے لگتے ہیں۔

ایسی بابرکت اور رشق بھری وفاتوں میں حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب کاویؒ کی وفات کو بھی شامل کیا جائے، آپ نے ۳۰ را کتوبر ر۱۹۸۷ء جمعہ کے دن تہجد کے وقت اپنی روح، روح پرور کے حوالے کردی۔اِنَّاللّٰہ واناالیہ راجعون۔

قریب کے حلقوں سے ملی ہوئی تفصیل کے مطابق حضرت مفتی صاحبؒ وتر کی نماز ہمیشہ رات گزرے تہجد کی نماز کے ساتھ ادافرماتے تھے،مگر وفات کی رات اپنے معمول کے خلاف وتر کی نماز عشاء کی نماز کے بعد فوراہی ادا کرلی تھی، روزانہ کے معمول کے مطابق گھر کے بالائی حصہ پر چہل قدمی بھی فرمالی اس کے بعد سو گئے، رات تقریبا چار بجے استنجا کے لئے اٹھے اور پھر نیند ہی میں ہمیشہ کے لئے سو گئے،اللہ کو پیارے ہو گئے۔اِنَّاللّٰہ واناالیہ راجعون۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے پورملال انتقال کی خبر ہواؤں کی لہروں میں پورے گجرت میں پھیل گئی۔عربی مدارس اور مکاتب کے علماء کرام،طلبہ اور مسلمانوں کے بڑے بڑے ذمہ داراور عام لوگوں کا موجیں مارتا ہوا سمندر پہونچ چکا۳۰ را کتوبر ر۱۹۸۷ بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد مولانا مرحوم کے گھر کے صحن کے پاس آپ کے جنازہ کو کندھا دینے کے لئے ایک بڑی جمہور پر عجیب کیفیت طاری تھی عجیب وغریب روح پرور منظر تھا۔مولانا مرحوم کے جنازہ میں ہر آدمی خاموش، آنکھوں میں محبت اورعقیدت کے آنسوں بہاتا ہوا نظر آیا۔ اس عالم باعمل کا جنازہ چلا..... چلا.....جس کو جنازہ کو کندھا لگانے کا موقع ملااس نے اپنے آپ کو سعید اور خوش نصیب سمجھا،تقریبا چار ہزار لوگوں نے اپنے محبوب اور پیارے عالم کے جنازہ کو نماز کے لئے زمین پر رکھااس خوش نصیب میت کی نماز مرحوم کے قریبی دوست سفر اور حضر کے ساتھی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب(دامت برکاتہم)نے پڑھائی۔بستر زدہ اور فالج میں مبتلا بزرگ عالم مولانا احمد اشرف راندیری صاحب چیرویل میں بیٹھ کر اپنے ادارہ کے اس پرانے مدرس اور مفتی صاحب کا احسان ادا کرنے جنازہ کی نماز میں شریک ہونے تشریف لائے تھے اخرکار جنازہ اپنی اخیری منزل راندیر کے''غورغریباں قبرستان''میں آکرٹھہرا،مرحوم کے سرہانہ کی جانب قبر میں مفتی صاحب کے سمدھی اور بچپن کے دوست بزرگ عالم حضرت مولانا علی

یوسف صاحب کا وی اترے۔ مرحوم کو اپنے پرانے ساتھیوں کی بغل میں دفن کردیا گیا۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا،

نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا،

الٰہی! اس کی تربت خلدزار نور ہو جاوے،

نسیم شہر خموشاں شمیم حور ہو جاوے۔ آمین۔

مرحوم مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کو اٹھانے والے بہت سے لوگوں کو شاید اتنی ہی خبر ہوگی کہ آپ ایک عالم دین اور ایک مفتی تھے۔ مگر نہیں۔۔۔ آپ ایک ماہر عالم اور مشہور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ نماز، روزہ کے سخت پابند تھے۔ تہجد گزار، بزرگوں کی یادگار، صبر وشکر کے پیکر، غیرت مند، بارعب، خوش مزاج، حلیم، باعزت، اور اصول کے پابند تھے، اور خدا جانے آپ کیا کیا تھے؟

مرحوم ومغفور مفتی صاحب نے چوالیس سال تک دارالعلوم اشرفیہ میں مسلسل خدمت انجام دی ہے، اپنے تعلیمی اور تدریسی زمانہ میں وقت اور اصول کے بڑے سخت پابند رہے ہیں۔

مرحوم مفتی صاحب نے جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل کے وہ بابرکت اور روحانی اور نورانی زمانہ کو دیکھا ہے بلکہ حقیقی معنی میں پایا ہے، جب دارالعلوم دیوبند کے بڑے بڑے علماء کرام یعنی مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ/مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ/مولانا یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں نے جامعہ ڈابھیل کو گجرات کا ''دوسرا دارالعلوم دیوبند'' بنادیا تھا۔

ایسی گوناگوں خوبیوں کے مالک حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ کو ہم نے دفن کردیا اور ہم بھی ایک دن دفن ہو جائیں گے مگر رنج اور بڑا رنج ہوتا ہے اس آدمی کی وفات سے جو اپنے لئے نہیں جیتا تھا بل کہ دین کے لئے جیتا تھا، ایسی شخصیت کی وفات سے دل کو ناقابل برداشت رنج ہوتا ہے، ایسے رنجیدہ حالات میں صرف ایک اور ایک ہی راستہ ہے کہ ہم مرحوم کی زندگی کو اپنائیں اور ان کی تعلیمات کو شائع کریں ان کی ورثہ کی حفاظت کریں اور انہوں نے جس مشن کے پیچھے اپنی زندگی ختم کردی اس مشن کو حفاظت کے ساتھ آگے بڑھائیں۔

مرحوم ومغفور مفتی صاحب فدائے ملت کی افتتاحی مجلس میں حاضر رہے تھے مولانا کی دعائیں،

ہمدردی، نیک تمنائیں، اچھی امیدیں، ''فدائے ملت'' کے ساتھ رہی ہے، مولانا اس کو خوب پسند فرماتے اور اپنے قیمتی مشوروں سے ہمیں نوازتے رہے آپ بھروچ جمعیت کی کارکردگی سے بھی بہت متأثر تھے۔

مرحوم مفتی صاحب میرے (فدائے ملت کے ایڈیٹر کے) بہت قریب کے رشتہ دار تھے اور ملاقات پر بہت زیادہ محبت اور شفقت بھرا سلوک فرماتے اور خوب دعاؤں سے نوازتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی نیک توفیق عطا فرمائے۔ آمین مرحوم کے احسانات کا حقیقی بدلہ یہی ہے کہ ہم ان کے حق میں دعا اور ایصال ثواب کریں۔ (فدائے ملت۔ ۱/۱۲/۸۷۔ ایڈیٹر۔ مفتی احمد دیولوی)

مفتی دارالعلوم اشرفیہ

حضرت مولانا مفتی عبدالغنی کاوی والا صاحبؒ کا انتقال پر ملال

باغ اشرف سے ازل نے پھول توڑ کر
کیسے ویرانوں میں اس کو چھوڑ آیا ہے۔
جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں،
کہیں سے آپ لے آویں بقاءِ دوام ساقی!

اس تابناک عالم میں چاند کی چاندنی اور عالم کی اندھیریوں کے سامنے تیز چمکتی ہوئی شعاؤں کے مانند علماء کرام آگ کے لئے پانی اور اندھیریوں کے لئے روشنی بن کر منزل مقصود سے بے خبر عالم کو صحیح رہنمائی فرماتے ہیں۔ وہ ہدایت کے چمکتے چراغ ہیں، جن کی روشنی سماء عالم پر تاریک راتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے منزل مقصود کی راہ پر ہمیشہ بہتی رہتی ہے، زمانہ کی گندگی اور کیچڑ اور انسانیت کے فاسد اعمال اور فاسد فضاء میں نیکیوں کے چمن کی خوشبو پھیلانے والے علماء موسم بہار کے مہکتے پھول ہیں؛ اسی لئے ایک عالم کا دنیا سے چلا جانا دنیا کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان ہے، حدیث کے فرمان ''موت العالم موت العالَم'' کے مطابق ایک ہدایت کے چمکتے روشن ستارے کی طرح مولانا مفتی عبدالغنی صاحبؒ کا انتقال ہمارے لئے بہت بڑا اخلاء پیدا کر چکا ہے، جو عالم دنیا سے رخصت ہوتا ہے وہ اپنی جگہ خالی

چھوڑ کر جاتا ہے، اسی لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ جو عالم بھی موجود ہے ان کو غنیمت سمجھ کر ان سے استفادہ کرتے رہیں۔

قطب الارشاد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کا مقولہ ہے کہ ''لوگ جانے والوں کی خوبیاں پیچھے والوں میں ڈھونڈھتے ہیں، یہ کیسے ہوسکتا ہیں! جو ہے اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے، ورنہ وہ بھی نہیں رہیں گے''۔

مرحوم مولانا عبدالغنی صاحبؒ کے والد احمد حسن ایک سیدھے سادے کیسان تھے، ابتدائی ضروری تعلیم اپنے وطن کاوی تحصیل جمبوسر (ضلع بھروچ، گجرات) میں حاصل کی اس زمانہ میں جب کہ بھروچ ضلع کے لوگ جہالت اور جہالت کی اندھیریوں میں پھنسے ہوئے تھے آپ اس زمانہ کے مشہور اور تاریخی مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں زیادہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہوئے۔

اپنی ذاتی سمجھ، محنت اور روشن ذکاوت کی وجہ سے ہمیشہ مدرسہ میں مقدم رہے، اپنی سعادت کی وجہ سے انہوں نے وقت کے بڑے امام کے مانند حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ/ مولانا بدر عالم میرٹھی صاحبؒ/ مولانا یوسف بنوری صاحبؒ/ مفتی گجرات حضرت مولانا اسماعیل بسم اللہ صاحبؒ اور مفسر عظیم حضرت مولانا بابا عبدالرحمٰن امروہی صاحبؒ جیسے اساتذۂ کرام سے اپنے علم کی تکمیل کی، مرحوم ہمیشہ اپنے اساتذہ کا ادب، اکرام، احترام کا خیال رکھتے۔ سفر میں ہو یا حضر میں اپنے اساتذہ کا تذکرہ بڑے ادب اور احترام سے فرماتے، اساتذہ کے ادب واحترام کی برکت اور اپنی ذاتی محنت کی وجہ سے دارالعلوم کے مفتی اور شیخ الحدیث کے بعد دوسرے نمبر کے استاد حدیث کی حیثیت سے رونق افروز ہوئے، آپ کے فتوی اپنے ایک مخصوص انداز میں بہت واضح ہوتے جس سے فتوی پوچھنے والے کو بڑا فائدہ ہوتا، فتوی میں اپنی رائی پر قائم رہ کر حق بات بتانے میں بے خوف رہتے! مرحوم مزاج کے اعتبار سے نرم، معاملات کے اعتبار سے مخلص، خلوت پسند، زیادہ تر خاموش اور اپنے وظائف میں مشغول رہتے، تہجد کے پابند، لوگوں کے اختلاط سے دور رہ کر ہمیشہ اپنے کاموں میں لگے رہتے، بہت واضح اور صاف زبان میں طلبہ کو تعلیم دیتے، خود بھی علم میں آگے بڑھ کر طلبہ کو بھی مطمئن فرماتے، ان کا درس بڑا جامع اور مانع ہوتا، طلبہ پر آپ کا رعب غالب رہتا اور طلبہ آپ کو عزت کی نظر سے دیکھتے۔

مرحوم میں الجھنوں کو حل کرنے کی خداداد صلاحیت ہونے کی وجہ سے دارالعلوم کے مہتمم مولانا احمداشرف راندیری صاحبؒ کسی بھی الجھن کے موقع پر فیصل بناتے۔ مہتمم صاحب نے مرحوم کو ناظم تعلیمات اور ناظم امتحانات مقرر فرمایا تھا مہتمم صاحب کو مرحوم پر بیحد اعتماد تھا اسی لئے آپ کو سپرد کئے گئے کاموں کی کبھی باز پرس نہ فرماتے اور بیماری کی وجہ سے بستر پر ہونے کے باوجود چیرویل پر آپ کی جنازہ کی نماز میں شرکت فرمائی۔

کسی بھی قسم کے اختلاف میں حصہ لئے بغیر خاموشی کے ساتھ آخری سانس تک مسلسل ۴۵ سال مدرسہ کی خدمت انجام دی، یہاں تک کے وفات کی رات کو بھی ششماہی امتحان کے پرچوں کی جانچ کی، موت ہی نے اس خدمت سے ان کو آزاد کیا۔

مرحوم کو راندیر کے مشہور بزرگوں: مرحوم مولانا محمد سعید صاحب راندیریؒ/مولانا احمداللہ صاحبؒ /حضرت مولانا شیخ اجمیری صاحب/مفتی گجرات مولانا عبدالرحیم لاجپوری صاحب (دامت برکاتہم) کے ساتھ بہت زیادہ تعلق تھا، مرحوم ان کی بار بار ملاقات لیتے اور حضرت مولانا شیخ اجمیری صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ آپ کے بہت اسفار ہوتے، میرے ساتھ بھی مرحوم کا بہت اچھا تعلق تھا، مجھے بھی آپ کے ساتھ سفر کرنے کا موقع ملا ہے، آپ ہمیشہ مسکراتے رہتے اور اپنے ظرائف بھرے لطائف اور ملفوظات سے متأثر فرماتے، راندیر میں کسی بھی جگہ پر ملاقات ہوتی تو ضرور کھڑے رہ کر، خبر حالت پوچھ کر رخصت ہوتے اور اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہتے، اور بعض مرتبہ تو صرف ملاقات ہی کی غرض سے آجاتے اس سے آپ کے بلند اخلاق ثابت ہوتے ہیں۔

ان کی وفات سے ہمیں اور علمی دنیا والوں کو رنج ہوا ہے اور ایک سچے رہبر اور مربی کو ہم کھو بیٹھے ہیں، مرحوم کی محبوبیت ان کی نماز جنازہ میں بڑی کثرت کے ساتھ حاضر رہنے والے لوگوں سے ثابت ہوتی ہے کہ کتنے لوگ آپ کے محبّ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی علمی خدمات کو قبول کرلیا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے اسی لئے جمعہ کی مبارک رات میں تہجد کے وقت کسی کی محتاجگی کے بغیر اللہ کو پیارے ہوگئے، انالله وانااليه راجعون۔

مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ عورت، دولڑکے، دولڑکیاں اور اپنے کئی ایک روحانی شاگردوں کو غم کی

حالت میں چھوڑا ہے۔انشاء اللہ آپ کے شاگرداورآپ کے رہنما فتاوی آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہوں گے۔وہی آپ کی حقیقی کامیابی ہے۔

دعاہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطافرمائے اورآپ کے خاندان والوں کوصبرجمیل عطافرمائے اوراشرفی خاندان کونعم البدل عطافرمائے۔آمین!

چاہنے والے تیرے، جاننے والے تیرے،
اب کہاں جائے علاجِ غمِ دوراں کے لئے
جوتھےاربابِ معنی وہ اٹھے جاتے ہیں،
بدنصیبی ہے یہ اس دور کے مسلماں کے لئے۔

فدائے ملت،۱/۱۲/۸۷

(حضرت) مولاناعلی صاحب خانپوری (رحمۃ اللہ علیہ)
استاذ حدیث جامعہ حسینیہ راندیر (ضلع سورت، گجرات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آہ! حضرت مولانامفتی عبدالغنی کاوی صاحبؒ

کس صبح کے مشتاق کاماتم ہے ''فانی''!
روتی ہے گلے مل کے سحر شمع سحر سے''!

۳۰/اکتوبرر۱۹۸۷، بروز: جمعہ صبح سویرے حضرت مولانامفتی عبدالغنی صاحب کاوی والاؒ ۶۵، سال کی عمر میں عالم فانی کوچھوڑکرعالم جاویدانی کی طرف رحلت فرماگئے؛انااللہ وانا الیہ راجعون

''موت العالم موت العالَم: ایک عالم کی موت تمام عالَم کی موت کے برابر ہے'' ان عربی الفاظ کاصحیح احساس مولاناؒ کے پورملال انتقال نے ہرآدمی کے دل میں پیدافرمادیاہے۔

مولانا کی وفات ایک آدمی، ایک گاؤں، ایک شہر یاایک خاندان کاصدمہ نہیں بل کہ پورے صوبۂ گجرات کاصدمہ ہے مزید یہ کہ مولانا کاپورملال انتقال دارالعلوم بھروچ۔کنتھاریہ کے لئے توایک شخصی رنج آمیز حقیقت ہے، کیوں کہ مولانا کادارالعلوم کے ساتھ غیرمعمولی محبت اورشفقت کاتعلق

ہونے کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے نائب مہتمم حضرت مولانا علی بھائی یوسف صاحب کاوی کے ساتھ سمدھی ہونے کا جسمانی رشتہ بھی تھا اور آپ مولانا کے رفیق درس اور دوست بھی تھے۔

مولانا مرحومؒ ایک بلند درجہ کے عالم دین اور فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ نماز، روزہ تہجد کے بہت زیادہ پابند تھے، مزاج میں نرمی، حلم وبردباری تھی۔

حاصل کلام یہ کہ مولانا کی ذات بہت عمدہ اسلامی تہذیب اور اخلاق سے مزین ایک شخصیت تھے:

خدا بخشے، بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں!

مرحوم مفتی صاحب نے مسلسل ۴۴، سال تک دارالعلوم اشرفیہ راندیر میں درس وتدریس اور افتاء کی مضبوت خدمت اخلاص کے ساتھ انجام دی ہے، مذکورہ زمانہ کے درمیان آپ نے کبھی فرضِ منصبی اور فرائض کی ادائیگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنے دیا: ''وقلیل منھم ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں!''

مرحوم مفتی صاحبؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحبؒ کا دارالعلوم اشرفیہ میں ایک ماہ تفاوت کے ساتھ تقرر ہوا تھا دونوں حضرات کے تعلق میں من تو وتو من کا فرق ختم کردیا تھا دونوں حضرات ہمیشہ ایک ساتھ سفر فرماتے تھے۔

جناب قاری عبدالحمید صاحب پانولی والوں کے ساتھ بھی مرحوم مفتی صاحب کا تعلق غیر معمولی تھا قاری صاحبؒ مفتی صاحب کے مشورہ پر چلتے تھے۔

جامعہ (اسلامیہ) ڈابھیل کے انقلابی اور تاریخی دور میں حضرت مولانا بدرعالم صاحب میرٹھیؒ اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ، مولانا یوسف صاحب بنوریؒ جیسے بڑے بڑے علماء کرام سے علم حاصل کرنے کا شرف آپ کو حاصل رہا۔

مفتی صاحبؒ کے اچانک انتقال کی پُرملال خبر دور دور تک پہونچ گئی تھی اس غمناک خبر سے دارالعلوم بھروچ، کنتھاریہ میں بھی رنج وغم کی لہر ڈور پڑی تھی آپ کی وفات کی وجہ سے ہر ایک نے خاص کر کے علمی دنیا نے بہت بڑا صدمہ اور تلافی نہ ہوسکے ایسا خلا محسوس کیا۔

آپ کی جنازہ کی نماز میں دارالعلوم کے نائب مہتمم حضرت مولانا علی بھائی یوسف صاحب کاوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا یعقوب ابراہیم صاحب سارودی اور دیگر اساتذۂ کرام اور عزیز طلبہ

شریک ہوئے تھے، جنازہ میں انسانوں کا سیلاب آچکا تھا، گجرات کے علماء دین اورقوم کے بڑے بڑے تجربہ کار بڑی بھاری تعداد میں شریک ہوئے تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رضا اجمیری صاحب نے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی، بستر زدہ بزرگ عالم حضرت مولانا احمد اشرف راندیری صاحب اورمولانا ابوالشفاء ویل چیر میں بیٹھ کرنماز جنازہ کے لئے تشریف لائے تھے مفتیٔ گجرات حضرت مولانا سید عبدالرحیم لاجپوری صاحب بڑھاپے کی کمزوری کے باوجودنماز جنازہ اورتدفین میں شریک ہوئے تھے۔

مرحوم مفتی صاحب دارالعلوم بھروچ، کنتھاریہ کےخوب چاہنے والوں اور ہمدردلوگوں میں سے تھے دارالعلوم کی بیحد ہمدردی آپ کے دل میں بسی ہوئی تھی الحمدلله مفتی صاحب دارالعلوم کی ترقیات سے خوب متاثراورخوش تھے ملاقات کے وقت ہمیشہ اس کا تذکرہ اوردعا فرماتے اوراس طرح ہم ناچیز خادموں کے لئے ہمیشہ روحانی طاقت مرحمت فرماتے، جزاهم الله عنااحسن الجزا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے، پسماندگان کوصبرجمیل عطا فرمائے اورہم سب کوان کانعم البدل عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

مرحوم مفتی صاحب کے لئے دارالعلوم میں قرآن خوانی کرکے دعا کی گئی تھی۔

مرحوم کے لئے خصوصی دعا کرنے اوراپنی مقدوربھر ایصالِ ثواب کرنے کے لئے آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے۔ان الله لایضیع اجرالمحسنین ، بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا بدلہ ضائع نہیں فرماتا۔

(دارالعلوم ماہ نامہ، کنتھاریہ، دسمبر۱۹۸۷م)

فہرست

باب یکم۔عقائد اور علم

حضرت آدم علیہ الصلوۃ السلام کی تخلیق:

سوال(۱/۱):- ہمارے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے کس چیز سے پیدا فرمایا تھا؟ کیا ان کو نور سے پیدا کیا گیا تھا؟

جواب(۱/۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ابوالبشر (انسان کے باپ) حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا؛ حدیث شریف میں تذکرہ ہے کہ: عالم کے ہر قسم کے رنگ (کالی،سفید) کی مٹی سے آپ کا مجسمہ تیار کیا گیا تھا، پھر ایک زمانہ (زمین اور آسمان کی تخلیق) کے بعد جمعہ کے دن عصر کے وقت مذکور مجسمہ میں روح پھونکی گئی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت (ماں،باپ کے بغیر) ہی سے پیدا فرمایا تھا، یہ حقیقت قرآن شریف سے بھی ثابت ہے؛ اسی لئے انسان خاکی مخلوق کہلاتا ہے کیونکہ اس کی اصل مٹی ہے۔

وعن ابی موسی قال: سمعت رسو ل الله ا يقول: ان الله خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الارض،فجاء بنوآدم على قدر الارض،منهم الاحمر والابيض و الاسود وبين ذلك والسهل والحزن والخبيث والطيب۔ (مظاهر حق:۱/۱۵۷)

اسلام فطری مذہب ہے:-

سوال(۲/۲):- اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا منکر کافر کہلاتا ہے اور تمام کافرین جہنمی ہیں،تو جاننے کے باوجود نہ ماننے والوں کو یا تمام غیر مسلمین کو کافر کہہ سکتے ہیں؟ مذہب اسلام تناسخ کا قائل نہیں ہے؛ مزید یہ کہ کسی مسلمان کے گھر پیدا ہونا یا غیر مسلم کے یہاں پیدا ہونا انسان کے اختیار کی بات نہیں ہے؛ کسی کافر کے گھر یا جنگل میں پیدا ہونے والا بچہ اسلامی ماحول سے کچھ الگ ماحول میں بڑا ہوتا ہے، وہ اسلامی تعلیمات سے ہمیشہ محروم ہی رہتا ہے! اور اسی حالت میں وہ وفات پاتا ہے؛ کیا یہ اس کی شقاوت اور بد بختی نہیں ہے؟ اس میں اس پیدا ہونے والے بچہ کا کیا قصور اور کیا گناہ ؟!

جواب(۲/۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ایمان: شریعت کی اصطلاح میں مذہب اسلام (جو حضرت محمد ﷺ پر اللہ کی طرف سے نازل کیا

گیا اس) کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کو کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے:

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال بینمانحن عند رسول الله ﷺ ذات یوم اذ طلع علینا رجل ــــــقال فاخبرنی عن الایمان ؟قال:ان تؤمن باللّٰہ وملئکته وکتبه ورسله والیوم الآخروتؤمن بالقدرخیره وشره۔ (مشکوۃ شریف:ص۔۱۱)

اور جو جان بجھ کر جہالت کی وجہ سے تصدیق نہ کرے یا معاشرتی طور پر موانع کے پائے جانے کی وجہ سے انکار کرے تو وہ کافر کہلائیگا۔اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔﴿ان اللّٰہ لا یغفران یشرك به و یغفرما دون ذلك لمن یشاء﴾

اس باب میں جہالت عذر نہیں ہے، کیونکہ اسلامی شریعت اگر نازل نہ ہوتی پھر بھی ایک انسان پر اللہ پر ایمان لانا عقلی حیثیت سے فرض ہے؛ اللہ تعالی منعم حقیقی ہے، وہی کائنات کا خالق ہے، رات و دن اس کی نعمتوں کی بارشیں ہم پر برس رہی ہیں، پھر بھی اس کی ناشکری کرنا حماقت اور بیوقوفی ہے، اس لئے غیر مسلم اور جنگل میں رہنے والے جو لوگ اللہ کے منکر ہیں وہ بھی کافر اور ہمیشہ کے لیے دوزخی اور جہنمی کہلائیں گے۔حدیث شریف میں ہے کہ: کل مولود یولد علی الفطرۃ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی بچہ کو تنہا چھوڑ دیا جاوے تو وہ عقلی طور پر اسلام کو قبول کریگا دیگر مذاہب کو نہیں ! ایسی صلاحیت اور استعداد اس میں رکھی گئی ہے، مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کی طرف اس کو کھینچ لیا جاتا ہے، مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کو اختیار کرنا یہ اس کا قصور اور گناہ کہلائیگا اس لئے وہ دوزخی ہوگا۔فقط واللہ اعلم۔

(شرح عقائد:ص:۱۲۱)

بچوں کے اسلامی نام رکھنے کے متعلق:

سوال(۳/۳):-آج کل بہت سے بچوں اور بچیوں کے نئے نئے نام سنے جاتے ہیں، کسی کے یہاں بھی بچہ کی پیدائش ہوتی ہے تو نیا نام تلاش کرتے ہیں، تو مسلمان بچیوں کے نام، یاسمین، شیرین، بلقیس، اسماء، سلمی ایسے نام رکھ سکتے ہیں؟ فی الحال ایک لڑکی کا نام یاسمین رکھا گیا ہے جس کے بعض رشتہ داروں کا کہنا ہے کہ یہ نام اسلامی نام نہیں ہے، لہذا اس کی تفصیل سے مطلع فرمائیں۔

جواب(۳/۳):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوتو سب سے پہلے اسکا نام اچھا رکھو، پھراس کی اچھی تعلیم وتربیت کی جاوے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کے اسلامی نام رکھنے چاہئے،بچوں کے نام حضرات امہات المؤمنین (یعنی) آپ ﷺ کی ازواج مطہرات،آپ کی والدہ، پھوپھیاں رضی اللہ عنہن کے مبارک ناموں میں سے رکھنا زیادہ افضل ہے؛ یاسمین، شیرین وغیرہ نام رکھنے کی ممانعت نہیں ہے، جائز ہے،مگر اسماء، سلمی ،بلقیس، سارہ، ہاجرہ، عائشہ، فاطمۃ، وغیرہ نام بہت اچھے ہیں،ایسے نام رکھیں جائیں،شیرین فارسی زبان میں میٹھی چیز اور یاسمین پھول کو کہتے ہیں،ایران کے لوگ ایسے نام رکھتے ہیں،ایسے ناموں سے ہمیں بہت زیادہ احتراز کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وعن ابی الدرداء ﷺ قال :قال رسول الله ﷺ:تدعون یوم القیامة باسمائکم واسماء آبائکم فاحسنوا اسمائکم۔رواه احمد (مشکوۃ۔ص۔۴۰۸)

مکڑی کے جال میں حضرت حسن ﷺ کا چھپ جانا :

سوال(۴۴):-ہمارے یہاں عورتوں کا ایسا عقیدہ ہے کہ ماہ محرم میں مکان کے اندر جو مکڑی کے جالے ہوتے ہیں اسکو صاف کرنا نہیں چاہئے اس سے گناہ لازم آتا ہے؛امام حسن ﷺ جس جگہ چھپ گئے تھےاس پر مکڑی نے جالا کھینچا تھا؛اس کی تفصیل تحریر فرمائیں؟

جواب(۴۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،هوالموفق للصواب.

یہ عقیدہ بالکل ہی غلط اور بے بنیاد ہے،امام حسن رضی اللہ عنہ ایسے بزدل نہ تھے کہ مکڑی کے جالے کے نیچے چھپ جاوے، یہ تو ان پر بالکل بہتان ہی ہے،شریعت کے مخالف ایسے عقائد سے پرہیز کرنا چاہئے،اس سے ایمان کے سلب ہوجانے کا خطرہ ہے۔فقط واللہ اعلم۔

ثم ینبغی ان یکون الامام ظاهرا،لیرجع الیه فیقوم بالمصالح لیحصل ماهو الغرض من نصب الامام لامختفیا من اعین الناس خوفامن الاعداء ومااللظلمة من الاستیلاء۔

(شرح عقائد:ص۱۵۴)

حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کو کس نے غسل دیا تھا؟

سوال(۵/۵):-حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کو (وفات کے بعد) حضرت علیؓ نے غسل دیا تھا یہ صحیح ہے؟ شوہر، عورت کو وفات کے بعد غسل دے سکتا ہے؟ اور وفات کے بعد عورت نکاح سے نکل جاتی ہے؟

جواب(۵/۵):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

مذکور روایت ضعیف ہے، روافض کی طرف سے وضع کی گئی ہے اور صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا، مذہب حنفی کے مطابق شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ فقط اللہ اعلم بالصواب۔

(ويمنع زوجها) اشار الى ما فى البحر من ان من شرط الغاسل ان يحل له النظر الى المغسول فلايغسل المرأة وبالعكس۔ (شامی:۳/۹۰)

ويغسل الرجال الرجال والنساء النساء ولايغسل أحدهما الآخر۔ (عالمگیری:۱/۱۶۰)

دیوالی، اترائن میں مسلمانوں کا شریک ہونا:

سوال(۶/۶):-ہندوؤں کے تہوار میں اور شب برات کے تہوار میں مسلمان پٹاخے پھوڑتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟ ہندوؤں لوگوں کی اترائن میں حصہ لے کر مسلمان بھی پتنگ چھوڑتے ہیں، بے شمار روپیہ خرچ کرتے ہیں تو یہ مسلمانوں کے لئے جائز ہے؟

جواب(۶/۶):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

ہندو لوگوں اور غیر مسلموں کے تہواروں میں کسی بھی طرح کا حصہ لینا جیسا کہ پٹاخے پھوڑنا، دیوالی کے دن چراغ جلانا، دشیرہ کے دن گھوڑے دوڑانا، ہولی کے دن آگ جلانا، اترائن کے دن پتنگ چڑھانا سب حرام ہے۔ بعض علماء نے تو اس کو کفر لکھا ہے، یعنی مذکورہ سب اعمال کفریہ اعمال ہیں ان اعمال سے مسلمان کفر کے قریب پہونچ جاتا ہے، اس کا ایمان خطرہ میں ہے، قرآن شریف میں ہے ﴿يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين كفروا﴾ یعنی اے مؤمنو! تم کافروں جیسے مت بنو۔ (پارہ۔۴ رکوع نمبر۔۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف

لائے تب اہل مدینہ دو تہواروں (نوروز اور مہرجان) مناتے تھے؛ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ دو دن کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اسلام آنے سے قبل ہم ان دو دنوں میں خوشیاں مناتے تھے؛ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کے بدلہ میں دو افضل دن (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) آپ لوگوں کو عطا فرمائے ہیں۔

وعن أنسؓ قال قدم النبی صلی الله علیه وسلم المدینة ولهم یومان یلعبون فیهما، فقال ماهذان الیومان؟ قالوا کنا نلعب فیهمافی الجاهلیة، فقال رسول الله ﷺ قد أبدلکم الله بهما خیرا منهما؛ یوم الاضحی ویوم الفطر۔ رواه ابوداؤد۔ **(مشکوۃ:ص۔۱۲۶)**

حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت کی تمام رسومات کومٹادیا جاوے۔

الاکل شیئی من أمرالجاهلیة تحت قَدَمَیَّ موضوع ۔ **(مشکوۃ شریف۔ص۲۲۵)**

شب برات (ماہ شعبان کی پندرہویں رات) جس میں غروب آفتاب سے لےکر طلوع آفتاب تک رحمت برستی ہے، ایسی مبارک رات میں عبادت سے محروم ہوکر پٹاخے پھوڑنا کتنی بڑی جہالت اور بد نصیبی کی بات ہے! مزید یہ کہ اس میں فضول خرچی بھی ہے جو بالکل حرام ہے، اسراف کرنے والا شیطان کا دوست اور اللہ پاک کا دشمن ہے: **ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین.**

الحاصل مذکورہ خرافات میں بہت زیادہ خرابیاں ہیں، آخرت خراب ہوتی ہے اور اس کی دنیا بھی بگڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحیح سمجھ عطا فرماوے۔ آمین، یا رب العلمین، بجاہ النبی الامین، **واللہ اعلم۔**

اسلام قبول کرنے کا طریقہ۔

سوال(۷/۷):- ایک غیر مسلم کو مسلمان بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ اور ختنہ فوری طور پر کرانی چاہئے؟

جواب(۷/۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور غیر مسلم کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ اپنے مذہب باطل سے براءۃ کا اظہار کرے کہ میں اپنے مذہب کو جھٹلاتا ہوں، اس کو چھوڑ کر میں اسلام قبول کرتا ہوں، اسلام دین حق ہے؛ پھر اس کو کلمۂ شہادت معنی کے ساتھ پڑھایا جاوے، اتنا کرنے سے وہ مسلمان ہو جائے گا، پھر اسکو اسلامی عقائد اور

ایمان مفصل سے واقف کیا جاوے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

فاعلم ان الایمان فی الشرع ھو التصدیق بماجاء بہ من عند اللّٰہ تعالیٰ ای تصدیق النبی بالقلب فی جمیع ماعلم بالضرورۃ مجیئہ بہ من عند اللّٰہ تعالی اجمالا۔ (شرح عقائد ۱۱۹)

قرآن وحدیث کا منکر:۔

سوال(۸/۸):۔قرآن اور حدیث کے انکار کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب(۸/۸):۔حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

قرآن شریف اللہ کی کتاب ہے، جو بطور معجزہ اللہ کے رسول ﷺ پر نازل کی گئی: اس پر ایمان لانا فرض ہے،اس کی تکذیب کرنا کفر ہے، بلکہ اس کی کسی بھی ایک آیت کی تکذیب کرنا کفر ہے،اس میں شک کرنا بھی کفر ہے۔جیسا کہ قرآن شریف میں ہے﴿**ذلک الکتاب لا ریب فیہ**﴾یعنی اس کتاب میں کوئی بھی شک نہیں ہے۔ (سورۂ بقرۃ آیت۔۲/۱)

لہذا قرآن شریف کی تکذیب کرنے یا اس میں شک کرنے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہوجائے گا؛ اللہ کی پناہ! نکاح فسخ ہوجائے گا۔تجدید ایمان ونکاح ضروری ہے۔

قرآن شریف کے احکام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے کفر لازم نہیں آتا، بلکہ اسکو فاسق اور فاجر کہا جائے گا،حدیث متواتر (ایسی روایت جس کو نقل کرنے والے ہر زمانہ میں اتنی کثیر تعداد میں موجود ہوں کہ جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو اس) پر بھی ایمان لانا فرض ہے اور اس کی تکذیب کرنا کفر ہے، جو صحیح حدیث اس درجہ کی نہ ہو اسکی تکذیب کرنا کفر نہیں ہے، بدعت ہے،یعنی ایمان سے خارج نہیں ہوگا، فاسق شمار کیا جائے گا، سخت گنہگار ہوگا، اور عذاب کا مستحق ہوگا؛ کیونکہ حدیث شریف یہ وحیٔ غیر متلو (ایسی وحی جس کی تلاوت نہ کی جاتی ہو) ہے؛ قرآن شریف میں ہے﴿وما ینطق عن الھوی﴾یعنی اللہ کے رسول ﷺ اپنی نفسانی خواہشات سے کلام نہیں فرماتے۔ (سورۂ نجم، آیت نمبر۳)

لہذا صحیح حدیث کا انکار کرنے کی وجہ سے ایمان سلب ہونے کا خطرہ ہے۔فقط واللہ اعلم۔

والعلم الثابت بہ ای بخبر الرسول یضاھی ای یشابہ العلم الثابت بالضرورۃ کالمحسوسات والبدیھیات والمتواترات فی التیقن ای عدم احتمال النقیض والثبات ای عدم احتمال الزوال

بتشكيك المشكك فهو علم بمعنى الاعتقادالمطابق الجازم الثابت۔ (شرح عقائد۔ص ۱۷)

اللہ کے منکرین کا حکم:-

سوال(۹/۹):- ایک مسئلہ تازہ دوروز سے آیا ہے وہ یہ ہے: ایک شخص پانچوں وقت کی نماز پڑھتا نہ تھا، ابھی پندرہ روز سے نماز پڑھتا ہے، اور دوروز سے ایسے کلمات بولتا ہے: اللہ ہے ہی نہیں، اللہ واللہ کچھ بھی نہیں ہے؛ ایک دن امام صاحب نے سمجھایا، دوسرے دن بھی سمجھایا، اور نصیحتیں کیں، پھر بھی وہ شخص کہتا ہے اللہ ہے ہی نہیں، اللہ کچھ بھی نہیں؛ ایسے کلمات اپنے بڑوں کے سامنے بولتا ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی سنتے ہیں۔

جواب(۹/۹):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جواباً عرض یہ ہے کہ مذکور آدمی مرتد اور ایمان سے خارج سمجھا جائے گا اور اسکی بیوی نکاح سے خارج ہو جائیں گی۔ اسکو سمجھا کر ارتداد سے توبہ کروا کر کلمۂ شہادت پڑھا کر مسلمان بنانا اور تجدید نکاح کرانا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

من ينكر الصانع كالدهرية ، ومن ينكر الوحدانية كالثنوية۔ الخ (شامی:۳۶۲/۶)

وفات کے بعد کی زندگی:-

سوال(۱۰/۱۰):- اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ مرنے کے بعد قبر میں ہم کو کیڑے مکوڑے کھا جائیں گے، پھر کچھ بھی باقی ہی نہ رہے گا، تو جنت میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا! اور حساب دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لہذا دنیا میں کھا، پی کر مزہ کرلو، مرنے کے بعد کچھ بھی نہیں ہے، قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان رہے گا یا نہیں؟ ایسے غلط عقیدہ رکھنے والے کی رہنمائی کے لئے شریعت میں کوئی راستہ ہے یا نہیں؟

جواب(۱۰/۱۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور عقیدہ باطل (کفریہ ہے) اور بالکل غلط ہے، بعث بعد الموت یعنی قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونا اور اعمال کے مطابق جنت اور جہنم میں جانا قرآن اور حدیث سے ثابت شدہ بات ہے، اور اسکا انکار کرنا کفر ہے؛ اسلام آنے سے پہلے کافرین ان باتوں کا انکار کرتے تھے، اس اعتبار سے مذکور شخص

مرتد (دین اسلام کوترک کرنے والا) سمجھا جائے گا،اس کی بیوی نکاح سے نکل جائے گی،ازسرنو اپنے ایمان کی تجدید کرے، مذکورہ باطل عقائد سے توبہ کرے، ورنہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کے عذاب کا مستحق بنے گا؛تجدید نکاح بھی کرے۔ (شرح عقائد۔ص۱۶۶)

ایسے آدمی کو (قرآن اور حدیث اور علمائے دین کی باتیں بتا کر) سمجھایا جاوے،اگر وہ نہ سمجھے تو لوگوں کو چاہئے کہ اس سے قطع تعلق کرے اور اسکی بیوی کو بھی الگ کردینا چاہئے،فقط واللہ اعلم۔

کسی شخص کا یہ کہنا کہ ہم قرآن وحدیث کو بالکل نہیں مانتے یا کسی ایسی بات کا زبان سے نکالنا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل وکتب کی حقارت ہوتی ہو،صریح کفر ہے۔ (کفایت المفتی :۱/۳۱)

ختنہ کرانے کی ابتداء:-

سوال(۱۱/۱۱):- ختنہ کرانے کی ابتداء کب سے اور کس کے زمانہ میں ہوئی؟ اسکی تفصیل بیان فرمائیں؟

جواب(۱۱/۱۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ختنہ کرانا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے،سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے ۸۰ سال کی عمر میں ختنہ کرائی؛ جیسا کہ حدیث شریف میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔فقط واللہ اعلم۔

وعن ابی ایوبؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ:اربع من سنن المرسلین۔ الحیاء ویروی الختان ۔ (مشکوۃ شریف۔ص۴۴)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر:-

سوال(۱۲/۱۲):- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کب ایمان لائے؟انکی وفات کے وقت کتنی عمر تھی؟

جواب(۱۲/۱۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

حضرت نبی کریم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا؛ حضور اکرم ﷺ کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ تعلق اور محبت تھی؛ انکے بارے میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سلمان ہمارے گھر والوں میں سے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق انکی عمر ڈھائی سو سال اور دوسری روایت کے مطابق تین سو سال تھی، ڈھائی سو والا قول اصح اور مضبوط قول ہے، اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے،اور صدقہ خیرات بھی کرتے

تھے،حضور ﷺ ان سے بہت خوش تھے،اوران کی تعریف فرماتے تھے۔ہجری ۳۵ میں مقام مدائن میں آپ کی وفات ہوئی۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مرحومین کے لئے ایصال ثواب:-

سوال(۱۳؍۱۳):- ایک آدمی اپنے مرحوم کے لیے کارثواب کرتا ہے،جیسا کہ پڑھ کر بخش دینا،یا مرحوم کے لئے للہ خیرات کردے،تو کیا ایک مرحوم کا نام لے کر ایصال ثواب کرے جس سے زیادہ ثواب ملتا ہے؟ یا تمام مرحومین کا نام لے کر ایصال ثواب کرے جس میں ثواب میں کمی زیادتی ہوتی ہے؟

جواب(۱۳؍۱۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اس میں علماء کا اختلاف ہے،اکثر علماء کا قول ہے کہ زیادہ مرحومین کو ایصال ثواب کرنے کی وجہ سے ہر ایک کو مکمل ثواب نہیں ملتا،بلکہ تقسیم ہو کر ملتا ہے،جب کہ بعض علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ہر ایک کو مکمل ثواب ملیگا۔فقط واللہ اعلم۔

ایک وقت میں اگر چند اموات کو ثواب پہونچاوے تو سب کو پہونچتا ہے لیکن اگر اول وہ ثواب ایک میت کو پہونچادیا تو پھر دوسرے وقت میں اسی صدقہ وکلام مجید کا ثواب دوسری میت کو نہیں پہونچا سکتا کیوں کہ وہ ثواب اول میت کو پہونچ گیا۔ (فتاوی دارالعلوم:۵؍۴۱۹)

الأفضل لمن يتصدق نفلاً أن ينوي لجميع المؤمنين والمؤمنات لأنها تصل إليهم ولا ينقص من أجره شئ اه . هو مذهب أهل السنة والجماعة۔ (شامی:۳؍۱۵۱)

چودہویں صدی کے اختتام پر قرآنی اجلاس:-

سوال(۱۴؍۱۴):- آج کل ایک تحریک ہورہی ہے کہ قرآن شریف کے نزول کو چودہ سو سال ختم ہوگئے،اس مناسبت کو سعادت سمجھ کر قرآن شریف کی تعلیم اوراس کے پیغام اوراس کی بزرگی اوراس کی تاریخ اور صداقت کو مسلمانوں کے سامنے خصوصا اور عالم کی دیگر اقوام کے سامنے عموما پیش کرنا چاہئے،اوراس کے لئے اجلاس منعقد کرنے چاہئے،اور قرآن کے ماہر مسلم علماء اور غیر مسلم مقررین کے ذریعہ مسلمانوں اور غیر مسلمین کو جمع کر کے ان کے سامنے تقریر اور تحریر کے ذریعہ قرآنی تعلیمات اوراس کا پیغام پیش کیا جائے اور مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی ترغیب دینی چاہئے اور غیر مسلم اقوام کو قرآنی

تعلیمات سے واقف کرنا چاہئے،ان مقاصد کے خاطر اگر اجلاس منعقد کئے جائیں تو شرعا کوئی بری چیز تو نہیں؟اور شرعا یہ چیز اچھی سمجھی جائیگی؟ان کاموں کے لیے مسلمانوں کے پاس سے چندہ وصول کرنا اور کمیٹی بنانا،اور چندہ کی رقومات سے اجلاس کرنا،اور قرآنی تعلیمات کے لیے کتابیں شائع کرنا؛ یہ خرچ فی سبیل اللہ خرچ ہوگا یا نہیں؟ قرآن شریف کو ۱۴۰۰ سال کی یادگار بنانے کے لیے عربوں نے بہت زیادہ خرچ کیا ہے،اور ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے شہروں میں اس قسم کے اجلاس قائم کرنے کے لئے انتظام کیا جارہا ہے۔تو اس طور پر اجلاس کے لئے تاریخ اور دن متعین کئے بغیر سال کے کسی بھی دن اور تاریخ میں اس قسم کے اجلاس کرنا کوئی بری چیز تو نہیں؟

جواب(۱۴/۱۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

قرآن شریف کے پیغامات اس کی تعلیمات اور ہدایات کو تمام اقوام عالم کے سامنے پیش کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے،اولا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہیکہ وہ قرآنی تعلیمات پر خود عمل پیرا ہوں،پھر ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیکہ حتی الامکان تمام انسانوں تک پہچانیکی کوشش کرے؛ اس کے لئے نہ کسی دن کی خصوصیت ہے نہ کسی سال کی!اور نہ ۱۴۰۰ سالہ جشن کی!مگر مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ قرآنی احکام اور تعلیمات کی رات دن اشاعت کریں،اگر ۱۴۰۰ سالہ جشن قرآنی کا مقصدا گر دین کی اشاعت قرآنی تعلیمات کی تجویز ہی ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی کمی وعیب نہیں ہے؛ بہ شرطیکہ شرعی طور پر اس میں کوئی خرابیاں اور عیوب نہ ہوں!

آج کل جس طرح سے جشن منائے جاتے ہیں اس میں لہو ولعب،فضول خرچی،اضاعت مال، بے ایمانی،اور ریا کاری کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا!اور اصل مقصد فوت ہوجاتا ہے؛اس لئے یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف کے اجلاس کے نام پر ان مذکورہ گناہوں کا کرنا گناہوں کو اور زیادہ سخت بنادیتا ہے؛

الحاصل دین اور قرآنی احکام کی اشاعت اور ترویج کے لئے ہر ممکن سبب کو اختیار کرنا،اس میں دامے، درمے، قلمے، سخنے کوشش کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے حکم میں ہے اور اگر ریا کاری اور دکھلاوے کے لئے ہو اور فضول خرچی ہو،فضول چیزیں ہوں،اور وقتی طور پر جشن مناکر پھر خاموش ہوجانا ہو تو ایسے اجلاس سے منع کیا جائے گا۔فقط واللہ اعلم۔

رہاعیدِ میلا دمنانا تو یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہے۔ نہ سلف صالحین اور صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عید میلا دمنائی نہ منانے کی ہدایت کی۔ حدیث شریف کی کتابیں اس عیدِ میلاد کے ذکر سے خالی ہیں۔ (کفایت المفتی: ۱/۱۴۵)

تصویر والے ہال میں سیرت النبی ﷺ کا جلسہ:-

سوال (۱۵/۱۵):- سیرت النبی کا جلسہ ایسے ہال میں رکھنا جہاں پر جانداروں کی تصویریں ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟ مسجد میں جلسہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب (۱۵/۱۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سیرت النبی ﷺ کا جلسہ مسجد میں منعقد کرنے سے رسول ﷺ کی روح بہت زیادہ خوش ہوگی، تصویر والی جگہ میں جلسہ منعقد کرنا منع ہے؛ رسول اللہ ﷺ تصویر والے گھر میں داخل بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس کے متعلق آپ ﷺ نے لعنت بھی فرمائی ہے، ایسی جگہوں میں رحمت کے فرشتے داخل بھی نہیں ہوتے، مسجد میں جلسہ منعقد کرنے سے ہال کا کرایہ بھی بچ جائیگا، اس رقم کو خیرات کرکے اس کا ایصال ثواب حضور ﷺ کی روح مبارک کو پہونچانا چاہئے، وہ زیادہ بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

وعن عليّ قال قال رسول الله ﷺ لاتدخُلُ الملئكة بيتاً فيه صورة ولا كلبٌ ولا جنبٌ۔ رواه ابو داؤد والنسائی۔ (مشکوۃ شریف۔ص۵۰)

حج کی فلم کا حکم:-

سوال (۱۶/۱۶):- آج کل حج کی فلم، سینما بتائی جاتی ہے، جس میں حج کی پوری ترتیب بتائی جاتی ہے، یہ فلم دیکھنا اور اس طرح حج کا پورا منظر بتانا جائز ہے؟

جواب (۱۶/۱۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حج بیت اللہ اسلام کے پانچ بڑے ارکان میں سے ایک بڑا رکن ہے، جس کی عزت اور احترام کرنا ایک مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے، فلم؛ سینما ایک قسم کا لہولعب ہے، اور اس میں برہنہ تصویریں دکھائی جاتی ہے، عورتوں اور مردوں کا ایک ساتھ جمع ہونا ہوتا ہے، بے پردگی اور بے شرمی ہوتی ہے، ایسی لعنت والی اور مردود جگہ میں ایسی مبارک اور بہت اونچے درجہ والی عبادت لہو ولعب اور کھیل تماشہ کی شکل

میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا سخت بے ادبی اور گناہ کبیرہ کا کام ہے، مخلص مؤمن اس کو برداشت کر سکتا نہیں ہے، مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے، بلکہ متفق ہوکر ایسی فلم کو بندھ کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی شریعت کے مخالف کوئی چیز دیکھے تو اسکو ہاتھ سے روکے، اگر طاقت نہ ہوتو زبان سے روکے، اس کی بھی اگر طاقت نہ ہوتو اس کو دل سے برا جانے، اور یہ ایمان کا سب سے زیادہ کمزور درجہ ہے۔

شعائر اسلام کی بے ادبی ہوتے ہوئے ایک سچا پکا مسلمان کیسے دیکھ سکتا ہے! ہماری ایمانی کمزوری کی وجہ سے آج ہم پریشان حال ہیں، ایمان والے جتنے سست اور کمزور اور بزدل اور دین سے بے پرواہ ہوں گے اتنے ہی پریشانیوں میں مبتلا ہوں گے؛ ایسی فلم پر پابندی لگانے کے لئے حکومت کو مطلع کرنا چاہئے کہ اس پر حکومت کی طرف سے پابندی لگائی جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

تبلیغی اجتماع میں عورتوں کی شرکت:-

سوال (۱۷/۱۷):- بہت سی عورتیں تبلیغی اجتماع میں شرکت کرتی ہیں، جہاں پردہ کا اہتمام نہیں کیا جاتا، تو ایسے اجتماع میں عورتوں کا جانا اور عورتوں کو بھیجنا جائز ہے؟ پردہ کیسا ہونا چاہئے؟

جواب (۱۷/۱۷):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

ہر مسلمان مرد اور عورت پر اپنی اصلاح کرنا اور دین کا ضروری علم سیکھنا فرض ہے، اس مقصد کے خاطر اگر کوئی اجتماع میں جاوے تو اسے روکنا نہیں چاہئے، اگر وہاں کچھ خرابیاں ہوں تو اس سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اس فتنہ وفساد کے زمانہ میں عورتوں کے لئے پردہ ڈالنا یا چادر سے اپنے پورے جسم کو چھپانا واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(تمنع المرأة الخ) أی تنهى عنه وإن لم يكن عورة . قوله:(بل لخوف الفتنة) أي الفجور بها. قاموس. أو الشهوة. والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة، لأنه مع الكشف قديقع النظر إليها بشهوة . (شامی ۔۲/۷۹)

بچیوں کے اقامتی ادارے:-

سوال (۱۸/۱۸):- مسلم بچیوں کی ابتدائی مکتب کی تعلیم سے زیادہ تعلیم دینے کے لئے مدارس قائم کر کے

بچیوں کو پانچ سات سال دارالاقامہ میں رکھ کر تعلیم دینے کا نظم وانتظام کرنا شرعا کیسا ہے؟

جواب(۱۸/۱۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جائز ہے،ضروری دینی تعلیم (فرض،واجب،حلال وحرام کی معلومات) حاصل کرنا ہر مسلم مرد و عورت پر فرض ہے، جہالت (دینی علم سے ناواقفیت) گناہ ہے،عذاب کے مستحق ہے،جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے **طلب العلم فريضة على كل مسلم** ۔اس سے زیادہ علم حاصل کرنا فرض کفایہ کا درجہ رکھتا ہے اور مذکور فرض کفایہ کے درجہ میں عورتیں بھی شامل ہیں، وہ صرف مردوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے،عورتوں کی تعلیم کے لئے مخصوص طور پر الگ سے انتظام کرنا چاہئے دارالاقامہ میں صرف بچیاں اور عورتیں ہی رہے مرد نہیں،الحاصل مکمل احتیاط سے کام لینا ضروری ہے،کسی بھی قسم کے فتنہ کا اندیشہ باقی نہیں رہنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۴۱/۲)

شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات:-

سوال(۱۹/۱۹):-معراج النبوت نامی کتاب میں لکھا ہے کہ شب معراج میں آپ ﷺ کو ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی سیر کرائی گئی تھی،اور ساتویں زمین پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی ملاقات ہوئی تھی،کیا یہ حقیقت سچ ہے؟

جواب(۱۹/۱۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

معراج النبوت نامی کتاب معتبر ہے اس میں لکھا ہے کہ معراج سے واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چھٹے آسمان پر ملاقات ہوئی تھی،ساتوں زمین کی سیر ثابت نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حتى اتى السماء السادسة فاستفتح ---- فلما خلصت فاذا موسى قال هذا موسى فسلم عليه فسلمت عليه فردّ۔ (مشکوۃ شریف۔ص۵۲۷)

حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی کیا کرتے ہیں؟

سوال(۲۰/۲۰):-کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ذمہ داری حضرات انبیاء علیہم السلام کے پاس پیغام الٰہی لانا تھی؛تو حال جبرئیل علیہ السلام کیا کرتے ہیں؟

جواب(۲۰/۲۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

انکا خط آیانہیں کہ وہ ابھی کیا کرتے ہیں؟ اللہ جانے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

تبلیغی جماعت کی فضیلت:۔

سوال(۲۱/۲۱):۔تبلیغی جماعت میں گشت کرنے کی فضیلت کے متعلق یہ احادیث بیان کی جاتی ہیں، جو آدمی گشت میں نکلے اوراس کے جسم پر جو گرد وغبار لگتا ہے اس کو جہنم کا دھواں پہونچتا نہیں، یعنی اس آدمی کے لئے دوزخ حرام ہوجاتی ہے۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ جو کوئی آدمی تبلیغ میں نکل کر ایک پاؤنڈ خرچ کرتا ہے تو اس کو سات لاکھ پاؤنڈ خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

تیسری حدیث ہے کہ جو کوئی آدمی تبلیغ میں نکلتا ہے اس کے لئے آسمان اور زمین میں اللہ کی جتنی مخلوق ہے اس کے لئے دعاء مغفرت کرتی ہے۔

کیا یہ تینوں احادیث تبلیغ کی فضیلت کے لئے وارد ہوئی ہیں؟ کیا تینوں احادیث جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت کے متعلق ہے کہ پھر تبلیغ کی فضیلت کے لئے؟

جواب(۲۱/۲۱):۔مذکورا حادیث جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وارد ہوئی ہیں، تبلیغ بھی جہاد فی سبیل اللہ کے حکم میں ہے؛ کیوں کہ دونوں کا مقصد دین کی اشاعت ہے، لہذا جہاد کی فضیلتوں کو تبلیغ کی فضیلت میں ذکر کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

گشت کا مقصد دین کی بات پہونچانے کے لئے لوگوں کے پاس جانا، ان کی عزت کا خیال کرتے ہوئے بھلی بات بتانا اور برائی سے روکنا؛ تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا، اس لئے انبیاء علیہم السلام کی سنت کہنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے، متکلم بات کرے اور تمام ساتھی ذکر کریں، استغفار کریں جس سے متکلم کی بات میں اثر پیدا ہو یہ اچھی بات ہے، ساتھی فضول باتوں سے بچیں، ذکر کرنے کی عادت بنے، ان میں اعتراض کرنے کی کوئی بات نہیں۔

الحاصل یہ کہ تبلیغی تحریک بہت ہی زیادہ مفید ہے، اس سے بہت لوگوں کی اصلاح ہوچکی ہے، جو مسلمان صرف نام ہی کے مسلمان تھے وہ پکے دین دار اور مسلمان ہو گئے، ہر مسلمان کو اس میں اپنی حیثیت کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے، اور مخالفت نہیں کرنی چاہئے، البتہ اس میں غلو نہیں کرنا

چاہئے کہ بیوی بچوں کے واجب حقوق کی ادائیگی فوت ہو جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

میت کو دفن کرتے وقت جیب میں چاقو رکھنا:-

سوال(۲۲/۲۲):- ایک مسلمان بھائی سے معلوم ہوا کہ میت کو دفن کرتے وقت جیب میں چاقو ضرور رکھنا چاہئے، کیونکہ آج تک تو ایسا ہوا نہیں، لیکن کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ میت قبر میں ہنس پڑے تو یوں سمجھتے ہوئے کہ اس پر شیطان غالب ہو چکا ہے میت کو چاقو سے ذبح کر دینا چاہئے۔ پھر اس پر مٹی ڈال دینی چاہئے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب(۲۲/۲۲):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورہ عقیدہ (میت اس پر ہنس پڑے تو یہ سمجھو کہ شیطان اس پر غالب ہو گیا یہ سمجھ کر میت کو چاقو سے ذبح کر دینا) بالکل ہی غلط اور خرافات ہے، موت جیسی ایک بیماری ہے جس کو سکتہ کہا جاتا ہے، لوگ اس کو مرا ہوا سمجھ کر دفن کرنے کی تیاری کرتے ہیں، اور بیماری کا دورہ ختم ہو جانے کی وجہ سے ہوش میں آجاتا ہے، کبھی حرکت کرتا ہے، کبھی ہنستا ہے، تو حقیقتا وہ زندہ ہی ہے، ہنسنا زندہ ہونے کی علامت ہے، اس کو قبر سے نکال لینا چاہئے، کبھی میت کا ہنسنا کرامت کے طور پر ہوتا ہے، تو اس کو قبر سے واپس نکال لینا نہیں چاہئے؛ ہنسنے کی وجہ سے ذبح کرنا جہالت ہے، قتل کا گناہ ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق غلط عقیدہ:-

سوال(۲۳/۲۳):- پیران پیر دستگیر، غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو شوافع حضرات بہت عقیدت اور محبت کی نظر سے مانتے ہیں، اموات کو زندہ کر دیتے ہیں، ان کے نام پر نیاز چڑھاتے ہیں، وہ مذہب شافعی پر عمل پیرا تھے۔اس کے متعلق تفصیل تحریر فرمائیں۔

جواب(۲۳/۲۳):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے، بلکہ اولیاء کرام کے سردار اور سرتاج تھے، تمام مسلمان انکو ولی کی حیثیت سے مانتے تھے اور ان سے عقیدت اور محبت رکھتے ہیں، وہ حضور ﷺ کی سنتوں کے بہت پابند اور متبع سنت و شریعت تھے، اور حنبلی المسلک تھے۔

ان کو دستگیر کہنا جائز نہیں ہے، دستگیر کا معنی مددگار ہوتا ہے، ہر جگہ ہر وقت مددگار صرف اللہ ہی کی

ذات گرامی ہے، یہ صرف اللہ پاک ہی کی صفت ہے، اللہ تعالی کے علاوہ ہر جگہ اور ہر وقت کوئی حاضر نہیں ہے، یہ صفت بھی اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے، اللہ تعالی ہر جگہ حاضر وناظر ہے، اس کے علاوہ مخلوق میں کسی کے اندر بھی حاضر وناظر کی صفت نہیں ہے، اللہ کے علاوہ کسی کو بھی حاضر وناظر سمجھنا شرک ہے، انبیاء علیہم السلام کے معجزات جیسے برحق ہیں اسی طرح انبیاء کرام کی کرامات بھی برحق ہیں۔

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ بیشک صاحب کرامات تھے، ان کی بہت سی کرامات حقہ علماء نے درج فرمائی ہیں، اور بہت سی جھوٹی کرامات جاہلوں نے مشہور کردی ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ اللہ تعالی کے علاوہ کسی کے نام کی نذر ونیاز چڑھانا بالکل حرام ہے۔ اور اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے، نذر ونیاز بھی خاص اللہ کے لئے مخصوص ہے، خالق کو چھوڑ کر مخلوق کو پکڑنا کتنی بڑی جہالت ہے! فقط واللہ اعلم۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ طواف اور سجدہ کرنا اور بوسہ دینا شباک شریف سرور عالم رسول اکرم ﷺ کا بقول صحیح ومحقق ممنوع وخلاف ادب واتباع ہے اور جب کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان امور کا ارتکاب ممنوع وحرام ہے۔ پس دوسرے کی قبر کے ساتھ کیونکر یہ افعال جائز ومشروع ہوسکتے ہیں۔ یہی قول محقق وصحیح ہے۔ (فتاوی دارالعلوم: ۸۸/۱)

بزرگ آدمی کو ترازو میں تولنا:-

سوال (۲۴/۲۴): -ہماری جماعت میں ایک بزرگ آدمی ہیں، انہوں نے جماعت کی بہت زیادہ خدمت کی ہے، جس کی وجہ سے ہم جماعت والے ان کی شان میں ایک جلسہ منعقد کرنا چاہتے ہیں، اور ہمارا یہ ارادہ ہے کہ اس موقع پر بزرگ کو ترازو کے ایک پلڑے میں بٹھا کر دوسرے پلڑے میں چاندی رکھ کر ان کا وزن کریں، اور ان کے وزن کے برابر جتنی چاندی ہو وہ چاندی اس بزرگ کو ہدیہ کے طور پر پیش کردیویں، اور بزرگ کے متعلق ہمارا یہ حسن ظن ہے کہ وہ اپنے ذاتی استعمال میں نہیں لیں گے، بلکہ جماعت ہی کے کام میں استعمال کریں گے، لہذا اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب (۲۴/۲۴): -حامدا ومصلیا ومسلما، ھو الموفق للصواب.

بزرگ کی دینی اور دنیوی خدمات قابل صد تعریف ہیں، ان کا اکرام اور احترام کرنا اور جلسہ کرنا مناسب ہے، لیکن شریعت مطہرہ کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے، اللہ پاک ناراض ہو جائیں گے؛ کوئی بھی

کام اخلاص کے ساتھ کرنا چاہئے، ایسے کاموں میں اسراف (فضول خرچی) سے بھی بچنا چاہئے، باجا بجانا، ناچ، گانہ، یہ سب کام بھی شرعاً ممنوع ہیں، بزرگ کو ہدیہ دینے کے لئے لوگوں سے چندے کی وصولیابی میں بھی اجبار نہیں ہونا چاہئے، اپنی رضامندی سے جو کچھ بھی لوگ دیویں اس کو قبول کر لینا چاہئے، اور جمع کرکے بزرگ کو دے دینا چاہئے، چاندی کے ذریعہ بزرگ کو ترازو میں رکھ کر تولنا اسلامی طریقہ نہیں ہے، بلکہ غیروں کے ساتھ مشابہت ہے، اسلام میں بہت سے بزرگ گزر چکے، انہوں نے بہت بڑی خدمات انجام دیں، لیکن ان میں سے کسی کو بھی سونا اور چاندی کے ذریعہ تولا گیا ہو ایسی کوئی مثال کتابوں میں مذکور نہیں ہے؛ لہذا انکو تولے بغیر ہدیہ پیش کر دینا چاہئے، اور اگر بزرگ ضرورت مند اور حاجت مند نہ ہو تو انکو رقم دینے کے بجائے اس رقم کے ذریعہ انکی یادگار کے لئے صدقۂ جاریہ کے طور پر کوئی کام کر دینا بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

خوفناک خوابوں سے بچنے کا طریقہ:-

سوال (۲۵/۲۵):- میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا، خواب میں ایک سانپ کو مار ڈالا جس سے اس کا سر جسم سے الگ ہو گیا، پھر میری مامونی نے آواز دے کر کہا کہ سانپ زندہ ہے، اور بیل کو کاٹے گا، پھر میں لکڑی لے کر مارنے گیا تو میرے گھر والوں نے مجھے منع کر دیا، میں نے لکڑی پھینک دی اور اپنے گھر واپس آ گیا، تو میری حالت پاگل جیسی بن گئی، پھر مجھے خیال آیا کہ وہ سانپ کہیں جنات تو نہیں ہوگا! اتنے میں سانپ تو میرے دروازہ تک آ گیا، اور میں مکان سے باہر چارپائی پر بیٹھ گیا تو دو سانپ میرے پاؤں کے قریب آ گئے، اس وقت میرا بھائی مجھے چونا کا پانی لگا رہا ہے، اور وہ پانی مجھے آسمانی رنگ کا نظر آ رہا ہے، اور وہ دونوں سانپ مجھے دبا رہے ہیں، دونوں سانپوں کا رنگ کالا ہے، اس کے بارے میں کیا تفصیل ہے؟

جواب (۲۵/۲۵):-حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

اس خواب کے متعلق ڈرنے کی ضرورت نہیں، رات کو سوتے وقت معوذتیں پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے پورے جسم پر پھیر لیں اور آیت الکرسی پڑھ کر سو جائیں، اللہ کے حکم سے کسی بھی قسم کی تکلیف نہ ہوگی اور صبح و شام یہ دعا پڑھتے رہیں بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبح وشام (مذکور دعاء) پڑھنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، مندرجہ بالا عمل کرنے سے کوئی چیز نقصان نہیں دیتی، اور تندرستی بھی اچھی رہتی ہے، اور خوفناک خواب بھی نظر نہیں آتے، اور اللہ تعالی فرشتوں کے ذریعہ حفاظت فرمائیں گے۔ فقط واللہ اعلم۔

عن ابان بن عثمان قال سمعت عثمان بن عفان يقول قال رسول اللّٰه ﷺ مامن عبد يـقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة بسم اللّٰه الذى لايضرمع اسمه شئ في الارض ولا في السماء وهوالسميع العليم ثلاث مرات فيضرُّهٗ شئ۔ (ترمذی شریف ۲/۱۷۶)

موت کے وقت تکلیف ہونے کا وسوسہ اور اس کا روحانی علاج:-

سوال (۲۶/۲۶) :- مجھے ایک وسوسہ کی بیماری لگی ہے کہ آج مرجاؤں گا یا کل مرجاؤں گا اور موت کے وقت کتنی تکلیف ہوگی؟ شیطان ایسے وسوسے ڈالتا ہے، جس سے میں بہت پریشان ہو چکا ہوں، مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب (۲۶/۲۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هوالموفق للصواب.

حدیث شریف میں موت کو یاد کرنے کا طریقہ ہے: ہو سکے تو روزانہ قبرستان کی زیارت کیا کرو، ورنہ ہفتہ میں ایک دن، قساوت قلبی کے لئے بہترین اور مفید علاج ہے، دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی، موت سے ڈرنا چاہئے، موت مؤمن کا تحفہ ہے، کیونکہ موت کے بعد اللہ کی ملاقات ہوگی، نماز کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی اور تین تین بار معوذتین ﴿قل اعوذ رب الفلق،قل اعوذ رب الناس﴾ پڑھ کر پورے جسم پر دم کرلیا کرو۔ انشاءاللہ شفاء نصیب ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قال رسول اللّٰه ﷺ تحفة المؤمن الموت۔ (مشکوۃ شریف: ص ۱۴۰)

شیطان پریشان کرتا ہے:-

سوال (۲۷/۲۷):- میرے والدین کی نزع کی حالت جب سے میں نے دیکھی ہے تب سے مجھے ایک فکر لاحق ہے کہ موت کے وقت اتنی زیادہ تکلیف ہوگی! شیطان مجھے پریشان کرتا ہے، تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب (۲۷/۲۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هوالموفق للصواب.

یہ نفسیانی بیماری اور کمزوری ہے،اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے،ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہئے،گذشتہ گناہوں سے توبہ اور آئندہ گناہوں سے پرہیز کیجئے،روزانہ صبح سورۂ یاسین پڑھتے رہیں،انشاءاللہ موت کی سختیوں سے حفاظت ہوجائیگی۔اور اطمینان والی زندگی نصیب ہوگی۔فقط واللہ اعلم۔ (حصن حصین ص۲۰۰)

مرحوم کی روح کا آنا اور لوبان جلانا:-

سوال(۲۸/۲۸):-گھر میں کسی کی وفات ہونے کے بعد ۴۰ دن تک رات،دن گھر کے دروازہ کھلے رکھنے چاہئے؟ کیا ۴۰ دن تک لوبان جلانا چاہئے؟ کیونکہ عورتوں کا عقیدہ ہے کہ روحیں اگربتی،لوبان کی محتاج ہوتے ہیں؟ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب(۲۸/۲۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور عقیدہ بے دلیل اور بے بنیاد ہے،موضوع بات ہے،دروازہ اس خیال سے بندھ نہ کرنا کہ دروازہ بندھ ہوگا تو میت کی روح واپس چلی جائیگی۔یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔اگر روح بالفرض والتقدیر گھر پر آتی ہے تو بندھ دروازہ ہوگا تو بھی آئیگی،یہ عقلاً بھی ممنوع ہے،رات ودن دروازہ بندھ نہ کرنے میں چوری وغیرہ کا بھی خطرہ رہتا ہے۔

روح لوبان اور اگربتی کی محتاج ہے یہ بات بھی ثابت نہیں،اگر روح جنتی ہے تو اس کو جنت کی خوشبو ملے گی،دنیوی معمولی خشبو کی اس کو کیا ضرورت!ایسی بے بنیاد باتوں کا عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

غیر آباد مکان میں کسی اور مخلوق کا آباد ہونا:-

سوال(۲۹/۲۹):-کوئی روم یا مکان ہفتہ،مہینہ بھر اگر بندھ رہتا ہو تو اس میں روزانہ لوبان،اگربتی جلانا چاہئے؛نہیں تو اللہ کی دوسری مخلوق اس میں آباد ہوجاتی ہے،ایسے عقیدہ کے ساتھ اگربتی جلانے کیا حکم ہے؟

جواب(۲۹/۲۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورہ عقیدہ بے بنیاد ہے،اس کی کوئی دلیل نہیں،مکان کو تلاوت،نفل نماز وغیرہ کے ساتھ آباد رکھنے سے شیطان بھاگ جاتے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

نور؛ اللہ کی صفت ہے۔نبیوں کی توہین کرنا:-

سوال(۳۰/۳۰):-قرآن شریف کی سورۂ نور کی آیت اللّٰہ نور السموت والارض **کا مطلب:** اللہ کیا ہے؟ ایک نور ہے: ایسی تفسیر ایک بھائی کرتے ہیں، لیکن میرا عقیدہ ہے کہ اللہ ایک نور ہے، اور نور کی حیثیت ہی سے میں مانتا ہوں، کتابوں میں ایسی تشریح تو نہیں ہے کہ اللہ کو ایک نور تصور کرو، میرا عقیدہ ہے کہ نور اللہ کی صفت میں سے ایک صفت ہے؛ رہا مسئلہ نور کو خدا کی حیثیت سے ماننا چاہئے یا نہیں اس کی تفصیل بیان فرماویں؛

اور پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ ضدی تھے؛ ایک اللہ کے نبی کی شان میں اس طرح الفاظ بولنا گستاخی کرنا نہیں ہے؟ ایسے آدمی کو کیسا سمجھنا چاہئے؟ مکمل تفصیل کے ساتھ لکھیں۔

جواب(۳۰/۳۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

نور؛ اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات میں سے ایک صفت ہے، جیسا کہ علم اور سمع اور نظر وغیرہ۔ اللہ تعالی کی صفات کی کیفیت ہم جانتے نہیں، اسی طرح نور کی حقیقت بھی ہم نہیں جان سکتے، چاند کی روشنی کی طرح نور کو سمجھنا کفر اور جہالت ہے، اللہ پاک کے نور کا ہم تصور نہیں کر سکتے، وہ بھائی جو مطلب بیان کرتا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ آسمانوں اور زمینوں کی رونق ہے، یعنی ان کا وجود اللہ کی ذات کی وجہ سے ہے، ورنہ ویران ہو جاوے۔

اللّٰہ نورالسمٰوٰۃ والارض۔ اي منورھمابالشمس والقمرمثلُ نورہٖ اي صفتہ فی قلب المؤمن۔ (جلالین: ص۲۹۸)

انبیاء علیہم السلام کے لئے حقیر الفاظ استعمال کرنا گستاخی اور بے ادبی ہے، ایسا آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، تجدید ایمان فرض ہے؛ ایسے آدمی کے ساتھ تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

وکلھم کانوامخبرین مبلغین عن اللّٰہ تعالٰی لان ھذامعنی النبوۃ والرسالۃ صادقین ناصحین للخلق لئلاتبطل فائدۃ البعثۃ والرسالۃ۔ (شرح عقائد: ص۱۳۹)

قرآن شریف کی توہین کرنا:-

سوال(۳۱/۳۱):-کتابوں کی طباعت کرنے والے کچھ غیر مسلموں نے عکسی قرآن مجید کی طباعت

کروائی تھی،قرآن شریف کے کاغذات ردی کاغذوں میں ڈال دیئے گئے ہیں،اور کچھ کاغذوں کی تھیلیاں بھی بنائی گئی ہیں،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان غیر مسلموں کے دل میں قرآن شریف کی کچھ عظمت نہیں ہے،صرف تجارت کی نیت سے طباعت کرواتے ہیں،اور یہ بات واضح ہے کہ غیر مسلم لوگ طباعت کے اور جلد سازی کے وقت قرآن شریف کی عزت کا خیال نہیں رکھتے ،تو کیا مسلمانوں کو اس سلسلہ میں کچھ ہدایات دی جاسکتی ہیں؟

جواب(۳۱/۳۱):--حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

قرآن شریف اللہ کے شعائر(نشانیوں)میں سے ہے،جس کی عزت کرنا ضروری ہے،توہین کرنا قابل برداشت چیز نہیں ہے،علماء اور مسلم ذمہ داروں کا فرض بنتا ہے کہ وفد کی شکل میں اس پریس والے کے پاس جاکر اس کو ڈرا کر اس حرکت سے باز رہنے کی تاکید کریں،اگر وہ اطمینان بخش جواب دیتا ہے تو ٹھیک ہے،ورنہ اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا جاوے،اگر مقصد حاصل ہو جاوے تو ٹھیک ہے، ورنہ مسلمانوں سے درخواست کر کے اس مطبع والے سے قطع تعلق کروایا جاوے،اس کے مطبع کی کوئی بھی کتاب نہ خریدیں۔فقط واللہ اعلم۔

مہر(ربراسٹیمپ)پر۷۸۶لکھنا:-

سوال(۳۲/۳۲):-ہم نے ہمارے نام کی مہر بنائی ہے،اس پر ۷۸۶بھی لکھا ہے،وہ مہر ہم چائی کے بوکس پر لگاتے ہیں؛اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۳۲/۳۲):--حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

بے ادبی نہیں ہوگی؛۷۸۶کا عدد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ اسی لئے اختیار کیا گیا ہے کہ بے ادبی نہ ہو،عدد بسم اللہ کے حکم میں نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔

کیا تبلیغ ضروری ہے؟

سوال(۳۳/۳۳):-تبلیغی جماعت کے متعلق مسلمان لوگ آپس میں لڑتے ہیں،تو کیا یہ تبلیغ ضروری ہے؟یا مستحب؟قرآن شریف اور کتاب کے حوالہ کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؟

جواب(۳۳/۳۳):--حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تبلیغ کی تحریک جس کے بانی حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اصلاح کے لئے بہت مفید ہے، عام مسلمان کے لئے اس کے فوائد ظاہر ہیں، بندوں کا تعلق اللہ کی ذات سے قائم ہوا، اس فتنہ کے دور میں مسلمانوں کا اسلام اور ایمان پر برقرار رہنا مشکل تھا، تبلیغی کام کی برکت سے دین اور ایمان کی تازگی ہوئی، بریلوی حضرات دشمنی کی وجہ سے اس کی مخالفت کرتے ہیں، کہ یہ دیوبندیوں کا کام ہے اور لوگوں میں نفرت پھیلاتے ہیں؛ جب کے تبلیغی جماعت والے اختلاف باتوں کا تذکرہ نہیں کرتے! خالص دین اور ایمان کی باتیں کرتے ہیں، دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے وہ لوگ نکلتے ہیں اور کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ فقط واللہ اعلم۔

جماعت اسلامی کے متعلق نظریہ:-

سوال(۳۴/۳۴):- جماعت اسلامی والے حضرات ائمہ اربعہ کو مانتے نہیں ہیں، اور انکی تقلید بھی نہیں کرتے، تو ان کا شمار اہل سنت والجماعت میں سے ہے کہ نہیں؟

جواب(۳۴/۳۴):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جماعت اسلامی ایک گمراہ جماعت ہے؛ جیسا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ امت کے تہتر فرقوں میں صرف ایک فرقہ ہی نجات پانے والا ہے یعنی جہنم سے نجات پانے والا ہے باقی تمام فرقے جہنمی ہیں، ان میں سے مودودی فرقہ بھی ہے، نجات پانے والی جماعت اہل سنت والجماعت صحابہ کرام کے طور وطریق پر چلنے والی جماعت ہے، لہذا مودودی جماعت اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(مکتوبات شیخ الاسلام مکتوب نمبر ۱۳۸: ص ۳۹۴ تا ص ۴۰۱)

مسلم عورت کے لئے عدت:-

سوال(۳۵/۳۵):- ہماری میمن قوم کا ایک اخبار ''میمن ویلفیر'' کے نام سے بمبئی سے شائع ہوتا ہے۔ تاریخ ۱/۲/۱۹۷۹ کے روز شائع شدہ اخبار کے ص ۱۳ اور ص ۱۴ آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے؛ اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ اب مسلم عورتوں کی حفاظت کے لئے سخت قوانین تیار کئے گئے ہیں، اس میں یہ درج ہے کہ طلاق شدہ مسلم عورت کے لئے دوسری شادی جب تک نہ ہو وہاں تک اس کا شوہر اس کا

نان ونفقہ برداشت کرے یہ ضروری ہے،طلاق دینے والا شوہراگراس کاانکار کریگا تو اس کے لئے یہ فوجداری گناہ شمار کیا جائیگا۔

مذکوراخبار کے مضمون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ کے مسلم علماءکرام اورمفتیان عظام کی طرف سے مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کی گئی ہے،اخبار کے صفحہ نمبر۱۳اورصفحہ نمبر۱۴جوآپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا ہےاس پرعمل بھی ہو چکا ہے،مذکوراخبار کی تحریر کے مطابق آج چودہ سوسال کے بعد مسلم قوانین میں کسی کوردوبدل اورتبدیلی کرنے کاحق ہے؟

جواب(۳۵/۳۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

اخبارویلفیر میں طلاق کے متعلق شائع شدہ مضمون کابغوروفکرمطالعہ کیا،جواباعرض یہ ہے کہ اخبار والے نے پڑھنے والوں کودھوکہ دیا ہے کہ مفتیان کرام نےمسلم قانون میں تبدیلی کی گنجائش نکالی ہے، معتبر مفتیان کرام میں سے کسی نے بھی ایسا فتوی نہیں دیا ہےاورکسی بھی مفتی کوشریعت کے قوانین میں تبدیلی کرنے کااختیارنہیں ہے، بلکہ ایسےلوگوں کی مخالفت میں ایک کمیٹی بنانی چاہئے تاکہ مسلم قوانین میں تبدیلی کرنے والوں کی مخالفت کرسکے،اگرکوئی تبدیلی ظاہرکریگا تو قابل تحمل بات نہیں ہوگی،مذکورہ قاعدہ بھی شریعت کے مخالف ہونے کی وجہ سے معتبرنہیں۔

قرآن شریف میں ہے کہ ان الحکم الا اللہ یعنی اللہ تعالی کے حکم کےعلاوہ کسی کاحکم نہیں چلے گا۔قرآن کے احکام قیامت تک کے لئے ہیں،طلاق سے روکنے کے لئے مذکور قاعدہ اپنانا جائزنہیں، شریعت کے احکام میں تبدیلی کرنے کے حکم میں شمارہوگا۔فقط واللہ اعلم۔

مسلم عورتوں میں پردہ کیوں نہیں؟

سوال(۳٦/۳٦):-مفتی صاحب!ہماری گجراتی مسلم خواتین میں ۱۰فی صدکابھی برقع اور پردہ کارواج نہیں ہے،اس کی کیاوجہ؟وہ آپ بتائیں؟

جواب(۳٦/۳٦):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

بہن!ہمارے اسلاف اور بزرگوں کے نیک اور بے گناہ خیالات کا یہ نتیجہ ہے،ان کے نیک خیالات یہ تھے کہ ہماری بہنوں کومضبوطی کے ساتھ آنکھوں اوردل کا پردہ رکھنا چاہئے،اوراگرآنکھوں اور

دل کا پردہ نہ ہوتو پھر چہرہ پر کپڑے کا پردہ ڈالنا لغواور بیکار ہے،اس کی کوئی اہمیت باقی رہتی نہیں ہے،اگر ہماری بہنوں میں نظراور دل کا پردہ ہوتو اس کو کپڑے کے پردہ کی ضرورت نہیں ہے،اور حقیقت یہ ہے کہ پرانے زمانہ میں ہماری بہنیں ان نیک خیالات اور عقیدہ پر پابندی کے ساتھ عمل کرتی تھیں،وہ خاوند کے علاوہ دیگر اجنبی مرد کو ایسی نظر سے دیکھتی تھی جس طرح وہ اپنے حقیقی بھائی کو دیکھ رہی ہو!اور دل میں اس کے لئے حقیقی بھائی جیسا خیال ہوتا تھا، پھر تو ایسی عورت کے لئے برقع اور پردہ کی ضرورت ہی کہاں رہتی ہے؟ اور یہ رسم ورواج نسلا بعد نسل ہمارے زمانہ تک چلتا آیا ہے؛اور کہاں تک چلے گا وہ تو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کل کی ہماری بہنیں اپنے سے ماقبل زمانے کی عورتوں کی تقلید بڑی مضبوطی اور احتیاط سے کرتی ہیں؟اگر جواب اثبات میں ہوتو پھر ہماری بہنوں کو بھی کپڑے کے برقع سے چہرہ ڈھانپنا ضروری نہیں، جب انہوں نے نظراور دل سے پردہ کیا ہو!۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(تمنع المرأة الخ) أی تنهی عنه وإن لم یکن عورة . قوله:(بل لخوف الفتنة) أي الفجور بها. قاموس. أو الشهوة. والمعنی تمنع من الکشف لخوف أن یری الرجال وجهها فتقع الفتنة، لأنه مع الکشف قدیقع النظرإلیهابشهوة . (شامی۔۲/۷۹)

علم غیب کے متعلق:۔

سوال(۳۷/۳۷):۔کسی کو غیب کی حقیقت پوچھنااوراس پراعتماد کرنا شرعا کیسا ہے؟

جواب(۳۷/۳۷):۔-حامدا ومصلیا ومسلما هو الموفق للصواب.

اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ اللہ کے علاوہ غیب کا علم کوئی جانتا نہیں ہے،علم غیب خدا تعالیٰ کی خاص صفت ہے،لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے متعلق اس صفت کا عقیدہ رکھنا شرک ہے، جس سے ہمیشہ کے لئے عذاب کا حقدار ٹھہرے گا،اس کی مغفرت نہیں ہوگی،(اللہ کی پناہ) کسی کو بھی چاہے وہ نجومی ہو یا مستقبل کا علم جاننے کا دعوہ کرنے والا ہو غیب کی حقیقت نہیں پوچھنا چاہئے،ایسی باتیں پوچھنا یا گمشدہ چیز کو معلوم کرنے کے لئے پوچھنا حرام ہے،اور ایسی باتوں پر یقین کرنا کفر ہے۔

وتصدیق الکاهن بمایخبره عن الغیب کفرلقوله علیه السلام من اتی کاهنافصدقه بما

یقول فقد کفر بماانزل اللّٰہ تعالٰی علٰی محمدﷺ ۔ (شرح عقائد:ص۱۶۹)

حدیث شریف میں ہے کہ کسی صحابی نے آپ ﷺ سے عراف کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ من اتی عرّافافساله عن شئ لم یقبل له صلوة اربعین لیلة۔(مشکوۃ:ص۳۹۳)

علم غیب کے متعلق:-

سوال (۳۸/۳۸):- حضور ﷺ کو غیب کی باتوں کا علم تھا؟

جواب (۳۸/۳۸):- حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غیب کا علم جتنا بتایا تھا اتنا علم آپ ﷺ جانتے تھے، علم غیب آپ کی ذاتی صفت نہیں تھی، غیب کی باتوں کو جان لینا یہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں قل لا اعلم الغیب یعنی کہہ دو! میں غیب کی باتیں نہیں جانتا۔ فقط واللہ اعلم۔

وبالجملة العلم بالغیب امر تفرد به اللّٰہ تعالٰی لاسبیل الیه للعبادالاباعلام منه۔

(شرح عقائد:ص۱۷۰)

حضور ﷺ کو علم غیب ہونے کا عقیدہ:-

سوال (۳۹/۳۹):- آپ ﷺ کو کلی طور پر علم غیب حاصل تھا ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ آپ ﷺ کی غیب دانی پر دلیل پیش کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی حیات ہی میں دس صحابہء کرام کو جنت کی بشارت دی تھی؛ لہذا اس کی تفصیل سے مطلع فرمائیں۔

جواب (۳۹/۳۹):- حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اتنی کثیر مقدار میں غیب کی باتیں بتائی تھی کہ ہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے، ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بعد مخلوق میں سب سے بڑا علم اللہ کے رسول ﷺ کو تھا؛ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مجھے اولین وآخرین کا علم دیا گیا ہے، اس کے باوجود آپ ﷺ کو عالم الغیب ماننا صحیح نہیں ہے، کیونکہ عالم الغیب کا مطلب یہ ہے کہ اس کا علم ذاتی ہو، کسی کے تعلیم دینے کی وجہ سے وہ

علم حاصل ہوا نہ ہو، آپ ﷺ تو امی تھے، عالم الغیب ہونا تو صرف اللہ کی صفت ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی علم غیب کا جاننے والا نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے غیوب کا علم آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔ حضور ﷺ اپنی ذاتی رائے سے احکام الٰہی میں کمی بیشی نہیں کر سکتے تھے۔ (کفایت المفتی: ۸۸/۱)

ہمارا عقیدہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کا علم حضرت حق تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ مگر باوجود اس کے حضور ﷺ عالم الغیب نہ تھے۔ (کفایت المفتی: ۱۶۳/۱) حوالہ ایضاً (شرح عقائد: ص ۱۷۰)

غیبت کرنے والا آدمی کیسا ہے؟

سوال (۴۰/۴۰):- کوئی آدمی پانچوں وقت کی نماز کا اہتمام کرتا ہو اور وہی آدمی کسی کی غیبت کرتا ہو تو وہ کیسا ہے؟

جواب (۴۰/۴۰):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

مذکور آدمی کو فاسق، گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا سمجھا جائیگا، غیبت بہت بڑا گناہ ہے دوزخ میں لے جانے والا ہے، غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے حکم میں ہے، لہذا غیبت کرنے والے کو چاہئے کہ توبہ کرے اور معافی مانگے، ورنہ عذاب کا حقدار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۔ (سورۂ حجرات: آیت: ۱۲)

مودودی جماعت کا عقیدہ:-

سوال (۴۱/۴۱):- آنجناب کے زیر صدارت جامعہ حسینیہ راندیر (ضلع سورت۔ گجرات) میں مودودی جماعت کے خلاف ایک اجلاس منعقد ہوا تھا، اس کی تفصیل تحریر فرماویں؟ مودودی جماعت کے خیالات اور نظریات کیا ہے؟ اور وہ لوگ کن عقائد کی اشاعت کرتے ہیں؟ اور لوگوں کو کیا بتاتے ہیں! انکے عقائد وغیرہ کے متعلق ہم کو معلومات نہیں ہے، لہذا تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

جواب (۴۱/۴۱):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

مودودی جماعت کے عقائد کے متعلق ایک پرچہ دارالعلوم اشرفیہ (راندیر ضلع، سورت۔ گجرات)

اورایک کتابچہ جامعہ حسینیہ(راندیر ضلع،سورت۔گجرات) سے شائع ہوا ہے وہ حاصل کر کے مطالعہ کرلیں؛

صحابہء کرام رضی اللہ عنہ،ائمئہ کرام رحمۃ اللہ علیہم،اولیاءعظام رحمۃ اللہ علیہم کو برا بھلا کہتے ہیں،اتنا ہی نہیں انبیاء پر بھی تنقید کرتے ہیں،اوراپنے ہی کوحق پر سمجھتے ہیں اوردوسروں پر تنقید کرتے ہیں۔واللہ اعلم۔

آیت الکرسی کی فضیلت:-

سوال(۴۲/۴۲):-آیت الکرسی کے کیا فضائل ہیں؟اعمال قرآنی میں لکھا ہے کہ جوکوئی ۳۱۳ مرتبہ آیت الکرسی پڑھے گا اس کی تمام حاجتیں پوری ہوگی،لیکن آپ یہ بتائیں کہ آیت الکرسی کہاں تک ہے؟عظیم تک یا خالدون تک؟

جواب(۴۲/۴۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

قرآن شریف کی تمام آیات میں آیت الکرسی افضل ہے،اس کے بہت سے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں،رات کوسوتے وقت پڑھنے کی وجہ سے صبح تک فرشتے حفاظت کرتے ہیں،شیطان اس کے نزدیک آنہیں سکتا،مخلوق کے ضرر سے محفوظ ہوجاتا ہے،آپ نے جوفضیلت لکھی ہے وہ بھی صحیح ہے،عظیم تک پڑھنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔

عن ابی بن کعب قال قال رسول الله یااباالمنذراتدری ایّ ایةٍ من کتاب الله تعالی معك اعظمُ قلتُ الله ورسوله اعلم قال یااباالمنذراتدری ایّ ایةٍ من کتاب الله تعالی معك اعظمُ قلتُ اللّٰه لااِله الاهوالحیّ القیّوم قال فضرب فی صدری وقال لیهنِك العلمُ یااباالمنذر۔ (مشکوۃ شریف:ص۱۸۵؛مظاہر حق:۱۸/۳)

درود شریف کا ثواب:-

سوال(۴۳/۴۳):-درود شریف کا ثواب حضور اقدس ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے؟یا عام اور خاص کسی کو بھی اس کا ثواب پہونچایا جاسکتا ہے؟

جواب(۴۳/۴۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

درود شریف کا ثواب حضور ﷺ کے لئے خاص ہے،ان کے ضمن میں دوسروں کو پہونچایا جاسکتا ہے۔فقط واللہ اعلم۔

ایک ثواب تو درودشریف پڑھنے کا ہے وہ تو پڑھنے والے کوملتا ہے اوراسے اختیار ہے کہ وہ اپنا ثواب کسی دوسرے کوبخش دے۔ اورایک ثواب ہے جودرود میں آنحضرت ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جاتا ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ لفظ صلٰوۃ یااس کے مشتقات سے صرف انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے لئے وہ طلب کرنا چاہئے۔قصداًو بالذات دوسروں کے لئے اللھم صل علی فلان نہ کہنا چاہئے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ۔دہلی (کفایت المفتی :۷۹/۲)

حفاظت اورقوۃ حافظہ کی زیادتی کے لئے وظیفہ:-

سوال(۴۴/۴۴):-(ا) شیطان سے بچنے کے لئے ہر وقت روزانہ کوئی آیت یا ورد و وظیفہ پڑھتے رہنا چاہئے جس سے شیطان سے حفاظت ہو سکے وہ لکھ کر مطلع فرماویں۔

(ب) قرآن شریف یا کوئی دعاء اگر یاد نہ رہتی ہوتواس کے لئے کونسی آیت یا وظیفہ پڑھنا چاہئے جس سے قوت حافظہ تیز اور مضبوط ہو جاوے۔

(ج) کونسی آیت اور وظیفہ پڑھنا چاہئے جس سے اللہ کا خوف اور ڈر دل میں پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو۔

جواب(۴۴/۴۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

(ا) شیطان سے بچنے کے لئے لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم خوب کثرت کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

(ب) قوت حافظہ کے تیز ہونے کے لئے ہرفرض نماز کے بعد داہنا ہاتھ پیشانی اور سر پر رکھ کر ۱۱/مرتبہ یا قوی پڑھتے رہیں،اورفرض نماز میں جب قاعدۂ اخیرہ کے لئے آپ بیٹھتے ہو اس وقت دعاء ماثورہ کے بعد اگر وقت ملے تو سنقرئك فلا تنسى ایک یا تین مرتبہ پڑھ لیا کریں،اورآپ انفرادی طور پر جب سنت اور نفل پڑھیں تب قاعدہ اخیرہ میں ایک یا تین مرتبہ پڑھ سکتے ہیں۔

(ج) کامل اور مکمل طور پر زکوۃ کی ادائیگی ہونی چاہئے،اوراہتمام کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھنا چاہئے،اور کثرت کے ساتھ فاللہ خیرا حافظا وھو ارحم الراحمین پڑھتے رہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

غلط محبت سے بچنے کے لئے:-

سوال(۴۵/۴۵):- میں غلط چیزوں سے بچنے کے لئے مکمل طور پر پرہیز و احتیاط کرتا ہوں، اور دوستوں کو بھی احتیاط کرواتا ہوں، مگر دوست احباب ایسے ہیں کہ احتیاط کرنا مشکل ہے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۴۵/۴۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

غلط صحبت کے مقابلہ میں تنہائی بہتر ہے، نیک اور صالحین لوگوں کی صحبت میں رہنے کی کوشش کرو۔ فقط واللہ اعلم۔

اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعاء مانگنا:-

سوال(۴۶/۴۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

درگاہ شریف کے وسیلہ سے دعاء مانگنا اور منت مانگنا جائز ہے؟

جواب(۴۶/۴۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعاء مانگنا جائز ہے، مگر دل میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وسیلہ سے دعاء مانگنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجبور ہو جائیں گے، اللہ پاک کسی سے مجبور نہیں ہوتا، اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے، صرف اللہ ہی کی اطاعت کی جاوے، اور وہ منت مانگنے کی وجہ سے بھی مجبور نہیں ہوتا، کہ منت ماننے کی وجہ سے میری مرضی کے مطابق کرے گا، اسکے علاوہ کسی اور کی منت ماننا حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

قادر متصرف علی الاطلاق حقیقۃً حق تعالیٰ ہے، کسی کے لئے اولیاء اللہ میں سے یہ صفت ثابت کرنا عین شرک ہے۔ آیات واحادیث اس معنی میں بہ کثرت ہیں بندوں کا یہ فرض کہ وہ جو کچھ مانگیں اللہ سے مانگیں اور مدد چاہیں تو اللہ سے چاہیں اگر دعا کریں تو اللہ سے کریں۔

(فتاوی دارالعلوم:۱/۱۰۷)(امدادالفتاوی:۶/۳۲۷)

درود لکھی، درود تاج اور گنج العرش کے متعلق:-

سوال(۴۷/۴۷):- درود لکھی پڑھنا کیسا ہے؟ اس کا پڑھنا حدیث اور کتابوں سے ثابت ہے؟ اور درود تاج پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ درود تاج میں یہ الفاظ ہیں دافع البلاء والباء والقحط والمرض والألم جس میں حضور ﷺ کو بلاء وباء، قحط مرض والم دور کرنے والا بتایا گیا ہے، ان الفاظ کو چھوڑ کر بقیہ درود تاج پڑھ سکتے

ہیں؟ اور کونسا درود حدیث شریف سے ثابت ہے؟ وہ مطلع فرمائیں۔ اور دعاء گنج العرش پڑھنا کیسا ہے؟

جواب(۴۷/۴۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

درود لکھی اور درود تاج میں ذکر کردہ الفاظ (دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والألم) چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے، مگر اسکی فضیلت بیان کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے، فضیلت اعتقاد نہیں رکھنا چاہئے، سب سے افضل درود شریف درود ابراہیمی ہے۔ (جو نماز میں پڑھا جاتا ہے)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں۔ (کفایت المفتی: ۲/۷۷)

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا:-

سوال(۴۸/۴۸):-حضور ﷺ کو کسی آدمی نے خواب میں دیکھا ہو تو اس کا درجہ کتنا بلند ہوگا؟ اس کا شمار صحابہ کرام میں ہوگا یا نہیں؟

جواب(۴۸/۴۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنا وہ واقعۃً سچا خواب ہے، شیطان آپ ﷺ کی شکل اختیار کرسکتا نہیں ہے، مگر وہ خواب دیکھنے والے کو صحابی نہیں کہا جائیگا، شریعت کی اصطلاح میں صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے اسلام کی حالت میں جاگتے ہوئے آپ ﷺ کی زیارت کی ہو اور ایمان کی حالت میں انکی وفات ہوئی ہو؛ خواب دیکھنے والا نیک اور دیندار ہونے کی علامت اور نشانی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من رانی فی المنام فسيرانی فی اليقظة ولا يتمثل الشيطان بی۔ متفق عليه۔ (مشکوۃ شریف: ص۳۹۴)

کسی جنات کا حضور ﷺ کو دیکھنا:-

سوال(۴۹/۴۹):-کسی جنات نے حضور ﷺ کو حضور ﷺ کی حیاتی میں دیکھا ہو تو پھر اس جنات کو دیکھنے والے کو تابعی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۴۹/۴۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور جنات اگر مؤمن ہو تو صحابی کہہ سکتے ہیں، ایمان کے بغیر کفر کی حالت میں حضور ﷺ کو دیکھنے والا صحابی نہیں ہوسکتا، اور جنات کا ایمان یقین کے ساتھ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اسکو دیکھنے والے کو

یقین کے ساتھ تابعی نہیں کہہ سکتے۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضا (مشکوۃ:۳۹۴)

صحابی رضی اللہ عنہ نے دجال کو دیکھا:-

سوال(۵۰/۵۰):- صحابی رضی اللہ عنہ کشتی میں سوار ہو کر تجارت کی غرض سے سفر کر رہے تھے، کسی جگہ پر کشتی ٹھہر گئی تو صحابی رضی اللہ عنہ سمندر کے کنارہ پر گئے وہاں پر ایک ایسے آدمی کو دیکھا جس کے پورے جسم پر بال ہی بال تھے، ان صحابی نے دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں کانے دجال کا جاسوس ہوں، پھر وہ آدمی صحابی کو ایک غار میں لے گیا، وہاں پر دجال کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، اس نے صحابی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی؟ (۲) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کچھ کھجور کے درخت ہیں وہ خشک ہو گئے؟ صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی، اور مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے درخت پھلدار ہو چکے؛ دجال نے (اپنی دو انگلیوں کا فاصلہ بتا کر) کہا کہ مجھے نکلنے میں اتنا فاصلہ ہے۔ یہ قصہ سچا ہے؟

جواب(۵۰/۵۰):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

یہ قصہ سچا ہے، صحیح حدیث سے ثابت ہے، ذکر کرنے میں کچھ غلطیاں ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

وعن فاطمة بنت قيس قالت___ لان تميماالداريّ كان رجلانصرانيافجاء واسلم وحدثنى حديثاوافق الذى كنت احدِّثكم به عن المسيح الدّجّال_(مشکوۃ شریف:ص_۴۷۵)

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق غلط عقیدہ:-

سوال(۵۱/۵۱):- جو آدمی داؤد علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ انکا امتحان اس بات میں ہوا تھا کہ انہوں نے ایک دن عبادت کے لئے متعین کیا تھا، اس دن مخلوق سے بے تعلق ہو جاتے تھے، ایک صوفی کا اس طور پر گوشہ نشینی اختیار کرنا اور لوگوں سے ترک تعلق کر دینا یہ تو مطلوب ہے، مگر ایک خلیفۂ وقت اور مسلمانوں کے سیاسی امیر گوشہ نشینی اختیار کرے اور وہ بھی ایک مکمل دن کے لئے مناسب نہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب(۵۱/۵۱):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

مذکور آدمی بدعتی (اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف) کہلائیگا۔ کافر نہیں، اور ہر ایک بدعت گمراہی ہے اور ہر ایک گمراہی جہنم کی طرف لیجانے والی ہے، (اللہ کی پناہ!) توبہ کرنا چاہئے، ورنہ

ایمان کا خطرہ ہے۔فقط واللہ اعلم۔

وکلھم کانوامخبرین مبلغین عن الله تعالی لان ھذامعنی النبوة والرسالة صادقین ناصحین للخلق۔ (شرح عقائد:۱۳۹)

پیشاب کی وجہ سے عذاب قبر:-

سوال(۵۲/۵۲):- پیشاب کے قطروں سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے قبر میں عذاب ہونے کا قصہ صحیح احادیث کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

جواب(۵۲/۵۲):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضور ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا، (اچانک کھڑے ہوکر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ بھی کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا ہے! (ایسا گناہ کہ دنیا میں اس گناہ سے بچنا ممکن نہ ہو۔) بلکہ ان دونوں میں سے ایک تو وہ ہے کہ پیشاب سے احتیاط نہ کرتا تھا، اور دوسرا آدمی چغل خور تھا، پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ٹہنی لے کر اس کے دو حصہ کیے اور دونوں قبروں پر ایک ایک گھاڑ دی؛ یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ امید ہے کہ جب تک یہ ٹہنی ہری رہے گی وہاں تک عذاب میں تخفیف رہے گی۔فقط واللہ اعلم۔

وعن ابن عباس قال مرالنبی ﷺ بقبرین فقال انھمالیعذبان ومایعذبان فی کبیراما احدھمافکان لایستترمن البول۔ (مشکوۃ شریف:۴۲؛ مظاہر حق:۱/۳۴۹)

کثرت عیال دنیوی آفت ہے؟

سوال(۵۳/۵۳):- اسلامی تعلیم تالیف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں انمول موتی کے فقرہ میں بہت قیمتی باتیں لکھی ہیں، اس میں ایک چیز لکھی ہے کہ چار چیزیں دنیوی آفت ہے، اس میں کثرت اولاد، اور غربت کا تذکرہ ہے، اس کے متعلق سمجھائیں، بہت سی کتابوں میں لکھا ہے کہ بہت زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو، اور غربت تو اسلام میں بہت زیادہ پسندیدہ ہے! اسکو مفصل طور پر سمجھائیں؟

جواب(۵۳/۵۳):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

مذکور کتابچہ (اسلامی تعلیم) میں ذکر کی ہوئی بات (انمول موتی: نمبر۔۲۲) بالکل صحیح ہے، غربت اور کثرت عیال دنیوی آفت ہے، اوراس کی فضیلت آخرت میں ملے گی۔جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ غریب لوگ مالداروں کے مقابلہ میں پانچ سو سال قبل جنت میں جائیں گے؛ دنیا میں تو اولاد کا زیادہ ہونا اورغربت پریشانی اورفکر کا سبب ہے، جیسا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه ﷺيدخل الفقراء الجنةقبل الاغنياء بخمس مائة عام نصف يوم۔ رواه الترمذی۔ (مشکوۃ شریف:ص۴۴۷؛ مظاہرحق:۷۸/۶)

بریلوی جماعت کا عقیدہ:-

سوال(۵۴/۵۴):- بریلوی لوگ حضور ﷺ کو عالم الغیب مانتے ہیں، انکے متعلق ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟ اورآپ ﷺ کے علم غیب کے متعلق ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب(۵۴/۵۴):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

رسول اکرم ﷺ اللہ کے بندہ اور رسول تھے، اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل اورسب نبیوں کے امام اور پیشوا تھے، مگر عالم الغیب (ذاتی طور پرغیب جاننے کا وصف رکھنے والے) نہ تھے، یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفت ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ لا يعلم الغيب الا هو یعنی اللہ پاک کےعلاوہ کوئی علم غیب جانتا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت سی غیب کی باتیں آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ بتائی تھی، بریلوی لوگ آپ کو عالم الغیب مانتے ہیں وہ شرک فی الصفات ہے۔فقط واللہ اعلم۔

حوالہ ایضا جواب نمبر:۳۸ (شرح عقائد:ص۱۷۰)

اللہ کے سچے ولی کی پہچان:-

سوال(۵۵/۵۵):- بڑودا والے پیر کا پروگرام تھا، جس میں شیخ رفاعی کا پروگرام تھا، جس میں دف اور باجا وغیرہ بجا کر نعت پڑھی جاتی تھی، اوردوسرے لوگ وجد میں آکر اپنے جسم پر تلوار اور نیزوں کے ذریعہ زخم کرتے تھے، اورجسم سے خون نکلتا تھا، پھراس زخمی انسان کو بڑودا والے پیر دم کرتے ہیں اور پانی پر دم کرکے پانی پلاتے ہیں؛ جس سے آدمی اچھا ہو جاتا ہے اورخون نکلنا بند ھ ہو جاتا ہے؛اس پروگرام کو دیکھنے کے لئے مسلم اورغیر مسلم بڑی بھاری مقدار میں جمع ہوتے ہیں؛ یہ پیر صاحب جماعت کے ساتھ

نماز پڑھنے مسجد میں آتے نہیں ہے،تو کیا ایسی باتوں کو کرامت کہہ سکتے ہیں؟اس پیر صاحب کا شمار اولیاء کرام میں کر سکتے ہیں؟ایسے پروگرام میں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب(۵۵/۵۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اولیاء کرام کی کرامت جو برحق اور صحیح سند سے ثابت ہو اس کو ماننا چاہئے،جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اور دیگر اولیاء کرام کی کرامت سیرت وتاریخ کی کتب میں مذکور ہیں؛اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا،مگر مذکور پیر کی مذکورہ کرامات ڈھونگ لگتے ہیں،جیسے جادوگر اور تماشہ بتانے والے لوگ ایسی عجیب چیزیں بتاتے ہیں،خلاف عادت کسی بات کا ظہور اگر کسی متبع شریعت انسان سے ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں،اور اس کو اللہ کا ولی مانا جاتا ہے،ورنہ تو استدراج کہا جائے گا، چاہے وہ ہوا میں اڑتا ہو!یا پانی کے اوپر چلتا ہو!اسکو ولی نہیں ماننا چاہئے؛دجال مردود بھی خدائی کا دعوی کریگا اور ایسی عجیب چیزیں بتائے گا کہ لوگ حیران رہ جائیں گے،حاصل کلام یہ ہے کہ اگر کسی فاسق سے خلاف عادت امور کا ظہور ہو تو وہ استدراج ہے کرامات نہیں۔اس کو اللہ کا ولی نہیں ماننا چاہئے،ایسے بد دین کی مجلس میں شرکت بھی نہیں کرنی چاہئے گمراہی کا خطرہ ہے۔

والكرامات للأولياء حق، وأماالتى تكون لأعدائه مثل إبليس وفرعون والدجال فما روى فى الأخبارأنه كان ويكون لهم لانسميها آيات ولا كرامات۔ (شرح فقہ اکبر:ص۳۰)

حدیث میں حضرت نجاشیؒ کی قبر پر نور کا نمایاں ہونا وارد ہے،یہ کھلی کرامت ہے،اور جو دلیل نفی کی لکھی ہے خود یہ قابل نفی کے ہے،اسلئے کہ اول تو اس حکمت میں انحصار کی کوئی دلیل نہیں،دوسرے اس کرامت میں بھی یہ حکمت حاصل ہے کہ اس سے ہدایات پا کر احیاء سے طریق مستقیم تلاش کریں گے، اور منکرِ کرامات مبتدع ہے۔ (امدادالفتاوی:۴۶۲/۴)

اولیاء کرام تو متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں،اللہ کے رسول ﷺ کی سنتوں کے پابند ہوتے ہیں،فاسق وفاجر ولی نہیں ہوتے،ایسوں کو ولی نہیں ماننا چاہئے،ایمان خراب ہونے کا خطرہ ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

والولى هوالعارف بالله تعالى وصفاته حسب مايمكن المواظبُ على الطاعات المجتنب عن المعاصى المُعرِض عن الانهماك فى اللذات والشهوات۔ (شرح عقائد:ص۱۴۴)

بندہ کا حق بندہ ہی معاف کریگا:-

سوال(۵۶/۵۶):- گزشتہ زندگی میں جتنے بھی چھوٹے بڑے گناہ کئے وہ تمام گناہ توبہ کرنے کی وجہ سے اورآئندہ زندگی کی اصلاح کرنے کی وجہ سے حسنات میں تبدیلی ہوجائیگی؟

جواب(۵۶/۵۶):- اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ صدق دل سے توبہ کرنے کی وجہ سے بڑے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بندہ کا حق جب تک ادا نہ کیا جاوے یا بندہ سے معاف نہ کرالیا جاوے معاف نہیں ہوتا؛ اللہ پاک کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ وہ گناہوں کو نیکیوں سے اور سیئات کو حسنات سے بدل دیگا۔ اس امت پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ صدق دل سے توبہ کرنے کی وجہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اگلی امتیں جب تک اپنے آپ کو قتل نہ کریں وہاں تک گناہ معاف نہیں ہوتے تھے؛ گزشتہ گناہوں کو توبہ کرکے بھول جانا چاہئے، اللہ پاک کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

ویغفرُمادُوْنَ ذلك لِمَنْ یشاء من الصغائر والکبائرمع التوبة ۔ (شرح عقائد:ص۱۱۲)

آپ ﷺ کی نظر میں مفلس کون:-

سوال(۵۷/۵۷):- کونسے گناہ ایسے ہیں جو ثواب کو ضائع کردیتے ہیں؟اور کونسی نیکیاں ایسی ہیں جو گناہوں کو مٹادیتی ہیں؟

جواب(۵۷/۵۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

نیکیوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے گناہ کرنے سے نیکیوں کو مٹایا نہیں جاتا، یہ اللہ کا فضل وکرم ہے، مگر گناہ کرنے کی سزا بڑی بھاری ہونے کی وجہ سے گنہگار کہلائیگا۔

صحیح حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہء کرام سے دریافت فرمایا کہ تم جانتے ہو مسکین کس کو کہتے ہیں؟ صحابہء کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مسکین وہ ہے جس کے پاس روپئے پیسے اور مال وسامان نہ ہو۔ تب آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میری امت کا مسکین آدمی وہ ہے جس کے پاس قیامت کے دن بہت بڑی بڑی نیکیاں ہوگی، اس کے پاس نماز، روزہ، زکوۃ سب کچھ ہوں گے، مگر اس نے کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کا مال غصب کیا ہوگا، کسی کو گالیاں دی ہوگی، حاصل کلام یہ کہ نیکیوں کے ساتھ یہ بڑے بڑے گناہ بھی کئے ہوں گے، وہ مفلس سمجھا جائیگا، جمع کا پہلو کم

اورخرچ (ادھار) کا پہلوزیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا خسارہ اورنقصان میں ہونا ظاہر بات ہے؛ اللہ کے ساتھ کسی کوشریک کرنا اور کفر کرنا سب نیکیوں کوضائع کر دیتا ہے، اور کفر وشرک سے توبہ کرنا اوراسلام قبول کرنا کفروشرک کے زمانہ میں کئے ہوئے سارے گناہوں کومٹا دیتا ہے، اور واقعۃً حسنات، سیئات کومٹا دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے؛ قرآن شریف میں ہے: ان الحسنات یذھبن السیئات : **بیشک نیکیاں برائیوں کومٹا دیتی ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔**

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال اَتَدْرُوْنَ ماالْمُفْلِسُ قالوا المفلِسُ فِیْنامن ل ادرھم لہ ولامتاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیٰمۃ الخ۔۔۔۔۔ **(مشکوۃ شریف: ص۴۳۵)**

ڈاڑھی کے بالوں پرفرشتوں کا درود شریف پڑھنا:-

سوال(۵۸/۵۸):- ڈاڑھی رکھنے کے کیا فوائد ہیں؟ آج کل بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی کے ایک ایک بال پرفرشتے درود شریف پڑھتے ہیں؛ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب(۵۸/۵۸):-حامدا ومصلیا ومسلما، ھو الموفق للصواب.

ڈاڑھی کے متعلق لوگوں کی طرف سے بیان کردہ فضیلت (ڈاڑھی کے ایک ایک بال پرفرشتوں کا درود شریف پڑھنا) بے دلیل اور بغیر ثبوت کی موضوع بات ہے، اس لئے ایسا عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔

البتہ ڈاڑھی کی بہت فضیلت ہے، انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، شعائرِ اسلام میں سے ہے، اس لئے واجب ہے، لہذا ڈاڑھی منڈانا اور ایک مشت سے کم کرنا منع ہے، ایسا آدمی فاسق کہلائے گا، اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی، اوراس کی امامت بھی مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

وفی المعراج قال أصحابنا: لاینبغی أن یقتدی بالفاسق۔ **(شامی:۲/۲۹۸)**

تبلیغی جماعت کی مخالفت کرنے والا:-

سوال(۵۹/۵۹):- تبلیغی جماعت کا دینی کام جوآج کل ہورہا ہے، اس میں دخل دینے والا، دشمنی رکھنے والا، اوراس برکتی کام میں رکاوٹ پیدا کرنے والا اور رکاوٹ کے لئے اشاعت کرنے والا مسلمان شرعاً کیسا ہے؟

جواب(۵۹/۵۹):- تبلیغی کام بہت ہی زیادہ فضیلت والا کارخیر اورثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس

کو فراغت اور فرصت دی ہو اس کو غنیمت سمجھ کر اپنی دنیا اور آخرت کی اصلاح کی نیت سے نکلنا چاہیئے، قرآن شریف میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وجاهدوا فی الله حق جهاده﴾۔ اللہ کی راہ میں کما حقہ کوشش کرو۔ (سورۂ حج:۷۸)

دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا﴾ جو لوگ ہماری راہ میں محنت کرتے ہیں ہم ان کے لئے ہدایت کے راستے کھول دیتے ہیں۔ (سورۂ عنکبوت:۶۹)

حدیث شریف میں ہے ﴿بلغوا عنی ولو آية﴾ میرے حکم کی تبلیغ کرو چاہے ایک ہی لفظ کیوں نہ ہو! (بخاری شریف:۱/۱۴۱۔ مشکوۃ شریف:ص۳۲)

ہر مسلمان اپنی استطاعت کے بموجب اسلام کی خدمت کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

انبیاء علیہم السلام افضل ہے یا شہداء کرام؟

سوال(۶۰/۶۰):- انبیاء علیہم السلام اور شہداء کرام میں کن کا رتبہ بلند ہے؟ ایک آدمی ایسی دلیل پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کے درجات کو سب سے بلند اور افضل قرار دیا ہے؛ انبیاء علیہم السلام جب اس دنیا سے رحلت فرماتے ہیں تو ان کو غسل دیا جاتا ہے، جب کہ شہداء کے لئے یہ حکم ہے کہ ان کو اسی کپڑوں میں دفن کر دیا جاوے، کیونکہ پانی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ شہداء کے جسم کو چھو سکے؛ تو یہ دلیل کہاں تک صحیح ہے؟

جواب(۶۰/۶۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد افضل درجہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو سب سے بلند درجۂ رسالت پر فائز کیا ہے، اس درجہ کے برابر کوئی درجہ ہے ہی نہیں، مذکور سوال میں شہداء کو انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دینا جہالت ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک حکمت (شہداء کو انکے خون میں مبعوث کیا جائیگا) کی وجہ سے غسل کا حکم نہیں دیا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ورسل البشر افضل من رسل الملائكة ورسل الملائكة افضل من عامة البشر وعامة البشر افضل من عامة الملائكة۔ (شرح عقائد:ص۱۷۶)

بزرگوں سے بغض وعداوت رکھنا:-

سوال(۶۱/۶۱):- بزرگوں سے بغض وعداوت رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب(٦١/٦١):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

بزرگان دین سے بغض وعداوت رکھنا فسق یعنی گناہ کبیرہ ہے،اس کا ایمان خطرہ میں ہے،کیونکہ انہیں بزرگان دین کے واسطہ سے ہم کو دین نصیب ہوا،ان کا جتنا ہم احترام کریں اتنا کم ہے!احترام کے بجائے ان سے بغض وعداوت رکھنا،ان کو گالیاں دینا،برا بھلا کہنا یہ سب ناقدری کہلائیگی؛بزرگوں سے سنا ہے کہ شیعہ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی طعن وتشنیع کرنے کی وجہ سے حفظ قرآن کی نعمت سے محروم ہیں،اس کی وجہ یہی ہے کہ شیخین کے واسطہ سے ہم تک قرآن شریف پہونچا۔واللہ اعلم۔

ويكف عن ذكر الصحابةؓ الابخيرلماورد من الاحاديث الصحيحة فى مناقبهم و وجوب الكف عن الطعن فيهم كقوله عليه السلام لاتسبوا الخ-----(شرح عقائد:ص١٦١)

غیر سید بھی پیر بن سکتے ہیں؟

سوال(٦٢/٦٢):-ایک مولوی صاحب ہیں؛خود تو نیک انسان ہیں،وہ سید نہیں ہیں،وہ دوسروں کو اپنا مرید بناتے ہیں،ہمارے علم میں یہ ہے کہ جو سید ہو وہ دوسروں کے پیر بن سکتے ہیں،اور دوسرے لوگ انکے مرید بن سکتے ہیں،لہذا اس کے متعلق تفصیل تحریر فرماویں کہ غیر سید پیر بن سکتا ہے؟

جواب(٦٢/٦٢):-مذکورہ عقیدہ(غیر سید پیر نہیں بن سکتا)غلط ہے،غیر سید میں بھی اگر پیر کے اوصاف جیسے عالم دین ہونا،شریعت کا متبع ہونا،کسی صحیح العقیدہ پیر کا خلیفہ ہونا وغیرہ پائے جاتے ہوں تو وہ دوسروں کو مرید بنا سکتا ہے،آج کل بازاری لوگ،دھوکہ باز،مال کے حریص پیر بن کر بیٹھے ہیں،لہذا ہر کسی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر بیعت نہیں ہونا چاہئے،مکمل تحقیق کر کے بیعت ہونا چاہئے،ورنہ گمراہی کا خطرہ ہے۔فقط واللہ اعلم۔

جو پیر متبع سنت وپیرو شریعت ہو خواہ وہ کسی خاندان کا ہو۔اس سے مرید ہونا چاہئے۔بدعتی سے مرید ہونا نہ چاہئے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند:١٤٤/١)

بیعت ہونا فرض ہے؟

سوال(٦٣/٦٣):-کیا ہر مسلمان کے لئے کسی بھی پیر سے بیعت ہونا فرض ہے؟

جواب(٦٣/٦٣):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

بیعت اور مرید ہونا واجب نہیں، ہر مسلمان کے لئے اپنی اصلاح کرنا ضروری ہے، اپنی اصلاح بذات خود کرنے سے بیعت ہونا بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

بیعت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مرشد اور اس کے شاگرد (مرید) کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے مرشد یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا سکھائے گا اور مرید وعدہ کرتا ہے کہ مرشد جو بتلائے گا اس پر عمل ضرور کرے گا، یہ بیعت فرض و واجب تو نہیں۔

(امداد الاحکام: ۱/۴۸۔ احیاء العلوم: ۳/۱۲۷)

حروف ہجائیہ کا تلفظ کس طرح کریں؟

سوال (۶۴/۶۴):- بہت سے مدارس میں الف، بے، تے، ثے اس طرح پڑھاتے ہیں، جب کہ ہمارے یہاں الف، با، تا، ثا پڑھایا جاتا ہے، دوسری جگہوں میں با، تا، ثا، پڑھایا جاتا ہوا سنا نہیں گیا اور ہمارے علم میں بھی نہیں ہے؛ مدرسین سے استفسار پر بتایا گیا کہ صحیح تلفظ با، تا، ثا، ہی ہے؛ بے، تے، ثے غلط ہے، لہٰذا صحیح طور پر کیا پڑھنا چاہئے؟

جواب (۶۴/۶۴):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

آپ کے یہاں کے مدرسین کی پڑھانے کی ترتیب صحیح ہے، یعنی با، تا، ثا، اسی طرح پڑھانا چاہئے، تجوید کی کتاب تسہیل القوائد میں اسی طرح لکھا ہے، اردو حروف کا تلفظ بے، تے، ثے بولتے ہیں، عربی حروف شناسی میں با، تا، ثا بولنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔ (تسہیل القوائد: ص ۳)

بیماری میں مبتلا کی توبہ:-

سوال (۶۵/۶۵):- ایک آدمی بہت گنہگار تھا، اب وہ بیماری میں مبتلا ہو گیا ہے؛ اب اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے؟

جواب (۶۵/۶۵):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

بیماری اور مصیبت اللہ تعالی کی طرف سے انذار ہے، ہمارے گناہوں کی وجہ ہی سے آفت اور مصیبت آتی ہے، لہٰذا صدق دل سے توبہ کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے، آدمی کتنا بھی بڑا گنہگار رہا اسکو ناامید نہیں ہونا چاہئے، ناامیدی تو کفر ہے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش کی امید

رکھنی چاہئے، اوراللہ تعالیٰ توبہ کرنے کی وجہ سے گناہ معاف کردیتے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

والیأس من اللّٰہ تعالٰی کفرلانہ لاییأس من روح اللّٰہ الاالقوم الکافرون۔(شرح عقائد:ص۱۶۹)

کسی مسلمان کو مسلمان نہ گردانتا:-

سوال(۶۶/۶۶):- ایک آدمی مسلمان کے گھر پیدا ہوتا ہے، وہ کلمہ، نماز پڑھتا ہے، نماز، روزہ، فرائض کی ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے، اس کے باوجود اس کو ایک دوسرا مسلمان کہتا ہے کہ تو مسلمان نہیں ہے، کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے، جس سے وہ مسلمان غصہ میں آکر نماز، روزہ، وغیرہ چھوڑ دیتا ہے؛ تو گنہگار کون کہلائے گا؟ ایک مسلمان کو یہ کہنا کہ تو مسلمان نہیں ہے، صحیح ہے؟

جواب(۶۶/۶۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ کوئی بھی مسلمان جوٹ بولنے، چوری کرے، اور زنا کرنے جیسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے اسلام سے خارج نہیں ہوتا، بلکہ وہ مسلمان ہی باقی رہتا ہے، کافر کی طرح وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں جائیگا۔اس کے ایمان کی وجہ سے جنت میں داخل کیا جائیگا۔ انشاءاللہ۔

اس مسلمان کا یہ کہنا کہ تو مسلمان نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کامل ومکمل مسلمان نہیں ہے، کامل مسلمان ہرگز جھوٹ نہیں بولتا، جھوٹ بولنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے، کذب اور ایمان دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔

قال ابوعبداللّٰہ لایکون ھذامؤمناتامّاً ولایکون لہ نورالایمان۔(مشکوۃ شریف:ص۱۷)

تو مسلمان نہیں ہے ایسا کہنے کی وجہ سے نماز کو چھوڑ دینا انتہائی حماقت ہے۔ جہالت ہے۔اس کا گناہ نماز چھوڑنے والے ہی کے ذمہ رہے گا۔توبہ کرکے از سرنو نماز شروع کردے۔ورنہ سخت عذاب کے قابل ہوگا۔فقط واللہ اعلم۔

لاتخرج العبدالمؤمن من الایمان لبقاء التصدیق الذی ھو حقیقۃ الایمان۔(شرح عقائد:ص۱۰۷)

امانت میں خیانت:-

سوال(۶۷/۶۷):- ایک آدمی کے پاس کسی کی امانت ہے وہ آدمی اس امانت میں سے اپنے کام کے

لئے کچھ رقم استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس آدمی کو اطمینان قلبی ہے کہ اگر صاحب امانت سے اجازت طلب کی جائے گی تو سو فیصد اجازت دے دیگا۔ ایسی قوی امید ہے اسکا کیا حکم ہے؟

جواب(٦٧/٦٧):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مالک کی اجازت کے بغیر امانت کی رقم کو استعمال نہیں کر سکتے، چاہے اجازت دے دینے کا یقین کامل ہو! اجازت لینا شرط ہے۔ ورنہ خیانت ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔

قرآن شریف دل میں پڑھنا:-

سوال(٦٨/٦٨):-قرآن شریف کو دل میں پڑھنے سے زیادہ ثواب ملیگا یا جہرا؟ جہرا پڑھنے سے دس نیکی ملتی ہے اور دل میں پڑھنے سے کتنی نیکیاں ملے گی؟

جواب(٦٨/٦٨):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

قرآن شریف کی تلاوت جہرا یا سرا کرنے کی وجہ سے ثواب میں کوئی فرق نہیں پڑتا، نماز کے باہر بغیر وضوء سے پڑھنے سے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں اور باوضوء پڑھنے سے ۲۵ نیکیاں۔

اور نماز میں ہر حرف پر سو نیکیاں ملے گی۔ ترتیل (تجوید) کے ساتھ غور وفکر کے ساتھ بلند آواز سے پڑھنا زیادہ فضیلت کی چیز ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

قرآن شریف کی عبارت کی تلاوت خواہ سمجھ کر ہو یا بے معنی سمجھے ہو موجب اجر وثواب ہے۔ ہاں سمجھ کر پڑھنے والے کو ثواب زیادہ ہوگا اور بے سمجھے ہوئے پڑھنے والے کو کم۔ (کفایت المفتی:۲/۱۲)

باب دوم۔ کتاب الطہارت

الوضوء

گلاب یا کیوڑہ کے پانی سے وضو کرنا:-

سوال(١/٦٩):-بہشتی ثمر حصہ اول پاک پانی جس سے ناپاک چیزوں کو پاک کیا جائے، اس بیان میں لکھا ہے کہ گلاب کے پانی، سرکہ، عرق گاؤزبان سے ناپاک چیزوں کو پاک کیا جائے تو پاک ہو جائیگی، اور اس سے پہلے، وضوء، غسل کرے اس پانی کے بیان میں لکھا ہے کہ گلاب کے پانی، سرکہ وغیرہ سے وضوء کرے تو وضوء نہیں ہوگا۔ تو سوال یہ ہے کہ دونوں میں فرق کس وجہ سے؟ وضوء کیوں نہیں ہوگا؟ اور

ناپاک کپڑے وغیرہ کیوں پاک ہوجائیں گے؟ دوسرا یہ کہ عرق گاؤزبان کیا چیز ہے؟

جواب(۱/۶۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

گلاب، کیوڑا کے پانی، عرق گاؤزبان خودتو پاک ہے، دوسروں کو پاک نہیں کرتا، جس سے حکمی ناپاکی دور نہیں ہوگی یعنی وضوءغسل نہیں ہوگا، اس سے ظاہری ناپاکی (پیشاب، پاخانہ، خون وغیرہ) دھونے سے ناپاکی دور ہوگی۔فقط واللہ اعلم۔

لایجوزالتوضؤ بماء البطیخ والقثاء والقتد ولابماء الورد۔ (عالمگیری:۲۱/۱)

ولایجوزبماء غلب غیرہ فاخرجه عن طبع الماء کالاشربة والخل وماء الورد۔ (ہدایہ:۳۴/۱)

اونگھ سے وضوءتوٹ جائیگا؟

سوال(۲/۷۰):- ہماری مسجد میں مؤذن صاحب اذان دینے کے بعد ٹیک لگا کر اونگھتے رہتے ہیں اور جب جماعت کا وقت ہوتا ہے تو اسی حالت میں کھڑے ہوکر اقامت کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور نماز شروع کردیتے ہیں تو کیا ان کا وضوء رہا یا توٹ گیا؟

جواب(۲/۷۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

نیند کے جھونکے سے وضو نہیں توٹتا مگر نیند اتنی سخت ہو کہ سہارا نہ ہو تو گرجائے تو وضو توٹ جائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)ینقضہ حکماً (نوم یزیل مسکته)أي قوته الماسکة بحیث تزول مقعدته۔ (شامی:۲۷۰/۱)والنوم مضطجعاً اومتکئاً اومستنداالی شئ لوازیل لسقط۔ (ہدایہ:۲۵/۱)

گھٹنوں کو کھڑے رکھ کر سونے کا حکم:-

سوال(۲/۷۱):- وضوء کرنے کے بعد اپنے ہاتھ سے دونوں گھٹنوں کو پکڑ کر گھٹنوں کو کھڑے رکھ کر آدمی بیٹھا بیٹھا تسبیح پڑھتے پڑھتے سوجاوے جس سے ناکوں سے خراٹے کی آواز بھی آنے لگے مگر زمین پر گرتا نہیں ہے؛ تو کیا اس طور پر بیٹھے بیٹھے سونے سے وضوء توٹ جائے گا؟

جواب(۲/۷۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

اس طرح سونے سے وضوء نہیں توٹتا، دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس طور پر سونا کہ

جس سے بدن کے اعصاب ڈھیلے پڑ جائیں اور جسم کے اعضاء پر قابو نہ رہ سکے جس سے تخریج ریح کا غالب گمان ہو جیسے چیت اور کروٹ پر لیٹنے سے وضوء توٹ جائیگا۔ فقط واللہ اعلم۔

(و)ینقضه حکماً (نوم یزیل مسکته)أي قوته الماسکة بحیث تزول مقعدته۔ (شامی:۱/۲۷۰)والنوم مضطجعاً او متکئاً او مستندا الی شئ لو ازیل لسقط۔ (ہدایہ:۱/۲۵)

گھٹنے کھلے رکھ کر وضوء کرنا:-

سوال(۴/۷۲):- ہم پولیس کی نوکری کرتے ہیں، چڈی پہنتے ہیں، اور چڈی گھٹنوں سے اوپر ہوتی ہے، یہ چڈی پہنکر وضوء کرنے سے وضوء درست ہوگا؟ اور نماز پڑھنے سے نماز ادا ہوگی؟

جواب(۴/۷۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

چڈی پہنکر یعنی گھٹنوں کو کھلا رکھ کر وضو کرنے سے وضو ہو جائیگا، اور اس وضوء سے جتنی نمازیں پڑھی جائیں گی وہ سب نمازیں درست ہونگی، اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر گھٹنے ستر میں داخل ہیں۔ (مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک ہے جس کا چھپانا ہر حال میں فرض اور ضروری ہے۔) بغیر کسی عذر کے کھولنا منع ہے۔ لہذا ایسی چڈی پہننا جس سے گھٹنے کھلے رہیں شرعا منع ہے۔ گھٹنے چھپ جاوے اتنی لمبی چڈی ہونی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

العورة للرجل من تحت السرّة حتی تجاوز رکبتیه فسرته لیست بعورة عند علمائنا الثلاثة۔ (عالمگیری:۱/۵۸)(وهی للرجل ماتحت سرّته إلی ماتحت رکبته)۔ (شامی:۲/۷٦)

ناک میں سے خون نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا؟

سوال(۵/۷۳):- ناک میں سے کتنا خون نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے؟

جواب(۵/۷۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

خون نکل کر ناک کے بانسے میں آنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا؛ چاہے ایک ہی قطرہ کیوں نہ ہو! فقط واللہ اعلم۔

ولو نزل الدم من الرأس الی موضع یلحقه حکم التطهیر من الانف والاذنین نقض الوضوء۔ (عالمگیری:۱/۱۱)وینقضه (دم)مائع من جوف أو فم(غلب علی بزاق)(شامی:۱/۲٦۷)

بلغم نکلنے کی وجہ سے وضوٹوٹ جائے گا؟

سوال(۶/۷۴):- ناک میں سے بلغم نکلے جو پتلا پانی جیسا اور زرد پیپ جیسے رنگ کا ہو اور خود بخود گرے تو نمازی کا وضوٹوٹ جائیگا؟ اور وہ بلغم اگر کپڑوں کو یا مصلی پر لگے تو وہ ناپاک ہوں گے؟ نماز کی حالت میں نکلے تو نماز ٹوٹ جائیگی؟

جواب(۶/۷۴):-**حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.**

کسی بھی قسم کے بلغم کے نکلنے سے وضونہیں ٹوٹتا؛ وہ پاک ہے، چاہے ذوکام کی وجہ سے ٹپکتا رہے! کسی چیز کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس میں بدبو آتی ہو تو دھونا بہتر ہے۔فقط واللہ اعلم۔

لاينقضه قيئ من (بلغم)على المعتمد(أصلا)۔ (شامی:۱/۲۶۷)

وضو کے اعضاء پر رنگ لگ جانا:-

سوال(۷/۷۵):- رشید رنگریزی کا کام کرتا ہے۔ رنگ کا کام کرنے کی وجہ سے رنگ کے رای کے دانہ جتنے دھبے منھ اور چہرہ اور وضو کے اعضاء پر پڑتے ہیں، رشید بڑے بڑے دھبوں کو تو صاف کر دیتا ہے مگر چھوٹے چھوٹے دھبہ رہ جاتے ہیں، تو وضو میں جن اعضاء کو دھونا فرض ہے اور ایک بال کے برابر خشک رہ جانے کی وجہ سے وضونہیں ہوتا، تو رشید کا وضو ایسی حالت میں درست سمجھا جائے گا؟ اسکے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۷/۷۵):-**حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.**

رنگ کے دھبے جو نکلتے نہ ہوں یا نکالنا مشکل ہوں اس پر پانی بہا دینے کی وجہ سے وضو، غسل ہو جائیگا۔ شریعت میں شدت نہیں ہے آسانی ہے۔فقط واللہ اعلم۔

اتنا دھوئے کہ پانی غیر رنگین نکلنے لگے۔ (امدادالفتاوی:۱/۱۰۱)

وضو کے اعضاء پر رنگ لگ جانا:-

سوال(۸/۷۶):- رنگ کے چھوٹے بڑے دھبے چہرہ پر یا وضو کے اعضاء پر لگے ہوں ایسی حالت میں وضوء کر کے نماز پڑھنے سے وضو، نماز ہوں گے یا نہیں؟ وضو کر کے نماز ادا کر لینے کے بعد رنگ کا دھبہ نظر آیا تو نماز کا اعادہ کرنا پڑیگا؟

جواب(۸/۷۶):-**حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.**

رنگ کی وجہ سے اس جگہ پانی نہ پہونچنے کی وجہ سے وضو درست نہیں ہوگا، ایک ناخن یا ایک بال کے برابر خشک رہنے کی وجہ سے وضو درست نہیں ہوتا۔لہذا نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے، اعضاء وضو پر لگا ہوا رنگ زائل کرنا ضروری ہے، تاکہ پانی پہونچ سکے، اس کے علاوہ جسم کے کسی عضو پر لگا ہوا رنگ اگر پاک ہوتو اس کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر رنگ ناپاک ہوتو دھونا ضروری ہے۔فقط واللہ اعلم۔

(شرح وقایہ:۱/۵۱)

امر بالاطّھار وھو تطھیر جمیع البدن الاان ماتعذر ایصال الماء الیہ خارج ۔ (ہدایہ:۱/۲۹)

مسواک کس درخت کا ہونا چاہئے؟

سوال(۹/۷۷):-حدیث شریف میں مسواک کرنے کے ستر فائدے وارد ہوئے ہیں،تو کونسے درخت کا مسواک کرنا افضل ہے؟ کسی بھی درخت کے مسواک کرنے سے سنت ادا ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب(۹/۷۷):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

کسی بھی درخت کا مسواک کرنے سے سنت ادا ہو جائے گی، کوئی درخت مخصوص نہیں، مسواک کی فضیلت حاصل ہوگی، پیلو کے درخت کی جڑ سے اور نیم کے درخت کی ٹہنی سے مسواک کرنا مستحب ہے، اگر مسواک نہ ہوتو انگلی یا کپڑے سے دانت صاف کرنے کی وجہ سے سنت ادا ہو جائیگی۔فقط واللہ اعلم۔

وینبغی أن یکون السواك من أشجار مرۃ لانہ یطیب نکھۃ الفم ویشد الاسنان ویقوی المعدۃ۔ (عالمگیری:۱/۷)

مسواک کی فضیلت:-

سوال(۱۰/۷۸):-مسواک کے ساتھ وضو کرکے جو نماز پڑھی جاوے وہ بغیر مسواک کے وضو سے پڑھی ہوئی نماز پر کتنے درجے فضیلت رکھتی ہے؟ وہ حدیث تحریر فرمائیں؟

جواب(۱۰/۷۸):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مسواک کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز بغیر مسواک والی نماز پر ستر (۷۰) درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ تفضل الصلوٰۃ التی یستاك

لھاعلی الصلوٰۃ التی لایُستاك لھاسبعین ضِعفا۔ (مشکوۃ شریف:۴۵)

معذور کے احکام

کینسر کی وجہ سے پاکی، ناپاکی کا خیال نہ رہے:-

سوال(۱۱/۷۹):-ایک آدمی کینسر جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہے، چلنا پھرنا اس کے لئے دشوار ہو گیا ہے، بستر ہی پر پیشاب پاخانہ کرتا ہے اور پاکی ناپاکی سے احتیاط نہیں کرسکتا، تو مذکور آدمی کس طرح نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب(۱۱/۷۹):-**حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.**

مذکور آدمی نماز کے لئے الگ کپڑے رکھ چھوڑے، اور نماز کے وقت ناپاک کپڑے اتار کر جسم پر لگی ہوئی ناپاکی صاف کرے اور وضو کر کے پاک کپڑے پہن کر نماز ادا کرے۔ ناپاکی کے ہوتے ہوئے نماز ادا نہیں ہوگی، بدن اور کپڑے کی پاکی شرط اور ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

یجب علی المصلی ان یقدم الطھارۃ من الاحداث والانجاس علی ماقدمناہ قال اللہ تعالی وثیابك فطھّر۔ (ہدایہ:۱/۹۲)

پیشاب کے قطرات ٹپکنا:-

سوال(۱۲/۸۰):-میں پیشاب کرتا ہوں پھر آدھے گھنٹے تک پیشاب کے قطرات ٹپکتے رہتے ہیں، اس درمیان میں جو پائجامہ پہنا ہوا ہو اس میں قطرات ٹپکتے رہتے ہیں، وہ پائجامہ پہن کر نماز پڑھوں تو ادا ہو جائیگی؟ جب نماز کا وقت آتا ہے تب پیشاب کی حاجت ہوتی ہے اور پیشاب کرنے کے بعد پریشانی لاحق ہوتی ہے؛ اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۱۲/۸۰):-**حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.**

جس آدمی کو مسلسل قطرات ٹپکتے رہتے ہیں شریعت کی اصطلاح میں اس کو معذور کہتے ہیں، اس کے لئے مجبوری کی وجہ سے حکم الگ ہوتا ہے؛ آپ معذور نہیں ہو، مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو پیشاب کرنے کے بعد تھوڑی دیر قطرات ٹپکتے ہیں، اسی لئے ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

آپ نماز کے وقت سے پہلے پیشاب وغیرہ سے فارغ ہونے کی تیاری کریں گے تو جماعت

میں شرکت ہو جائے گی، پائجامہ پر اگر پیشاب کے قطرات گرے ہوں تو اتنی جگہ دھو لینی چاہئے، پورا پائجامہ دھونا ضروری نہیں ہے، اور پیشاب سے فارغ ہو کر جب وضو کرنے کے لئے بیٹھیں تب پانی کے چھینٹے پائجامہ پر مارلیں، حدیث شریف کے اعتبار سے وہ آپ کے لئے مفید ہے، پھر کسی وقت وضو کرنے کے بعد پیشاب کا قطرہ معلوم پڑے تو اس سے وضو ٹوٹ جائیگا، کپڑا بھی جتنا ناپاک ہو جائیگا دھولیا جاوے اور دوبارہ وضو کرلیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔

(وصاحب عذرمن به سلس) بول لایمکنه إمساکه۔ (شامی:۱/۵۰۴)

پیشاب کی بیماری سے معذور کب کہلائیگا؟

سوال (۱۳/۸۱): -ایک آدمی پیشاب کرنے کے بعد تقریبا ایک گھنٹہ تک ڈھیلے سے استنجا کرتا رہتا ہے اور پیشاب کے قطرات ٹپکتے رہتے ہیں، اس آدمی کو نماز پڑھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب (۱۳/۸۱): --**حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.**

پیشاب کے قطرات ٹپکنا اگر ایک نماز کے مکمل وقت میں پایا جاوے اس طور پر کہ وضو کر کے فرض نماز پڑھنے کی مقدار بھی وقت ملتا نہیں ہے کہ اس میں قطرات ٹپکتے رہتے ہیں تو وہ آدمی معذور کہلائیگا، عذر کو ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ضروری ہے، پھر ہر نماز کے وقت کے دوران ایک مرتبہ بھی پیشاب کا قطرہ ٹپکنا عذر کے باقی رکھنے کے لئے کافی ہے۔ البتہ اگر نماز کا پورا وقت گزر جائے اور ایک مرتبہ بھی پیشاب کا قطرہ نہ ٹپکے تو اب اس کا عذر ختم ہو جائیگا معذور باقی نہیں رہیگا۔

معذور کا حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت شروع ہو تو وضو کر کے نماز پڑھتا رہے، چاہے قطرات ٹپکتے رہیں! قطرات ٹپکنے سے وضو نہیں توٹیگا، نماز کا وقت گزر جانے سے وضو ٹوٹ جائیگا؛ دوسری نماز کا وقت شروع ہونے پر دوسری نماز کے لئے وضو کرے چاہے اس کا وضو کسی حدث کے پیش آنے سے نہ توٹا ہو! فقط واللہ اعلم۔

(وصاحب عذرمن به سلس) بول لایمکنه إمساکه۔ (شامی:۱/۵۰۴) والمستحاضة ومن به سلس البول والرعاف الدائم---------یتوضؤن لوقت کل صلوة۔ (ہدایہ:۱/۶۷)

دونوں ہاتھ کٹے ہوں تو وضو کیسے کرے؟

سوال(۱۴/۸۲):- ایک آدمی کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں تو وضو کیسے کرے؟ پیشاب پاخانہ کے لئے استنجا کیسے کرے؟ غسل کیسے کرے؟

جواب(۱۴/۸۲):- حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں وہ مجبوری کی وجہ سے وضو اور غسل کے لئے دوسرے کی مدد لے سکتا ہے، بغیر مجبوری کے دوسرے سے مدد لینا منع ہے، مذکور آدمی کی اگر بیوی ہو تو اس سے مدد لے، دونوں ہاتھ اگر کہنیوں سمیت کٹے ہوئے ہوں تو وضو میں ہاتھ دھونے کا فرض ساقط ہو جائے گا، ورنہ جتنا ہاتھ باقی ہوگا اتنا دھونا فرض ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

ولو قطعت يده أو رجله فلم يبق من المرفق والكعب شئ سقط الغسل ولو بقى وجب۔ (عالمگیری:۵/۱) (وعدم الاستعانة بغيره) إلا لعذر. (شامی:۲۵۰/۱)

تخریج ریح کی بیماری میں وضو کا حکم:-

سوال(۱۵/۸۳):- (الف) لندن میں کچھ عورتیں نماز کی پابندی کرنا چاہتی ہیں، لیکن ایک منٹ بھی وضو رہتا نہیں ہے، وضو کرتے ہی ہوا نکل جاتی ہے، یا نماز کی حالت میں ہوا نکل جاتی ہے، ایک رکعت بہ مشکل پڑھ سکتی ہیں! پھر وضو کرے اور وضو ٹوٹ جاوے، گھڑی گھڑی وضو کرنے کے باوجود وضو باقی نہیں رہتا تو وہ عورتیں کیا کریں؟

(ب) نماز کی حالت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے، جب بھی میں نماز شروع کرتا ہوں ہوا نکل جاتی ہے، مجھے تخریج ریح کی بیماری ہے، لہذا مجھے کیا کرنا چاہئے؟ بار بار وضو کروں یا نہیں؟

جواب(۱۵/۸۳):- حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

(الف) ذکر کردہ عذر (بار بار ہوا نکلنے کی بیماری) والا آدمی شرعی اعتبار سے معذور کہلائیگا، عذر ثابت ہونے کے لئے ابتداء میں مذکور عذر ایک نماز کے وقت کو گھیر لے اس طور پر کہ وضو کر کے فرض نماز پڑھنے کا وقت نہ ملے تو وہ آدمی معذور شمار کیا جائے گا؛ ایسے آدمی کے لئے شریعت نے بہت ہی زیادہ آسانی رکھی ہے، نماز کا وقت شروع ہو تو وضو کر کے نماز پڑھے، چاہے تخریج ریح ہوتی رہے! اس عذر سے

وضونہیں ٹوٹے گا،نماز میں کوئی نقص نہیں پیدا ہوگا،نماز کا وقت ختم ہونے کی وجہ سے ازسرنو وضو کرنا پڑیگا،نماز کے وقت کے دوران ایک مرتبہ بھی وہ عذر پایا جائیگا تو وہ معذور باقی رہیگا،جب وہ عذر ختم ہوجائیگا یعنی نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی وہ عذر یعنی بیماری نہ پائی جاوے اور مکمل وقت صحیح و سالم گزر جاوے تو اب وہ معذور نہیں کہلائیگا۔رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں آسانی ہے،ایسے عذر کی وجہ سے نماز نہ چھوڑے۔فقط واللہ اعلم۔

(ب) تخریج ریح کی بیماری اگر نماز کے مکمل وقت کو گھیر لے یعنی فرض نماز پڑھنے کا موقع ہی نہ ملے اور حدث پایا جاوے تو معذور کہلائیگا۔

معذور کا حکم یہ ہے کہ جب بھی نماز کا وقت شروع ہو تو وضو کر کے نماز پڑھ لے، چاہے ہوا نکلتی رہے! اس بیماری سے وضو نہیں ٹوٹیگا، ہر نماز کے لئے وضو کرنا پڑیگا،عذر ثابت ہوجانے کے بعد دوسری نمازوں کے اوقات کو گھیر لینا شرط نہیں ہے، بلکہ نماز کے وقت میں ایک مرتبہ حدث کا پایا جانا شرط ہے، وہاں تک وہ معذور شمار کیا جائیگا جب ایک نماز کا مکمل وقت عذر کے بغیر گزر جائے تو اب وہ معذور شمار نہیں ہوگا۔فقط واللہ اعلم۔

(وصاحب عذرمن به سلس) بول لايمكنه إمساكه۔ (شامی:۱/۵۰۴)والمستحاضة ومن به سلس البول والرعاف الدائم---------يتوضؤن لوقت كل صلوة۔ (ہدایہ:۱/۶۷)

پیشاب کی بیماری اور وضو،نماز:-

سوال(۱۶/۸۴):- مجھے پیشاب کی بیماری ہے، پیشاب کرنے کے بعد بھی قطرات ٹپکتے رہتے ہیں، وضو کرتے وقت میں دھولیتا ہوں، مگر پیشاب کے قطرات ٹپکتے رہتے ہیں، تو ایسی حالت میں جماعت کے ساتھ یا انفرادی طور پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج ہے کہ نہیں؟

جواب(۱۶/۸۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

پیشاب کے قطرات کا ٹپکنا اگر ایک مکمل وقت کو گھیر لے تو وہ آدمی شرعا معذور سمجھا جائیگا، پھر اس عذر کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا، وقت کے گزر جانے کے بعد نیا وضو کرنا پڑیگا، نماز میں کوئی نقص نہیں آئے گا، جب وہ بیماری اچھی ہوجاوے یعنی نماز کے مکمل وقت میں ایک مرتبہ بھی وہ بیماری نہ پائی جائے تو

اب معذور نہیں شمار ہوگا۔فقط واللہ اعلم۔

(وصاحب عذرمن به سلس) بول لایمکنه إمساکه۔ (شامی:۱/۵۰۴)

تیمّم

تیمّم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال(۱۷/۸۵):-تیمّم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کن چیزون سے تیمّم کر سکتے ہیں؟

جواب(۱۷/۸۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ تیمّم کی نیت کرکے پاک مٹی یا مٹی کے جنس کی چیزوں پر ہاتھ مار کر پورے چہرے پر پھیرلو، دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہاتھ پھیرلو، ایک بال کے برابر بھی جگہ باقی نہ رہے، غسل کے تیمّم کا بھی یہی طریقہ ہے، کوئی فرق نہیں، الحاصل یہ کہ تیمّم کے تین فرض ہیں۔

(۱) نیت کرنا (۲) چہرے پر ہاتھوں کا پھیرنا (۳) دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھیرنا۔فقط واللہ اعلم۔

والتیمم ضربتان یمسح باحدٰهماوجهه وبالاخرٰی یدیه الی المرفقین. (ہدایہ:۱/۵۰)

التیمم بالحجرالأملس (بصفة مخصوصة) هذایفیدأن الضربتین رکن۔(شامی:۱/۳۹۲)

سمنٹ کی دیوار پر تیمّم کرے تو؟

سوال(۱۸/۸۶):-سمنٹ کی دیوار پر تیمّم کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ بیماری کے وقت غسل کی حاجت پیش آگئی اور گرم پانی کرنے کے اسباب بھی نہیں ہیں، مگر بیماری کی وجہ سے غسل نہیں کرسکتا ہے، صرف وضو کرسکتا ہے، تو کیا کرے؟

جواب(۱۸/۸۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

سمنٹ سے پلاسٹر کی ہوئی دیوار پر تیمّم کرسکتے ہیں وہ زمین کی جنس سے ہے، جو جلانے سے نہ جلے اور پگلانے سے نہ پگلے وہ زمین کی جنس سے کہلاتی ہے، مضبوط پتھر، اینٹ پر تیمّم کرنا جائز ہے، چاہے اس پر مٹی نہ ہو! غسل کرنے کی وجہ سے اگر واقعۃً معذور ہے تو غسل کے بجائے وضو کافی نہیں ہے بلکہ تیمّم کرلے۔فقط واللہ اعلم۔

فیجوزالتیمم بالتراب والرمل والسبخة المنعقدة من الارض۔ (عالمگیری:۱/۲۶)

ٹھنڈی کی وجہ سے تیمّم کر سکتے ہیں؟

سوال(۱۹/۸۷):- میں دق۔ٹی بی کا مریض ہوں، سردی میں وضو کرنا میرے لئے مضر ہے، وضو کے بجائے تیمّم کر سکتا ہوں؟ تیمّم کرنے کے لئے مٹی یا ریت برتن میں بھر کر رکھوں اور ہمیشہ اسی سے تیمّم کرتا رہوں تو جائز ہے؟ ہر مرتبہ مٹی یا ریت کو بدلنا چاہئے؟ اور تیمّم کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب(۱۹/۸۷):--حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

معمولی ٹھنڈی کی وجہ سے وضو کے بجائے تیمّم کرنا جائز نہیں، ٹھنڈا پانی بہت زیادہ نقصان دہ ہو اور گرم پانی کا انتظام کرنا بھی ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں تیمّم کرنا جائز ہے، آپ کو بیماری کی وجہ سے ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کی وجہ سے بیماری بڑھنے یا جان کے تلف ہونے کا خوف ہو تو آپ تیمّم کر کے نماز پڑھیں۔

آدمی سخت بیمار ہو معتبر مسلم ڈاکٹر یا حکیم نے مطلقا پانی استعال کرنے سے منع کیا ہو تو مجبوری کی حالت میں تیمّم کر سکتے ہیں، کسی بھی مٹی یا ریت، چونا وغیرہ جو زمین کی جنس سے ہو اس پر تیمّم کرنا جائز ہے، کسی بھی برتن میں پاک مٹی بھر کر رکھو وقتا فوقتا اس سے تیمّم کر سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

ولو كان يجد الماء الا انه مريض فخاف ان استعمل الماء اشتدمرضه يتيمم۔ (ہدایہ:۱/۴۹) (أولمرض) يشتدأو يمتدبغلبة ظن أوقول حاذق مسلم۔ (شامی:۱/۳۹۷)

غسل

بال کاٹنے سے غسل فرض ہوتا ہے؟

سوال(۲۰/۸۸):- زیر ناف بال صاف کرنے سے غسل فرض ہوتا ہے؟ بال صاف کر کے اگر اتنی ہی جگہ دھووے تو کوئی حرج ہے؟ کیا غسل کرنا فرض ہے؟

جواب(۲۰/۸۸):--حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

غسل فرض نہیں۔فقط واللہ اعلم۔

منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے؟

سوال(۲۱/۸۹):- بہت سی مرتبہ عضومخصوص میں سے چکنا پانی نکلتا ہے جس کا کوئی رنگ نہیں ہوتا، صرف چکناہٹ ہوتی ہے؛ تو کیا اس سے غسل واجب ہوتا ہے؟ مذی، ودی اور منی میں کیسے فرق کر سکتے ہیں؟

جواب(۲۱/۸۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

منی نکلنے کی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہے، مذی اور ودی نکلنے کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہوتا، اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، عورت کے ساتھ ملاعبت کرنے کے وقت جو چکنا مادہ نکلتا ہے اسے مذی کہتے ہیں، مذی نکلنے سے عضومخصوص کی سختی ختم نہیں ہوتی جب کہ منی نکلنے سے عضومخصوص کی سختی ختم ہو جاتی ہے، دوسرا فرق یہ ہے کہ مذی میں رنگ اور بدبو نہیں ہوتی، اور منی سفید اور بدبودار ہوتی ہے، اور پیشاب کرنے کے بعد جو چکنا مادہ نکلتا ہے اس کو ودی کہتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة۔ (ہدایہ:۳۱/۱)

(لا) عند (مذي أو ودي) بل الوضوء منه ومن البول جميعاً على الظاهر۔ (شامی:۳۰۴/۱)

بیوی کے ساتھ ملاعبت کرتے ہی منی نکل جائے:-

سوال(۲۲/۹۰):- میں ۲۱ رسال کا شادی شدہ آدمی ہوں، مجھے اپنی بیوی کے ساتھ سوکر بات کرنے میں بھی منی نکل جاتی ہے، اس سے غسل فرض ہوگا یا نہیں؟ اور کپڑے ناپاک ہوں گے یا نہیں؟

جواب(۲۲/۹۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

شہوت کے ساتھ منی نکلنے کی وجہ سے غسل فرض ہوگا۔ اور منی ناپاک ہونے کی وجہ سے کپڑے پر لگنے کی وجہ سے کپڑا ناپاک ہوگا۔ کپڑا دھونا فرض ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

عورتوں کو دیکھنے سے منی نکل جائے:-

سوال(۲۳/۹۱):- عورتوں کو دیکھنے سے منی نکل جاتی ہے، تو کیا اس سے غسل واجب ہوگا؟ یا روزہ فاسد ہوگا؟ اور کوئی آدمی بالقصد عورت کو دباوے اور منی نکل جائے تو؟

جواب(۲۳/۹۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

عورتوں کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے اگر منی نکل جائے تو غسل فرض ہوگا، جیسا

کہ حدیث شریف میں ہے، الماء من الماء منی نکلنے کی وجہ سے غسل فرض ہوگا، مگر روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اگر بالقصد عورت کو دبانے سے منی نکل جائے تو روزہ فاسد ہوگا، قضاء واجب ہے کفارہ نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

خروج (منيّ) من العضو، وإلافلايفرض اتفاقاً۔ (شامی:۱/۲۹۶) (أواحتلم أو أنزل بنظر) ولوإلى فرجهامراراً۔ (شامی:۳/۳٦۷)

خواب میں جماع بلاانزال ہوتو؟

سوال (۲۴/۹۲):- رات کو سونے کی حالت میں عضو مخصوص میں سختی پیدا ہوا اور انزال ہوگا ایسا خطرہ لاحق ہو لیکن پیشاب کرنے کے وقت دیکھا کہ لنگی صاف اور پاک ہے اور پیشاب بھی صاف ہو تو غسل واجب ہوگا؟

جواب (۲۴/۹۲):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

غسل فرض نہیں ہے، خواب میں انزال کا ہونا شرط ہے، خواب میں جماع کرنا یاد ہو لیکن منی نہ نکلے تو غسل فرض نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

خروج (منيّ) من العضو، وإلافلايفرض اتفاقاً۔ (شامی:۱/۲۹٦)

پیشاب کرنے کے بعد منی نکلے تو؟

سوال (۲۵/۹۳):- کبھی عضو مخصوص میں جوش پیدا ہوتا ہے، پیشاب کرتے وقت منی جیسے قطرات ٹپکتے ہیں؛ کیا اس سے غسل واجب ہوتا ہے؟

جواب (۲۵/۹۳):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

غسل فرض نہیں ہوگا۔ پیشاب کے بعد جو قطرات ٹپکتے ہیں اس کو ودی کہتے ہیں، غسل تو منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے: الماء من الماء یعنی غسل تو (منی کے نکلنے) سے واجب ہوتا ہے، (ودی اور مذی سے نہیں) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وليس في المذی والودی غسلٌ وفيهماالوضوء۔ (ہدایہ:۱/۳۳) فلواغتسلت فخرج منها منيّ، إن منيهاأعادت الغسل لاالصلاة وإلالا (بشهوة) أي لذة ۔ (شامی:۱/۲۹٦)

بغیر جماع کے انزال ہو جاوے تو؟

سوال(۲۶/۹۴):-عورت کے ساتھ ہمبستری نہ کیا ہو اور مستی کی حالت میں منی نکل جائے تو اس صورت میں غسل واجب ہے کہ نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کس آیت کو پڑھ کر اس کا غسل اتارنا چاہئے؟

جواب(۲۶/۹۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

غسل فرض ہوگا، شہوت کے ساتھ منی نکلنے کی وجہ سے غسل فرض ہوگا، بڑی پاکی (فرض غسل) کی نیت کی جاوے، حنفی مذہب میں وضوء اور غسل کے لئے نیت شرط نہیں ہے اس لئے بغیر نیت کے بھی غسل ہو جائے گا۔فقط واللہ اعلم۔

والمعانی الموجبة للغسل انزال المنی علی وجه الدفق والشهوة۔ (ہدایہ:۳۱/۱)

فلو اغتسلت فخرج منها منيّ، إن منيهاأعادت الغسل لاالصلاة وإلالا۔(شامی:۲۹۶/۱)

داڑھ میں چاندی چڑھانے والے کا غسل:-

سوال(۲۷/۹۵):-کسی آدمی کی ڈاڑھ اگر کھوکھلی ہو جاوے تو اس میں چاندی چڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ یا کھوکھلی داڑھ پر پلاسٹیک کا کور چڑھا سکتے ہے کہ نہیں؟ اس سے جنابت کے غسل میں کوئی حرج ہوگا؟

جواب(۲۷/۹۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جائز ہے۔غسل میں کوئی حرج نہیں ہوگا، سہولت کے ساتھ اگر نکل سکتا ہو تو نکال کر غسل کرے ورنہ کوئی حرج نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔

(ویجب)أي یفرض(غسل) کل مایمکن من البدن بلاحرج مرة۔ (شامی:۲۸۵/۱)

غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنا:-

سوال(۲۸/۹۶):-غسل خانہ میں برہنہ حالت میں غسل کرنے کے لئے بیٹھے اور غسل کے ساتھ وضوء بھی کر لیا، اور کپڑے پہن کر باہر آ گئے تو اس وضوء سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب(۲۸/۹۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

پڑھ سکتے ہیں، نماز میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوگا، از سر نو وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔واللہ اعلم

غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف بیٹھنا:-

سوال(۲۹/۹۷):-غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب(۲۹/۹۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هوالموفق للصواب.

برہنہ حالت میں قبلہ کی طرف چہرہ کرنا یا پشت کرنا بے ادبی کے حکم میں ہے،لہٰذا پیشاب، پاخانہ،اورغسل کرتے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرنامکروہ تحریمی ہے۔فقط واللہ اعلم۔

وآدابه كآدابه سوى استقبال القبلةلأنه يكون غالباًمع كشف عورة۔(شامی:۱/۲۹۱)

وأن لايستقبل القبلة وقت الغسل۔ (عالمگیری:۱/۱۴)

حیض ونفاس کے احکام

حیض اورطہارت کے ایام:-

سوال(۳۰/۹۸):-ایک عورت کومتعین طور پر ہر ماہ ۶/۵ دن حیض آتا ہے،اس عورت کو ۱/۱۱/۶۷ کے دن حیض آیا، ۶/۵ دن حیض کے گزرنے کے بعد ۱۵ دن تک وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہی، پھر ۱/۱۲/۶۷ کے روز سے خون آنا شروع ہوگیا،جواس کی عادت سے دس دن زیادہ آیا،اورخون بندھ ہوتے ہی تقریبا سوامہینہ وہ اپنے شوہر سے الگ رہی،اورتاریخ ۱۴/۱/۶۷ سے پھر اپنے شوہر کے ساتھ رہی، ۱/۱۲/۶۷ کے روزخون آنے کے بعد پھرخون نہیں آیا،اس کے لئے مسئلہ کے اعتبار سے کیاحکم ہے؟

جواب(۳۰/۹۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هوالموفق للصواب.

حمل کے ایام میں خون بندھ ہوجاتا ہے،دوحیض کے درمیان کم ازکم وقفہ ۱۵ دن کا ہے،اس لئے ۱۵/دن کے بعد آیا ہوا خون حیض شمار ہوگا،اورحیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہیں،اس سے زیادہ خون آوے وہ استحاضہ یعنی بیماری کا خون شمار کیا جائے گا،سوال میں درج شدہ صورت میں ۱/۱۲/۶۷ سے آیا ہوا خون حیض شمار کیا جائے گا،استحاضہ کا خون نہیں،لہٰذا اسکو جو حمل رہا ہے وہ اس کے بعد کے جماع کا ثمرہ ہے۔فقط واللہ اعلم۔

اقل الحيض ثلثة ايام ولياليهاومانقص من ذلك فهواستحاضة ـ واكثر عشرة ايام و الزائد استحاضة ـ (ہدایہ:۱/۶۲+۶۳)

نفاس کی مدت کتنی ہے؟

سوال(۳۱/۹۹):-بچہ کی ولادت کے بعد جوناپاک حالت ہوتی ہےاس کی مدت چالیس دن شمار کی جاتی

ہے،بعض لوگ نفاس والی عورت کے گھر کا کھانا ۴۰ دن تک کھاتے نہیں ہے،اس کا کیا حکم ہے؟ولادت کے بعد جو نفاس (خون) آتا ہے اگر چار پانچ ایام میں بند ہو جائے تو عورت غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے تو کیا حکم ہے؟اور ایسی حالت میں جماع کر سکتے ہیں؟

جواب(۳۱/۹۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں،اس کا مطلب یہ سمجھنا کہ چالیس دن تک عورت ناپاک شمار ہوگی اور اس قبل پاک نہیں ہوتی،غلط ہے،جب بھی خون بند ہو جاوے پاکی کے لئے غسل کرنے کی وجہ سے پاک ہو جائیگی،چاہے ایک دو دن ہی میں بند ہو جاوے!پاک ہو جانے کے بعد نماز پڑھ سکتی ہے،جماع کر سکتے ہیں،نفاس والی عورت کا پکایا ہوا کھانا پاک اور حلال ہے،کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔

أقل النفاس مايوجدولوساعة وعليه الفتوى وأكثره أربعون۔ (عالمگیری:۱/۳۷)

ایام نفاس میں صوم وصلوۃ:-

سوال(۳۲/۱۰۰):-ولادت کے بعد عورت کتنے دن تک ناپاک شمار کی جاتی ہے؟اور اس درمیان عورت کونسے دین اور دنیا کے کام کر سکتی ہے؟اور کونسے کام نہیں کر سکتی؟ولادت کے بعد کیا عورت چالیس دن تک ناپاک شمار کی جاتی ہے؟

جواب(۳۲/۱۰۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ولادت کے بعد جب تک خون آئیگا وہ ناپاک شمار ہوگی،نفاس بند ہونے کے بعد غسل کرنے سے پاک ہو جائیگی،چاہے ایک دو دن میں بند ہو جائے!ہر ولادت والی عورت کو چالیس دن تک ناپاک شمار کرنا غلط ہے،حنفی مذہب میں زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے،لہذا اس سے زیادہ خون آئے گا تو وہ استحاضہ شمار ہوگا،یعنی بیماری کا خون ہوگا،نفاس کے ایام میں نماز معاف ہے،بعد میں اس کی قضاء بھی نہیں ہے،روزہ رکھنا منع ہے بعد میں اس کی قضاء کرنا ضروری ہے،جماع اور قرآن شریف کی تلاوت کرنا حرام ہے،تسبیح درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

(يمنع صلاة) مطلقًاولوسجدة شكر(وصوماً) وجماعًا(وتقضيه) (شامی:۱/۴۸۴+۴۸۵)

ایام حیض میں جماع کرنا:-

سوال(۳۳/۱۰۱):- ایک آدمی کی عورت حالت حیض میں تھی، اس نے کپڑا لپیٹ کر اپنی عورت کے ساتھ جماع کیا اور اس کے بعد دونوں نے توبہ کی؛ اس طرح کرنا کیسا ہے؟ اور اس کے لئے کفارہ وغیرہ دینا ضروری ہے؟

جواب(۳۳/۱۰۱):- حامدا ومصلیا ومسلما، هو الموفق للصواب.

حالت حیض میں جماع کرنا حرام ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے: ولا تقربوهن حتی یطهرن یعنی ان سے جماع مت کرو؛ کپڑا لپیٹ کر بھی منع ہے، لہذا توبہ استغفار کرے، حنفی مذہب میں کفارہ تو واجب نہیں ہوتا مگر دینا مستحب ہے، ایک روپیہ جتنا صدقہ کر دیوے۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ اذاوقع الرجل باهلهٖ وهی حَائِض فلیتصدّق بنصفِ دینار۔ (مشکوۃ:ص۵۶)

جس آدمی کی شہوت قابو میں نہ ہو اس کو چاہئے کہ حالت حیض میں اپنی عورت کو ہاتھ بھی نہ لگاوے، تاکہ بات آگے نہ بڑھے، البتہ جس کو قابو ہو اس کو چاہئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ چھوڑ کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

ولایایتهازوجهالقوله تعالٰی ولاتقربوهن حتی یَطْهُرْنَ۔ (ہدایہ:۱/۶۴)

(وقربان ماتحت إزار) یعنی مابین سرة ورکبة ولوبلاشهوة۔ (شامی:۱/۴۸۶)

دس دن سے پہلے حیض بند ہو جاوے:-

سوال(۳۴/۱۰۲الف):- ایک آدمی دین کے مسائل سے کچھ واقف ہے، وہ جانتا ہے کہ حیض کی کم از کم مدت اور زیادہ سے زیادہ کتنی مدت ہے؟ مگر عورت کی عادت کتنے ایام کی ہے؟ کب اس سے جماع کیا جا سکتا ہے؟ کتنے دنوں کے بعد وہ پاک ہو سکتی ہے؟ ایسے مسائل سے وہ واقف نہیں ہے اور وہ عورت کے ساتھ جماع کر لیوے تو اس کا کیا حکم ہے؟ وہ آدمی خالص دل سے توبہ کرتا ہے کہ مجھے مسائل سے واقفیت نہ تھی تو اب اس کو کیا کرنا چاہئے؟ اور اس دوران اگر حمل رہ گیا ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟

سوال(۳۴/۱۰۲با):- ایک عورت کو مسلسل عادت کے مطابق حیض آیا ہے پہلے دن بہت زیادہ دوسرے دن کم تیسرے دن اس سے بھی زیادہ کم چوتھے دن کچھ معلوم پڑا ہے اور پانچویں دن بالکل خون نہیں

آیا ہے تو کتنے دن حیض شمار ہوگا؟ کب جماع کر سکتے ہیں؟ بھول سے جماع ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۳۴/۱۰۲الف،با):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

دس دن کے اندر عادت کے مطابق خون بندھ ہو جائے تو غسل کر کے جماع کر سکتے ہیں اگر عادت سے پہلے بندھ ہو جائے تو احتیاط یہ ہے کہ عادت کے ایام گزرنے تک جماع سے رکنا چاہئے، جماع کرنے میں جلدی نہ کریے، حیض کے آنے کا امکان ہے، حیض کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے، اگر بھول سے جماع ہو گیا تو سچی توبہ کرے اور کچھ صدقہ کر دے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وقربان ماتحت إزار) يعني مابين سرة وركبة ولو بلاشهوة۔ (شامی:۱/۴۸۶)

واذاانقطع دم الحيض لاقل من عشرة ايام لم تحل وطيهاحتى تغتسل۔ (ہدایہ:۱/۶۵)

حیض تیرہ دن تک آوے تو؟

سوال(۳۵/۱۰۳):- ایک لڑکی کو تیرہ دن تک خون آتا ہے جب کہ حیض کی مدت دس دن کی ہے ان کے یہاں شادی کا پروگرام ہے روزہ نماز ادا کر سکتی ہے یا تیرہ دن کے بعد؟ اس کی تفصیل لکھو۔

جواب(۳۵/۱۰۳):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حنفی مذہب میں حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن ہے، اس سے زیادہ استحاضہ (بیماری کا خون) شمار ہوگا، حیض میں نماز روزہ منع ہے، استحاضہ میں جائز ہے، لہذا مذکور لڑکی کی حیض کی عادت اگر پہلے سے متعین ہو مثال کے طور پر پانچ دن حیض آتا ہے تو تیرہ دن میں سے پانچ دن حیض سمجھ کر روزہ نماز ادا نہ کرے، باقی کے آٹھ دن استحاضہ سمجھ کر نماز روزہ ادا کرے، اگر نماز نہ پڑھی ہو تو قضاء کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

وإن وقع في المعتادة فطهرهاو حيضهامااعتادت في جميع الأحكام۔ (شامی:۱/۴۷۸)

ولوزادالدم على عشرة ايام ولهاعادة معروفة دونهاردت الى ايام عادتها۔ (ہدایہ:۱/۶۷)

نفاس بندھ ہونے کے بعد چالیس دن تک نماز نہ پڑھنا:-

سوال(۳۶/۱۰۴):- ہمارے یہاں ایسی رسم ہے کہ چالیس دن تک نماز نہیں پڑھتی ہے، چاہے کتنی ہی نماز کی پابند ہو، چالیس ختم ہونے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھتی ہے، پچیس یا تیس دن میں نفاس بندھ ہو جانے کے باوجود چالیس دن تک عورت اپنے آپ کو ناپاک سمجھتی ہے اور نماز نہیں پڑھتی اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب(۳۶/۱۰۴):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

عورتوں کا یہ دستور شریعت کے خلاف اور غلط ہے،نفاس آوے وہاں تک نماز معاف ہے،نفاس بندھ ہو جانے کے بعد چاہے چالیس دن کے اندر ہی کیوں نہ ہو غسل کر کے نماز پڑھنی چاہئے،نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن بتائی گئی ہے،جیسا کہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے،لہذا اس کا مطلب یہ سمجھنا کہ عورت چالیس دن سے پہلے پاک نہیں ہوسکتی یہ غلط ہے،چالیس دن نفاس آنے کا امکان ہے۔فقط واللہ اعلم۔

واقل النفاس لاحدله ـــــ واكثره اربعون يوماوالزائد عليه استحاضة۔ (ہدایہ:۱/۷۰)

حیض کی حالت میں درودشریف پڑھنا:-

سوال(۳۷/۱۰۵):-عورت ایام حیض میں درودشریف پڑھ سکتی ہے؟استغفاراورورد وظائف ذکر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب(۳۷/۱۰۵):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حیض کی حالت میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا منع ہے،استغفار،ذکر،درودشریف پڑھنے کی ممانعت نہیں ہے،معمول کے مطابق وظیفہ پڑھتے رہنا چاہئے۔اورتوبہ استغفار درودشریف پڑھتے رہنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔

(وقراءة قرآن) بقصده (ومسه) ـــ (ولابأس) لحائض وجنب (بقراءة أدعية و مسهاوحملها وذكرالله تعالى وتسبيح)وزيارة قبور۔ (شامی:۱/۴۸۷،۴۸۸)

حوض اور کنواں

پانی کے کنویں اور بیت الخلاء کے کنویں میں کتنی دوری ہو؟

سوال(۳۸/۱۰۶):- ایک زمین میں بورینگ کر کے ہینڈ پمپ کے ذریعہ پانی نکال کر گھر کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں،مگر اس جگہ سے ۷۵ سے ۸۰ فٹ کی دوری پر بیت الخلاء کا کنواں ہے۔تو مذکور کنویں کے پانی کو استعمال کرنے میں شرعا کوئی حرج ہے؟

جواب(۳۸/۱۰۶):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

بیت الخلاء کے کنویں اور پانی کے کنویں کے درمیان فاصلہ رکھنے کے مطابق بعض کتابوں میں مخصوص دوری کا ذکر کیا گیا ہے، مگر معتبر قول یہ ہے کہ دونوں قسم کے کنویں کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہئے کہ ناپاکی کا اثر اور رنگ پانی والے کنویں میں ظاہر نہ ہو۔ اور پانی کے کنویں میں بدبو پیدا نہ ہو، مطلب یہ ہے کہ بعض جگہوں میں زمین نرم ہونے کی وجہ سے دونوں کنویں دور ہونے کے باوجود اثر ظاہر ہوتا ہے، جب کہ بعض جگہوں میں زمین سخت ہونے کی وجہ سے بیت الخلاء کا کنواں پانی کے کنویں کے قریب ہونے کے باوجود اثر ظاہر نہیں ہوتا، دونوں کنویں کے درمیان جتنا فاصلہ سوال میں درج کیا گیا ہے اس سے تو اثر ظاہر نہیں ہوگا۔ پھر بھی کنواں کھودنے کے وقت تحقیق کر لینی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وبأن المختار المعتمد فی البعدبین البئر والبالوعة نفوذالنجاسة، وھو یختلف بصلابة الأرض ورخاوتھا۔ (شامی: ۱/۳۴۱۔ امدادالفتاوی: ۱/۶۴)

کنویں میں ہریجن گر جاوے تو؟

سوال (۳۹/۱۰۷): -ہمارے گاؤں میں حکومت کی طرف سے کنواں کھودا گیا ہے، اور کنویں کا پانی گاؤں کے لوگ استعمال کرتے تھے، مگر ایک مہینہ قبل گاؤں کا ایک ہریجن اس کنویں میں گر گیا تھا۔ اور اس کو پانی میں سے زندہ نکالا گیا تھا، اس کنویں میں تقریبا ۲۰ سے ۳۰ فٹ پانی ہے، کنویں میں سے تین مرتبہ ۱۳ سے ۱۵ فٹ پانی نکالا گیا تھا پائپ لمبا نہونے کی وجہ سے باقی پانی رہ جاتا ہے تو اس کنویں کا پانی استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب (۳۹/۱۰۷): -حامدا ومصلیا ومسلما، ھو الموفق للصواب.

اس کنویں کا پانی کسی قسم کے حرج کے بغیر استعمال میں لے سکتے ہیں، کنواں پاک شمار کیا جائے گا، اب پانی نکالنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

شرعی اعتبار سے حوض کا طول وعرض:-

سوال (۴۰/۱۰۸): -حوض کا طول وعرض دس دس گز ہو، کیا پندرہ گز لمبی اور پانچ گز چوڑی حوض بنا سکتے ہیں؟ گول حوض بنا سکتے ہیں؟

جواب (۴۰/۱۰۸): -حامدا ومصلیا ومسلما، ھو الموفق للصواب.

شرعی حوض دس گز لمبی اور دس گز چوڑی ہونی چاہئے، یا تو پھر چوڑائی میں زیادہ ہو اور طول میں کم

ہو جیسے کہ پندرہ گز طویل ہواور پانچ گز عریض ہو یا پندرہ گز عریض اور پانچ گز طویل ہوتو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، گول بھی بنا سکتے ہیں، دہ دردہ ہونا ضروری ہے کیونکہ دہ دردہ حوض ماء جاری کے حکم میں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

أيفي المربع بأربعين وفي المدوّر بستة وثلاثين۔ (شامی:۱/۳۴۲)

فائدہ: فٹ کے اعتبار سے ۲۲۵ مربع فٹ ہونی چاہئے۔

شرعی اعتبار سے حوض کا طول وعرض:-

سوال(۱۰۹/۴۱):-شرعی طور پر مسجد کا حوض کتنا طویل وعریض ہونا چاہئے؟

جواب(۱۰۹/۴۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

شرعی حوض (جو دہ دردہ کہلاتا ہے) کی مقدار کم ازکم سو ہاتھ ہونی چاہئے،یعنی دس ہاتھ طویل اور دس ہاتھ عریض، یا بیس ہاتھ عریض اور پانچ ہاتھ طویل یا پچیس ہاتھ طویل اور چار ہاتھ عریض۔حاصل کلام یہ ہے کہ طول کو عرض میں ضرب دینے کی وجہ سے سو ہاتھ ہونا چاہئے۔مذکور ناپ سے چھوٹی حوض شرعی حوض شمار نہیں کی جائیگی۔فقط واللہ اعلم۔

والأن يكون النقب عشرافي عشر۔ (عالمگیری:۱/۱۸)ایضاً۔(شامی:۱/۳۴۲)

حوض کا بالائی حصہ کھلا نہ ہو:-

سوال(۱۱۰/۴۲):-ہمارے یہاں مسجد کا حوض دہ دردہ ہے،حوض پانی سے مکمل بھرا ہوا ہے،مگر بالائی کچھ حصہ پوشیدہ ہے، جبکہ اکثر حصہ کھلا ہوا ہے،ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ دہ دردہ حوض کا چاہے اکثر حصہ کھلا ہوا ہے لیکن یہ حوض شرعی نہیں کہلائیگی،تو کیا انکی بات صحیح ہے؟

جواب(۱۱۰/۴۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

دہ دردہ حوض کی بالائی سطح معتبر ہے،یعنی سطح دہ دردہ ہونی چاہئے،چاہے گہرائی کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو! بالائی حصہ اگر پوشیدہ ہواوراس کی وجہ سے اس کے دہ دردہ ہونے میں کمی آتی ہوتو وہ دہ دردہ نہیں کہلائے گی اور کھلی سطح اگر دہ دردہ (سو ہاتھ) ظاہر رہتی ہوتو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔واللہ اعلم۔

ولو بعكسه فوقع فيه نجس لم يجز حتى يبلغ العشر۔ (شامی:۱/۳۴۴)

حنفی مذہب کے مطابق حوض:-

سوال(۴۳/۱۱۱):- ہمارے یہاں جمعہ مسجد میں ایک حوض بنایا گیا ہے، اور اس کا طول وعرض ساڑھے دس فٹ ہے، حوض تیار ہونے تک ہم کو معلوم نہیں تھا کہ حوض کا طول وعرض کتنا ہونا چاہئے؟ اس حوض کے تیار ہونے کے بعد ہمارے شہر کے وطنی ایک حافظ صاحب باہر سے تشریف لائے اور انکا کہنا ہے کہ یہ شرعی حوض نہیں، اور اسکا طول وعرض شریعت کے مطابق نہیں ہے، لہذا اس کے متعلق تفصیل سے مطلع فرمائیں۔

جواب(۴۳/۱۱۱):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور حوض واقعۃً حنفی مذہب کے مطابق دہ دردہ نہیں ہے، ناپاکی (خون یا پیشاب کا ایک قطرہ) گرنے کی وجہ سے ناپاک ہو جائے گا، پھر وضوء نہیں کر سکتے، اس حوض کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھیں گے تو نماز ادا نہیں ہوگی۔ لہذا اس حوض کو بڑا (کم از کم پندرہ فٹ لمبی اور پدرہ فٹ چوڑی) بنانا چاہئے، جس طرف سے بھی وسیع کرنا ممکن ہو وسیع کر لیا جائے، کم از کم ۲۲۵ فٹ مربع ہونی چاہئے، گہرائی ایک فٹ صحیح ہے، اس سے بھی زیادہ ہو تو بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۲/۴/۲۷)

استنجاء کے مسائل

جوتے چپل کے بغیر بیت الخلاء میں جانا:-

سوال(۴۴/۱۱۲):- بیت الخلاء میں جوتا پہن کر ہی جانا چاہئے؟ اگر جوتے پہنے بغیر جائیں گے تو عبادت قبول نہیں ہوتی؟ شریعت میں یہ بات معتبر ہے؟

جواب(۴۴/۱۱۲):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور وعید موضوع ہے، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، بیت الخلاء میں قدمچہ اگر پاک ہو تو بغیر جوتے پہنے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، ناپاکی سے بچنا ضروری ہے، طہارت اور پاکی ایمان کا ایک جزء ہے، طہارت کے ساتھ رہنے والوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مشى في حمام ونحوه لاينجس مالم يعلم أنه غسالة نجس۔ (شامی:۱/۵٦۵)

بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف چہرہ کرنا:-

سوال(۴۵/۱۱۳):- مکان یا دوکان میں بیت الخلاء ہوتو بیت الخلاء میں اگر قبلہ کی طرف چہرہ یا پشت ہوتو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴۵/۱۱۳):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حنفی مسلک کے مطابق قضاء حاجت کے وقت بیت الخلاء میں بھی قبلہ کی طرف چہرہ یا پشت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ﴿اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولكن شرقوا اوغربوا﴾ یعنی تم میں سے کوئی قضاء حاجت کے لئے جاوے تو قبلہ کی طرف نہ چہرہ کرے نہ پشت کرے،لہذا میدان میں یا بیت الخلاء میں بھی منع ہے،اس سے پرہیز کرنا چاہئے،تکلیف برداشت کرکے بھی دوسری طرف رخ کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مشکوۃ شریف:ص۴۲۔مظاہر حق:۱/۳۴۵)

پاکی ناپاکی کے متفرق مسائل

ناپاک کپڑے کودھوتے وقت چھینٹے لگےتو؟

سوال(۴۶/۱۱۴):-حنفی مسلک کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو پانی کا پاک رہنا مشکل ہے،کیوں کہ ہر مکان میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں،جو شرعی حوض پر دھوئے نہیں جاتے، بلکہ برتن یا ڈول میں پانی لے کر دھوئے جاتے ہیں،ڈول سے پانی نکالنے کے لئے ناپاک ہاتھ ڈالے جاتے ہیں اور کپڑے دھوئے جاتے ہیں،ناپاک چھینٹے لگتے ہیں تو ناپاکی سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۴۶/۱۱۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

احتیاط کرنے کے باوجود اگر کپڑے دھوتے وقت جسم یا کپڑوں پر چھینٹے پڑ جائے تو وہ ناپاک شمار نہیں کیا جائے گا،شریعت مطہرہ میں آسانی ہے،حقیقی ناپاکی گرنے سے ہی پانی ناپاک ہوگا،ناپاکی صاف کرنے کے وقت اگر ہاتھ ناپاک ہوگیا ہوتو ہاتھ صاف کیے بغیر برتن میں ڈالنا نہیں چاہئے،چھوٹے برتن سے پانی نکالنا چاہئے،پہلے ہاتھ دھولینا چاہئے پھر برتن میں ہاتھ ڈالنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وانتضاح غسالة لاتظهر مواقع قطرها في الإناء عفو۔ (شامی:۱/۵۳۲)

بڑی عمر ہوجانے کے بعد ختنہ کرانا:-

سوال(۱۱۵/۴۷):-ہمارے یہاں ایک نوجوان لڑکا نومسلم ہے جس کی عمر ۱۵/۱۶سال ہوچکی ہیں ابھی تک اس کی ختنہ ہوئی نہیں ہے، تو کیا کرنا چاہئے؟ اگر ختنہ نہ کیا جائے تو شریعت میں اسکے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۱۱۵/۴۷):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

کسی شرعی عذر کی وجہ سے جیسا کہ بیماری یا ختنہ کرانے میں جان کا خطرہ ہو نہ کرائی ہو تو اب کرانا ضروری نہیں ہے، اور اگر کوئی عذر نہ ہو تو کرا لینی چاہئے، ختنہ کرانا حضور ﷺ کی سنت اور اسلام کا شعار ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۴/۲۳۸)

عورت زیرناف بالوں کو ریزر سے صاف کرسکتی ہے؟

سوال(۱۱۶/۴۸):-عورتیں اپنی ناف کے نیچے کے بال اور بغل کے بال ریزر سے صاف کرسکتی ہیں؟ دوسرے کسی مادہ سے کرسکتی ہیں؟

جواب(۱۱۶/۴۸):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

صاف کرسکتی ہیں، کوئی حرج نہیں، احتیاط کے ساتھ کاٹنا چاہئے، دوسرے کسی مادہ سے بھی صاف کرسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

چھوٹے بچوں کا پیشاب:-

سوال(۱۱۷/۴۹):-ایک عورت کا بچہ دو تین ماہ کا ہے، وہ ہمیشہ اس عورت پر پیشاب پاخانہ کرڈالتا ہے جس کی وجہ سے وہ ناپاک ہوجاتی ہے، باربار کپڑے ناپاک ہوجانے کی وجہ سے نماز قضاء ہوجاتی ہے اس عورت کو اس حال میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۱۱۷/۴۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

وہ شیطانی بہانہ ہے کوئی شرعی عذر نہیں ہے، اسی وجہ سے نماز نہیں چھوڑنی چاہئے، ورنہ سخت گنہگار اور عذاب کی مستحق ہوگی، عمل کرنے والے کے لئے کوئی مشکل نہیں، نماز کے کپڑے الگ رکھے، پاکی نماز کے لئے شرط ہے، بغیر پاکی کے نماز درست نہیں ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(طهارة بدنه)أي جسده لدخول الأطراف---- (وثوبه)۔ (شامی:۲/۷۳)

غسل کے لئے امام صاحب کا پانی پر دم کرنا:-

سوال(۱۱۸/۵۰):- ہمارے گاؤں میں یہ عقیدہ اور رواج ہے کہ نفاس والی عورت اور میت کو غسل دینے کے لئے امام صاحب پانی پر دم کردے تو ہی غسل ہوتا ہے، ورنہ غسل نہیں ہوتا، اس کا تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں؟

جواب(۱۱۸/۴۹):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورہ عقیدہ موضوع اور بغیر دلیل کا ہے، لوگوں کے پاس سے پیسہ وصول کرنے کے لئے یہ بات بنائی گئی ہے، پاک پانی سے غسل کے تینوں فرائض ادا کئے جائیں گے تو غسل ادا ہو جائے گا۔

(وفرض الغسل) أرادبه مايعم العمليّ كمامر۔(شامی:۱/۲۸۴)(فتاوی دارالعلوم:۱/۱۵۲)

حیض والی عورت کا جسم پاک ہے؟

سوال(۱۱۹/۵۱):- حیض والی عورت پانی بھر کر لائے اور اس پانی سے میت کو غسل دیا جائے تو یہ غسل جائز ہے؟ غیر مسلم عورت کے ہاتھ سے بھرے ہوئے پانی سے میت کو غسل دینا جائز ہے؟ حیض والی عورت میت کو ہاتھ لگا سکتی ہے؟ ہمارے یہاں ہندو مزدور قبر کھودتے ہیں تو ان سے قبر کھودنے کا کام کرا سکتے ہیں؟ کبھی وہ لوگ نشہ کی حالت میں ہوتے ہیں تو کیا شرعا جائز ہے؟

جواب(۱۱۹/۵۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حیض والی عورت اور غیر مسلم عورت کا جسم ناپاک نہیں ہے، انکا پسینہ اور جھوٹا بھی پاک ہے، لہذا انکا بھرا ہوا پانی بھی پاک ہے، وضوء اور غسل کر سکتے ہیں ہندو مزدوروں سے قبر کھودوانا جائز ہے، چاہے وہ نشہ کی حالت میں کیوں نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباًأو كافراًأو امرأة۔ (شامی:۱/۳۸۱)

عورت کی شرمگاہ سے چکنا مادہ نکلے تو؟

سوال(۱۲۰/۵۲):- میری بیوی کو پیشاب کی جگہ سے ہر وقت سفید چکنا پانی جیسا بہتا رہتا ہے اس کے لئے نماز کے وقت کپڑے بدلنے پڑیں گے؟

جواب(۱۲۰/۵۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

عورت کی شرمگاہ سے نکلنے والا چکنا مادہ ناپاک ہے، وضوء توٹ جائے گا، کپڑے اور جسم کے جس حصہ پر لگے اسکو دھونا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

أن الخارج نجس باتفاق۔ (شامی:۳۰۵/۱) المعانی الناقضة للوضوء كل مايخرج من السبيلين۔ (ہدایہ:۲۲/۱)

باب سوم۔ کتاب الصلوۃ

مکروہ اوقات

صبح صادق کے بعد نفل نماز پڑھنا:-

سوال (۱/۱۲۱):- فجر اور عصر کے اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے؛ تو کیا فجر اور عصر کی فرض کی ادائیگی سے قبل بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

جواب (۱/۱۲۱):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

صبحِ صادِق سے طلوع آفتاب تک فجر کی سنتوں کے علاوہ نفل نماز پڑھنا منع۔ ناجائز ہے اور عصر کی فرض نماز کے بعد سے لیکر غروبِ آفتاب تک مکروہ ہے، عصر کے فرض کی ادائیگی سے قبل نفل نماز مکروہ نہیں ہے، جتنی نوافل نماز پڑھنا چاہو پڑھ سکتے ہو، چاہے عصر کی نماز کا وقت ہو گیا ہو! اسی (نوافل پڑھنے کے) لئے عصر کی فرض نماز کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(وكذا) الحكم من كراهة نفل وواجب لغيره لافرض وواجب لعينه (بعدطلوع فجرسوى سنته) (شامی:۳۷/۲) ويكره ان يتنفل بعدالفجرحتى تطلع الشمس وبعدالعصر حتى تغرب لماروى انه عليه السلام نهى عن ذلك۔ (ہدایہ:۸۵/۱)

فجر کی جماعت سے قبل تحیۃ المسجد پڑھنا:-

سوال (۲/۱۲۲):- بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ فجر کی جماعت سے قبل تحیۃ المسجد یا تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں، تو فجر کی سنت سے قبل ایسی کوئی نفل نماز پڑھ سکتے ہیں؟ تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد دونوں ایک نفل ہے یا الگ الگ؟

جواب (۲/۱۲۲):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک فجر کی سنت مؤکدہ کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور یہ دونوں الگ الگ نفل ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضا۔ (شامی:۲/۳۷۔ ہدایہ:۱/۸۵)

زوال کے وقت نفل نماز پڑھنا:-

سوال(۳/۱۲۳):- زوال کے وقت کے درمیان نفل نماز پڑھنا، درود شریف پڑھنا یا قرآن شریف کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۳/۱۲۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

زوال کے وقت کسی قسم کی فرض نماز یا نفل نماز ادا ہو کہ قضاء نماز، جنازہ کی نماز اور سجدۂ تلاوت منع ہے؛ ذکر، تسبیح، درود شریف اور قرآن شریف کی تلاوت وغیرہ بغیر کسی حرج کے جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

وفی هذاالقدرمن الزمان لايمكن أداء صلاة فيه۔ (شامی:۲/۳۱) لاتجوز الصلوة عند طلوع الشمس ولاعند قيامهافي الظهيرة ولاعند غروبها۔ (ہدایہ:۱/۸۴)

صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان نفل نماز پڑھنا:-

سوال(۴/۱۲۴):- صبح صادق اور فجر کی اذان ہوجانے کے بعد فجر کی سنت مؤکدہ سے قبل اگر نفل نماز پڑھنے کا شوق اور جذبہ ہو تو کچھ نفل پڑھ سکتے ہیں؟ نفل نماز پڑھنے کے بعد فجر کی سنت مؤکدہ پڑھیں تو جائز ہے کہ نہیں؟

جواب(۴/۱۲۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک فجر کی سنتوں کے علاوہ دوسری نفل نماز پڑھنا منع ہے، تہجد کی نماز بھی نہیں پڑھ سکتے؛ قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں، اور عصر کی فرض نماز کی ادائیگی کے بعد غروبِ آفتاب تک نفل نماز پڑھنا منع اور نا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (شامی:۲/۳۷۔ ہدایہ:۱/۸۵)

نفل نماز مکروہ ہے:-

سوال(۵/۱۲۵):- فجر کی اذان سے لیکر جماعت کی ادائیگی کے درمیان نفل نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۵/۱۲۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

صبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان فجر کی دو رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ دوسری نفل نماز

پڑھنا منع ہے، قضاء نماز اور جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے، سجدۂ تلاوت بھی ادا کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔
حوالہ ایضاً (شامی: ۲/۳۷۔ ہدایہ: ۱/۸۵)

نماز کے مکروہات

قرآن کی ترتیب کے خلاف پڑھنا:-

سوال (۶/۱۲۶):- نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ نصر پڑھنا اور دوسری رکعت میں ایک سورت چھوڑ کر سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟ پہلی رکعت میں ستائیسویں پارہ سے پڑھنا اور دوسری رکعت میں ترتیب کے خلاف چوبیسویں پارہ میں قراءت کرنا کیسا ہے۔؟

جواب (۶/۱۲۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورسوال میں ذکر کردہ دونوں شکلیں (درمیان میں ایک سورت چھوڑ دینا یا ترتیب کے خلاف قراءت کرنا) مکروہ ہے، لیکن اس میں نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(فتاوی قاضی خان: ۱/۷۸)

نماز میں نصف آستین والا قمیص پہننا:-

سوال (۷/۱۲۷):- نماز میں نصف آستین والا قمیص پہننا جس سے کہنیاں کھلی رہے تو نماز درست ہوگی؟

جواب (۷/۱۲۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نماز مکروہ ہوگی، کراہت کے ساتھ نماز ادا ہو جائے گی۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

يكره للمصلى سبعة و سبعون شيئا: ------ و تشمير كميه عنهما، و صلاته في السراويل مع قدرته على لبس القميص۔ (مراقی الفلاح: ص۷۹)

دوسری رکعت میں قراءت لمبی کرنا:-

سوال (۸/۱۲۸):- میرے ایک دوست نے پہلی رکعت میں مختصر قراءت کی اور دوسری رکعت میں لمبی قراءت کی، تو کیا یہ درست ہے؟

جواب (۸/۱۲۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

درست نہیں، مکروہ ہے؛ دوسری رکعت میں پہلی رکعت کے بمقابل لمبی (تین آیات یا اس سے

زیادہ) قراءت کرنا مکروہ ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وإطالة الثانية على الأولى يكره) تنزيها۔ (شامی:۲/۲۶۳)

اذان اور نماز کے اوقات

مغرب کی نماز کا وقت:-

سوال(۹/۱۲۹):-ہماری کمپنی میں ملازمت اور ڈیوٹی کا وقت پانچ بجے ختم ہوتا ہے،مغرب کا وقت پانچ بجکر دس منٹ یا پندرہ منٹ پر شروع ہوتا ہے، ہماری بس چار بجکر پچپن منٹ پر چل پڑتی ہے،اب اگر مغرب کی نماز ہماری رہائش کی جگہ میں پہونچ کر پڑھیں تو بہت اندھیرا ہوجاتا ہے اور سورج غروب ہو جاتا ہے،بس کبھی ایک جہت قبلہ تبدیل ہوجاتی ہے،تو بس میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر رہائش پر آکر نماز پڑھتے ہیں تو قضاء ہوجاتی ہے،تو ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اگر کام کی جگہ پر اگر مغرب کی نماز پڑھتے ہیں تو بس چلی جاتی ہے اور راستہ بھی ۴۰ منٹ کی دوری کا ہے۔

جواب(۹/۱۲۹):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مغرب کی نماز کا وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق زیادہ لمبا(یعنی غروب آفتاب سے لیکر شفق احمر کے غروب ہوجانے کے بعد شفق ابیض کے غروب ہونے تک رہتا) ہے،اگر اپنی رہائش کی جگہ پہونچ کر نماز ادا کر سکتے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ رہائش کی جگہ پہونچ کر اطمینان سے نماز ادا کرو،ورنہ بس ہی میں نماز پڑھ لیجاوے،قبلہ کی جہت جس طرف تبدیل ہو اس طرف چہرہ کرتے ہوئے پڑھ لو۔کوتاہیوں کو اللہ معاف کرے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۱/۱۵۷)

عصر اور مغرب کے درمیان فاصلہ:-

سوال(۱۰/۱۳۰):-فی الحال آپ کے یہاں عصر کی اذان کتنے بجے ہوتی ہے؟عصر اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہئے؟

جواب(۱۰/۱۳۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حنفی مذہب میں عصر کی نماز میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔اور سورج زرد(اصفرار شمس) ہوجاوے وہاں تک تاخیر مکروہ تحریمی ہے،اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ غروب آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ کا فاصلہ ہونا

چاہئے، یعنی عصر اور مغرب کے درمیان ڈیڑھ گھنٹہ کا فاصلہ ہونا چاہئے، آٹھ دس منٹ کم وزیادہ ہو اس میں کوئی حرج نہیں، آج کل ہمارے یہاں عصر کی اذان ۴٫۴۵ کو ہوتی ہے، اور ۵ بجے جماعت ہوتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی: ۱٫۱۵۷)

دائمی تقویم کے مطابق فجر کی نماز:-

سوال(۱۱٫۱۳۱):- ہمارے یہاں مسجدوں میں دائمی محمدی تقویم رکھی گئی ہیں، جس میں صبح صادق، زوال آفتاب، عصر حنفی، غروب آفتاب اور عشاء حنفی کے اوقات مذکور ہیں، اس تقویم میں درج شدہ اوقات کے مطابق کتنی منٹ کے بعد اذان دینی چاہئے؟ اور طلوع آفتاب کا وقت جو درج کیا گیا ہے، مثلاً ٦ بجکر ۲۲ منٹ تو اس اعتبار سے کتنی منٹ پہلے فجر کی نماز پڑھنا چاہئے؟

جواب(۱۱٫۱۳۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور تقویم میں حنفی مذہب کے مطابق نمازوں کے ابتدائی اوقات درج کئے گئے ہیں لہٰذا اس وقت سے قبل اذان نہیں دینی چاہئے، اذان درست اور صحیح نہیں ہوگی، اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ وقت ہوتے یہ اذان پڑھنا ضروری ہے۔ حنفی مذہب میں مغرب کے علاوہ دیگر نمازوں میں تاخیر کرنا مستحب ہے، جماعت کے وقت سے قبل پندرہ، بیس منٹ پہلے اذان دینی چاہئے، طلوع آفتاب سے آدھا گھنٹہ پہلے فجر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے نماز فاسد ہوجاوے تو اس کا اعادہ کرسکیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

تقديم الاذان على الوقت فى غيرالصبح لايجوزاتفاقاـ (عالمگیری: ۱٫۵۳)

اذان اور نماز میں مکبر الصوت (لاؤڈاسپیکر) کا استعمال کرنا:-

سوال(۱۲٫۱۳۲):- ہمارے گاؤں میں اذان کے لئے لاؤڈاسپیکر کا استعمال ہوتا ہے، مگر لاؤڈاسپیکر کا استعمال پانچوں نمازوں، جمعہ کی نماز، عیدین کی نماز اور خطبہ کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ امام صاحب کا آواز ہر ایک مصلی اور خطبہ کے وقت سب مصلیوں کو پہونچ جاتا ہے پیچھے مکبر رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی ایسی حالت میں مائک کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب(۱۲٫۱۳۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جب قراءت اور خطبہ کا آواز تمام مصلیوں تک پہونچ جاتا ہے تو لاؤڈاسپیکر کا استعمال بالاتفاق جائز نہیں ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں، ہمارے اسلاف کی مکمل تابعداری اسی میں ہے کہ نماز جیسی اہم عبادت اچھی طریقہ سے ادا کی جائے اس کو چھوڑ کر اہل کتاب کا طریقہ اختیار کرنا مناسب نہیں اور اس سے خشوع اور خضوع جو نماز کی روح ہے اس میں بھی خلل واقع ہوتا ہے، اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے بلند آواز سے قراءت کرنے کو بھی منع فرمایا گیا اور درمیانی آواز سے قراءت کرنے کا حکم دیا گیا قرآن شریف میں ہے ﴿و لاتجهر بصلاتك و لاتخافت بهاوابتغ بين ذلك سبيلا﴾

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہے کہ عبادتوں میں تحریف دین (مذہب بگاڑنے) کی بیماری میں اہل کتاب کے عابدین مبتلا تھے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

منها:أن الملة اليهودية حملهاالأحبارو الرهبان، فحرفوهابالوجوه المذكورة فيما سبق۔ (حجۃ اللہ البالغۃ:۱/۲۲۹)

جمعہ کی اذان کا وقت:-

سوال (۱۳/۱۳۳):- ہمارے یہاں جمعہ کی اذان زوال سے پہلے ہوتی ہے، ہمارے یہاں کے مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور دوسرے لوگ بھی ایسا ہی کہتے ہیں تو اس کا صحیح وقت کیا ہے؟ مطلع فرمائیں؟

جواب (۱۳/۱۳۳):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جمعہ کی اذان زوال کے بعد پڑھنی چاہئے، زوال سے جمعہ کا وقت شروع ہوتا ہے اذان کا مقصد وقت کا اعلان کرنا ہے، لہذا زوال سے قبل اذان دینا درست نہیں زوال کے بعد پھر سے اذان دی جائے گی ورنہ نماز اذان کے بغیر ہوئی سمجھی جائے گی۔ مولوی صاحب اور دوسرے لوگوں کا کہنا صحیح نہیں، جمعہ کی اذان کا وہی وقت ہے، وقت ہو جانے کے بعد اذان دینی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)الثالث:(وقت الظهرفتبطل)الجمعة (بخروجه)۔ (شامی:۳/۱۸)

ومن شرائطهاالوقت، فتصح فی وقت الظهرولاتصح بعده ۔ (ہدایہ:۱/۱۶۸)

اذان کے کلمات کے متعلق:-

سوال(۱۴/۱۳۴):- اذان میں محمداً کے ''دال'' کو رسول اللہ کے ''را'' کے ساتھ ملانا چاہئے یا نہیں؟

جواب(۱۴/۱۳۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

محمداً کے ''دال'' کو ''را'' کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہئے کیوں کہ ''را'' پر تشدید ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

وقت سے پہلے اذان دینا:-

سوال(۱۵/۱۳۵):- میں نے بھول سے عصر کی اذان ۴:۴۵ بجے پڑھ دی جب کہ عصر کی اذان کا صحیح وقت ۵:۳۰ کو ہوتا ہے تو یہ اذان صحیح ہوگی یا نہیں؟ اذان کا اعادہ کرنا پڑے گا یا نہیں؟

جواب(۱۵/۱۳۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اذان نماز کے وقت کا اعلان ہے لہذا وقت شروع ہونے کے بعد دی جائے اس سے پہلے درست نہیں، اذان کا اعادہ کرنا پڑے گا، آج کل ۴:۴۵ بجے عصر کا وقت شروع نہیں ہوتا لہذا وہ اذان معتبر نہیں اعادہ کرنا پڑے گا۔ ورنہ نماز بغیر اذان کے سمجھی جائے گی مگر نماز فاسد نہیں ہوگی کہ جس سے نماز کا اعادہ کرنا پڑے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

الخمس (فی وقتهاولوقضاء) لأنه سنة للصلاة۔ (شامی:۲/۴۹)

ولايؤذن لصلوة قبل دخول وقتهاويعادفی الوقت۔ (ہدایہ:۱/۹۱)

اجتماع کی وجہ سے نماز کے وقت میں تبدیلی:-

سوال(۱۶/۱۳۶):- ایک مسجد میں اجتماع منعقد کیا گیا ہے، اجتماع کا وقت مغرب کی نماز کے بعد سے عشاء کی نماز تک رکھا گیا ہے، اجتماع کی وجہ سے عشاء کا وقت ۸:۱۵ کے بجائے ۹:۱۵ کا رکھا گیا ہے، اس وقت کی تبدیلی کی وجہ سے بہت سے مصلی ناراض ہیں اس طرح ہر ہفتہ ہوا کرتا ہے، نماز کا وقت کم کرنا یا بڑھانا مناسب ہے؟

جواب(۱۶/۱۳۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نمازوں کے اوقات جو مقرر کئے گئے ہوں انہیں اوقات پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے، اگر تمام مصلی اجتماع کی وجہ سے نماز کے وقت میں تبدیل کرنے پر راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں، ورنہ متعین

وقت پرنماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مصلیوں میں ناراضگی پیدا ہونے کا اور جماعت میں تقلیل کا خطرہ رہے گا، نماز اپنے وقت پرادا کی جائے اور پھر اجتماع کر سکتے ہیں، اس میں جماعت کی تقلیل کا بھی اندیشہ نہیں رہے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وتاخیر العشاء الی ماقبل ثلث اللیل۔ (ہدایہ:۸۳/۱)

مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد:-

سوال(۱۷/۱۳۷):- غروب آفتاب کے بعد مغرب کا وقت کتنا باقی رہتا ہے؟ فی الحال سات بجے غروب ہوتا ہے تو اس کے بعد کتنے بجے تک پڑھ سکتے ہیں؟ اور کتنے بجے قضاء ہو جائے گی؟

جواب(۱۷/۱۳۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

فی الحال اپریل مہینہ میں مغرب اور عشاء کے بیچ میں ایک گھنٹہ تیرہ منٹ کا فاصلہ ہے، اس کے بیچ میں پڑھنے کی وجہ سے ادا ہو جائے گی اس کے بعد قضاء ہوگی، مگر امام صاحب کے دونوں شاگرد (امام ابو یوسف اور امام محمد) اور امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق مغرب کا وقت بہت کم رہتا ہے، لہذا جلدی ادا کر لینی چاہئے تاکہ کسی کے مذہب کے مطابق بھی قضاء نہ سمجھی جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)وقت(المغرب منه إلى)غروب (الشفق وهو الحمرة)۔ (شامی:۱۷/۲)

ستائیسویں رمضان کو سات اذانیں:-

سوال(۱۸/۱۳۸):- رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو سات اذانیں دینا جائز ہے؟

جواب(۱۸/۱۳۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو سات مرتبہ اذان پڑھنا بدعت ہے۔فقط واللہ اعلم۔

(امداد الفتاوی:۱۶۵/۱)

اذان کا خواب دیکھنے والے صحابیؓ:-

سوال(۱۹/۱۳۹):- کون سے صحابی نے اذان کا خواب دیکھا تھا؟ اور کون سے صحابی نے حضور ﷺ کو سب سے پہلے اذان سنائی؟

جواب(۱۹/۱۳۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اذان کا خواب دیکھنے والے صحابی، حضرت عبداللہ بن زیدؓ ابن عبدربہ ہے۔(روایت میں ہے کہ)خواب میں اپنے ہاتھ میں ناقوس لیکر گزرے، میں نے خریدنا چاہا تو انہوں نے پوچھا کہ کس کام کے لئے خریدنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ نماز کے لئے لوگوں کو بلائیں گے، انہوں نے کہا اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں!؟ میں نے کہا ضرور بتاؤ، پھر انہوں نے اذان کے کلمات سکھائے، صبح میں اٹھ کر حضور ﷺ کو خواب سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا'' یہ سچا ہی خواب ہے انشاءاللہ! حضرت بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور تم نے جو کلمات سنے ہیں وہ حضرت بلال کو سکھاؤ وہ اذان پڑھیں گے کیوں کہ ان کا آواز تمہارے آواز سے بھاری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ابوداؤد شریف۔ص:۷۱،۷۲)

نماز کے فرائض، واجبات اور سنن وغیرہ

تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ ساری تکبیریں سنت ہیں:-

سوال(۲۰/۱۴۰):- جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوں اور امام صاحب جب اللہ اکبر کہہ کر رکوع یا سجدہ میں جائے تب مقتدی کے لئے بھی دل میں تکبیر پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ ایک حافظ صاحب کا کہنا ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے دل میں بھی تکبیر نہیں پڑھنا چاہئے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب(۲۰/۱۴۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ ساری تکبیریں سنت ہیں واجب نہیں۔مقتدی دل میں کہے تا کہ سنت کا ثواب مل جائے؛ پڑھنے کو ضروری سمجھنا غلط ہے، نہ کہنے کی وجہ سے سنتوں کا ثواب کم ملے گا حافظ صاحب کی رائی غلط ہے، دل میں کہنے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وهی ست (منهاالتحريمة)وهی شرط عندنا۔ (عالمگیری:۶۸/۱)

نماز کے لئے نیت کرنا:-

سوال(۲۱/۱۴۱):- نماز کے لئے نیت کرنا کیسا ہے؟ واجب ہے یا فرض؟

جواب(۲۱/۱۴۱):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نیت کرنا شرائط نماز میں سے ایک شرط ہے بغیر نیت نماز درست نہیں ہوگی، جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے:''انما الاعمال بالنیات ''یعنی بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے،نیت اصل میں دل میں ارادہ کرنے کا نام ہے،زبان سے بولنا ضروری نہیں،فرض اور واجب نماز کے لئے نیت متعین کرنا جیسا کہ ظہر کی فرض یا واجب وتر پڑھتا ہوں؛دوسری نمازوں کے لئے مطلقا نیت کرنا کافی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وینوی الصلوۃ التی یدخل فیھا بنیۃ لا یفصل بینھا وبین التحریمۃ۔ (ہدایہ:۱/۹۶)

باب شروط الصلاۃ؛ ھی ثلاثۃ أنواع: شرط انعقاد: کنیۃ،وتحریمۃ۔ (شامی:۲/۷۲)

امام اور امامت کے مسائل

امام کولقمہ دینے کا طریقہ:-

سوال(۲۲/۱۴۲):-امام نے عصر کی نماز میں جہراقراءت کرنا شروع کردیا ان کو لقمہ کس طرح دینا چاہئے؟

جواب(۲۲/۱۴۲):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

''سبحان اللہ'' پڑھ کر لقمہ دینا چاہئے،امام صاحب اپنی بھول سمجھ لیں گے،اگر تین یا اس سے زائد آیتیں پڑھی ہوگی تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

والاسرار فی الظھر والعصر وفیما بعد أولیی العشاء ین۔ (مراقی الفلاح،ص:۵۷)

طلاق شدہ عورت کے ساتھ رہنے والے کی امامت:-

سوال(۲۳/۱۴۳):-ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاق دے کر الگ کردی پھر تین سال کے بعد اسی عورت کو اپنے گھر میں واپس لایا اب وہ آدمی امامت کراتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب(۲۳/۱۴۳):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

اگر دوسری مرتبہ نکاح پڑھنا واقعۃ ثابت نہ ہو تو ایسے(نکاح کے بغیر رکھنے والے)آدمی کے پیچھے نماز مکروہ ہے،دوبارہ اگر نکاح نہ پڑھے تو امامت سے معزول کردینا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امدادالفتاوی:۱/۴۰۱)

امام جعفر کی خیر کھانے والا امام:-

سوال(۲۴/۱۴۴):-ہمارے یہاں ایک امام صاحب ماہ رجب میں امام جعفر کی خیر پوری کھاتے ہیں تو

ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۲۴/۱۴۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

امام صاحب خیر پوری کھانے گئے وہ غلط کیا ایسی بدعتوں سے پرہیز کرنا چاہئے ورنہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہوگی،صدق دل سے توبہ کرنی چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وفاسق)من الفسق:وھو الخروج عن الاستقامۃ۔(شامی:۲/۲۹۹عزیزالفتاوی:۱/۱۹۲)

بدعتی امام کی امامت:-

سوال(۲۵/۱۴۵):- اختلاف کی وجہ سے مسجد میں پانچ چھے آدمی الگ سے نماز پڑھتے ہیں ان لوگوں کا کہنا ہے کہ امام صاحب کے عقائد درست نہیں، برحق نہیں تو کیا اختلاف کی وجہ سے الگ جماعت کرسکتے ہیں؟ کیا متولی ایسے امام صاحب کو معزول کرسکتے ہیں؟ کس قسم کے امام کے ساتھ اختلاف یا اعتراض ہونے کی وجہ سے الگ جماعت کرسکتے ہیں؟

جواب(۲۵/۱۴۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

واقعۃً بدعتی امام (جس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہوان) کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے،اگراس کے عقائد کفر کی حد تک پہونچ گئے ہوں تو نماز ہی ادا نہ ہوگی،اس لئے متولی اور ٹرسٹی لوگوں کا فریضہ بنتا ہے کہ ایسے بدعتی کو امام نہ بنائے،اگرانجانے میں بنادیئے گئے ہوتو جاننے کے بعد فورا معزول (برطرف) کردینا چاہئے، کیوں کہ امامت کا منصب عزت کا مقام ہے، بدعتی آدمی تعظیم کے قابل نہیں بل کہ قابل توھین ہے، اگر متولی ایسے بدعتی امام کی حمایت کریں گے اور امامت سے معزول نہیں کریں گے تو سارا وبال متولی کے سر پر ہوگا؛ مقتدی (مصلی) لوگ قریب کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے چلے جائیں اسی مسجد میں دوسری جماعت نہ کریں، مجبوری کی حالت میں بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وفاسق)من الفسق:وھو الخروج عن الاستقامۃ۔ (شامی:۲/۲۹۹)

وکرہ امامۃ العبدوالاعمی والاعرابی وولدالزناالجاھل والفاسق۔

(مراقی الفلاح،ص:۷۰)

غیر مقلد کی امامت کے متعلق:-

سوال(۲۶/۱۴۶):- اہل حدیث۔ غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب(۲۶/۱۴۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اہل حدیث (غیر مقلدین) کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے مگر جو مقلدین کے مذہب کا خیال نہ رکھتا ہو یا مقلدین کو مشرک، بدعتی مانتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ائمۂ مجتہدین اور خاص کر کے امام ابوحنیفہؒ کی سخت تنقید کرتا ہو، بعض تو تقلید کو شرک اور بدعت کہتے ہیں حالانکہ اس بے دینی کے دور میں گمراہی سے بچنے کے لئے تقلیدِ شخصی (ایک امام کی تقلید) ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(کفایت المفتی:۸۱/۳)

نابالغ کی امامت:-

سوال(۲۷/۱۴۷):- ایک لڑکے کی پیدائش ۱۹۵۹ء میں ہوئی تھی اس سال ۱۹۷۳ میں تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب(۲۷/۱۴۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نابالغ لڑکا تراویح میں بھی امامت نہیں کرا سکتا، اگر اس لڑکے میں بلوغ اور جوانی کی نشانیوں (جیسا کہ احتلام، حاملہ بنانے کی طاقت یعنی منی کا نکلنا ان) میں سے کوئی ایک نشانی نظر آجائے تو وہ بالغ کہلائے گا ورنہ پورے پندرہ سال (قمری حساب سے) ہوں گے تب بالغ کہلائے گا اس سے پہلے امامت درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ۔ (شامی:۲۸۴/۲)

ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بامرأة او صبی۔ (ہدایہ:۱۲۳/۱)

زیادہ غیر حاضری کرنے والے امام:-

سوال(۲۸/۱۴۸):- ایک مسجد کے امام صاحب مہینہ میں پندرہ دن گاؤں میں ٹھہرتے ہیں انکو ٹرسٹیوں نے اور مصلیوں نے ہر مہینہ ٹھہرنے (غیر حاضر رہنے) سے منع کیا تھا اس کے باوجود امام صاحب ٹرسٹیوں کو جواب دیتے ہیں کہ کیا میرے جانے سے تمہارا کام رک جاتا ہے؟ اس جواب کی وجہ سے امام

صاحب کوٹرسٹیوں نے معزول کردیا تھا اوردوسرے امام کومتعین کیا تھا، اس کے باوجود پرانے امام صاحب اپنی ضد کی وجہ سے جبراًنماز پڑھاتے ہیں اس امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس کےمتعلق شریعت کا کیاحکم ہے؟

جواب(۲۸/۱۴۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورامام ذکرکردہ عذر(زائدغیرحاضری) کی وجہ سےمعزول کرنے کےقابل ہےامام کے لئے پابندی کرنا بہت ضروری ہے،ٹرسٹیوں کی اجازت کے بغیر چلے جانا جائزنہیں،ٹرسٹیوں کے لئے مذکور قصور(گناہ) کی وجہ سےامام صاحب کومعزول کرنے کاحق ہےاورجن کوچاہیں اس کومتعین کرسکتے ہیں، پھرامام صاحب کوچاہئے کے بذات خودامامت سےالگ ہوجائے ورنہ قابل توھین ہوں گے۔سمجھانے کے باوجودمصلی نہ چھوڑےتو نوٹیس کے ذریعہ ان کواطلاع دی جائے کہ تنخواہ نہیں ملے گی؛البتہ ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں میں کوئی نقص نہیں آئے گا،نمازیں درست ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

فان تساووا فاورعهم----- (عالمگیری:۸۳/۱)

نماز کےدوران امام کاوضوتوٹ جائےتو؟

سوال(۲۹/۱۴۹):-نماز پڑھانے کےدوران کسی وجہ سےامام صاحب کاوضوتوٹ جائےتو کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۲۹/۱۴۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

دوسرے آدمی کواپنانائب بنا کروضوکرنے کے لئے جائے اورنائب نمازکوپوری کرائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ومن سبقه الحدث فى الصلوٰة انصرف فان كان امام استخلف وتوضأ وبنى۔ (ہدایہ:۱۲۸/۱)

ڈاڑھی کاٹنے والاامام:-

سوال(۳۰/۱۵۰):-ہمارے گاؤں کے مدرس کی ڈاڑھی تین انگل جتنی ہےتوان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ڈاڑھی کتنی ہونی چاہئے؟

جواب(۳۰/۱۵۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ڈاڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہےاس سے زائد کاٹ سکتے ہیں ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے

والا فاسق کہلائے گا، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے، صدق دل سے توبہ کر کے ایک مشت کے برابر ڈاڑھی نہ رکھے تو امامت سے الگ کر دیا جائے، فاسق آدمی امامت کے لائق نہیں۔ فقط۔ (امداد الفتاوی: ۱/۲۰۲)

پگھڑی بغیر امامت کرانا:-

سوال (۳۱/۱۵۱):- ایک آدمی کا کہنا ہے کہ امام صاحب کو چاہئے کہ پگھڑی پہن کر نماز پڑھائے، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب (۳۱/۱۵۱):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

پگھڑی باندھنا بیشک افضل ہے مگر نہ باندھنے سے نماز میں کسی قسم کا نقص یا کراہیت پیدا نہیں ہوگی پگھڑی کے بغیر نماز بالکل صحیح طور پر ادا ہو جاتی ہے؛ مولانا عبدالحی لکھنویؒ بھی اسی طرح لکھتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دار العلوم: ۲/۲۰۸)

وعن سلمة بن الاكوع قال قلت يارسول الله انى رجل اصيد--- (مشکوۃ، ص: ۷۳)

مصلیوں کی ناراضگی، امام کو معزول کرنا:-

سوال (۳۲/۱۵۲):- آج سے ایک سال پہلے بولٹن (انگلینڈ) میں ایک مسجد کی کمیٹی نے امام صاحب مولانا عبدالرشید (صاحب) کو اس وجہ سے الگ کرنے کی نوٹیس دی تھی کہ ان کی قراءت صحیح نہیں غلطیاں ہوتی ہیں، تراویح میں بے شمار غلطیاں ہوتی تھیں اور ان کی نمازیں فاسد ہوتی ہیں، نمازیں فاسد ہونے کا الزام بے بنیاد تھا، اس لئے ہم نے کمیٹی کے ممبران کے ساتھ بحث ومباحثہ کر کے نمازیں فاسد ہونے کی بات ثابت کرنے کا چیلنج دیا کمیٹی کے ممبران صرف دو یا چار یا دس آدمیوں کی شکایت کی بنیاد پر امام صاحب کو نوکری پر سے معزول کرنا چاہتے تھے؛ کمیٹی والوں کو اپنی بھول کا احساس ہوا اور نمازیں فاسد نہ ہونے کی بات کا اقرار کیا اور امام صاحب کو دوبارہ نوکری پر لے لیا، مگر امامت کی ذمہ داری محدود کر دی وہ اس طور پر کہ صدر امام صاحب کی عدم موجودگی میں ہی امامت کرائیں؛ اس کے باوجود کمیٹی والوں کا کہنا ہے کہ لوگوں کی شکایتوں کا سلسلہ جاری ہے، اس لئے کمیٹی نے یہ طے کیا کہ کسی مفتی صاحب کو دعوت دی جائے جو مذکور امام صاحب کی نماز اور قراءت کے متعلق فتوی دے جس پر امام صاحب کے بارے میں غور وفکر کیا جائے اس طور پر طے کرنے کے بعد مولانا عبدالرشید صاحب کو امامت کے منصب

سے بالکل ہٹادیا گیااور مدرسہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری جاری رہی۔لنڈن کے مفتی عبدالباری صاحب ابھی آئے انہوں نے مولانا عبدالرشید صاحب کوامامت کی ذمہ داری دوبارہ سپرد کرنے پرفتوی دیااوران کےفتوی کی وجہ سے دوبارہ امامت کی ذمہ داری سپرد کردینی چاہئےتھی مگر کمیٹی والوں نے اس فتوی پرعمل نہیں کیا، پھرمیں نے کمیٹی والوں کوتحریری شکایت لکھ کردی کہ مفتی عبد الباری صاحب کےفتوی کے بعدمولاناعبدالرشیدصاحب کوکس وجہ سے دوبارہ امامت کی ذمہ داری سپرد نہیں کی جاتی ؟اورکس وجہ سےان کوامامت سےمعزول کردیا گیا تھا؟وغیرہ،مگرکمیٹی والوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیااور کمیٹی والوں نے مولاناعبدالرشیدصاحب کواپنی مٹینگ میں بلاکرکہا کہ لوگوں کی شکایتیں بہت ہےاس لئے ہمارافیصلہ یہ ہے کہ آپ استفاء نامہ دے دیں تاکہ آپ کی عزت برقرار رہے،مولانا عبدالرشیدصاحب نے جواب دیا کہ میں بےقصور ہوں اوراستعفاء نامہ نہیں دونگا آپ لوگ جومناسب سمجھیں کریں،کمیٹی والوں نے مولاناعبدالرشیدصاحب کوالگ کرنے کی نوٹیس دےدی کہ تم کوتاریخ: ۶/۱۱/۷۷سے الگ کیاجاتاہے،کیوں کہ تمہاری وجہ سےعوام کے ساتھ ہم کو بار بارالجھناپڑتاہے۔اب شریعت کےاعتبار سے کیا کمیٹی حق پر ہے؟

جواب(۳۲/۱۵۲):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

مکرم جناب مولاناعبدالرشیدصاحب(صدرامام بولٹن)کےمتعلق تفصیلی حالات اورحضرت مفتی لنڈن کافتوی بغور پڑھا، جواب میں مطلع کیاجاتاہے کہ اگرمذکورمفتی صاحب کی رائی کےمطابق مذکورامام صاحب کی قراءت غلط(جس سےمعنی فاسد ہوجاتاہو)نہ ہوتو نماز فاسدنہیں ہوگی نماز صحیح ہوجائے گی، مذکورامام صاحب کاتلفظ صاف نہ ہو﴿ص۔ش۔س۔ث﴾میں برابرفرق نہ ہوتاہوکہ جس سےمعنی بدل جانے کاخطرہ ہےاس سےنماز فاسد ہوجانے کاڈرہونے کی وجہ سےامامت کی ذمہ داری (مقتدیوں کی نماز کی ذمہ داری) سے سبوک دوش ہوجانا بہتر ہے، امام صاحب کی نماز فاسد ہوجانے کی وجہ سےمقتدیوں کی نماز فاسدہوجاتی ہےاوردیگر یہ کہ جماعت میں اختلاف اورجھگڑانہ ہو اس لئے استعفاء نامہ دے کرالگ ہوجاناچاہئے،کمیٹی کے لئے حق ہے کہ امام پسندنہ ہوتو ان کوالگ کردے،ظلم نہیں کہلائے گا؛ کیوں کہ امامت اجارہ کا معاملہ ہے جب تک چاہے برقرار رکھے جب

چاہے انکار کردے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مذکورہ حالات میں امام صاحب کو چاہئے کہ وہ عزت کے ساتھ الگ ہوجائے اور کمیٹی والوں کو معزول کرنے کا حق ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(قاضی خان: ۶۹/۱۔ امدادالفتاوی: ۴۰۱/۱)

امام صاحب کو معزول کرنے کے قابل حرکت:-

سوال (۳۳/۱۵۳):- گاؤں میں ایک حافظی ہے جو مدرسہ میں بچوں کو پڑھاتے ہیں اور مسجد میں امامت کراتے ہیں، امام صاحب مدرسہ کے ایک بچہ کے ساتھ لواطت میں ملوث ہیں یہ بات جماعت کے ایک ممبر کو معلوم ہوئی انہوں نے امام صاحب کو بہت سمجھایا اور کہا یہ حرکت بند کردو امام صاحب نے قسم کھا کر وعدہ کیا کے آئندہ ایسی حرکت نہیں کرونگا، مگر تھوڑے دنوں کے بعد اس بچہ کے ساتھ پھر سے وہ حرکت شروع کردی، تو اس امام کا اعتبار کرنا چاہئے یا نہیں؟ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ ایسے امام کو نوکری سے معزول کرنا چاہئے کہ نہیں؟

جواب (۳۳/۱۵۳):-حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

ایسے لوطی امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کئی مرتبہ قسم توڑ چکے اس لئے ایسے امام کا اعتبار نہیں، خلوت میں سمجھانے کے باوجود اپنی بری عادت سے باز نہیں آئے اس لئے امامت اور مدرسہ کی ملازمت سے معزول کردینا چاہئے، وہ اپنی عزت خراب کررہے ہیں، دوسرے بچوں کو بھی بگاڑیں گے، اگر اسلامی حکومت ہو تو سخت سزا کے حقدار ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ويجتنب الفواحش الظاهرة۔ (عالمگیری: ۸۳/۱)

امام اپنے مسلک کے خلاف مقتدیوں کا خیال نہ کرے:-

سوال (۳۴/۱۵۴):- حنفی امام شافعی مقتدیوں کا خیال کرے جیسا کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھ سکیں اتنا وقفہ دے کر خاموش رہے، اور شافعی امام حنفی مقتدیوں کی رعایت کرے جیسا کہ رفع یدین نہ کرے، تو نماز صحیح ہوگی؟ حنفی امام سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھ سکے اتنی مقدار خاموش کھڑا رہے، تو سجدۂ سہو واجب ہوگا کہ نہیں؟ اور نماز صحیح ہوگی؟

جواب (۳۴/۱۵۴):-حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

امام متبوع اور مقتدی تابع ہوتا ہے لہذا امام اپنے مسلک کے خلاف مقتدیوں کی رعایت نہ کرے، حنفی کی اقتداء شافعی کے پیچھے اور شافعی کی اقتداء حنفی کے پیچھے جائز ہے، اگر حنفی امام شافعی مقتدیوں کا خیال کرتے ہوئے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد تین تسبیح پڑھنے کی مقدار خاموش رہیگا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا، سجدۂ سہو نہیں کرے گا تو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ اور شافعی امام رفع یدین کرنا چھوڑ دے گا تو نماز سنت کے خلاف ہوگی، سجدۂ سہو نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وأما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منه مایفسد الصلاۃ علی اعتقاد المقتدی علیه الإجماع۔ (شامی: ۳۰۲/۲)

حنفی امام، شافعی کا خیال کرے:-

سوال (۱۵۵/۳۵):- ہمارے یہاں انگلینڈ میں حنفیوں کی مسجد ہے، حنفی امام ہے، یہاں فجر کی نماز میں ۵۰/۶۰ مصلی ہوتے ہیں اور ۲/۴ شافعی مسلک والے مقتدی بھی ہوتے ہیں، شافعی مسلک والے مقتدیوں کا کہنا ہے کہ فجر کی نماز میں دوسری رکعت میں قنوت نازلہ پڑھنے کے لئے رعایت کی جائے، جب کہ حنفی مسلک والے مقتدیوں کا کہنا ہے کہ شافعی مسلک والے مصلیوں (مقتدیوں) کی رعایت نہ کی جائے، تو کیا دوسری رکعت میں رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد حنفی امام، شافعی مسلک والے مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے تھوڑی دیر ٹھہر سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں حنفی امام یا حنفی مقتدیوں کی نماز میں کوئی حرج ہوگا؟

جواب (۱۵۵/۳۵):-حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

حنفی مسلک میں فجر کی نماز میں قنوت نہیں ہے، شافعی مسلک میں واجب ہے، نہ پڑھنے سے ان کی نماز ناقص رہے گی، لہذا شافعی مقتدیوں کی اتنی رعایت کی جائے کے شافعی مقتدی قنوت کی واجب مقدار پڑھ سکے، اس لئے اطمینان کے ساتھ قومہ کرے کہ حنفی مقتدی پوری تحمید (ربنا لك الحمد ، حمدًا كثيـرًا، طيبًـا مبـاركًافيه) پڑھ سکے۔ اتنی دیر میں شافعی مقتدی جلدی جلدی قنوت پڑھ لے گا، قنوت کا اکثر حصہ پڑھ کر سجدہ میں شریک ہو جاوے، اس سے زیادہ حنفی امام تاخیر نہ کرے کہ جس سے سجدۂ سہو واجب ہو۔ ورنہ حنفیوں کی نماز ناقص رہے گی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وينبغي له أن يراعي حال الجماعة۔ (عالمگیری:۱/۸۷)

امام صاحب کے لئے عمامہ پہننا مستحب ہے؟

سوال(۳۶/۱۵۶):-نماز میں امام صاحب کے لئے عمامہ پہننا ضروری ہے؟

جواب(۳۶/۱۵۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

امام صاحب کے لئے عمامہ پہننا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے، عمامہ کے بغیر نماز درست ہوجائے گی، کوئی نقص نہیں رہے گا، جہاں لوگ امام کے لئے عمامہ پہننا ضروری سمجھتے ہوں وہاں کبھی کبھی عمامہ کے بغیر بھی نماز پڑھالے تاکہ مقتدیوں کو پتہ چلے کہ عمامہ پہننا واجب نہیں ہے مستحب ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ جواب نمبر:۱۵۱،ایضاً(مشکوۃ:ص۳۷)(فتاوی دارالعلوم:۲/۲۰۸)

عورت کا امامت کرانا۔

سوال(۳۷/۱۵۷):-عورت امام بن کر دوسری عورتوں کو تراویح کی نماز پڑھاسکتی ہے؟

جواب(۳۷/۱۵۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

عورتوں کا امامت کرانا مکروہ تحریمی ہے، فرض اور نفل سب نمازوں کا ایک ہی حکم ہے لہذا عورت امام بن کر تراویح نہیں پڑھاسکتی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)يكره تحريمًا (جماعة النساء) ولو في التراويح۔ (شامی:۲/۳۰۵)

نفل نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض پڑھنا۔

سوال(۳۸/۱۵۸):-ایک آدمی نے فرض نماز انفرادی طور پر پڑھ لی بعد میں دوسرے لوگ نماز پڑھنے آئے تو یہ مذکور آدمی جس نے اپنی فرض پڑھ لی ہے آنے والے لوگوں کی فرض پڑھاتے ہوئے امامت کرا سکتا ہے؟اور اگر وہ لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو یہ آدمی شریک ہوسکتا ہے؟

جواب(۳۸/۱۵۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

فرض نماز انفرادی طور پر کسی نے پڑھ لی ہو پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو وہ آدمی ظہر اور عشاء میں نفل نماز کی نیت سے جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے اقتدا کرسکتا ہے، دوسری نمازوں میں نہیں۔انفرادی طور پر فرض پڑھنے والا آدمی اسی نماز کی امامت نہیں کراسکتا، کیوں کہ اس کی

نمازنفل ہےاوران کی نمازفرض ہے،نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھےفرض نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)لا(مفترض بمتنفل و بمفترض فرضاً آخر)۔ (شامی:۲/۳۲۴)

امامت کا حقدار کون؟

سوال(۳۹/۱۵۹):-ہمارے گاؤں کی بڑی مسجد میں پیش امام ہیں اوران کے نائب امام بھی ہیں،اس کے باوجود امام صاحب دوسرے آدمی کوسیکھنے کے لئے امام بناتے ہیں،جمعہ اور جمعہ کے خطبہ میں بھی دوسرے آدمی کوآگے کرتے ہیں،مگر بہت سے مصلی دوسرے آدمی کوامام بنانے سے ناراض ہیں،توامام صاحب اور نائب امام ہوتے ہوئے دوسرے کوامام بنانا کیسا ہے؟امامت کا حقدار کون ہے؟

جواب(۳۹/۱۵۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جس امام کوامامت کےعہدے کے لئے طے کیا گیا ہے وہی آدمی نماز پڑھانے کا حقدار ہےاور ان کی عدم موجودگی میں یا بیمار ہونے کی حالت میں جن کو نائب امام بنایا گیا ہے وہی امامت کے حقدار ہیں، امام صاحب کی اجازت کے بغیرکسی دوسرے کوامامت کا حق نہیں،کسی کوسکھانے کے لئے امام صاحب کو چاہئے کہ ہمیشہ آگے نہ کریں جب کہ دوسرے مصلی بھی ناراض ہوں! کوئی اچھے عالم بزرگ گاؤں میں تشریف لائے ہوں اورامام صاحب ان کوامامت کے لئے آگے کریں تو یہ پسندیدہ چیز ہے، امام صاحب کو چاہئے کہ مصلیوں کے درمیان اختلاف اور ناراضگی پیدا ہوایسی حرکتوں سے بچے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)أعلم أن (صاحب البيت)و مثله إمام المسجدالراتب (أولى بالإمامة من غيره)۔
(شامی:۲/۲۹۷)

امام صاحب کا نماز کے درمیان میں بیجا حرکتیں کرنا:-

سوال(۴۰/۱۶۰):-مسجد کے امام صاحب انگلیش بال کٹواتے ہیں اورنماز کی حالت میں ہر رکوع،سجدہ کرتے وقت اپنی آستین اور کرتہ کھینچ کردرست کرتے ہیں،تو کیا نماز میں ایسی حرکتیں کرسکتے ہیں؟ کرتہ کی گونڈیاں سونے جیسی اورسونے جیسی انگوٹھی پہننا جائز ہے؟امام صاحب ہمیشہ فیشن کرتے ہیں اور

ہمیشہ فخر کرتے ہیں کیا ان کے لئے یہ جائز ہے؟

جواب(۱۶۰/۴۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

عمل قلیل سے نماز باطل ہوتی نہیں ہے، عمل کثیر سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ یعنی نماز میں دونوں ہاتھ سے کوئی کام کرنا یا نماز میں ایسی حرکتیں کرنا کہ دوسرا آدمی یہ سمجھے کہ یہ نماز میں نہیں ہے یا نمازی خود یہ سمجھے کہ میں نے بہت حرکتیں کرڈالی۔ لہذا نماز میں بار بار کپڑے کھینچنے اور درست کرنے سے بچے۔ امام صاحب کو چاہئے کہ اپنے رہن سہن لباس چہرہ بشرہ سنت کے مطابق بناوے، سنجیدگی اور پرہیز گاری سے رہے کیوں کہ امامت کا درجہ بہت بڑا ہے، شریعت کی حدود میں رہ کر لباس پہننے اور کھانے پینے کی سب کو اجازت ہے، شہرت، نام ونمود اور ریاکاری امام اور غیر امام دونوں کے لئے جائز نہیں ہے، امام صاحب انگلیش بال کٹواتے ہو تو ان کی امامت مکروہ ہوگی، اگر امام صاحب اپنی حالت درست کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ امامت کے لائق نہیں ہے، چاندی کی انگوٹھی پہننی چاہئے، سونے کی انگوٹھی حرام ہے چاہے وہ امام ہو یا نہ ہو، امام صاحب جتنے متقی اور پرہیز گار رہوں گے اتنے ہی وہ امامت کے حقدار اور بہتر ہوں گے اور عبادت میں مزہ اور قبولیت حاصل ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و) كره (كفه) أي رفعه ولولتراب كمشمر كمّ أو ذيل (وعبثه به) أي بثوبه۔ (شامی:۲/۴۰۶)

ويكره للمصلى ان يعبث بثوبه او بجسده۔ (ہدایہ:۱/۱۳۹)

(ولأحق بالإمامة) تقديمًا بل نصبًا۔ (شامی:۲/۲۹۴)

واولى الناس بالامامة اعلمهم بالسنة۔ (ہدایہ:۱/۱۲۱)

بیکاری کا ایلاؤنس لینے والے امام:-

سوال(۱۶۱/۴۱):-ہمارے یہاں انگلینڈ میں کتنے علماء کرام مسجدوں میں امامت کراتے ہیں یا بچوں کو تعلیم دیتے ہے اس کے ساتھ وہ لوگ (امامت اور بچوں کی تعلیم کی اجرت ملنے کے باوجود) حکومت جو بیکاری کا ایلاؤنس دیتی ہے وہ بھی لیتے ہیں (یہاں بیکاری ایک بہت بڑا گناہ ہے) ایسے عالم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اسی طرح اس دینی ادارہ کا کیا حکم ہے جو ایسی باتیں چلا لیتا ہے؟

جواب(۴۱/۱۶۱):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور عالم (مولوی) بدرجہ مجبوری اگر ایسا کریں تو کوئی حرج نہیں، مگر ان کو چاہئے کہ اپنی مجبوری ادارہ کے سامنے ظاہر کریں کہ تنخواہ میرے لئے کافی نہیں ہے اس لئے میں بیکاری کا ایلاؤنس لیتا ہوں، اورلوگوں کو چاہئے کہ ان کو اتنی تنخواہ دے کہ جوان کے لئے کافی ہوسکے۔امام صاحب کا خیال کئے بغیر تنخواہ نہ بڑھائیں تو پھر حکومت کے پاس بیکاری ایلاؤنس کا مطالبہ کرنا چاہئے، بغیر مجبوری کے یہ ایلاؤنس لینا گناہ ہے اور ایسا عالم فاسق ہے، ادارہ کو چاہئے کہ ان کو روکے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

والفاسق لانه لايهتم لامردينه۔ (ہدایہ:۱/۱۲۲)

توبہ کرنے والے امام صاحب:-

سوال (۴۲/۱۶۲):-زنا کرنے سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے، تو توبہ کرنے سے متقی بن سکتا ہے؟ اور امامت کراسکتا ہے؟

جواب(۴۲/۱۶۲):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

صدق دل سے توبہ کرنے سے فسق وفجور ختم ہوجاتے ہیں لہذا امامت کرانے میں کوئی حرج نہیں، بلا کراہت جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ويغفِرُ مَادوُن ذلك لمن يشاء من الصغائر والكبائرمع التوبة۔ (شرح عقائد:ص۱۱۲)

امام صاحب کا عصا پکڑنا:-

سوال(۴۳/۱۶۳):- بہت سے ائمہ جمعہ کا خطبہ دینے کے وقت عصا (لاٹھی) بائیں ہاتھ میں پکڑتے ہیں، عصا کونسے ہاتھ میں پکڑنا چاہئے؟

جواب(۴۳/۱۶۳):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

عصا (لاٹھی) پکڑنا سنت مؤکدہ نہیں ہے، مستحب ہے کوئی اگر نہ پکڑے تو خطبہ ونماز میں نقص نہیں آئے گا، بہت سے علماء نے داہنے ہاتھ میں عصا پکڑنے کو بہتر لکھا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فتاوی دارالعلوم:۸۸/۵، امدادالفتاوی:۱/۶۵۳، فتاوی اشرفیہ گجراتی:۱۵۴/۳)

فلم اوپریٹر کا امامت کرانا:-

سوال(۴۴/۱۶۴):-میں فلم اوپریٹر کا کام کرتا ہوں، کچھ دنوں پہلے میرے گاؤں میں تبلیغی جماعت

آئی،ظہر کے وقت امام صاحب موجود نہ تھے،مصلیوں کے اصرار پر میں نے ظہر کی نماز پڑھائی اسی طرح عصر کی نماز بھی میں نے پڑھائی،گفتگو کے دوران میں نے فضل کریم صاحب سے کہہ دیا کہ میں سینیما اوپریٹر کا کام کرتا ہوں، یہ سن کر وہ ناراض ہو گئے اور اسی وقت تمام مصلیوں سے فرمایا کہ تمام حضرات عصر کی نماز کا اعادہ کرلیں،تمام نے اپنی نماز کا اعادہ کرلیا، اب سوال یہ ہے کہ میرے پیچھے جو نماز پڑھی وہ درست ہے یا نہیں؟

جواب(۴۴/۱۶۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

فلم میں نوکری کرنا منع ہے،ایسا آدمی فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے، فاسق آدمی امامت کا حقدار نہیں ہے،لیکن اتفاق سے فاسق آدمی کو امام بنادیا جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا چاہئے،انفرادی طور پر نہ پڑھے،جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کے وقت باغی لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے،حضرت عثمانؓ کے متبعین نے پوچھا ہم ان کے پیچھے نماز پڑھے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں،اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے ”والصلاۃ واجبة عليكم خلف كل مسلم برًا كان او فاجرًا وإن عمل الكبائر “ یعنی ہر ایک نیک اور فاجر مسلمان کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھو، چاہے وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہو۔ (مشکوۃ شریف:ص۱۰۰)

فاسق امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے،فضل کریم صاحب کا (نماز کے اعادہ کا) اعلان فتوی کے خلاف ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فتاوی قاضی خان:۴۴/۱)وتجوز امامة الاعرابی --- والفاسق --- الاانها تكره۔ (عالمگیری:۸۵/۱)(امداد الفتاوی:۳۵۰/۱)

ایک آنکھ سے معذور امام کی امامت:-

سوال(۴۵/۱۶۵):- ہمارے گاؤں کی مسجد کے امام صاحب ایک آنکھ سے معذور ہے،ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۴۵/۱۶۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور امام کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے،نماز میں کوئی نقص نہیں پیدا ہوگا،اللہ کے

رسول ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو جو نابینا تھے امام بنایا تھا، کتابوں میں اندھے آدمی کی امامت کو مکروہ لکھا ہے اس کی وجہ ناپاکی سے پرہیز کرنا بتایا ہے، وہ علت ایک آنکھ سے اندھے آدمی میں پائی نہیں جاتی، محض ایک آنکھ سے اندھا ہونے سے امامت میں کراہیت نہیں ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فتاوی قاضی خان:۴۵/۱)

قتل کرانے والے کی امامت:-

سوال (۴۶/۱۶۶):- بسو(نام کے) گاؤں میں ایک مولوی نے بیس سال کے درمیان گیارہ خون کروائے، اور تبلیغ کا مخالف بن کر فتنہ فساد کراتا ہے، اور گاؤں میں امامت کراتا ہے، تو اس امام کے پیچھے مقتدیوں کے لئے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تبلیغ والوں اور بڑے بڑے بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے اور جماعت والوں کو غلط مانتا ہے۔اسکے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۴۶/۱۶۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ایسا آدمی امامت کے قابل نہیں، قرآن پاک اور حدیث شریف میں ایسے قتل کرانے والے انسان کے لئے سخت سے سخت وعید ذکر کی گئی ہے، ایسے فاسق امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، تبلیغ والے لوگ غلط نہیں ہیں، انکو غلط کہنے والا غلط ہے، جن کو یرقان ہوجاتا ہے اس کو پیلا نظر آتا ہے اور جس کی آنکھیں درست ہوتی ہے اس کو درست نظر آتا ہے، ایسا امام قابل ملامت ہے، متولی اور محلّہ کے لوگوں کو چاہئے کے اس امام کی تبدیلی کرڈالے اور نیک امام کو متعین کریں ورنہ سب لوگ گنہگار ہوں گے، اگر ضرورت ہوتو سرکاری قانون کی مدد لے کر اس کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وفاسق واعمی)۔ (شامی:۲۹۸/۲)

والفاسق لانه لايهتم لامردينه۔ (ہدایہ:۱۲۲/۱)

نماز نہ پڑھنے والے نائب امام کا حکم:-

سوال (۴۷/۱۶۷):- ہمارے یہاں مسجد میں دو امام ہے، ایک امام کے ذمہ روزانہ دو نمازیں پڑھانا ہے، نائب امام اکثر بغیر کسی عذر کے جان بجھ کر فرض نماز نہیں پڑھتے ایسے امام کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ ایسے امام کو امام بنانا کیسا ہے؟

جواب(۴۷/۱۶۷):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور حقیقت اگر صحیح ہوتو ایسا امام فاسق کہلائیگا،ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوگی،امام کو نماز کا اہتمام کرنا چاہئے،وہ امام اگر اپنی عادت کو درست نہ کرے تو امامت سے برطرف کرنا چاہئے، امامت کے قابل نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضًا (عالمگیری:۱/۸۵،شامی:۲/۲۹۸،ہدایہ:۱/۱۲۲)

سینما دیکھنے والے امام:-

سوال (۴۸/۱۶۸):-ہمارے گاؤں میں امام صاحب امامت کے ساتھ بچوں کو پڑھاتے ہیں، امام صاحب سینما اور رام لیلا دیکھنے جاتے ہیں اور دوسرے اعتبار سے اخلاق بھی اچھے نہیں ہیں، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ متولی صاحب کو تمام حقیقت معلوم ہونے کے باوجود کوئی قدم نہیں اٹھاتے،تو شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴۸/۱۶۸):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ایسے فاسق فاجر امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے،اس کا وبال امام کو متعین کرنے والوں کے ذمہ ہے، اگر تمام مصلیوں نے یہ کام (امام کو متعین کرنا) صرف متولی کو سپرد کردیا ہو تو متولی کو امام کے خلاف اقدام کرنا چاہئے،مصلیوں کی ذمہ داری نہیں ہے۔امام کو خلوت میں سمجھائے تاکہ وہ اپنی غلط عادتوں سے باز آجائے ورنہ امامت سے معزول کردینا چاہئے،اور دوسرے نیک، پرہیزگار آدمی کو امام بناوے، اگر متولی مذکور قصہ میں دھیان اور توجہ نہ دے یعنی امام کو کچھ نہ کہے تو متولی کے خلاف مصلیوں کو آواز اٹھانی چاہئے،لیکن یاد رہے کہ کسی قسم کا فتنہ نہ ہو،حکمت اور مصلحت سے کام کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دارالعلوم:۳/۸۹)

امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں:-

سوال(۴۹/۱۶۹):-ایک بھائی کا کہنا ہے کہ امام صاحب جب نماز پڑھاوے ''نیت پڑھتا ہوں'' کہہ دے تب مقتدی کی ذمہ داری امام کے سر پر رہتی نہیں ہے،تو کیا امام صاحب کے لئے ''نیت پڑھتا ہوں'' بولنا ضروری ہے؟ ہم نے تو مفتی عبدالرحیم صاحب (دامت برکاتہم) کی گجراتی کتاب میں پڑھا ہے

کہ امام نماز پڑھانے کی نیت کرے تو بہتر ہے۔ تو کس طرح نیت کرنا چاہیئے؟

جواب(۱۶۹/۴۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

امام کے ذمہ امام کی نیت کرنا شرط نہیں، مستحب (بہتر) ہے، مقتدی کے ذمہ اقتداء کی نیت کرنا ضروری ہے، ورنہ اقتداء صحیح نہیں ہوگی، البتہ اگر جماعت میں عورتیں بھی شریک ہوں تو امام کے ذمہ عورتوں کی نیت (میں عورتوں کو بھی نماز پڑھاتا ہوں) ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(قاضی خان:۱/۴۱)

قوله:(نية المؤتم) أي الاقتداء بالإمام۔ (شامی:۲/۲۸۵)

امام صاحب عصر کی نماز میں قراءت کرے:-

سوال(۱۷۰/۵۰):-امام صاحب عصر کی نماز پڑھا رہے تھے اور بھول سے بلند آواز سے قراءت کرنے لگے تو اب مقتدیوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ امام کو کس طرح لقمہ دے؟

جواب(۱۷۰/۵۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مقتدیوں کو ''سبحان اللہ'' پڑھ کر لقمہ دینا چاہیئے تاکہ امام صاحب کو یاد آجائے، اگر امام صاحب نے بلند آواز سے تین آیتیں پڑھ لی ہو تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، ورنہ نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مراقی الفلاح:ص۷۵،۵۶،۱۱۳)

جماعت کے متعلق

مجبوری کے بغیر امام صاحب کے ساتھ صف بنانا:-

سوال(۱۷۱/۵۱):-مسجد کے جماعت خانہ کے اندر جمعہ کی نماز کے وقت ایک دو صفیں کھالی رہتی ہیں اور جماعت خانہ کے باہر والے حصہ میں بھی دو صف کھالی رہتی ہیں، اس کے باوجود لوگ امام صاحب کے ساتھ دائیں بائیں کھڑے رہتے ہیں، تو اس طور پر صف بنانا مکروہ ہے؟ یہ سنت کے خلاف ہے؟ افضل اور بہتر کیا ہے؟

جواب(۱۷۱/۵۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

امام صاحب کے پیچھے جگہ ہونے کے باوجود بغیر مجبوری امام صاحب کے ساتھ صف بنانا مکروہ

تحریمی ہے، کیوں کہ دو سے زیادہ مقتدی ہوتو امام صاحب کو آگے اور مقتدیوں کو پیچھے کھڑا رہنا واجب ہے، البتہ جگہ کی تنگی ہو مصلی نہ آسکتے ہوں تو مجبوری کی وجہ سے امام کے دائیں بائیں صف بنانے میں کوئی حرج نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(والزائد) يقف (خلفه)فلو توسط اثنين كره تنزيهًا۔ (شامی:۲/۳۰۹)

مسجد کے صحن میں جماعت کرنا:-

سوال(۵۲/۱۷۲):-مصلی محراب یا ممبر والی صف پر رکھنا چاہئے یا کہیں بھی رکھ سکتے ہیں؟ جماعت خانہ سے باہر صحن میں باجماعت نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ گرمی میں بھی نماز پڑھتے ہیں، ہمارے یہاں ٹاور والی مسجد میں جماعت خانہ سے باہر باجماعت نماز پڑھی جاتی ہے، وہیں پر جنازہ کی نماز بھی پڑھتے ہیں، شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۵۲/۱۷۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور مسجد کا صحن داخل مسجد یعنی مسجد کے حکم میں ہوتو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، صحن میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملیگا، مگر نماز جنازہ وہاں پر مکروہ ہوگی، صحن اگر مسجد سے خارج ہو جیسا کہ نماز جنازہ پڑھنے سے ظاہر ہے تو وہاں جماعت نہیں کر سکتے۔مصلیٰ محراب میں یا ممبر والی صف میں رکھنا ضروری نہیں ہے، مسجد وسیع ہو تنگ نہ ہو تو مسجد میں کہیں پر بھی مصلیٰ رکھ سکتے ہے امام صاحب کے ساتھ مسجد میں کم از کم ایک صف کا ہونا ضروری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۲/۶۳۷)

جماعت کرنے سے روکنا:-

سوال(۵۳/۱۷۳):-ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے، جیسا کہ وہ خود گھر میں نماز پڑھتا ہے، جماعت سے الگ پڑھتا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی مسجد میں نماز نہ پڑھیں، اس کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب(۵۳/۱۷۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، شرعی عذر کے بغیر جماعت چھوڑنے والا ملعون اور گنہگار ہوگا، جماعت چھوڑنے والے کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے سخت غصہ کا

اظہار فرمایا ہے: جیسا کے حضرت ابو ہریرہؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے یہ خیال آتا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز پڑھانے کے لئے حکم دوں جس کے لئے اذان پڑھی جائے اور ایک آدمی کو لوگوں کی امامت کرنے کے لئے حکم دوں پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں حاضر نہیں ہوتے۔

جماعت کے بارے میں بہت بڑی تاکید آئی ہے، اکیلے پڑھ لینے سے فرض ادا ہوجائے گا مگر ناقص ہوگا، جماعت کے ساتھ کامل ہوگا اور دوسروں کو مسجد جانے سے روکنا اس سے زیادہ برا کام اور شیطانی عمل ہے، شیطان بھلائی سے روکتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے، مسلم کے لئے زیبا نہیں، جلدی سے سچی توبہ کرے اور خود بھی جماعت کا اہتمام کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَاللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَفِیْھَااسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا ط (سورۂ بقرہ:۱۱۴)

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم والذی نفسی بیدہٖ لقد ھممتُ۔ (مشکوۃ:ص۹۵)

مسجد میں جماعت ثانیہ:-

سوال(۵۴/۱۷۴):- مسجد میں ایک بار جماعت کے ساتھ نماز ہوجانے کے بعد کچھ لوگ آتے ہیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟ کیا جماعت ثانیہ کر سکتے ہیں؟

جواب(۵۴/۱۷۴):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھوالموفق للصواب.

محلّہ کی مسجد میں محلّہ والوں نے اذان اور تکبیر کے ساتھ جماعت کرلی ہو تو اس مسجد میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس میں شریک نہ ہوں، بلکہ اکیلے نماز پڑھ لینا چاہئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ دو خاندانوں کے درمیان صلح کرنے کے لئے گئے واپس آئے تب مسجد نبوی میں جماعت ہوچکی تھی، آپ ﷺ نے دوسری جماعت نہیں کی، گھر جاکر نماز پڑھ لی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ویکرہ تکرار الجماعۃ بأذان وإقامۃ فی مسجدمحلۃ لافی مسجدطریق۔ (شامی:۲/۲۸۸)

اسٹیشن کی مسجد میں جماعت ثانیہ:-

سوال(۵۵/۱۷۵):- اسٹیشن کے پاس ایک مسجد ہے، وہاں جماعت کے ساتھ نماز ہوگئی ہو، اب

دوسرے مصلی جماعت خانہ میں جماعت ثانیہ کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب(۵۵/۱۷۵):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اسٹیشن کی مسجد میں جماعت ثانیہ کسی قسم کے حرج کے بغیر جائز ہے، بلکہ افضل ہے۔محلّہ کی مسجد میں مکروہ تحریمی ہے،جیسا کہ درمختار میں ہے''یکرہ تکرارالجماعۃ باذان واقامۃفی مسجد محلۃ لافی مسجد طریق ''اسٹیشن کی مسجد بھی مسجد طریق کے حکم میں ہے۔فقط واللہ اعلم۔ (امدادالفتاوی:۱/۳۶۲)

فائدہ: اسٹیشن کی مسجد سے مراد ایسی مسجد ہے جس میں امام اور مؤذن متعین نہ ہوں،اور اسٹیشن کی مسجد میں امام اور مؤذن متعین ہوتو جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے،جیسا کہ فتاوی دارالعلوم میں ہے۔فقط اللہ اعلم۔

(فتاوی دارالعلوم:۳/۴۵،۴۶۔مؤلف)

رمضان میں مغرب کی دوسری جماعت:-

سوال(۵۶/۱۷۶):-ہماری مسجد میں مغرب کی جماعت ایک مرتبہ ہو جانے کے فورا بعد دوسری جماعت ہوتی ہے، پہلی جماعت ختم ہونے کے بعد افطار کر کے تاخیر سے آنے والے لوگوں کو جماعت کا فائدہ ملتا ہے۔تو کیا اس طرح روزانہ جماعت اور وہ بھی رمضان میں فقط مغرب میں ہوتا ہے یہ جائز ہے؟

جواب(۵۶/۱۷۶):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

رمضان میں افطاری کے خاطر مغرب کی جماعت آٹھ،دس منٹ تاخیر سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں تا کہ تمام مصلیوں کو جماعت مل سکے،جماعت مقصود ہے،پھر دوسری جماعت کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی،محلّہ کی مسجد میں رمضان میں یا دوسرے مہینوں میں دوسری جماعت کرنا (مغرب کی ہو یا دوسری نماز ہو) منع ہے،لوگوں میں سستی اور کاہلی پیدا ہوگی اور دوسری جماعت کا ثواب بھی کم ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ویستحب تعجیل المغرب فی کل زمان ۔ (عالمگیری:۱/۵۲)

پہلی صف میں نابالغ لڑکا کھڑا رہے:-

سوال(۵۷/۱۷۷):-نابالغ لڑکے کو پہلی صف میں کھڑے رکھنے سے نماز میں کوئی حرج پیدا ہوگا؟

جواب(۵۷/۱۷۷):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

بالغوں کی صف میں صغیر کو کھڑے رکھنے کی وجہ سے پوری صف کی نماز مکروہ ہوگی، نابالغ کو پیچھے کھڑا کرنے کا حکم ہے، ایک ہی صغیر ہو تو کوئی حرج نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ثم الصبیان)۔ (شامی:۲/۳۱۴)

یقوم الرجال أفصی مایلی الامام ثم الصبیان۔ (عالمگیری:۱/۸۹)

پہلی صف میں نابالغ لڑکا کھڑا رہے تو؟

سوال(۱۷۸/۵۸):- چھوٹے بچے کتنی عمر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے پہلی صف میں کھڑے رہ سکتے ہیں؟

جواب(۱۷۸/۵۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

واقعۃً جوان ہونے کے بعد جوان ہونے کی نشانیوں (احتلام، جماع کے وقت منی کا نکلنا، عورت کو حاملہ بنانے) میں سے کوئی نشانی نظر نہ آئے تو پندرہ سال کی عمر میں جوان سمجھا جائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مسبوق اور اس کے احکام

مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی کی کچھ رکعات چھوٹ جائے:-

سوال(۱۷۹/۵۹):- مقیم آدمی، مسافر امام کے پیچھے قعدۂ اخیرہ میں شامل ہو، اپنی چار رکعات کو کیسے پڑھے؟ اس کی تفصیل سمجھا کر احسان فرمائیں۔ایسے ہی ایک رکعت ملے تو اپنی تین رکعتیں کیسے پڑھے؟

جواب(۱۷۹/۵۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

امام صاحب کے سلام پھیر دینے کے بعد مقیم مقتدی اپنی چاروں رکعتوں کو اسی طرح پڑھے جس طرح وہ انفرادی طور پر پڑھتا ہے، یعنی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرے اور پچھلی دو رکعتوں میں قراءت نہ کریں اور اگر ایک رکعت ملی ہو تو پہلی رکعت میں قراءت (سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ) کے ساتھ پڑھے اور قعدہ کرے (دو رکعت پر بیٹھ جاوے) پھر کھڑے ہو کر پہلی رکعت میں قراءت کرے اور دوسری میں قراءت نہ کرے۔حاصل کلام یہ ہے کہ چھوٹی ہوئی رکعتوں میں منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) سمجھا جائے گا، جیسے اکیلے نماز پڑھتا ہے اس طرح نماز پڑھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده۔ (شامی:۲/۶۱۱)

وان صلی المسافر بالمقیمین رکعتین سلم واتم المقیمون صلاتهم۔

(ہدایہ:۱/۱۶۷)

ظہر کی تین رکعت چھوٹ گئی ہوتو؟

سوال(۶۰/۱۸۰):-ظہر کی چار رکعت فرض ہے، اس میں سے اگر تین رکعت چھوٹ جائے تو کس طرح نماز پڑھے؟

جواب(۶۰/۱۸۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مسبوق جس کی دو رکعت قراءت والی چھوٹ گئی ہے، اس لئے دو رکعت میں سورۃ کے ساتھ پڑھے، اس کی ترتیب یہ ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر ایک رکعت سورۃ کے ساتھ پڑھے اور قعدہ کرے، پھر اٹھ کر دو رکعت پڑھے جس میں سے ایک (اس کی تیسری) رکعت میں سورۃ پڑھے، دوسری میں نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

فصل فی القراءة والقراءة فی الفرض واجبة فی رکعتین۔ (ہدایہ:۱/۱۴۷)

(والمسبوق من سبقه الإمام بهاأو ببعضهاوهومنفرد)------- (شامی:۲/۳۴۶)

ظہر یا عصر کی دو رکعت چھوٹ جائے:-

سوال(۶۱/۱۸۱):-ظہر یا عصر کی نماز میں امام کے پیچھے دو رکعت ملی، قعدہ اولی کے بعد نماز میں شریک ہوا امام کے قعدہ سے اٹھنے کے بعد نماز میں شامل ہوا تو چھوٹی ہوئی رکعتیں کس طرح پڑھے؟ ایک ہی ساتھ دونوں رکعتیں پڑھے یا بیچ میں قعدہ کرنا پڑے گا؟

جواب(۶۱/۱۸۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر چھوٹی ہوئی دو رکعتیں منفرد کی طرح پڑھنی چاہئے اس لئے قراءت کرنی پڑیگی، اس میں منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) سمجھا جائے گا، دو رکعت کے بعد قعدہ میں بیٹھے، اس میں واجب چھوٹ جانے کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(والمسبوق من سبقه الإمام بهاأو ببعضهاوهومنفرد)------- (شامی:۲/۳۴۶)

امام کے پیچھے ایک رکعت ملے تو؟

سوال(۶۲/۱۸۲):-جس آدمی کی تین رکعت چھوٹ گئی ہواور امام صاحب کے ساتھ چوتھی رکعت میں شریک ہوا ہوتو امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوکر الحمد کے بعد سورۃ ملانا چاہئے یا نہیں؟ کونسی رکعت میں سورۃ ملانی چاہئے؟ اوراس آدمی کو کل کتنے سجدے کرنے پڑیں گے؟ امام صاحب کے ساتھ کئے ہوئے قعدہ کے ساتھ کتنے قعدے کرنے پڑیں گے؟

جواب(۶۲/۱۸۲):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھکر چھوٹی ہوئی رکعتوں میں سورۃ ملاوے، پھر قعدہ کرے، پھر اٹھکر دو رکعت پڑھے، چھوٹی ہوئی رکعتوں میں وہ منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) سمجھا جائیگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً (شامی:۳۴۶/۲)

تکبیر کے بعد اخیری قعدہ نہ ملے تو؟

سوال(۶۳/۱۸۳):-امام صاحب قعدۂ اخیرہ میں بیٹھے ہوں، اس وقت کوئی آدمی جماعت کے ساتھ شریک ہوکر جماعت کا ثواب پانا چاہے اور قعدہ میں بیٹھنے کے لئے اللہ اکبر پڑھے اتنے میں امام صاحب سلام پھیرنے لگے تو اب قعدہ میں بیٹھنا چاہئے یا قیام کی حالت میں اپنی نماز شروع کردینی چاہئے؟ اور کیا یہ آدمی جماعت پانے والا سمجھا جائے گا؟

جواب(۶۳/۱۸۳):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

امام صاحب کے سلام پھیرنے سے پہلے مقتدی نے تکبیر تحریمہ پڑھی ہوتو اقتداء صحیح ہوجائے گی، چاہے مقتدی بیٹھ نہ سکا ہو! اس کو جماعت کا ثواب ملیگا، لوگوں کا کہنا (جب تک التحیات نہ پڑھ لے وہاں تک اقتداء درست نہیں ہے) غلط ہے۔ مقتدی کے بیٹھنے سے پہلے جب امام صاحب نے سلام پھیر دیا تو اب بیٹھنا ضروری نہیں، قیام میں رہ کر اپنی چھوٹی ہوئی نمازوں کو پڑھنا شروع کردے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (عزیز الفتاوی:۲۲۲/۱)

نماز کے درمیان وضوء ٹوٹ جائے، وضوء کر کے نماز میں شامل ہو:-

سوال(۶۴/۱۸۴):-عشاء کی نماز میں دوسری رکعت میں جب امام صاحب سجدہ میں گئے تب ایک

آدمی کا وضوء ٹوٹ گیا، جماعت سے خارج ہوکر کسی کے ساتھ بات کئے بغیر وضوء کرکے نماز میں شامل ہوگیا، اس آدمی نے اکیلے تیسری رکعت پڑھ لی، امام صاحب کے ساتھ چوتھی رکعت کے رکوع میں شامل ہوکر امام صاحب کے ساتھ نماز پوری کرلی۔ تو اس طرح چھوٹی ہوئی رکعتوں کو اکیلے پڑھ کر امام صاحب کے ساتھ شریک ہوکر نماز پوری کرسکتے ہیں؟

جواب(۱۸۴/۶۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اس آدمی کی نماز درست ہوگئی، اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چھوٹی ہوئی رکعتوں میں لاحق مقتدی جس کی امام کے پیچھے وضوء ٹوٹ جانے کی وجہ سے رکعت چلی گئی ہو، قراءت نہ کرے، جیسا کہ مقتدی کے لئے قراءت نہیں ہے، کیوں کہ وہ امام کے تابع سمجھا جائے گا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ وضوء کرکے امام صاحب کے ساتھ شریک ہوجائے، اگر رکعت چھوٹ گئی ہو تو امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر بغیر قراءت کئے ہوئے نماز پوری کرلے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (شرح وقایہ:۱۵۸/۱)

رکعت چلی گئی ہو اور امام صاحب کے ساتھ سلام پھیر دیا:-

سوال(۱۸۵/۶۵):-مغرب کی جماعت میں ایک آدمی شریک ہوا، مگر اس کی ایک رکعت فوت ہوگئی تھی، جب امام صاحب نے سلام پھیرا تب اس آدمی نے بھی دونوں جانب امام صاحب کے ساتھ سلام پھیر دیا، پھر اس آدمی کو خیال آیا کہ میری ایک رکعت فوت ہوگئی ہے، مگر وہ اپنی جگہ سے ہٹا نہیں۔ تو اب اس کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۱۸۵/۶۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نماز کے منافی کوئی کام جیسے کہ بات کرنا، ہوا نکالنا وغیرہ نہ ہوا ہو تو اٹھ کر فوت ہوئی رکعت پڑھ کر قعدۂ اخیرہ کرنے کے بعد سجدۂ سہو کرلینے سے نماز درست ہوجائے گی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولو سلم ساهيًا إن بعد إمامه لزمه السهو۔ (شامی:۳۵۰/۲)

رکعت چھوٹ گئی ہو اور امام صاحب سجدۂ سہو کرے تو؟

سوال(۱۸۶/۶۶):-جب ہم امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں اور ہماری ایک یا دو رکعت چلی گئی ہو اور امام صاحب قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو کرنے کے لئے سلام پھیرے تو ہمیں سلام پھیرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب(۶۶/۱۸۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

سلام مسنون بعد عرض یہ ہے کہ مسبوق (جس کی رکعت چلی گئی ہو) امام صاحب کے ساتھ سلام نہ پھیرے، سلام پھیرے بغیر امام صاحب کے ساتھ سجدۂ سہو کرلے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(والمسبوق یسجد مع إمامه مطلقاً)۔ (شامی:۵۴۶/۲)

نماز کے مفسدات

چار کے بجائے پانچ رکعت پڑھنا:-

سوال(۶۷/۱۸۷):- امام صاحب چوتھی رکعت سمجھ کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑے ہوگئے، کسی نے لقمہ دیا اور سب کھڑے ہوگئے، صرف ایک آدمی بیٹھے رہے اور جب امام صاحب نے سلام پھیرلیا تو اس آدمی نے بھی امام صاحب کی اقتداء میں سلام پھیرلیا، نماز کے بعد بحث ہوئی کہ پانچ رکعت ہوئی جس کی وجہ سے سب نے نماز کا اعادہ کیا، مگر وہ آدمی جو پانچویں رکعت میں شریک نہیں ہوا تھا وہ بیٹھا رہا، اس نے کہا کہ تم سب نماز پڑھ لو میری تو نماز ادا ہوگئی، تب لوگوں نے کہا کہ امام صاحب کی نماز ادا نہیں ہوئی تو تمہاری نماز کیسے ادا ہوگئی؟ تو اس آدمی کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۶۷/۱۸۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

جو آدمی بیٹھا رہا اسنے اچھا کیا، امام صاحب کے ساتھ کھڑا نہیں ہونا چاہئے تھا، اگر سب مقتدی بیٹھے رہتے تو امام صاحب کو اپنی بھول کا احساس ہوتا، اور امام صاحب واپس بیٹھ جاتے جس سے نماز فاسد ہونے سے بچ جاتی۔قعدۂ اخیرہ چھوٹ جانے کی وجہ سب کی نماز فاسد ہوگئی، لہذا سب کے ذمہ نماز کا اعادہ ضروری ہے، مذکور آدمی کی نماز بھی امام صاحب کی نماز کے ساتھ ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہو گئی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۵۴۴/۱)

صاحب ترتیب کی امامت ایک اعتبار سے فاسد:-

سوال(۶۸/۱۸۸):- کسی امام نے فجر کی نماز ادا نہ کی ہو تو وہ ظہر کی نماز پڑھا سکتے ہیں؟ اسی طرح ظہر، عصر، مغرب اور عشاء، اگلی نمازیں ادا نہ ہوئی ہوں تو دوسری نمازیں پڑھا سکتا ہے کہ نہیں؟ اسی طرح جمعہ کے دن فجر کی نماز نہ پڑھی ہو تو جمعہ کی نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب(۶۸/۱۸۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورامام اگرصاحب ترتیب ہوں (جس کی پانچ نمازیں چھوٹی نہ ہوں اوراگرچھوٹ گئی ہوں تو اس کی قضاءکرلی ہوں) تواپنی قضاءنمازیں پڑھے بغیر دوسری نمازیں (ظہر،جمعہ وغیرہ) پڑھ یاپڑھا سکتا نہیں ہے،فاسدہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداء وقضاء لازم)۔ (شامی:۲/۵۲۳)

من فاتته صلوة قضاهااذاذكرهاوقدمهاعلىٰ فرض الوقت۔ (ہدایہ:۱/۱۵۴)

معذورامام کے پیچھے نماز فاسد ہے:-

سوال(۶۹/۱۸۹):-امام صاحب اگرنماز پڑھاتے ہوں اورنماز کے درمیان پھوڑے پھونسے اورزخم سےخون پیپ نکلنے لگےتو نمازاداہوگی؟

جواب(۶۹/۱۸۹):-حامدا ومصليا ومسلما،هوالموفق للصواب.

ایسے معذورامام کے پیچھے تندرست مقتدی کی اقتداءصحیح نہیں ہے،نماز درست نہیں ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولايصلى الطاهرخلف من هوفى معنى المستحاضة ولاالطاهرة خلف المستحاضة۔ (ہدایہ:۱/۱۲۶)

امام صاحب سے پہلے تکبیرتحریمہ پڑھنا:-

سوال(۷۰/۱۹۰):-پہلی تکبیر میں مقتدی کی تکبیرامام کی تکبیر سے پہلےختم ہوگئی تو مقتدی کی نماز کا کیاحکم ہے؟

جواب(۷۰/۱۹۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نماز درست نہیں ہوگی،تکبیرتحریمہ میں امام کی تابعداری کرنا چاہئے،جلدی نہیں کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وان كان مقتديابغيره ينوى الصلوة ومتابعة۔ (ہدایہ:۱/۹۷)

معنی فاسدہونے کی وجہ سےنماز کا فاسدہونا:-

سوال(۷۱/۱۹۱):-ایک آدمی نے فجر کی نماز پڑھائی،پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کا آخیری رکوع ﴿لله ما

فی السموت ومافی الارض ﴾ میں ﴿آمن الرسول بما انزل الیه من ربه وَالْمُؤمِنِیْنَ ﴾ پڑھا (مُؤمِنُوْنَ کی جگہ پر) تو نماز ادا ہوگئی یا اعادہ کرنا پڑیگا۔

جواب(۱۹۱/۷۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

معنی فاسد ہو جانے کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی، لہذا اعادہ کرنا پڑیگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وان تغیربه المعنی تغیرافاحشا۔ (عالمگیری:۱/۸۱)

معنی فاسد ہونے کی وجہ سے نماز کا فاسد ہونا:-

سوال(۱۹۲/۷۲):- دو دن پہلے مجھے عشاء کی نماز پڑھانے کا موقع ملا، مجھے مجبور ہو کر نماز پڑھانا پڑی، مذکور نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد میں نے سورۂ یوسف پڑھنا شروع کیا، مذکور سورت میں تیسری آیت میں مجھے بھول کا شبہ ہوا، پیچھے کوئی لقمہ دینے والا نہیں تھا اس لئے میں آگے پڑھتا رہا، پہلے رکوع کی بقیہ تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا، چار رکعت پوری کرنے کے بعد سوچنے سے معلوم ہوا کہ ﴿وان کنت من قبله لمن الغافلین ﴾ کے بجائے ﴿وانه لمن الغافلین ﴾ یا ﴿والله لمن الغافلین ﴾ پڑھنے کا مجھے شبہ ہوا، مذکور آیت کے صحیح جملہ کے بجائے مذکور دو جملوں میں سے کوئی ایک جملہ پڑھ دیا ہو تو نماز میں کوئی حرج ہوگا؟ نماز ہی میں مجھے بھول کا احساس ہو گیا تھا، اسی لئے بھول جانے کے بعد باقی تین اور آیتیں بھی پڑھ لی تھی، نماز میں کوئی حرج ہوگا؟

جواب(۱۹۲/۷۲):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور غلط آیت پڑھنے کی وجہ سے معنی بدل گیا اس لئے نماز فاسد ہو جائے گی، اعادہ کرنا پڑے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وإن کان مثله فی القرآن والمعنی بعیدولم یکن متغیرتغیراً فاحشًاتفسد۔

(شامی:۲/۳۹۳)

قعدۂ اخیرہ چھوٹ جانے کی وجہ سے نماز فاسد:-

سوال(۱۹۳/۷۳):- عام طور پر آدمی کو جماعت کے ساتھ رکوع مل جانے کی وجہ سے رکعت مل گئی ایسا سمجھا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں پر لگے اور امام صاحب رکوع سے کھڑے ہو گئے تو بھی

آدمی کو رکعت مل گئی ایسا سمجھا جاتا ہے۔ایک آدمی چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت میں اس طور پر شریک ہوا کہ رکوع میں جاتے ہوئے اس کے ہاتھ گھٹنوں پر پہونچے ہی تھے کہ امام صاحب سمع اللّٰہ لمن حمدہ پڑھ کر کھڑے ہوگئے وہ آدمی بھی رکوع سے کھڑا ہو گیا، امام صاحب نے جب چار رکعت پوری کی تب وہ آدمی اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوا، اس نے دو رکعت پڑھی، پہلی رکعت پڑھ کر رکوع کیا پھر دوسری رکعت پوری کر کے قعدہ کر کے سلام پھیر لیا۔تو سوال یہ ہے کہ اس آدمی کو دوسری رکعت مل چکی تھی ایک ہی رکعت گئی تھی؟ چوتھی رکعت میں قعدہ فرض ہے، بقدر تشہد (التحیات پڑھے اتنی دیر) بیٹھنا فرض ہے، مگر وہ تو اس نے کیا نہیں۔تو ایسی صورت میں اس آدمی کی نماز ادا ہوگئی یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے امام صاحب کے ساتھ اخیری قعدہ کر لیا ہو تو اس کی نماز ادا ہوگئی، جب کہ دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس میں قعدۂ اخیرہ اس کی پہلی رکعت میں تھا جو اس نے کیا نہیں، اس لئے اس کی نماز ادا نہیں ہوئی۔

جواب (۷۳/۱۹۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

رکوع میں امام صاحب کے ساتھ شریک ہو جانے کی وجہ سے رکعت مل گئی، امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد چھوٹی ہوئی ایک ہی رکعت قضاء کر کے قعدۂ اخیرہ کر کے نماز پوری کرنا چاہئے تھی اس کے بجائے اس نے دو رکعت پڑھی، قعدۂ اخیرہ چھوٹ گیا جس سے نماز فاسد ہوگئی، نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وإن طأطأرأسه فی الرکوع قلیلاولم یعتلد فظاھرالجواب عن أبی حنیفة أنه یجوز۔ (شامی:۱۵۳/۲)

نماز میں عورتوں کے بالوں کا کھلا رہنا:-

سوال (۷۴/۱۹۴):-میری عورت گھر پر نماز پڑھتی ہے، میں نے اپنی عورت سے کہا کہ تو نماز میں بالوں کو کھول دے۔وہ کہتی ہے کہ کہیں بالوں کو کھول کر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب (۷۴/۱۹۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

عورت کے لئے نماز میں مکمل سر کا ڈھانکنا ضروری ہے چوتھائی حصہ کھلا رہ جانے کی وجہ سے نماز

درست نہیں ہوگی، پورے بالوں کو اپنے دوپٹے میں چھپالے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(والشرط سترها عن غيره)۔ (شامی:۲/۸۳)

قراءت خلف الامام

امام کے پیچھے قرآن شریف پڑھنا:-

سوال(۷۵/۱۹۵):- امام صاحب کے پیچھے اگر نماز پڑھیں تو مقتدیوں کو قراءت کرنا چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے؟اس کی تفصیل تحریر فرمائیں؟

جواب(۷۵/۱۹۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حنفی مذہب میں مقتدی کو امام صاحب کے پیچھے خاموش کھڑا رہنا چاہیے،امام صاحب کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہے،جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے:من كان له امام فقرائة الامام قرائة له۔یعنی جس کا امام ہو اس کے لئے امام کی قراءت اس کے حق میں قراءت ہوگی۔

(مشکوۃ شریف:ص۔۸۱حاشیہ نمبر۶)

لہذا مقتدی کو قراءت کرنا ضروری نہیں، بلکہ مقتدی کے لئے قراءت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(والمؤتم لايقرأمطلقاً) ولاالفاتحة فى السرية اتفاقاً۔ (شامی:۲/۲۶۶)

ولايقرأ المؤتم خلف الامام۔ (ہدایہ:۱/۱۲۰)

امام صاحب کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا:-

سوال(۷۶/۱۹۶):- جماعت کے ساتھ اگر نماز پڑھتے ہوں تب مقتدی کو امام صاحب کے ساتھ قراءت کرنی چاہیے؟ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ تو پڑھنا ہی چاہیے!مگر میں یہ مانتا ہوں کہ ہمارے امام حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق نہیں پڑھنا چاہیے،تو میرا ماننا صحیح ہے یا غلط؟اس کی تفصیل تحریر فرماکر مشکور رہوں۔

جواب(۷۶/۱۹۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

صحیح ہے۔حنفی مذہب میں امام صاحب کی قراءت مقتدی کے حق میں قراءت ہے۔مقتدی کے

ذمہ قراءت فرض نہیں ہے، بلکہ مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: **من کان لہ امام فقرائۃ الامام قرائۃ لہ** ۔یعنی جس کا امام ہو اس کے لئے امام کی قراءت اس کے حق میں قراءت ہوگی۔ جہری نماز ہو یا سری، سورۂ فاتحہ بھی نہ پڑھے، ثناء پڑھ کر خاموش رہے، دوسرے ائمہ کے مسلک کے مطابق ہر ایک پر سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً (شامی:۲/۲۶۶، ہدایہ:۱/۱۲۰)

امام صاحب کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا:-

سوال(۷۷/۱۹۷):- پانچ فرض نمازوں میں امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کے لئے سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی قراءت پڑھنا ضروری ہے؟ یا خاموش کھڑا رہنا چاہئے؟

جواب(۷۷/۱۹۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مدرک مقتدی (امام کے پیچھے مکمل نماز پڑھنے والا جس کی ایک رکعت بھی نہ چھوٹی ہو) پر حنفی مسلک کے مطابق پانچوں نمازوں میں سے کسی بھی نماز میں (سری ہو یا جہری) اگلی رکعتوں میں یا پچھلی رکعتوں میں قراءت ہے ہی نہیں، خاموش رہنا کا حکم ہے۔

کیوں کہ امام صاحب کی قراءت مقتدی کے حق میں کافی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **من کان لہ امام فقرائۃ الامام قرائۃ لہ** ۔یعنی جس کا امام ہو اس کے لئے امام کی قراءت اس کے حق میں قراءت ہوگی۔ (مشکوۃ شریف: ص۔۸۱ حاشیہ نمبر ۲)

البتہ جس کی رکعتیں چھوٹی ہوئی ہوں تو چھوٹی ہوئی رکعتوں میں منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) سمجھا جائے گا، اس کو قراءت کرنا پڑیگی۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضاً (ہدایہ:۱/۱۲۰، شامی:۲/۲۶۶)

منفرد کے لئے قراءت:-

سوال(۷۸/۱۹۸):- نماز میں قرآن پڑھنا فرض ہے؟ سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے؟ جو آیت یا سورت پڑھے وہ فرض ہے؟

جواب(۷۸/۱۹۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

حنفی مسلک کے مطابق منفرد پر ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا فرض نماز کی دو رکعتوں میں اور نفل نماز کی سب رکعتوں میں فرض ہے۔اسی طرح فرض نماز کی دو رکعتوں میں اور نفل نماز کی تمام

رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنا واجب ہے۔امام صاحب کے پیچھے مقتدی کے ذمہ قراءت کرنا فرض نہیں ہے، بلکہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہے، دوسرے ائمہ کے مسلک کے مطابق مقتدی کے ذمہ سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و منهاالقراء ة) لقادرعليها۔ (شامی:۱۳۳/۲)

القراء ة فی الفرض واجبة۔ (ہدایہ:۱۴۷/۱)

سنن اورنوافل

سنت کی ہرایک رکعت میں سورت ملانا:-

سوال(۷۹/۱۹۹):- سنن مؤکدہ اور سنن غیر مؤکدہ دونوں کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد چاروں رکعتوں میں دوسری سورتیں پڑھنا چاہئے کہ نہیں؟ اگر کوئی آدمی مذکورہ رکعتوں میں دوسری سورت نہ پڑھتا ہوتو اس کی نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب(۷۹/۱۹۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سنن مؤکدہ اور غیر مؤکدہ دونوں کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملانا وتر کی طرح واجب ہے؛لہذا سنت کی کسی ایک رکعت میں سورت ملانا اگر بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔سجدۂ سہو نہ کرنے سے نماز ناقص رہے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

والقراء ة ولو آية في ركعتى الفرض و كل النفل والوتر۔ (مراقی الفلاح:ص۵۱)

جمعہ کی نماز کی سنتیں:-

سوال(۸۰/۲۰۰):- جمعہ کی کتنی سنتیں ہیں؟ اس کی نیت کیسی کرنی چاہئے؟ جمعہ کی اذان کے بعد کتنی سنتیں پڑھنا چاہئے؟ اوراس کی کیا نیت کرنا چاہئے؟ فرض نماز میں وقت کی نیت کرنا ضروری ہے؟ اور اس کی کیا نیت کرنا چاہئے؟

جواب(۸۰/۲۰۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جمعہ سے پہلے چار رکعت اور جمعہ کے بعد چھ رکعت سنت مؤکدہ ہے؛ یعنی واجب کی طرح پڑھنا ضروری ہے، نہ پڑھنے سے گنہگار ہوگا۔سنت کی نیت کی جائے۔نیت میں وقت کی تعیین ضروری نہیں ہے؛

جیسا کہ میں چار رکعت سنت پڑھتا ہوں جمعہ سے پہلے کی یا جمعہ کے بعد کی کہنا ضروری نہیں ہے۔ ہر فرض نماز میں وقت کی نیت کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ میں جمعہ کی فرض دو رکعت پڑھتا ہوں۔ فقط واللہ اعلم۔

وأربع قبل (الجمعةو)أربع (بعدهابتسليمة)۔ (شامی:۲/۴۵۱)

فجر کی سنت مؤکدہ اور شافعی:-

سوال (۸۱/۲۰۱):- فجر کی سنت جماعت کا قعدۂ اخیرہ ملنے کی امید ہو وہاں تک پڑھنا چاہئے۔ ایک آدمی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء کرتا ہے تو کیا اس کے لئے بھی یہی مسئلہ ہے؟

جواب (۸۱/۲۰۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

بعض علماء کا یہ قول ہے۔ مگر مفتی بہ قول یہ ہے کہ ایک رکعت ملنے کی امید ہو وہاں تک کوئی دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں، مگر جماعت میں شریک ہو جاوے اور فجر کی سنتیں سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وإذاخاف فوت)ركعتي(الفجر لاشتغاله بسنتهاتركها)۔ (شامی:۲/۵۱۰)

فجر کی سنت مؤکدہ اور حنفی:-

سوال (۸۲/۲۰۲):- فجر کی جماعت ہو رہی ہے امام صاحب نے قراءت شروع کر دی، ایک آدمی آیا اور جماعت میں شریک ہو گیا اس کے بعد اس نے سنتیں پڑھی نہیں، اور کہنے لگا کہ جماعت کے بعد مجھے سنت کی قضاء کرنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ میں حنفی ہوں۔ لہذا اس کی تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

جواب (۸۲/۲۰۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تمام سنتوں میں فجر کی سنتیں سب سے زیادہ مؤکدہ ہے، اس کی تاکید زیادہ وارد ہوئی ہے، جماعت قائم ہو گئی ہو اس کے باوجود فجر کی سنتیں پڑھنے کا حکم ہے، ایک رکعت ملنے کی امید ہو وہاں تک پڑھ لینا چاہئے، ایک رکعت بھی ملنے کی امید نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ قعدۂ اخیرہ ملنے کی امید ہو وہاں تک فجر کی سنتیں پڑھنا چاہئے۔ جماعت میں شریک ہو جانے کی وجہ سے اکیلی سنتیں چھوٹ گئی ہو تو اس کی قضاء نہیں ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ طلوع آفتاب کے بعد قضاء کرنے کو فرماتے ہیں۔ فقط. واللہ اعلم بالصواب۔

ومن انتهی الی الامام فی صلوٰۃ الفجروھولم یصل رکعتی الفجر۔ (ہدایہ:۱۵۲/۱)

جماعت کاوقت قریب ہواس وقت سنتیں پڑھنا:-

سوال(۸۳/۲۰۳):- جماعت کا وقت قریب ہو اس وقت سنت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، جب کہ انکومعلوم ہے کہ جماعت کاوقت قریب ہے،اس کا کیاحکم ہے؟

جواب(۸۳/۲۰۳):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

جب جماعت کاوقت قریب ہوکہ سنت مکمل پڑھنے سے پہلے جماعت قائم ہوجائیگی توایسے وقت مسجد میں سنت اس طور پر پڑھنی چاہئے کہ جماعت کی صفوں میں کچھ حرج نہ ہو؛ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب جماعت قائم ہوجائے توفرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔

حوالہ: جواب نمبر:۲۰۱،ایضاً(شامی:۵۱۰/۲)

ظہر کی سنتوں کے متعلق:-

سوال(۸۴/۲۰۴):- ظہر کی فرض نماز کی تکبیر ہورہی تھی ایک آدمی آکرسنت پڑھنے لگا،اس کوروکنے کے باوجودوہ سنت پڑھتارہا۔توکیاوہ سنت پڑھ سکتاہے؟

جواب(۸۴/۲۰۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

فجر کی سنتوں کے علاوہ دوسری سنتیں جماعت قائم ہوجانے کے بعد پڑھنا منع ہے، چاہے جماعت ملنے کی امید ہو، سنتیں چھوڑکر جماعت میں شامل ہوجانا ضروری ہے۔جیسا کہ فقہ کی تمام کتابوں میں ذکرکیاگیاہے، فرض سے پہلے چھوٹی ہوئی سنتوں کی فرض کی ادائیگی کے بعد قضاء کرلینی چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

إن خاف فوت رکعة (یترکھا)ویقتدی (ثم یأتی بھا)۔ (شامی:۵۱۳/۲)

صبح صادق کے بعد تہجد:-

سوال(۸۵/۲۰۵):- تہجد کی نماز، فجر کی سنتیں، صبح صادق سے قبل پڑھ لی مگر واقعۃً وہ تہجد کا وقت نہ تھا، محض گمان سے پڑھی پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہوگئی ہے،توکیاوہ تہجد کی نماز فجر کی سنت مؤکدہ کا بدل بن سکتی ہے؟ یاتہجد ہوگی؟

جواب(۸۵/۲۰۵):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

تہجد کا وقت صبح صادق تک ہے،صبح صادق کے بعد پڑھی ہوئی نفل نماز تہجد نہیں ہے،مگر فجر کی سنت شمار ہوگی،لہذا دوبارہ فجر کی سنت مؤکدہ نہ پڑھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وکذا)الحکم من کراھة نفل ---- (بعدطلوع فجرسوی سنته)۔(شامی:۲/۳۷)

فجر کی اذان کے بعد نفل:-

سوال(۸۶/۲۰۶):-فجر کی اذان کے بعد نفل نماز مثال کے طور پر تحیۃ الوضوء،تحیۃ المسجد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۸۶/۲۰۶):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک سنت فجر(دو رکعتوں)کے سوا دوسری کوئی نفل نہیں۔ لہذا تحیۃ الوضوء وغیرہ جائز نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً(شامی:۲/۳۷)

تراویح

ستائیسویں رمضان کی رات کو ختم قرآن:-

سوال(۸۷/۲۰۷):-رمضان شریف کی تراویح میں قرآن شریف کا ختم،ہمارے ہندوستان کے دیہاتوں اور شہروں کے رواج کے مطابق ستائیسویں رات کو ختم کرنا بتاتے ہیں،تو کیا یہ حضورﷺ کی سنت ہے؟افضل ہے؟ایک رسم ورواج کے مطابق یا اس طور پر کرنا گناہ ہے؟اس کے متعلق احادیث اور ہمارے علماء کا کیا کہنا ہے؟یہاں ہر سال رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو قرآن شریف تراویح میں ختم کیا جاتا ہے،آج سے دو سال قبل امام صاحب نے اٹھائیسویں رات کو قرآن شریف کی تراویح ختم کرنے کی کوشش کی تھی،مگر انکو سمجھانے کی وجہ سے ستائیسویں رات کو ختم کیا تھا اور مصلیوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوتا ہوا رک گیا،اس کے بعد سے آج تک ستائیسویں رات کو قرآن شریف تراویح میں ختم کیا جاتا رہا۔اس رمضان میں بیس یا بائیس رمضان کے دن امام صاحب کو کمیٹی کی طرف سے اطلاع دی گئی تھی کہ آپ ستائیسویں رات ہی کو قرآن شریف تراویح میں ختم کرائیں،تا کہ جماعت نہ ٹوٹ جائے اور اختلاف جھگڑا نہ ہو۔امام صاحب نے اس پر عمل نہ کرتے ہوئے چھبیسویں رات ہی کو

قرآن شریف ختم کر دیا، جس سے جھگڑا ہوا، سومصلیوں میں سے ساٹھ ؍ستر مصلی جوقرآن شریف ستائیسویں رات کوختم کرنے پر مصر تھے انہوں نے ضد پکڑی اور کمیٹی نے امام صاحب کوامامت سے معزول کر دیا، جب کہ دوسرے مصلیوں کا کہنا ہے کہ وہ امام صاحب نماز پڑھائیں گے تو ہی ہم نماز پڑھیں گے۔ حاصل کلام یہ کہ مصلیوں میں دو جماعتیں ہوگئی ہیں، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب(۸۷؍۲۰۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هوالموفق للصواب.

تراویح میں ایک بار قرآن شریف ختم کرنا سنت ہے، کوئی رات متعین نہیں ہے، ستائیسویں رات ہی کو قرآن شریف ختم کرنے کو سنت یا ضروری ماننا دلیل بغیر کی بات ہے؛ اس کے متعلق جھگڑا، فساد، اختلاف (مصلیوں میں دو جماعتیں) جہالت ہے۔ بہت سے حافظیوں کا ستائیسویں رات کو قرآن شریف ختم کرنے کا طریقہ ہے؛ مگر جہاں لوگ سنت یا ضروری مانتے ہوں وہاں لوگوں کی اصلاح کی نیت سے امام صاحب کسی دوسری رات کو ختم کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب اس کی وجہ سے جماعت میں اختلاف، دو جماعتیں ہونے کا زیادہ خطرہ ہو تو جیسا کہ کمیٹی کی طرف سے امام صاحب کو اطلاع دی گئی تھی تب امام صاحب کو جھگڑا ختم کرنے کے لئے ستائیسویں رات کو ختم کرنا بہتر تھا۔ جماعت کے اتحاد کے لئے مذکور امام صاحب بھول قبول کرلے، حکمت سے کام لے؛ اختلاف سے شیطان جماعت کا کام بگاڑتا ہے، لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کی سنت اختیار کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

(امدادالفتاوی:۱؍۴۸۷)

تراویح کی امامت نابالغ لڑکا کرے:-

سوال(۸۸؍۲۰۸):-ایک لڑکے کی پیدائش ۱۹۵۹ کے سال میں ہوئی تھی وہ حافظ ہے وہ اس سال ۱۹۷۳میں تراویح پڑھا سکتا ہے؟

جواب(۸۸؍۲۰۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هوالموفق للصواب.

نابالغ لڑکا تراویح میں بھی امامت نہیں کرسکتا؛ اگر اس لڑکے میں بلوغ کی نشانیوں (احتلام، منی کا نکلنا بلوغ کی علامتوں) میں سے کوئی علامت نظر آئے تو وہ بالغ سمجھا جائیگا، ورنہ قمری حساب سے مکمل ۱۵سال کا ہوگا تب بالغ سمجھا جائیگا، اس سے پہلے امامت درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ویشترط کونه مسلماً حرّاً ذکراً عاقلاً بالغاًقادراً۔ (شامی:۲/۲۸۰)

کتنی عمر کالڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے؟

سوال(۸۹/۲۰۹):- کتنی عمر کالڑکا رمضان شریف کی تراویح پڑھا سکتا ہے؟

جواب(۸۹/۲۰۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

احتلام ہونے کی وجہ سے بالغ ہو جاتا ہے وہ تراویح پڑھا سکتا ہے،اگر کسی وجہ سے احتلام نہ ہوتا ہومگر قمری حساب سے ۱۵سال مکمل ہو گئے ہوں تو تراویح پڑھانا جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً(شامی:۲/۲۸۰)

فاسق حافظ امام کا تراویح پڑھانا:-

سوال(۹۰/۲۱۰):- رمضان میں حافظ نہ ہونے کی وجہ سے الم تر کی تراویح پڑھتے ہیں اور جو آدمی تراویح پڑھاتے ہیں وہ ڈاڑھی نہیں رکھتے، پانچوں نمازوں کا اہتمام نہیں کرتے، سینیما وغیرہ دیکھتے ہیں تو ایسا آدمی تراویح پڑھا سکتا ہے؟

جواب(۹۰/۲۱۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حافظ نہ ملے تو الم تر کی تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہئے، فاسق حافظ کے بجائے پرہیزگار غیر حافظ کو امام بنانا چاہئے؛ چاہے تراویح میں سورتیں ہی پڑھے! فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (وفاسق واعمی)۔(شامی:۲/۲۹۸)(امدادالفتاوی:۱/۳۵۱)

تراویح کی چار رکعت پر دعاء:-

سوال(۹۱/۲۱۱):- تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد دعا پڑھنا چاہئے کہ فاتحہ پڑھنا چاہئے؟

جواب(۹۱/۲۱۱):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد ترویحہ (تھوڑی دیر بیٹھنا) مستحب ہے،اس میں بلند آواز سے دعا پڑھنا یا فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں،اس میں اختیار ہے کہ اکیلا اکیلا دعا مانگے یا تسبیح پڑھے۔فقط واللہ اعلم۔

فائدہ: تسبیح اس طرح پڑھے: سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروة،سبحان الملك الحی الذی لا یموت ،سبوح قدوس

رب الملئكة والروح،لا اله الا الله، نستغفر الله، نسأل الله الجنة ونعوذبك من النار۔
(مؤلف) (شامی:۲/۴۹۷)

تراویح کی چار رکعت پر کیا پڑھنا چاہئے؟

سوال(۹۲/۲۱۲):-تراویح کی چار رکعت کے بعد کلمہ، درودشریف، چاروں صحابہ کے نام بلند آواز سے پڑھنا چاہئے یا آہستہ؟ اس کو پڑھنے کے لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟ بلند آواز سے پڑھنا یا خاموش رہنا؟ خاموش رہنے میں گناہ ہوگا؟

جواب(۹۲/۲۱۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تراویح میں (تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا) افضل یہ ہے کہ ہرایک مصلی آہستہ سے ذکر (کلمہ، درودشریف، تسبیح وغیرہ) کرے، خاموش رہنا گناہ نہیں ہے۔مگر رمضان مبارک کی برکتی راتوں کوغنیمت جان کران اوقات کوبھی ضائع نہیں کرنا چاہئے؛ رمضان کا مہینہ ثواب کمانے کا موسم ہے، ہر چار رکعت کے بعد امام صاحب کا بلند آواز سے دعاء مانگنا شرعاً ثابت نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً (شامی:۲/۴۹۷)(امدادالفتاوی:۱/۴۹۰)

تراویح میں بھول بتانے والا نہ ہو:-

سوال(۹۳/۲۱۳):-یہاں ایک حافظ مولوی ہے، دوسرے صرف مولوی ہے، رمضان شریف میں حافظ مولوی تراویح پڑھاتے ہیں، پیچھے کوئی بھول بتانے والانہیں ہوتا، بھول جاتی ہے تو حافظ مولانا دورکعت کے بعد قرآن شریف دیکھ لیتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ الم تر کی تراویح پڑھائے تو کیا حرج ہے،اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۹۳/۲۱۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جیسے تراویح کی بیس رکعت نماز سنت ہے اس طرح قرآن شریف تراویح میں پورا ختم کرنا یہ بھی الگ سنت ہے اور ثواب کا باعث ہے بہتر تو یہ ہے کہ پیچھے دوسرے کوئی حافظ صاحب سننے والے ہواور بہترین جید حافظ ہو۔اگر سننے والا نہ ہوتو کسی وقت بھول ہوجانے کی وجہ سے قرآن شریف میں دیکھ کر تحقیق کر لی جائے، بہت سی مرتبہ سننے والے اور پڑھنے والے دونوں میں اختلاف ہوجاتا ہے تب بھی

قرآن شریف کو دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔تراویح پڑھنے والے کوقرآن شریف اچھی طریقہ سے یاد نہیں ہوتا جس کی وجہ سے بھولیں بہت جاتی ہے اور سننے والا بھی کوئی نہیں ہوتا اس وجہ سے الم ترکی تراویح پڑھنا بہتر سمجھا جائیگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(والختم) مرة سنة، ومرتين فضيلة، وثلاثاً أفضل۔ (شامی:۲/۴۹۷)

تراویح کا عوض لینا:-

سوال(۹۴/۲۱۴):- رمضان کے مہینہ میں مسجد کے امام صاحب تراویح بھی پڑھاتے ہیں کبھی قرآن شریف ختم کراتے ہیں اور کبھی الم ترکی تراویح پڑھاتے ہیں؛ اور رمضان کی ستائیسویں رات کو امام صاحب کے لئے چندہ کا اعلان بھی کیا جاتا ہے،جس میں لوگ اپنی حیثیت کے مطابق چندہ دیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورامام کے لئے اس طور پر چندہ کرنا کیسا ہے؟ کیوں کہ ایک عامی آدمی کے لئے سوال کرنا منع ہے تو پھر امام صاحب کے لئے اس طور پر چندہ کے ذریعہ سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ رمضان کے بعد مسجد سے باہر ہر ایک سے چندہ وصول کرنا کیسا ہے؟

جواب(۹۴/۲۱۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تراویح پڑھانے کے معاوضہ کے لئے اس طور پر چندہ کرنا جائز نہیں ہے،تراویح پڑھانے والے کے لئے بھی لینا منع ہے،البتہ اگر کوئی خوشی سے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ پڑھانے والے للہ (معاوضہ کی امید رکھے بغیر) پڑھاوے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مستفاد امداد الفتاوی:۳/۳۳۴)

تراویح کی بیس رکعت ہے یا آٹھ رکعت؟

سوال(۹۵/۲۱۵):- تراویح بیس رکعت پڑھنی چاہئے یا آٹھ رکعت؟

جواب(۹۵/۲۱۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تراویح بیس رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے،آٹھ رکعت پڑھنے سے سنت ادا نہیں ہوگی۔اس مسئلہ میں غیر مقلدین کا عناد ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وهى عشرون ركعة)حكمته مساواة المكمل للمكمل۔ (شامی:۲/۴۹۵)

قضاء نماز

قضاءنماز کا فدیہ:-

سوال(۹۶/۲۱۶):- مرنے والے نے موت سے پہلے وصیت کی کہ میری جتنی نمازیں قضاء ہوئی ہیں اس کے بدلے میں آدھا صاع گیہوں صدقہ کر دینا۔ یہ قرض ہے یا وصیت؟ اور حقوق اللہ میں سے یا حقوق العباد میں سے ہے؟

جواب(۹۶/۲۱۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مرحوم کے ذمہ جتنی نمازیں (فرض اور واجب وتر) قضاء ہوں ہر ایک نماز کا فدیہ دو کیلو گیہوں دینا پڑیگا۔ ایک دن کی پانچ نماز اور وتر کے ساتھ چھے فدیہ دینے پڑیں گے، یہ وصیت حقوق اللہ میں سے ہے، حقوق العباد میں سے نہیں ہے؛ اس لئے مرحوم کے ترکہ میں سے کفن دفن کا خرچ اور قرض ادا کرنے کے بعد اگر ترکہ بچ جائے تو اس کے ایک ثلث میں سے وصیت ادا کی جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولو مات وعلیہ صلوات فائتۃ وأوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلاۃ۔ (شامی:۵۳۲/۲)

قضاءعمری اور اس کی نیت:-

سوال(۹۷/۲۱۷):- میری پیدائش ۱۹۴۷/۵/۱۵ کو ہے تو مجھے زندگی بھر کی قضاء نمازیں کونسی تاریخ سے پڑھنی چاہئے؟ ایک آدمی قضاء عمری پڑھتا ہے اور اس طور پر نیت کرتا ہے ''میں نماز پڑھتا ہوں ظہر، عصر وغیرہ جو میری زندگی میں فوت ہوگئی ہے؛ اگر میری عمر میں نماز فرض ہو جانے کے بعد جو ظہر، عصر وغیرہ کی نماز چھوٹ گئی ہو'' اس طور پر نیت کرنے میں تاریخ، دن دوسرا کچھ نام نہیں لیتا، تو اس طور پر نیت کرنا کیسا ہے؟ کس طور پر پڑھنا چاہئے وہ تحریر فرمائیں۔

جواب(۹۷/۲۱۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جتنی نمازیں قضاء ہوئی ہو اور یاد ہو تو اس کے مطابق قضاء پڑھتا رہے کہ میری جتنی نمازیں قضاء ہوئی ہے اس میں سے پہلے دن کی فجر کی یا پہلے دن کی ظہر کی، اس طور پر نیت کر کے پڑھتا رہے، اس طرح دوسرے دن کی، تیسرے دن کی، وتر کی تین رکعت بھی واجب ہے اس کی بھی قضاء کرنا واجب ہے۔ روزانہ پانچ وقت کی فرض نماز پڑھے اور اس وقت اگر وقت ملتا ہو تو قضاء نمازیں بھی پڑھتا رہے، یا جب فرصت ملے اس وقت مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق قضاء پڑھتا رہے؛ فرض نماز کی قضاء فجر کے وقت

میں اورعصر کے بعدبھی پڑھ سکتے ہیں،اس وقت میں صرف نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

نمازیں قضاء ہونے کی متعین طور پر تعداد معلوم نہ ہوتو بالغ ہونے کے بعد سے قضاءنماز شروع کردے،اگرقضاءنمازیں زیادہ پڑھ لی جائیگی تونفل کا ثواب ملے گااس لئے زیادہ نمازیں پڑھنالغواور بے کارنہیں ہوگا۔بلکہ قیامت کے دن جب نمازوں کا حساب ہوگا تب مفید ہوگا۔فقط واللہ اعلم۔

(امدادالفتاوی:۱/۵۰۶)

فجر کی قضاءنمازظہر کے وقت میں:-

سوال(۹۸/۲۱۸):- فجر کی نماز قضاء ہوگئی اور وہ آدمی ظہر کے وقت مسجد میں آیا اس وقت ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ہورہی تھی؛تو اس کو پہلے ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے یافجر کی قضاء؟

جواب(۹۸/۲۱۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

اگروہ آدمی صاحب ترتیب (جوان ہونے کے بعداس کی نمازیں قضاء نہ ہوئی ہو یا قضاء ہوگئی ہوتو سب نمازیں اس نے پڑھ لی ہواورایک نماز بھی اس کے ذمہ باقی نہ رہی ہو) ہوتو پہلے فجر کی نماز پڑھ لے پھرظہر کی جماعت میں شریک ہوجائے اوراگرصاحب ترتیب نہ ہوتو ظہر کی نماز ادا کرلے پھر فجر کی قضاء پڑھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مراقی الفلاح:ص۱۰۸)

قضاء پہلے پڑھے پھرسنت:-

سوال(۹۹/۲۱۹):- فجر کی نماز قضاء ہوگئی ہواورظہر کی نماز کے لئے مسجد میں جائیں تو پہلے فجر کی قضاء پڑھے یاظہر کی چارسنت پڑھے؟ایک بھائی کا کہنا ہے کہ جب تک قضاءاپنے ذمہ باقی ہواس کی ادائیگی کے بغیر دوسری نماز صحیح نہیں ہوتی۔تفصیل لکھئے۔

جواب(۹۹/۲۱۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

پہلے قضاءنماز پڑھنی چاہئے اگر مذکورآدمی صاحب ترتیب ہوتو جب تک وہ اپنی قضاءنماز نہ پڑھ لےاس کی وقتیہ نمازادانہیں ہوتی اوراگروہ صاحب ترتیب نہ ہوتو اپنے ذمہ قضاء ہوتے ہوئے بھی وقتیہ نماز پڑھے گاتواس کی نمازاداہوجائے گی۔مگرقضاءنماز پڑھنے کی فکرہونا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وفساد) أصل (الصلاة بترك الترتيب موقوف)۔ (شامی:۲/۵۳۰)

ولوفاتته صلواتٌ رتَّبَهَا فی القضاء کماوجبت فی الاصل۔ (ہدایہ:۱/۱۵۴)

فجر اور عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا:-

سوال(۱۰۰/۲۲۰):- فجر اور عصر کی نماز پڑھنے کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب(۱۰۰/۲۲۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

پڑھ سکتے ہیں۔نفل نماز پڑھنا منع ہے۔البتہ اصفرار شمس کے بعد قضاء نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اصفرار شمس کے بعد بھی اس دن کی عصر کی نماز قضاء کر سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(لا)يكره (قضاء فائتة و)لو وتراً۔۔۔۔ (شامی:۲/۳۷)

بیس سالوں کی نمازوں کی قضاء:-

سوال(۱۰۱/۲۲۱):- میری بیس سال کی نمازیں اور پچیس سال کے روزہ جوانی میں غفلت کی وجہ سے قضاء ہو گئے اور مجھے دل کی بیماری ہے تھوڑے مہینوں سے بستر پر ہوں، اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں ہے تو اب کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۱۰۱/۲۲۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نماز اور روزہ جو چھوٹ گئے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک قضاء کرنے کی طاقت ہو وہاں تک قضاء کرنا ضروری ہے، فدیہ ادا کرنا صحیح نہیں ہوگا، مگر بیماری میں ایسے مبتلا ہو گئے کہ تندرست ہونے کی کوئی امید نہیں ہے تو فدیہ دے دے یا وصیت کرے؛ ایک روزہ کا فدیہ ایک کیلو اور ۶۳۳ گرام گیہوں ہے اور ایک فرض نماز کا فدیہ بھی وہی ہے، رات اور دن کی کل چھ نمازیں ہیں کیوں کہ وتر بھی ایک الگ نماز شمار ہوگی ؛ اس لئے رات دن کی چھ نمازوں کے لئے ۹ کیلو اور ۷۹۸ گرام گیہوں دینے پڑیں گے، اگر بذات خود فدیہ دے دے اور بعد میں قضاء نماز پڑھنے کی طاقت حاصل ہو جائے تو دیا ہوا فدیہ باطل ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ جواب نمبر ۲۱۶ ایضاً۔(شامی:۲/۵۳۲)

حالت نفاس کی قضاء نمازیں:-

سوال(۱۰۲/۲۲۲):- نفاس کی حالت میں جو نمازیں قضاء ہو جائے یہ نمازیں معاف ہیں یا نفاس کے

بعد قضاء کرنا پڑے گی؟

جواب(۱۰۲/۲۲۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

نفاس کے دنوں کی نمازیں بھی حیض کے دنوں کی نمازوں کی طرح معاف ہے یعنی قضاء نہیں ہے۔البتہ روزہ کی قضاء کرنا ضروری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(یمنع صلاۃ) مطلقاً ولو--- (وصوماً) ---(وتقضیہ) لزومادونھا للحرج۔

(شامی:۱/۴۸۴)

قضاءنمازیں اللہ کا قرض ہے:-

سوال(۱۰۳/۲۲۳):- فی الحال میری عمر چھبیس سال کی ہے میری اکثر نمازیں قضاء ہوچکی ہیں بہت کم نمازیں ادا ہوئی ہیں، کتنی ادا ہوئی ہیں اور کتنی قضاء ہوئی ہیں اس کی کوئی تعیین نہیں ہے، چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء کرنے کا میرے دل میں ارادہ ہے تو وہ نمازیں کس نیت سے پڑنا چاہئے؟ چوبیس گھنٹوں میں کب پڑھنا چاہئے؟ فرض نماز ہی کی قضاء کرنا پڑے گی یا سنت اور واجب کی بھی؟ تمام نمازوں کی قضاء ہوگئی ہے ایسا کب سمجھنا چاہئے؟ اشراق، چاشت یا تہجد پڑھنا بہتر ہے یا قضاء عمری پڑھنا بہتر؟

جواب(۱۰۳/۲۲۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اللہ پاک کا شکرادا کرنا چاہئے کہ اس نے آپ کو قضاء عمری کی توفیق عطافرمائی، قضاء نمازیں اللہ کا قرض ہے، جتنا ہوسکے اتنا جلد ادا کردینا چاہئے؛ دوسرے فرائض جیسے روزہ، زکوۃ وغیرہ جو اپنے ذمہ باقی ہو اس کی بھی قضاء کرلینی چاہئے، کب موت آجاوے کچھ کہہ نہیں سکتے۔قضاء ہوئی نمازوں کی تعداد متعین طور پر معلوم نہ ہوتو غالب گمان پر عمل کرنا چاہئے کہ آپ کا دل گواہی دیدے کہ اب ساری نمازوں کی قضاء ہوچکی۔قضاء صرف فرائض اور واجبات کی ہے، سنن کی قضاء نہیں ہے اس لئے عشاء کی فرض نماز کی قضاء کے ساتھ وتر کی نماز کی بھی قضاء کرنی پڑے گی۔نوافل (اشراق، چاشت، تہجد وغیرہ) پڑھنے کے بجائے قضاء عمری کرنا بہتر ہے؛ کیوں کہ اگر قضاء ذمہ باقی رہے گی تو پکڑ ہوگی، نوافل کے بارے میں پکڑ نہیں ہوگی۔جب فرصت ملے قضاء کرلینی چاہئے، وقت متعین نہیں ہے، بہت جلد یہ ذمہ اپنے سر سے اتار دینا چاہئے، ہر نماز کے بعد ایک ایک نماز کی قضاء کرنے میں لمبا زمانہ لگے گا۔فقط واللہ اعلم۔

وقضاء الفرض والواجب۔ (شامی:۲/۵۲۴)

فجر کی سنتوں کی قضاء کا حکم:-

سوال(۱۰۴/۲۲۴):- فجر کی نماز اٹھنے میں دیر ہو جانے کی وجہ سے یا کسی سبب سے نہیں پڑھ سکا، صبح آٹھ بجے فجر کی نماز پڑھنا ہے تو سنت بھی پڑھنا ضروری ہے یا صرف فجر کی دو رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے؟ اس کے متعلق تفصیل تحریر فرمائیں۔

جواب(۱۰۴/۲۲۴):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

زوال سے پہلے فجر کی نماز قضاء کرنا ہو تو سنت بھی پڑھ لینی چاہئے، زوال کے بعد صرف فرض کی قضاء کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ وقضی قبل زوال یومها۔ (شامی:۲/۴۰)

فجر کی سنتوں کی قضاء:-

سوال(۱۰۵/۲۲۵):- ایک آدمی کی فجر کی نماز قضاء ہوگئی ہے اور وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو سنت کی بھی قضاء کرنا پڑے گی؟

جواب(۱۰۵/۲۲۵):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اگر زوال آفتاب سے پہلے فجر کی نماز قضاء کرے تو فرض کے ساتھ سنت کی بھی قضاء کرنا مستحب ہے، زوال کے بعد نہیں کیوں کہ قضاء صرف فرض اور واجب کی ہوتی ہے، سنت کی قضاء نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً (شامی:۲/۴۰)

فرض، واجب کی قضاء کریں:-

سوال(۱۰۶/۲۲۶):- کون سی نمازوں کی قضاء کرنی چاہئے؟

جواب(۱۰۶/۲۲۶):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

صرف فرض اور واجب کی قضاء ہے؛ سنتوں کی قضاء نہیں ہے اپنے ذمہ قضاء نمازیں بہت زیادہ ہو تو پہلے قضاء نمازوں کی فکر کرنا چاہئے، یہاں تک کہ نفل چھوڑ کر قضاء پڑھنی چاہئے تاکہ قضاء نماز اپنے ذمہ باقی نہ رہے، بہت جلد قضاء کر لینی چاہئے، ورنہ پکڑ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وفاتته صلوة قضاهااذاذكرهاوقدمهاعلى فرض الوقت۔ (ہدایہ:۱/۱۵۴)

کل صلاۃ فاتت عن الوقت بعدو جوبھافیه یلزمه قضاؤھا۔ (عالمگیری:۱/۱۲۱)

سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت مقتدی بھی کریگا:-

سوال(۱۰۷/۲۲۷):- امام صاحب نے ظہر یا عصر میں آیت سجدہ کی تلاوت کی تو امام صاحب اکیلے سجدہ کریں گے یا مقتدیوں کو بھی سجدہ کرنا پڑے گا؟

جواب(۱۰۷/۲۲۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مقتدی امام صاحب کے تابع ہونے کی وجہ سے مقتدیوں کو بھی سجدۂ تلاوت کرنا پڑے گا، چاہئے انہوں نے آیت سجدہ نہ سنی ہو! فقط واللہ اعلم۔

(أو) بشرط (الائتمام) أي الاقتداء ۔ (شامی:۲/۵۷۷)

آیت سجدہ کو بار بار پڑھنا:-

سوال(۱۰۸/۲۲۸):- نماز میں کوئی آیت سجدہ کی تلاوت کرتا ہے اور فوراً سجدہ کر لیتا ہے پھر کھڑے ہوکر اس سے آگے کی تلاوت کرنے کے بجائے بھول سے سورۂ فاتحہ اور آیت سجدہ کی تلاوت کر لیتا ہے تو اس کو دوبارہ سجدہ کرنا پڑے گا؟

جواب(۱۰۸/۲۲۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

پہلا سجدۂ تلاوت کافی ہے دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ایک ہی مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ بار بار تلاوت کرنے سے ایک ہی مرتبہ سجدہ واجب ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(لا) تتكرّر بل كفته واحدة۔ (شامی:۲/۵۹۰)

سجدۂ سہو

قراءت میں رک جانے کی وجہ سے سجدۂ سہو:-

سوال(۱۰۹/۲۲۹):- جمعہ کی نماز میں دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد قراءت کرتے ہوئے امام صاحب رک گئے، تقریبا تین چار آیتیں پڑھنے کی مقدار امام صاحب خاموش رہے اور یاد آنے کے بعد آیت مکمل پڑھی اور نماز ادا کر دی۔ اب سجدۂ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟

جواب(۱۰۹/۲۲۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورہ صورت میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، چاہے کسی نے لقمہ نہ دیا ہو! کیوں کہ ایک رکن کی ادائیگی کے برابر سوچتے ہوئے قراءت کرنے سے رک جانے کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔اگر سجدہ نہ کیا ہوتو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ثم الأصل فی التفکر أنه--- أو سجود أو عن أداء واجب کالقعود یلزمه السهو۔

(شامی:۵۶۱/۲)

سورۂ فاتحہ دو بار پڑھنا:-

سوال(۱۱۰/۲۳۰):-امام صاحب نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور قراءت دو آیتوں کے برابر کی اور آگے نہ چل سکنے کی وجہ سے دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر نماز پوری کردی؛ تو اس طرح سے کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

جواب(۱۱۰/۲۳۰):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا سورۂ فاتحہ دوبارہ نہیں پڑھنی چاہئے؛ اگر سجدۂ سہو نہ کیا ہوتو نماز ناقص ہونے کی وجہ سے اعادہ کرنا پڑے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولو کررھا فی الاولیین یجب علیه سجود السهو۔ (عالمگیری:۱۲۶/۱)

سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا بھول جائے:-

سوال(۱۱۱/۲۳۱):-امام صاحب بھول کی وجہ سے ظہر یا عصر کی فرض نماز پڑھاتے ہوئے دوسری یا پہلی رکعت میں سورۃ ملانا بھول گئے اور تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی ملانا بھول گئے؛ تو کیا سجدۂ سہو کرنا پڑے گا؟ اور اگر سجدۂ سہو نہ کرے تو نماز ادا ہوجائے گی؟ اگر التحیات پڑھنے کے بعد سجدۂ سہو نہ کرے تو نماز ادا ہوجائے گی یا نہیں؟ اور اگر نماز ادا نہ ہوئی ہوتو کیا کرنے سے نماز ادا ہوجائے گی؟

جواب(۱۱۱/۲۳۱):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ ملانا واجب ہے، دونوں یا ایک رکعت میں سورۃ ملانا بھول گئے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔چاہے اس کے بدلہ میں پچھلی رکعت میں سورۃ ملالی

ہو! اگر سجدۂ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ناقص رہنے کی وجہ سے اعادہ کرنا پڑیگا، لہذا نماز کا اعادہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وأماقراء ة الفاتحة والسورة أوثلاث آيات فهي واجبة أيضا۔ (شامی:۱۳۳/۲)

چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر بیٹھ جانا:-

سوال(۱۱۲/۲۳۲):-فرض نماز کی چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر امام صاحب بیٹھ گئے، اطمینان سے بیٹھے رہے، مگر تشہد (التحیات) ابھی پڑھنا شروع نہیں کیا تھا کہ پیچھے سے لقمہ دینے کی وجہ سے امام صاحب کھڑے ہو گئے اور چوتھی رکعت پڑھا کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟

جواب(۱۱۲/۲۳۲):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ایک رکن (تین مرتبہ تسبیح پڑھنے) کے برابر تاخیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ بعض علماء نے تو ایک تسبیح کی مقدار تاخیر ہونے کی وجہ سے بھی سجدۂ سہو واجب قرار دیا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(وتأخير قيام إلى الثالثة بزيادة على التشهدبقدرركن)وقيل بحرف۔

(شامی:۵۴۴/۲)

پہلی رکعت پر بیٹھ جانا:-

سوال(۱۱۳/۲۳۳):-امام صاحب چار رکعت والی نماز میں تیسری یا پہلی رکعت میں بیٹھ گئے پیچھے سے لقمہ ملتے ہی کھڑے ہو گئے تو کیا سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے؟

جواب(۱۱۳/۲۳۳):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اگر تین تسبیح پڑھنے کی بہ مقدار تاخیر نہ ہوئی ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

لتأخيرالركن، لكن في السراج أنه يسجدللسهو في أخذ الأقل مطلقاً۔

(شامی:۵۶۲/۲)

مغرب کی تیسری رکعت میں کھڑے ہو جانا:-

سوال(۱۱۴/۲۳۴):-مغرب کی تیسری رکعت میں امام صاحب کھڑے ہو گئے پھر لقمہ ملنے کی وجہ سے بیٹھ

گئے یا خود یاد آنے کی وجہ سے بیٹھ گئے دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا یا نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے؟

جواب(۱۱۴/۲۳۴):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ولو سهاعن القعود الأخير)-- (عاد) --(مالم يقيدها--)و سجدللسهو۔

(شامی:۵۵۰/۲)

امام اور مقتدی پر سجدہ سہو نہیں:-

سوال(۱۱۵/۲۳۵):-امام صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے مقتدی سے ایسی بھول ہو جائے جس میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہو تو مقتدی پر صرف سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا؟ یا امام صاحب پر بھی سجدہ کرنا ضروری ہوگا؟

جواب(۱۱۵/۲۳۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورہ صورت میں نہ مقتدی پر سجدۂ سہو واجب ہوگا اور نہ تو امام صاحب پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ کیوں کہ مقتدی تو امام صاحب کے تابع ہے۔امام صاحب کی طرف سے اگر کوئی ایسی بھول ہو جائے تو امام صاحب اور مقتدی دونوں پر سجدۂ سہو واجب ہوگا،مقتدی کے لئے امام صاحب کی تابعداری کرنا واجب ہے،امام صاحب کے لئے مقتدی کی تابعداری کرنا واجب نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و مقتدبسهو إمامه إن سجدإمامه) لوجوب المتابعة (لا سهوه)۔ (شامی:۵۴۶/۲)

نماز میں دو تین بھول جانا:-

سوال(۱۱۶/۲۳۶):-اگر نمازی سے نماز میں دو تین بھولیں ایسی گئی ہو کہ ہر بھول کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہو تو کتنے سجدۂ سہو کرنے پڑیں گے؟

جواب(۱۱۶/۲۳۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جب آخیری قعدہ میں بیٹھے تب التحیات پڑھ کر داہنی جانب سلام پھیر کر ایک ہی مرتبہ دو سجدے کرنے پڑیں گے،تمام بھولوں کا سجدہ ادا ہو جائے گا دو تین مرتبہ سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے۔واللہ اعلم۔

(وإن تكرر)حتى لوترك جميع واجبات الصلاة سهواً لايلزمه إلاسجدتان۔

(شامی:۲/۵۴۳)

مسبوق کاامام کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا:-

سوال(۱۱۷/۲۳۷):- امام صاحب نے ایک دورکعت پڑھادی تھی اس کے بعد میں امام صاحب کے ساتھ جماعت میں شریک ہوا ہوں، اخیر میں امام صاحب نے سجدۂ سہو کیا تو مجھے بھی سجدۂ سہو کرنا پڑیگا یا نہیں؟ اگر میری چھوٹی ہوئی رکعتوں میں امام صاحب کی بھول ہوئی ہو تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا؟

جواب(۱۱۷/۲۳۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

امام صاحب کی بھول ہوئی ہو تب آپ نماز میں شریک ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں امام صاحب کی تابعداری کی وجہ سے امام صاحب کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔شامی میں ہے:

لوجوب المتابعة۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (شامی:۲/۵۴۶)

سفر کی نماز

بس کا ڈرائیور نماز قصر کریگا:-

سوال(۱۱۸/۲۳۸):- ایک بس ڈرائیور اپنے مکان سے صبح سویرے (۱۸۰) میل دور بس لے کر جاتا ہے، رات وہیں گزارتا ہے، دوسرے دن شام کو اپنے گھر واپس آتا ہے، پھر صبح سویرے ایک سواسی میل کا سفر کرتا ہے، تو کیا وہ نماز میں قصر کرے گا؟

جواب(۱۱۸/۲۳۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور ڈرائیور (سفر میں) نمازوں کی قصر کرے گا، اپنے وطن میں نماز پوری پڑھے گا۔وطن میں داخل ہوتے ہی سفر ختم ہوجائے گا، چاہے اسی دن سفر کرے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(حتی یدخل موضع مقامه)۔ (شامی:۲/۶۰۴)

اڑتالیس میل سفر کا ارادہ نہ ہو تو؟

سوال(۱۱۹/۲۳۹):- ہم نے اڑتالیس میل کا ابھی سفر نہیں کیا اور اڑتالیس میل سفر کرنے کا ارادہ بھی نہیں ہے، مگر ہم یہاں سے یعنی سورت سے بلساڑ گئے اور وہاں سے بھڈیلی، گندیوی اور دھمڈا چھا گئے، دھمڈا چھا میں ہم نے عشاء کی نماز پڑھی اور پوری پڑھی۔ایک آدمی نے کہا کہ تم نے قصر کیوں

نہیں کی؟تم لوگ ان تمام جگہوں میں پھر کر آئے اس لئے اڑتالیس میل ہو گئے اور واقعۃً اڑتالیس میل کے اندر تھے۔

جواب(۱۱۹/۲۳۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورصورت میں قصر (چار کے بجائے دو) نہیں ہے،تم نے جو نماز پڑھی وہ صحیح ہے کیوں کہ اڑتالیس میل سفر کا تمہارا ارادہ نہ تھا، چاہے الگ الگ مقامات پر جانے کی وجہ سے اڑتالیس میل ہو گئے ہو!اس سے مسافر نہیں ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

أمیر خرج مع جیشه فی طلب العدوّ ولم یعلم أین یدرکھم فإنه یتم وإن طالت المدة أو المکث۔ (شامی:۶۰۱/۲۔امدادالفتاوی:۵۹۶/۱)

کتنے میل پر نماز قصر ہوگی؟

سوال(۱۲۰/۲۴۰):-میرا وطن اصلی ستر میل دور ہے تو میں جب اپنے وطن اصلی جاؤں تو نماز کی قصر کرنی پڑے گی یا پوری پڑھنی پڑے گی؟ کتنے میل پر قصر ہوگی؟ میں نے اپنے اصلی وطن میں قصر کی تو مجھے کیا کرنا پڑے گا؟اعادہ کرنا پڑے گا یا نہیں؟ میں نے نماز قصر پڑھائی اور مقتدی نے چار پڑھی اور میں نے دو رکعت پڑھی،تو مقتدی کو بھی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا؟یا صرف مجھے ہی اعادہ کرنا پڑے گا؟

جواب(۱۲۰/۲۴۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اڑتالیس میل سفر پر نماز قصر کی جائے گی،بھروچ سے تمہارا وطن ستر میل دور ہے اس لئے راستہ میں قصر کرنا پڑے گی،وطن میں داخل ہونے کے بعد مکمل پڑھنا پڑے گی؛وطن سفر کو باطل کر دیتا ہے،اس لئے وطن میں پڑھی ہوئی سب نمازوں کا اعادہ کرنا پڑے گا،اور مقتدیوں کے ذمہ بھی نماز کا اعادہ ہے کیوں کہ وہ امام کے تابع ہے،امام کی نماز فاسد ہو جانے کی وجہ سے ان کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولایزال علیٰ حکم السفرحتی ینوی الاقامته فی بلدة --الخ (ہدایہ:۱۶۶/۱)

وطن اصلی میں سفر کی قضاء نماز:-

سوال(۱۲۱/۲۴۱):-ایک آدمی سفر کے ارادہ سے اپنے گاؤں سے باہر جاتا ہے جس کی مسافت

اڑتالیس میل ہے، وہاں جانے اور واپسی میں جتنی نمازیں قضاء ہوتی ہے گھر آ کر قصر کے ساتھ اس کو پڑھتا ہے تو اس کو قصر کرنا چاہئے یا پوری پڑھنا چاہئے؟

جواب(۱۲۱/۲۴۱):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

قصر کرے، پوری نہیں۔ قضاء کا حکم بدلتا نہیں ہے گھر پر قضاء ہوئی نمازیں سفر میں پڑھے تو پوری پڑھے اس میں قصر نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(والقضاء يحكي)-- (الأداء سفراً أو حضراً) لأنه بعدما تقرّر لا يتغير۔ (شامی:۶۱۸/۲)

سفر کے راستہ میں قصر:-

سوال(۱۲۲/۲۴۲):- میں جس جگہ پر رہتا ہوں وہاں سے میرا وطن تقریبا اڑتالیس میل دور ہے، فی الحال میں جس جگہ پر رہتا ہوں اس جگہ میں رہ کر کام کرتا ہوں؛ اب اگر مجھے وطن جانا ہو تو نماز قصر کرنا پڑے گی یا نہیں؟ اور پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت ہے اور میرے بیوی بچے وطن ہی میں رہتے ہیں، مجھے میرے وطن سے آگے جانا ہے اور میرا راستہ میرے وطن سے آدھے میل دور سے گزرتا ہے تو مجھے نماز کس طور پر پڑھنا چاہئے؟ قصر کروں یا نہیں؟ اور میں نے اپنے وطن میں ایک نماز بھی نہیں پڑھی تقریبا وطن سے ایک میل دور رہتے ہوئے پڑھی، یا تین میل دور جا کر پڑھنا ہو تو مجھے کیا کرنا چاہئے، قصر کروں یا نہیں؟ اگرچہ میرے وطن میں پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت ہے اور میرا وطن اڑتالیس میل کی دوری پر ہے۔

جواب(۱۲۲/۲۴۲):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

وطن اصلی سے نوکری کی جگہ اڑتالیس میل دور یا اس سے بھی زیادہ دور ہو تو نماز قصر کرنا پڑے گی۔ وطن اصلی میں نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ چاہے پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت ہو! کیوں کہ وطن اصلی میں داخل ہوتے ہی سفر باطل ہو جاتا ہے۔ وطن اصلی سے باہر (آدھا میل) دور رہتے ہوئے گزرنا ہو تو قصر کرنا پڑے گی۔ وطن اصلی میں نماز کا وقت شروع ہو گیا مگر نماز پڑھی نہیں اور اس نماز کا آخری وقت سفر کی حالت میں تھا تو قصر کرنا پڑے گی۔ قضاء کرنے میں بھی آخری وقت کا اعتبار ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حوالہ جواب نمبر:۲۴۰، ایضاً (ہدایہ:۱۶۶/۱)

وطن اصلی میں پوری نماز:-

سوال(۱۲۳/۲۴۳):- میں اپنا گاؤں چھوڑ کر اڑتالیس پچاس میل وطن سے دور رہتا ہوں، دو چار مہینے

پر دو چار دن کے لئے اپنے گھر آتا ہوں؛ تب میں مسافر کہلاؤنگا یا نہیں؟ اور وہاں مجھے قصر کرنا پڑے گی یا نہیں؟ جمعہ کی نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ تجارت کے کام کے لئے فی الحال جس مقام میں رہتا ہوں وہاں سے مال خریدنے یا کسی اور مقصد کے لئے یا تفریح کے لئے اڑتالیس سے پچاس میل دور کا سفر کرے اور وہاں پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت ہو تو وہاں مسافر کہلائے گا یا نہیں؟

جواب(۱۲۳/۲۴۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جب تم اپنے اصلی وطن میں جاؤ تو وہاں پوری نماز پڑھنا چاہئے، کیوں کہ فی الحال آپ جہاں رہتے ہو وہ وطن اقامت ہے اس وطن اقامت سے جب بھی کسی کام یا تجارت کے لئے اڑتالیس میل دور چلے جائیں اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہو تو نماز قصر کی جائے اور وہاں کے مقیم امام کے پیچھے (ادا نماز) پڑھو گے تو نماز پوری پڑھی جائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(حتی یدخل موضع مقامه)إن سارمدة السفر، وإلافیتم ۔ (شامی:۲/۶۰۴)

وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت نہ ہو:-

سوال(۱۲۴/۲۴۴):-ایک آدمی اپنے وطن سے شرعی مسافت کی دوری پر نوکری کرتا ہے اور اس کو وطن اقامت بنایا ہے اب تعطیلات میں وہ وطن اصلی گیا، کچھ عرصہ رہ کر وطن اقامت میں واپس آیا اور جب وطن اصلی سے وطن اقامت آیا تب نیت یہ کی تھی کہ میں وطن اقامت جاکر پندرہ دن کے درمیان شرعی مسافت کے اندر کسی کام کے لئے سفر کرونگا۔تو اب یہ مذکور آدمی قصر کرے یا نہیں؟ یا وطن اقامت میں جو غیر شرعی مسافت کا ارادہ ہے تو وطن اقامت میں بھی قصر کرے اس کا تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب(۱۲۴/۲۴۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

وطن اصلی سے وطن اقامت (ملازمت کی جگہ) جانے کے وقت پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرے، وطن اقامت میں بھی نماز قصر پڑھے جب تک پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے! کیوں کہ وطن اقامت اگلے سفر سے باطل ہو گیا، وطن اقامت میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرنے کے بعد اڑتالیس میل کے اند سفر کرے تو نماز مکمل پڑھنا پڑے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ جواب نمبر۲۴۰،ایضا(ہدایہ:۱/۱٦٦)

وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت نہ ہو:-

سوال(۱۲۵/۲۴۵):-زید وطن اقامت میں ہے اور پندرہ دن کے اندر اندر وطن اصلی جانے کا ارادہ ہے تو اس پندرہ دن کے دوران نمازیں پوری پڑھے یا قصر کرے؟

جواب(۱۲۵/۲۴۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

وطن اقامت اگر وطن اصلی سے دور ہے اور پندرہ دن سے کم میں وطن اصلی جانے کا ارادہ ہے تو قصر پڑھے، جب تک پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہو، وہاں تک وطن اقامت نہیں ہوگا اور وطن اصلی میں داخل ہوتے ہی نماز پوری پڑھنا پڑیگی، چاہے اسی دن جانے کا ارادہ ہو! وطن اقامت سفر سے باطل ہوجائے گا، وطن اصلی سفر سے باطل نہیں ہوتا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

يبطل (وطن الإقامة بمثله و)بالوطن (الأصلى و)بإنشاء(السفر)۔ (شامی:۲/٦۱۵)

وطن اصلی میں مکمل نماز:-

سوال(۱۲٦/۲۴٦):-میں (آہوا) نامی گاؤں میں رہتا ہوں پہلے نوساری میں رہتا تھا فی الحال میرا گھر نوساری میں ہے، جب میں نوساری جاتا ہوں تو پانچ دن رہتا ہوں تو مجھے نماز پوری پڑھنا پڑے گی یا قصر کرنی پڑے گی؟

جواب(۱۲٦/۲۴٦):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نوساری وطن اصلی ہو تو وہاں جا کر نماز مکمل پڑھنی پڑے گی، چاہے پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو کیوں کہ وطن اصلی سفر کو باطل کر دیتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ جواب نمبر۲۴۳،ایضاً(شامی:۲/٦۰۴)

وطن اقامت سے شرعی سفر کرنا:-

سوال(۱۲۷/۲۴۷):-اگر کوئی آدمی وطن اقامت میں رہتا ہو، کسی کام کی وجہ سے سفر کر کے تھوڑے دنوں کے بعد اپنے وطن اقامت پر واپس آ گیا اور اس نے یہ ارادہ کیا کہ ایک یا دو دن ٹھہر کر وطن اصلی چلا جاؤں گا تو ایسی حالت میں وہ وطن اقامت میں ٹھہر گیا تو وہ ایک دو دن مسافر کہلائے گا یا مقیم؟ تفصیل

سے جواب عنایت فرمائیں۔

جواب(۱۲۷/۲۴۷):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

وہ مسافر کہلائے گا،نماز قصر کرے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ جواب نمبر ۲۴۰،ایضا (ہدایہ:۱/۱٦٦)

جس راستہ سے سفر کرے اس کا اعتبار ہوگا:-

سوال(۱۲۸/۲۴۸):-آنند سے احمد آباد ریل کے راستہ سے ۴۸ میل سے کم ہوتا ہے جب کہ بس کے راستہ سے بس یا کار لے کر جائے تو پچاس میل ہوتا ہے،تو آنند سے احمد آباد جانے والا آدمی قصر کرے گا؟ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ ریل کے راستہ سے اگر جائے تو قصر نہیں ہے اور بس یا کار کے راستہ سے جائے تو قصر کرنا پڑے گی۔تو آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب(۱۲۸/۲۴۸):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جس راستہ سے سفر کرے اس راستہ کا اعتبار ہوگا،ریل سے سفر کرنے والے لوگ نماز پوری پڑھے اور بس یا کار سے سفر کرنے والے قصر کرے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولولموضع طريقان أحدهمامدة السفروالآخرأقل قصرفى الأول لاالثانى۔(شامی:۲/۲۰۳)

ریل گاڑی میں نماز:-

سوال(۱۲۹/۲۴۹):-ہم ریل کے ذریعہ سفر کرتے ہوں اور نماز کا وقت آجائے اور ریل میں ازدحام ہو تو پھر نماز کس طور پر پڑھنا چاہئے؟اور اگر بالفرض والتقدیر ریل میں جگہ بھی ہو لیکن ریل کے چلنے کے دوران کھڑے کھڑے نماز پڑھنا تکلیف دہ ہو،اور گاڑی ٹھہرنے لگے اس وقت گر جانے کا خطرہ ہے۔تو گاڑی میں نماز نہ پڑھے اور پھر قضاء کرلے،تو جائز ہے؟اگر نماز قضاء کرنا ہو تو کیسے کرے؟

جواب(۱۲۹/۲۴۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ریل کے سفر میں مذکور سبب کی وجہ سے قضاء نہیں کر سکتے،وقت ہی میں ادا کرلے،بڑے جنکشن (جہاں ریل لمبی دیر ٹھہرتی ہے)اتر کر نماز پڑھ لے،اگر اترنے میں (چوری وغیرہ کا) خطرہ ہو تو ریل گاڑی میں ہی نماز پڑھے،کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں گر جانے کا خطرہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے،بغیر عذر کے

بیٹھ کر نہ پڑھے؛ بھیڑ کی وجہ سے رکوع سجدہ نہ کرسکتا ہوتو اشارہ سے پڑھے،حاصل کلام یہ کہ نماز نہ چھوڑے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وأماالصلاة على العجلة إن كان-------- فتجوزفي حالة العذر۔(شامی:۲/۴۸۹)

نماز جمعہ

شہر یاقصبہ میں جمعہ کی نماز:-

سوال(۱۳۰/۲۵۰):- ہمارے گاؤں کاپودرا میں ٦۵ گھر مسلمانوں کے اور ۱۱۰ گھر ہندوں کے کل مل کر ۱۷۵ گھر کی آبادی ہے، گاؤں میں پوسٹ آفیس،دواخانہ، گجراتی اسکول، مدرسہ ہے۔انکلیشور شہر سے تین میل دور ہے،شہر کی طرف آنے جانے والا راستہ پختہ ہے،اوربس کا انتظام ہےسوال یہ مطلوب ہے کہ یہاں برسوں سے جمعہ اورعید کی نماز پڑھی جاتی ہے؛مگراس میں کچھ لوگ جمعہ ادا کرتے ہیں اور کچھ لوگ ظہر پڑھتے ہیں یاتو جمعہ پڑھنے شہر چلے جاتے ہیں۔تو کیامذکورگاؤں میں جمعہ ادا کرنا صحیح ہے یانہیں؟ اگرصحیح نہیں ہےتو امام صاحب کوکیا کرنا چاہئے؟ کیوں کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنے والےلوگوں کے لئے امام صاحب کوتو جمعہ ادا کرنا ضروری ہے۔

جواب(۱۳۰/۲۵۰):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ہمارے یہاں فقہ حنفی میں جمعہ یا عیدین کی نمازوں کی ادائیگی کے لئے شہر یاقصبہ کا ہونا شرط ہے، چھوٹے گاؤں میں درست نہیں ہے،ظہر پڑھے۔اگرشہرنزدیک ہوتو وہاں جاکر جمعہ یاعید پڑھے،چھوٹے دیہات میں رہنے والے لوگ جمعہ پڑھیں گےتو ان کا جمعہ پڑھنا باطل ہےاوران کے ذمہ ظہر کا فریضہ باقی رہےگااور گنہگار رہوں گے۔

مذکورمسئلہ مصلیوں کو بتادینا چاہئے ،شہراورقصبہ کی تعریف کا دارومدارعرف پر ہے،لہذا کاپودرا گاؤں وہاں کےعرف میں قصبہ کہلاتا ہوتو جمعہ پڑھ سکتے ہو۔ورنہ ظہر پڑھنا چاہئے ،مگر جمعہ کی نماز کئی سالوں سے پڑھی جارہی ہواور بندھ کرنے میں جھگڑے کا اندیشہ ہوتو جمعہ پڑھنا جاری رکھےاور بعد میں ظہر پڑھ لے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(المصروهومالايسع أكبرمساجده أهله المكلفين بها)۔ (شامی:۳/۵)

وکمایجوز أداالجمعة فی المصر۔۔۔۔۔۔(عالمگیری:۱/۱۴۵)(امدادالفتاوی:۱/۶۲۰)

مردم شماری اور جمعہ کی نماز:-

سوال(۱۳۱/۲۵۱):- (ا) بہت سال گزرگئے کہ ہمارے یہاں خیر گام (گاؤں کا نام ہے) میں جمعہ کی نماز پڑھنا بندھ کردیا گیا، مگر علماء دین وشرع متین اگر اجازت دیں تو ہم دوبارہ جمعہ شروع کرنا چاہتے ہیں، اس کے لئے ہم سب سے پہلے شریعت کے طریقہ کے مطابق مردم شماری کرنا چاہتے ہے، برائے مہربانی ہماری رہنمائی فرمائیں۔

(ب) شریعت محمدی کے مطابق جمعہ کی نماز دوبارہ شروع کرنے کے لئے مردم شماری کس طرح کرنا چاہیئے؟

(ج) بعض لوگ خیر گام (گاؤں) کے وطنی ہیں، اپنے کام، تجارت اور نوکری کے خاطر گجرات کے دوسرے دیہاتوں میں ۵۔۱۵ برسوں سے بھی زیادہ مدت سے رہتے ہیں، مگر انہوں نے خیر گام کے وطنی ہونے کا حق منسوخ نہیں کیا ہے، اور ان کی اپنی ذاتی ملکت یا وراثت کی ملکت سلامت ہے، ایسے لوگ شریعت کے اعتبار سے خیر گام (گاؤں) کے وطنی کہلا سکتے ہے؟

(د) بعض لوگ خود یا انکے باپ دادا خیر گام کے اصلی مواطن تھے، مگر اپنے تجارت یا نوکری کے سبب بیرون ملک افریقہ، پولینڈ میں برسوں سے رہتے ہیں ان میں سے بعض لوگوں نے برطانیہ اور افریقہ کے پاسپورٹ بھی حاصل کرلئے ہیں جب کہ بعض دوسرے لوگوں نے اپنے ہندوستانی شہریت کو برقرار رکھا ہے، برطانیہ اور افریقہ کے پاسپورٹ رکھنے والے لوگوں نے بھی خیر گام کا وطنی ہونا منسوخ نہیں کروایا ہے، اور خیر گام میں ان کی جو ملکت ہے اس کو بھی بیچا نہیں ہے؛ ایسے حالات میں شریعت محمدی کے مطابق مذکور لوگوں کو خیر گام کے وطنی شمار کرنے چاہئے یا نہیں؟ مردم شماری کا مسئلہ حل ہونے کے بعد انشاءاللہ گاؤں کی مکمل تفصیل سے آپ حضرت کو مطلع کر کے رہنمائی حاصل کریں گے۔

جواب(۱۳۱/۲۵۱):- (ا)+(ب) حامدا ومصلیا ومسلما، ھو الموفق للصواب.

تمام گاؤں والوں کی (مسلم ہو یا غیر مسلم) مردم شماری کی جائے۔

(ج)+(د) سال کا اکثر حصہ جو لوگ گاؤں میں رہتے ہوں وہاں کے وطنی ہو یا باہر سے آکر

بسے (مقیم ہوئے) ہوں انکی مردم شماری کی جائے۔ جو سال کا اکثر حصہ گاؤں سے باہر (بیرون ملک یا نوکری کے لئے) رہتے ہوں ان کا شمار نہ کیا جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

جمعہ کی دوسری اذان منبر کے سامنے:-

سوال(۱۳۲/۲۵۲):- جمعہ مسجد میں ہر جمعہ کے دن خطبہ کے وقت منبر کے سامنے پہلی صف میں خطیب کے سامنے اذان دی جاتی تھی اور یہ رواج برسوں سے چلا آ رہا تھا،لیکن ابھی جمعہ کی اذان مسجد سے باہر (صحن میں) دی جاتی ہے،اس کے سلسلے میں مسجد کے امام صاحب سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ تحریمی ہے، باہر اذان دینا سنت ہے۔تو اس سلسلے میں حدیث اور سنت اور فقہ کی معتبر کتابوں کے حوالہ سے جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب(۱۳۲/۲۵۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

خطبہ کی اذان منبر کے سامنے دی جائے،منبر کے سامنے پہلی ہی صف میں پڑھنا ضروری نہیں ہیں،مسجد میں یا باہر سے منبر کے سامنے پڑھ سکتے ہے دونو طریقے جائز ہے،مسجد میں مکروہ نہیں ہے،جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مذکور دوسری اذان (خطبہ کے وقت) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع کے ساتھ بڑھائی گئی، ان کا عمل منبر کے سامنے پڑھنے کا تھا،رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو ایک ہی اذان (جمعہ کے وقت کی اطلاع دینے کیلئے) دی جاتی تھی،اسی لئے باہر پڑھی جاتی تھی تا کہ لوگوں کو اطلاع ہوجائے،اس لئے دوسری اذان باہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، پہلی اذان سے مقصد پورا ہوگیا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۲۳۶/۳،۲۳۷)

جامع مسجد میں جمعہ پڑھنا افضل ہے:-

سوال(۱۳۳/۲۵۳):- ہم مانچیسٹر میں ترافورڈ پارک میں رہتے ہیں، یہاں مسلمانوں کے کل بیس گھر ہیں، یہاں سے پانچ میل کی دوری پر جامع مسجد آئی ہوئی ہے۔ہم دوسال سے (ترافورڈ پارک کے) ہمارے مکان کے ایک روم میں تراویح اور جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں،تو جمعہ یا تراویح یہاں پڑھنا بہتر ہے یا جامع مسجد میں؟

جواب(۱۳۳/۲۵۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

تمہارا مقام (ترافورڈ پارک) شہر ہو یا قصبہ (بڑا دیہات) ہوتو جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھ سکتے ہو، چاہے مسلمانوں کی تعداد کم ہو! جامع مسجد جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ درست نہیں ہے، تراویح تو چھوٹے دیہاتوں میں بھی جائز ہے، البتہ جامع مسجد میں جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حوالہ جواب نمبر ۲۵۰، ایضاً (شامی: ۵/۳)

جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے:-

سوال (۱۳۴/۲۵۴):- یوں سنا گیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ سے پہلے جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ دیا جاتا تھا، جب حضرت معاویہؓ منصب خلافت پر فائز ہوئے تب انہوں نے جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔ تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

جواب (۱۳۴/۲۵۴):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور خبر غلط ہے آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں جمعہ کا خطبہ جمعہ کی نماز سے پہلے پڑھنا ثابت ہے اور عید کا خطبہ نماز کے بعد۔ حضرت مروانؒ نے عید کا خطبہ جمعہ کی طرح عید سے پہلے پڑھ لیا تھا تو صحابہ کرام نے اعتراض کیا تھا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

كان رسول الله ﷺ وابو بكر وعمر يصلون العيدين قبل الخطبةِ۔ **(مشکوة: ۱۲۵)**

(و) الرابع: (الخطبة فيه) فلو خطب قبله وصلى فيه لم تصح۔ **(شامی: ۱۹/۳)**

چھوٹے گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنا:-

سوال (۱۳۵/۲۵۵):- ہمارے گاؤں مہووتیج میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے، قریب میں کوسمبا ہے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے، کوسمبا سے مہووتیج ڈھائی میل دور ہے، میں نے گاؤں کے لوگوں کو جمعہ پڑھنے کو کہا اور مشکوۃ شریف اور ترمذی شریف کا حوالہ دیکر کہا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ آدمی جمعہ کی نماز پڑھ کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ رات گزار سکے تو ایسے آدمی پر جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے؛ مذکور حدیث کو سامنے رکھ کر مہووتیج کے لوگوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہیں؟

جواب (۱۳۵/۲۵۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مہووتیج گاؤں والوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے، جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے قریب کے گاؤں

یاقصبہ میں جانا مستحب ہے واجب نہیں، لہذا نہ جانے کی وجہ سے گنہگار نہیں ہوں گے، کیوں کہ جمعہ شہر یا بڑے گاؤں میں پڑھنا درست ہے، مہووتیج چھوٹا دیہات ہے، مشکوۃ شریف کے حوالہ سے ذکر کی گئی حدیث اولاتو اس کی سند ضعیف ہے قابل حجت نہیں ہے یا پھراس حدیث کواستحباب پرمحمول کیا جائیگا، حاصل کلام یہ ہے کہ مہووتیج گاؤں کے باشندوں کو جمعہ کی نماز پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے، گاؤں میں ظہر کی نماز پڑھ لینے سے فرض کی ادائیگی ہوجائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

لاتصح الجمعة الافی مصرجامع اوفی مصلی المصرو لاتجوزفی القری۔

(ہدایہ:۱/۱۶۸)

چھوٹے گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنا:-

سوال(۱۳۶/۲۵۶):-کسی چھوٹے دیہات میں گئے ہوں اوروہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھتے ہوں تو ان کوروکنا چاہئے یانہیں؟اگر جمعہ کی نمازادانہ ہوتی ہواوروہ لوگ جمعہ پڑھتے ہوں تو کیا ہمارے ذمہ ظہر کی نماز باقی رہے گی؟اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۱۳۶/۲۵۶):-**حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.**

چھوٹے دیہات میں جمعہ جائز نہیں،شہر یاقصبہ(بڑا گاؤں)ہونا شرط ہے،ظہر پڑھ لینا چاہئے اگرایسے چھوٹے دیہاتوں میں جمعہ کی نماز پڑھیں گےتو ظہر کی نماز کا فریضہ ذمہ باقی رہے گا، جمعہ میں شریک نہ ہوں اور بعد میں ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرلی جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قوله:(فی مصر)بخلاف القری لأنه لاجمعة عليهم ۔ (شامی:۳/۳۲)

چھوٹے گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنا:-

سوال(۱۳۷/۲۵۷):-ایک گاؤں ہے جس کی کل آبادی تقریبا تین ہزار ہے،مسلمانوں کے بائیس گھر ہیں وہاں ایک مسجد بھی ہے،اس گاؤں میں جمعہ اورعید کی نماز پڑھ سکتے ہیں یانہیں؟

جواب(۱۳۷/۲۵۷):-**حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.**

اگر وہ گاؤں وہاں کے عرف (بول چال) میں قصبہ کہلاتا ہوچاہے مسلمانوں کی تعداد کم ہوتو وہاں جمعہ اورعید کی نماز پڑھنا درست ہے،نہیں تو جائز نہیں ہے یعنی جمعہ کی نماز ادانہیں ہوگی، جمعہ کی نماز

پڑھنا لغو ہے، ظہر پڑھ لینا چاہئے۔

حنفی مذہب میں جمعہ کی نماز اداہونے کے لئے شہر یا قصبہ ہونا شرط ہے اس لئے چھوٹے دیہات میں جمعہ پڑھیں گے تو ظہر کا فریضہ ذمہ باقی رہے گا اس لئے پکڑ ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ جواب نمبر ۲۵۵، ایضاً (ہدایہ: ۱/۱۶۸)

چھوٹے گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنا:-

سوال (۱۳۸/۲۵۸):- ہمارے گاؤں میں برسوں سے جمعہ کی نماز پڑھی جارہی ہے لیکن ایک علم دوست، جاننے والے آدمی سے معلوم ہوا کہ تمہارے گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں ہوتی ہے اس لئے ظہر پڑھنا چاہئے؛ ہم برسوں سے چپکے سے ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں اور جمعہ میں بھی شامل ہوتے ہیں، امام صاحب کے پیچھے جمعہ کی نماز میں دو رکعت نفل کی نیت کرتے ہیں، جاننے والوں کو پوچھنے سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی صحت کے لئے شہر یا قصبہ ہونا ضروری ہے، گاؤں شہر سے پانچ میل کی دوری کے اندر ہونا ضروری ہے، گاؤں کی کل بستی ۳۰۰۰ ہونا ضروری ہے گاؤں میں ضرورت کی چیزوں کا ملنا ضروری ہے، جب ہمارا گاؤں بھروچ شہر سے چھ میل یعنی آٹھ کلومٹر کی دروی پر ہے ہمارے گاؤں کی کل آبادی ہندو، مسلم مل کر بارہ سو (۱۲۰۰) ہے، تو ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے کہ جمعہ؟ اور جمعہ میں شامل ہوکر خطبہ سننا ہے جمعہ کی دو رکعت نماز امام صاحب کے ساتھ شریک ہوکر نفل کی نیت سے ادا کرتے ہیں تو یہ صحیح ہے؟

جواب (۱۳۸/۲۵۸):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

حنفی مذہب میں جمعہ اور عید کی ادائیگی کے لئے شہر، قصبہ یا بڑے شہر کا ہونا شرط ہے، چھوٹے دیہات میں درست نہیں، چھوٹے دیہات والوں کے لئے قریب کے شہر میں جمعہ یا عید کی نماز پڑھنے کے لئے جانا مستحب ہے واجب نہیں، نہ جانے سے گنہگار نہیں ہوں گے، ظہر کا فریضہ اپنے ذمہ باقی رہنے کی وجہ سے گنہگار ہوکر عذاب کے مستحق ہوں گے، جمعہ کی نماز پڑھنے سے لوگ یہ سمجھیں گے کہ ہم نے فرض ادا کرلیا اور ظہر نہیں پڑھیں گے، حالاں کہ جمعہ کی نماز درست نہیں ہوئی، جمعہ کی نماز بندھ کر کے ظہر کی نماز پڑھ لینا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ جواب نمبر ۲۵۰ ایضاً (عالمگیری: ۱/۱۴۵) (فتاوی دارالعلوم: ۵/۳۵)

جمعہ کا خطبہ واجب ہے یا فرض؟

سوال(۱۳۹/۲۵۹):- جمعہ کا خطبہ فرض ہے یا واجب ہے یا سنت؟ سننے والے کے لئے فرض ہے یا واجب یا سنت؟ عید کا خطبہ سننا کیسا ہے؟

جواب(۱۳۹/۲۵۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جمعہ کا خطبہ جمعہ کی نماز کے لئے فرض ہے، یعنی خطبہ بغیر جمعہ کی نماز ادا نہیں ہوگی، دونوں خطبہ سننا واجب ہے، عید کا خطبہ سننا بھی واجب ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ جواب نمبر۲۵۴، ایضاً (شامی:۱۹/۳)

عیدگاہ میں جمعہ کی نماز:-

سوال(۱۴۰/۲۶۰):- عیدگاہ میں دینی اجتماع رکھنے کا ارادہ ہے تو وہاں پر جمعہ کی نماز اور پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں؟ اگر عیدگاہ میں بھول سے دینی اجتماع رکھا گیا ہو تو سب کی نمازیں دہرانا ضروری ہے کہ نہیں؟

جواب(۱۴۰/۲۶۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

درست ہوجائے گی، دہرانا ضروری نہیں ہے، جمعہ میں بھی کچھ نقص نہیں آئے گا۔فقط واللہ اعلم۔

(کفایت المفتی:۲۵۸/۳)

شہر میں متعدد مساجد میں جمعہ کی نماز:-

سوال(۱۴۱/۲۶۱):- ہمارے شہر ''ویرم گام'' میں پہلے ایک ہی مسجد میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا، مگر بہت عرصہ سے جمعہ کی نماز اس مسجد میں بندھ کردی گئی، ہمارے شہر میں کل پانچ مساجد میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے جس میں چار مسجدوں میں امام بدعتی ہے، وہاں ان کی مرضی کے مطابق خطبہ نماز ہوتی ہے تو ہم پھر دوبارہ اس مسجد میں جمعہ کی نماز شروع کرنا چاہتے ہیں تو اس کے حکم سے مطلع فرمائیں؟

جواب(۱۴۱/۲۶۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ویرم گام جیسے بڑے شہر میں متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے لہذا مذکور مسجد میں جمعہ کی نماز دوبارہ شروع کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے، آپ کی ذکر کردہ تفصیل

کے مطابق جمعہ کی نماز شروع کر دینا بہتر ہے، حکمت سے شروع کرنا چاہئے، اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة) مطلقاً۔ (شامی:۱۵/۳)

جمعہ کی اذان ہونے کے بعد دوکان کھلا رکھنا:-

سوال(۱۴۲/۲۶۲):- ہماری دوکان ہے جس میں ہم دو بھائی بیٹھتے ہیں، جمعہ کے دن ایک مسجد میں جمعہ کی نماز جلدی ہوتی ہے، وہاں دو بھائیوں میں سے ایک بھائی جلدی نماز پڑھ کر چلا آتا ہے، پھر دوسرا بھائی جو دوکان پر بیٹھا تھا وہ دوسری مسجد میں جہاں جمعہ کی نماز دیر سے ہوتی ہے وہاں جمعہ کی نماز پڑھنے جاتا ہے۔ تو اس طور پر جمعہ کی اذان ہو جانے کے بعد دوکان کھلا رکھنا جائز ہے؟

جواب(۱۴۲/۲۶۲):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جمعہ کی پہلی اذان سن کر جمعہ کے لئے کوشش کرنا واجب ہو جاتا ہے، اور جتنے بھی کام مانع بنتے ہوں جیسے خرید وفروخت، کھانا پینا وغیرہ منع ہو جاتا ہے، لہذا جس مسجد میں تم دونوں میں سے جس بھائی کو جمعہ پڑھنے کا ارادہ ہو اس مسجد کی اذان سن کر جمعہ کے لئے چلا جائے اور دوسرا بھائی دوکان میں بیٹھے تو کوئی حرج نہیں، مگر دوسرے بھائی کے لئے دوسری مسجد کی اذان سن کر مسجد کی طرف جانا واجب ہو جاتا ہے، پہلے بھائی کی واپسی کا انتظار کرنا جائز نہیں، چاہے دوکان بندھ کرنا پڑے! حاصل کلام یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے تاخیر کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امداد الفتاوی:۱/۶۷۶)

(ووجب سعي إليها وترك البيع) ولو مع السعي۔ (شامی:۳۸/۳)

فیکٹری میں جمعہ کی نماز:-

سوال(۱۴۳/۲۶۳):- ہمارے شہر میں کپڑے کی دو فیکٹریاں ہیں، جس میں تقریباً ایک ہزار مسلمان کام کرتے ہیں، جس میں آج تک جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت دی جاتی تھی مگر فی الحال کسی بھی مزدور کو جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ملتی، فیکٹری میں ایک مسجد ہے، دوسری نمازیں جماعت کے ساتھ اسی مسجد میں ادا کرتے ہیں، باہر کے لوگ نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے۔ تو ہمارے لئے فیکٹری کی مسجد میں

جمعہ پڑھنا بہتر ہے یا ظہر پڑھنا؟

جواب(۱۴۳/۲۶۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

فیکٹری کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنا بہتر ہے، مزدور اور دیگر کام کرنے والے لوگ مل کر جمعہ کی نماز پڑھیں، چاہے باہر کے لوگ نہ آتے ہوں! بغیر کسی حرج کے درست ہے، ظہر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وكمايجوزأداء الجمعة في المصريجوزأداؤفي فناء المصر۔ (عالمگیری:۱/۱۴۵)

اردو زبان میں خطبہ پڑھنا:-

سوال(۱۴۴/۲۶۴):- جمعہ کے خطبہ میں عربی زبان کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں اشعار پڑھنا کیسا ہے؟ خطبہ کے لئے کونسی کتاب معتبر ہے؟

جواب(۱۴۴/۲۶۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

خطبہ عربی زبان میں دینا چاہئے اور وہی سنت ہے، صحابۂ کرامؓ عرب مما لک کے علاوہ دوسرے مما لک میں بھی جاتے تھے اور وہاں کے باشندوں کی زبان عربی نہیں ہوتی تھی پھر بھی صحابۂ کرامؓ ہمیشہ خطبہ، وعظ، نصیحت عربی زبان میں فرمایا کرتے تھے" اسی لئے جمعہ کے خطبہ میں اشعار اور اردو زبان میں ترجمہ ملا کر پڑھنا خلاف سنت ہے اور اسے ضروری سمجھ کر کہ ایسا نہ کرنے سے لوگ برا کہیں گے بدعت ہے۔ اگر ترجمہ کرنے کا شوق ہو تو نماز کے بعد سنا دے، خطبہ میں اضافہ نہ کرے، خطبہ میں ہر مہینہ کی فضیلت اور ہر مہینہ کا بیان ضروری نہیں" خطبہ خدا تعالیٰ کی حمد وثنا، درود شریف، وعظ نصیحت وغیرہ امور پر مشتمل ہونا چاہئے۔ مستحب یہ ہے کہ ہر مہینہ میں ہر ہفتہ کا الگ الگ خطبہ ہو اور اس کے لئے حضرت تھانویؒ کے خطبہ کے مجموعہ "مجموعۃ الخطب" بہت بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مسوی شرح مؤطا بحوالۂ نظام الفتاوی:ص۷۸)

عربی زبان میں خطبہ پڑھنا:-

سوال(۱۴۵/۲۶۵):- خطبہ عربی زبان میں پڑھا جاتا ہے بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ خطبہ عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں ہونا چاہئے۔ تو اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۱۴۵/۲۶۵):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

خطبہ عربی زبان ہی میں پڑھنا چاہئے اللہ کے رسول ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کی سنت ہے اس کا خلاف متقدمین سے ثابت نہیں صحابۂ کرامؓ عجمی (غیر عربی) ممالک میں پہونچے دینی مسائل اور شریعت کے احکام وہاں کی مقامی زبان میں سکھائے مگر خطبہ میں کسی قسم کی تبدیلی (وہاں کی زبان میں) نہیں کی، سننے والوں کا خیال کر کے ترجمہ سنایا ہو ایسی تاریخ میں ایک مثال نہیں ملتی، خطبہ اگر وعظ اور نصیحت ہی کا صرف نام ہوتا تو ضرور ترجمہ سناتے! بلکہ خطبہ نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ہے، خطبہ کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی، خطبہ نماز کا ایک حصہ ہے؛ جیسے نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ کرنا جائز نہیں حالاں کہ قرآن شریف نازل کرنے کا مقصد وعظ اور نصیحت اور تقریر ہے اسی طرح خطبہ کا ترجمہ کرنا بھی جائز نہیں۔ البتہ خطبہ کی اذان سے پہلے یا نماز جمعہ کے بعد اگر لوگوں کو شوق ہو تو ترجمہ کر لینا چاہئے خطبہ میں منع ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مسوی شرح مؤطا بحوالۂ نظام الفتاوی:ص ۷۸)

خطبہ میں مکبر الصوت کا استعمال:-

سوال(۱۴۶/۲۶۶):-خطبہ میں مکبر الصوت کا استعمال کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ بہتر اور افضل کیا ہے مکبر الصوت کے ذریعہ سے خطبہ کی آواز گاؤں تک پہونچے اور عورتیں اور دوسرے وہ لوگ جو مسجد میں نہیں آتے ان پر ادب سے خطبہ سننا ضروری ہے یا نہیں؟ بہتر و افضل کیا ہے؟

جواب(۱۴۶/۲۶۶):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

خطبہ میں مکبر الصوت کا استعمال کرنا باتفاق علماء جائز ہے، مگر بغیر ضرورت یعنی خطیب کی آواز مکبر الصوت کے بغیر نمازیوں تک پہونچ جاتی ہو تو بہتر نہیں ہے، ضرورت کے وقت استعمال کرنا بہتر ہے، اذان میں مطلقاً (بغیر کسی شرط کے) استعمال کرنا افضل ہے، کیوں کہ اس میں نماز کے وقت کا اعلان مقصود ہے، نماز میں منع ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۱/۸۱۹)

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنا:-

سوال(۱۴۷/۲۶۷):-جمعہ کے دن سورۂ کہف اذان سے پہلے پڑھنا ضروری ہے یا اذان کے بعد؟ ہمارے یہاں سورۂ کہف پڑھنے کے بعد درود تاج پڑھتے ہیں، پھر فاتحہ پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق

کیاحکم ہے؟

جواب(۱۴۷/۲۶۷):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کے بارے میں حدیث شریف میں بہت بڑی فضیلت آئی ہوئی ہے، جمعہ کی رات کو پڑھے یا جمعہ کے دن میں پڑھے، جمعہ کی نماز سے پہلے پڑھے یا بعد میں۔ درود تاج پڑھنا اور فاتحہ پڑھنا حدیث سے ثابت نہیں اس کو ضروری سمجھ کر ایک رسم بنالینا بدعت ہے۔ بیشک ہر آدمی جتنا ہو سکے درود شریف پڑھے اور آواز کو بلند کئے بغیر دعا مانگے۔ سوال میں ذکر کردہ ترتیب ثابت نہیں ہے، مزید یہ کہ درود تاج میں کچھ الفاظ ایسے ہیں جو شریعت کے خلاف ہے جیسا کہ ''**دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم**'' یعنی بلاء اور وباء اور قحط اور بیماری ورنج وغم آپ ﷺ دور کرنے والے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے، یہ تمام چیزیں دور کرنے کی طاقت اور صفت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے، دوسرے کسی پیغمبر اور پیر ومرشد کو یہ طاقت اور صفت حاصل نہیں، اس کے لئے سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ درود تاج انسان کا بنایا ہوا ہے اور جو درود رسول پاک ﷺ کی زبان مبارک سے پڑھا گیا ہو زیادہ مؤثر اور برکت والا ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ذکرفی أحکامات الأشباہ ممااختص بہ یومھاقراءۃ الکھف فیہ۔ (شامی:۳/۴۳)

باربوڈس میں جمعہ کی نماز:-

سوال(۱۴۸/۲۶۸):-ہم باربوڈس میں رہتے ہیں، یہاں چارسو پچاس مسلمانوں کی بستی ہے اور دو مسجدیں ہیں ایک جامع مسجد اور دوسری سیٹی مسجد، ہر مہینہ دونوں مسجدوں میں یکے بعد دیگر چوبیس گھنٹے کا اجتماع رکھا جاتا ہے، اور اجتماع جمعرات کے دن مغرب کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جمعہ کے دن مغرب کی نماز کے بعد ختم ہوتا ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اجتماع کے دن جس مسجد میں اجتماع ہوتا ہو وہاں سب مل کر جمعہ کی نماز ادا کریں تو تمام بھائیوں کو دین کی باتوں سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا۔ جب کے دوسرے بھائی کا یہ کہنا ہے کہ ہماری جامع مسجد چھوڑ کر سیٹی کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھیں گے تو ہماری جامع مسجد کے احترام میں خلل واقع ہوگا۔ تو اس کے متعلق شریعت کا حکم کیا ہے؟

جواب(۱۴۸/۲۶۸):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

اس بھائی کی رائی (جامع مسجد میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے احترام میں خلل واقع ہوگا یہ) غلط ہے، کچھ خلل واقع نہیں ہوگا اور جماعت کے ساتھی گنہگار نہیں ہوں گے، بلکہ مستحب اور افضل یہ ہے کہ اسی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی جائے؛ خاص کر کے اجتماع کے دن اپنی اصلاح کی نیت سے جامع مسجد چھوڑ کر اجتماع والی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیئے، ہر مسلمان کے ذمہ اپنی اصلاح کرنا واجب ہے لہذا ایسے دینی پروگرام سے سعادت مند ہونا چاہیئے، تبلیغ کا کام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بہت مفید ہے، اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ علم دین بھی حاصل ہوتا ہے، لہذا ہر مسلمان کو حصہ لینا چاہیئے۔ بعض ائمہ تو ایک شہر میں ایک ہی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں اور متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کو منع فرماتے ہیں مگر لوگوں کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کی گنجائش نکالی ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ جامع مسجد چھوڑ کر اجتماع والی مسجد میں جمعہ کی نماز بغیر کسی حرج کے درست ہے۔ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ جواب نمبر: ۲۶۱، ایضاً (شامی: ۱۵/۳)

عید کے مسائل

عید کے دن قبرستان جانا:-

سوال (۱۴۹/۲۶۹):- عید کے دن قبرستان جانا سنت ہے یا مستحب؟ اگر جانا ہو تو عید کی نماز سے پہلے یا عید کی نماز کے بعد؟

جواب (۱۴۹/۲۶۹):- حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

عید کے دن قبرستان جا کر ایصال ثواب کرنا مستحب ہے، اس کا وقت مقرر نہیں، فجر کی نماز کے بعد یا عید کی نماز کے بعد بھی جا سکتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا مبارک راتوں اور دنوں میں قبرستان تشریف لے جانا ثابت ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ يخرج من آخر الليل الى البقيع فيقول---- (مشکوۃ شریف: ص ۱۵۴)

تکبیر تشریق:-

سوال (۱۵۰/۲۷۰):- تکبیر تشریق کس پر واجب ہے؟ کب اور کتنے دنوں تک پڑھنی چاہیئے؟

جواب(۱۵۰/۲۷۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

شہر یا قصبہ میں ہر ایک مکلّف (جس پر شریعت کے احکام جاری کئے جاتے ہوں) پر واجب ہے۔ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کی فجر سے لےکر ۱۳ تاریخ کی عصر تک ہر وہ نماز کہ جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے ایک مرتبہ بلند آواز سے مردوں کے لئے اور عورتوں کے لئے آہستہ پڑھنا چاہئے۔**الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد**۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ويجب تكبير التشريق) فی الأصح للأمربه۔(شامی:۶۱/۳)أوله (من فجر عرفة) وآخره ---- (علی إمام مقيم) --- (إلی) عصراليوم الخامس (أخر أيام التشرق--)(شامی:۶۴/۳)

تکبیر تشریق کا وقت:-

سوال(۱۵۱/۲۷۱):-عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد کتنے دن تکبیر پڑھنا چاہئے؟حکم بتائیں؟

جواب(۱۵۱/۲۷۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کی فجر سے لےکر ۱۳ تاریخ کی عصر تک تکبیر تشریق پڑھنا حنفی مذہب میں حکم ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۲۷۰(شامی:۶۱/۳، ۶۴)

جمعہ اور عید:-

سوال(۱۵۲/۲۷۲):-ہمارے گاؤں میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے ہیں کیوں کہ ہمارے یہاں جمعہ درست نہیں ہوتا۔مگر یہاں پرانے زمانہ سے دونوں عیدوں کی نمازیں پڑھنے کا سلسلہ جاری ہے،تو عید کی پڑھی ہوئی نمازیں صحیح ہوگی یا نہیں؟بعض لوگ جو جان بجھ کر عید کی نماز نہیں پڑھتے تو ان کو کوئی گناہ ہوگا یا نہیں؟

جواب(۱۵۲/۲۷۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جہاں جمعہ کی نماز صحیح نہیں وہاں عید کی نماز بھی صحیح نہیں۔خطبہ کو چھوڑ کر دونوں کے لئے ایک ہی شرائط ہیں۔عید کی نماز پڑھنا لغو ہے،جو لوگ نہیں پڑھتے وہ برحق ہیں۔پڑھنے والوں کو روکنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(تجب صلاتهما)فی الأسح (علی من تجب عليه الجمعة بشرائطها)المتقدمة (سوی الخطبة)۔(شامی:۴۵/۳)تجب صلوة العيدعلی كل من تجب عليه صلوة الجمعة۔ (عالمگیری:۱۵۰/۱)

عید کی نماز الگ جماعت کے ساتھ:-

سوال(۱۵۳/۲۷۳):- ہم جس محلّہ میں رہتے ہیں اس کے ساتھ دوسرے دو محلے ہیں، تینوں محلے کی نمازوں کی جماعت الگ الگ ہوتی ہے، اسی طرح عید کی نماز بھی الگ الگ جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، عید کی نماز اتنے قریب قریب ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کی تکبیر سنائی دیتی ہیں، ہمارے محلّہ والوں کا کہنا ہے کہ ہم سب مل کر ہماری عیدگاہ میں جمعہ کی نماز پڑھیں مگر ایک دوسرے کو یہ بات اچھی نہیں لگتی۔ ایسے خیال کے آدمیوں کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۱۵۳/۲۷۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مستحب یہ ہے کہ تینوں محلے والے ایک ہی جگہ میں جو سب کے لئے مناسب ہو جمع ہو کر عید کی نماز پڑھیں، سب مصلیوں اور مسافروں کا خیال رکھنا چاہئے، دین کی بات میں ضد نہیں کرنی چاہئے۔ عیدگاہ میں ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا مستحب ہے، اور حدیث میں بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ و ندب کونه من طریق آخر۔ (شامی:۴۹/۳)

عید کے خطبہ میں تکبیر پڑھنا:-

سوال(۱۵۴/۲۷۴):- عیدالفطر کے خطبہ میں تکبیر پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اور اگر پڑھے تو بلند آواز سے یا آہستہ سے؟ پہلے خطبہ میں کتنی بار اور دوسرے خطبہ میں کتنی بار پڑھنا چاہئے؟

جواب(۱۵۴/۲۷۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

عیدالفطر کے دونوں خطبوں میں ۱۶ مرتبہ پڑھنا مستحب ہے اور خطبہ کی طرح بلند آواز سے پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔ (ویستحب أن یستفتح الأولی بتسع تکبیرات تتری)۔ (شامی:۵۸/۳)

عید کی نماز کے بعد دعاء:-

سوال(۱۵۵/۲۷۵):- عید کی نماز کے بعد دعاء مانگنا مسنون ہے یا خطبہ کے بعد؟

جواب(۱۵۵/۲۷۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

نماز کے بعد دعاء مانگنا مستحب ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سورج گرہن کی نماز

سورج گرہن کی نماز میں کتنی رکعت ہیں؟

سوال(۱۵۶/۲۷٦):-۱۹۸۰/۲/۱٦بروز سنیچر سورج گرہن ہونے والا ہے، جو یہاں پر دو پہر ۲:۲۳ بجے نظر آئیگا اور ۴:۵۰ تک رہیگا۔ تو اس میں جو نماز پڑھی جائیگی وہ سورج گرہن کی ابتداء سے لے کر ختم ہونے تک کتنی رکعت پڑھی جائیگی؟ اور یہ نماز بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہوکر؟

جواب(۱۵٦/۲۷٦):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سورج گرہن کے وقت (ابتداء سے لے کر اخیر تک) دو رکعت جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے، کھڑے رہ کر پڑھنا افضل ہے، بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے لیکن آدھا ثواب ملے گا۔ سورج گرہن کے مکمل وقت تک نماز پڑھنا واجب نہیں مستحب ہے۔ مذکور سورج گرہن کا وقت لمبا ہو مصلیوں کا خیال رکھ کر نماز پڑھی جائے باقی وقت ذکر، تلاوت، استغفار وغیرہ میں گزارے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(يصلي بالناس من يملك إقامة الجمعة) ---(ركعتين)۔ (شامی:۳/٦۷)

قال اذاانكسفت الشمس صلى الامام بالناس ركعتين كهياة النافلة۔(ہدایہ:۱/۱۷۵)

سورج گرہن کے دن کیا کرنا چاہئے؟

سوال(۱۵۷/۲۷۷):-سورج گرہن کی کیا حقیقت ہے؟ ہمارے یہاں بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ سورج گرہن یہ ایک عذاب کی شکل ہے، حالاں کہ سورج غیر مکلّف (جس پر کوئی شریعت کی پابندی نہیں) ہے پھر کس وجہ سے عذاب کی شکل میں اس کی روشنی ختم کردی جاتی ہے؟ حضور ﷺ نے حدیث شریف میں اس کے متعلق کچھ بیان فرمایا ہے؟ اس دن کیا کرنا چاہئے؟ سب لوگ جمع ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مسجد کے جماعت خانہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ کتنی رکعت پڑھیں؟ دو رکعت یا چار؟ نماز میں قراءت آہستہ سے کرے یا بلند آواز سے؟ تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرما کر مہربانی فرمائیں۔ قراءت میں کیا پڑھنا چاہئے؟

جواب(۱۵۷/۲۷۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سورج گرہن کے اسباب کے متعلق اسلام بحث و مباحثہ نہیں کرتا، حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ سورج گرہن کسی کی وفات کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ سورج گرہن کسی بڑے حادثہ کی وجہ سے ہوتا ہے یہ

ایام جاہلیت (اسلام سے پہلے) کا یہ عقیدہ ہے، بلکہ سورج گرہن اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، مذکور نشانی جب نظر آئے تو نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے، دو رکعت جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے، جماعت خانہ میں پڑھ سکتے ہیں، قراءت سری (آہستہ) پڑھنا مستحب ہے، جہری (بلند آواز) سے پڑھنا بھی جائز ہے۔لوگوں کی رعایت کر کے نماز لمبی پڑھنی چاہئے۔سلام پھیرنے کے بعد سورج گرہن ختم نہ ہوا ہوتو ذکر اور استغفار میں مشغول رہنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضاً۔

وتر کی نماز

وتر کی تیسری رکعت میں آیت سجدہ پڑھنا:-

سوال (۱۵۸/۲۷۸):- رمضان میں وتر کی تیسری رکعت میں امام صاحب نے آیت سجدہ کی تلاوت کی تو کیا کرے؟ سجدۂ تلاوت کرے یا دعاءِ قنوت پڑھے؟

جواب (۱۵۸/۲۷۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سجدۂ تلاوت واجب ہے، سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد دعاءِ قنوت پڑھے، نماز کا سجدۂ تلاوت نماز ہی میں ضروری ہے، بعد میں نہیں کر سکتے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(أو) بشرط (الائتمام) أى الاقتداء (بمن تلاها)۔ (شامی:۲/۵۷۵)

واذاتلاالامام اية السجدة سجدهاو سجدهاالمأموم معه۔ (ہدایہ:۱/۱۶۳)

ماہ رمضان کے وتر کی نماز میں مسنون قراءت:-

سوال (۱۵۹/۲۷۹):- رمضان شریف میں وتر کی نماز میں سورۂ اعلی اور سورۂ قدر اور سورۂ کافرون یا سورۂ اخلاص بعض دنوں میں پڑھنا مستحب ہے ایسا سمجھتے ہیں۔لیکن ہمارے امام صاحب پوری رمضان میں پڑھنا ہی نہیں چاہتے، بدعت اور گناہ سمجھتے ہیں، تو شریعت کا حکم کیا ہے؟

جواب (۱۵۹/۲۷۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلی اور دوسری رکعت میں سورۂ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مستحب ہے، بدعت نہیں ہے، مگر اس کو ضروری نہ سمجھیں۔لہذا کبھی کبھی دوسری سورتیں بھی پڑھ لینی چاہئے، اس کے متعلق امام صاحب پر جبر کرنا ٹھیک نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(والسنة السور الثلاث) أي ﴿الأعلى﴾ ﴿والكافرون﴾ والإخلاص۔ (شامی:۲/۴۴۱)

بارش کی نماز

بارش کی نماز میں ٹوپی پہننا:-

سوال(۱۶۰/۲۸۰):- نماز استسقاء کھلے سر پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

جواب(۱۶۰/۲۸۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

استسقاء کی نماز بھی دوسری نمازوں کی طرح سر چھپا کر پڑھنا چاہئے۔البتہ تذلل (عاجزی) کے خاطر کھلے سر بھی پڑھ سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مراقی الفلاح:ص ۱۳۵)

نماز کے متفرق مسائل

چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانا:-

سوال(۱۶۱/۲۸۱):- ہمارے گاؤں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو چھوٹے بچوں کو اپنے ساتھ مسجد میں لا کر صف میں کھڑے کرتے ہیں، یہاں مسجد میں پانی بھرنا پڑتا ہے اور بچے پانی بہت ضائع کرتے ہیں، مؤذن صاحب غصہ ہوتے ہیں، ہم لوگوں کو کہتے ہیں کہ اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو مت لاؤ تو ہم جواب دیتے ہیں کہ نماز پڑھنا سیکھیں۔تو اس کا جواب مرحمت فرمائیں؟

جواب(۱۶۱/۲۸۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حدیث شریف میں ہے کہ بچے جب سات سال کے ہوں تو ان کو نماز پڑھاؤ اور دس سال کے بعد نماز میں سستی کرے تو ان کو مارو تاکہ نماز کی عادت پڑے،اس سے معلوم ہوا کہ سات سال سے چھوٹے بچوں کو نماز پڑھنے سے روک سکتے ہیں،اس سے بڑی عمر کے بچوں کو نہیں روک سکتے۔پانی ضائع کرتے ہوں تو ان کو روکے تاکہ پانی ضائع نہ کریں۔البتہ بڑے لوگوں کی صف میں صغیر (نابالغ) کو کھڑا کرنے کی وجہ سے سب کی نماز مکروہ ہوگی،ان کو پیچھے صف میں کھڑے کرنے چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔

مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع،واضربوهم عليها وهم أبناء عشر۔ (شامی:۲/۵)

سات سال سے چھوٹے بچے:-

سوال(۱۶۲/۲۸۲):- آٹھ نو برس کے بچے بڑے شوق سے نماز پڑھنے مسجد آتے ہیں اور جماعت خانہ

میں پچھلی صف میں کھڑے ہوکر نماز پڑھتے ہیں، کچھ مصلی حضرات کراہیت محسوس کرتے ہیں تو کیا یہ مناسب ہے؟ اور کیا ان بچوں کو جماعت خانہ میں داخل نہیں ہونے دینے چاہئے؟

جواب(۱۶۲/۲۸۲):- حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سات سال کے بچوں کو نبیٔ کریم ﷺ نے نماز کی عادت ڈالنے کا حکم دیا ہے، اور اگر نماز میں سستی کرے تو مارنے کا حکم دیا ہے۔

قال قال رسول الله ﷺ مروااولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليهاوهم ابناء عشر سنين۔ (مشکوۃ شریف:ص۵۸)

مذکور بالا حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سات سال سے بڑی عمر کے بچے (جن کو پا کی ناپا کی کا خیال ہو) مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ انکے آنے سے کراہیت نہیں کرنی چاہئے۔

بچوں کی صف بڑوں کی صف کے پیچھے الگ کرنی چاہئے البتہ سات سال سے کم عمر کے بچوں کو پا کی ناپا کی کی تمیز نہیں ہوتی ان سے مسجد ناپاک ہونے کا خطرہ ہونے کی وجہ سے جماعت خانہ میں لانا منع ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (ثم الصبيان) ظاهره تعددهم۔ (شامی:۳۱۴/۲)

نماز میں غلط وساوس کا آنا:-

سوال(۲۸۳/۱۶۳):- نماز میں دنیا کا خیال یا شیطان کا خیال یا جان بجھکر خیال لانے سے نماز قبول ہوگی یا نہیں؟

جواب(۲۸۳/۱۶۳):- حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نماز میں وساوس آنے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی، نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں؛ وساوس دور کرنے کا علاج یہ کہ اس کی طرف توجہ نہ دے، اور نماز پڑھنے میں دل لگاوے، خودبخود وساوس ختم ہوجائیں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وعن عثمان ابن العاصِ قال قلتُ يارسول الله ﷺ ان الشيطان قدحال بيني وبين صلوتي وبين قراء تي يلبسهاعلى فقال رسول الله ﷺ ذاك شيطان يقال له خنزب فاذا

احسسته فتعوذ باللّٰه منه واتفل علی یسارك ثلثا الخ----- (مشوۃ شریف:ص۱۹)

نماز نہ پڑھنے کی سزا:-

سوال(۱۶۴/۲۸۴):- نماز نہ پڑھنے کی سزا اللہ کے دربار میں کیا ہوگی؟

جواب(۱۶۴/۲۸۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نماز،اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے،دین کی عمارت اسی پر قائم ہے،جس نے نماز کو پابندی سے پڑھا اس نے دین کو سنبھالا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھا دیا؛ یعنی اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔ (مسلم شریف:)

دوسری روایت میں ہے کہ جس نے عمداً نماز کو چھوڑ دیا وہ کافر ہوگیا، یعنی کفر کے قریب پہونچ گیا۔ (مسلم شریف:)

ایسی متعدد احادیث اور قرآن پاک کی آیات نماز کی تاکید کے بارے میں وارد ہوئی ہیں،نماز ترک کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہوئی ہیں،حدیث شریف میں ہے کہ نماز چھوڑنے سے حقبہ (لمبے زمانہ تک) جہنم میں جلنا پڑے گا،خدا کی پناہ! بے نمازیوں کا حشر فرعون،قارون، ہامان،نمرود جیسے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۲۸۲(مشکوۃ شریف:۵۸)

قبلہ کی طرف منھ کرنے کے متعلق:-

سوال(۱۶۵/۲۸۵):- ہم یہاں یو.کے.میں دینی تعلیم پڑھاتے ہیں،تعلیم الاسلام حصہ ایک میں سوال ہے کہ نماز کس طرف منھ کر کے پڑھنی چاہیے؟ تو ہم بچوں کو کس طرح سکھلائیں؟

جواب(۱۶۵/۲۸۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اس سوال وجواب سمجھانے کے وقت بچوں کو بتا دینا چاہیے یہ حکم قبلہ سے مشرقی جانب رہنے والے لوگوں کے لئے ہے، جو لوگ قبلہ سے مغرب کی جانب میں رہتے ہیں وہ لوگ نماز میں مشرق کی جانب منھ کریں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نماز کی حالت میں پاجامہ اونچا کرنا:-

سوال(۱۶۶/۲۸۶):- نماز کی حالت میں سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پاجامہ اونچا کرنے

سے نماز صحیح ہوگی؟

جواب(۱۶۶/۲۸۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نماز مکروہ ہوگی، پاجامہ اونچا کرنے سے بچنا چاہئے۔نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (قاضی خان:۱/۵۸)

ٹیریلین، ٹیری کوٹن پہن کر نماز پڑھانا:-

سوال(۱۶۷/۲۸۷):-ٹیریلین، ٹیری کوٹن پہن کر نماز پڑھانے والے امام کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

جواب(۱۶۷/۲۸۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

کسی بھی قسم کے حرج کے بغیر درست ہے،اعادہ کی ضرورت نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مراقی الفلاح:ص۴۸)

لنگی کے نیچے لنگوٹ پہننا:-

سوال(۱۶۸/۲۸۸):-نماز پڑھانے کے وقت لنگی کے نیچے اگر لنگوٹ نہ پہنی ہوئی ہوتو نماز درست ہوگی یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نماز درست نہیں ہوتی،اس طرح بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عورت کے لئے بھی بریسیر پہنے بغیر نماز نہیں ہوتی،تو کیا مردوں کے لئے لنگی کے نیچے لنگوٹ اور عورتوں کے لئے بریسیر پہننا ضروری ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب(۱۶۸/۲۸۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نماز درست ہے،نماز کے لئے ستر چھپانا ضروری ہے،لنگی سے ستر چھپ جاتا ہے،لنگوٹ پہننا ضروری نہیں لنگوٹ کے بغیر پڑھی ہوئی نمازوں میں کوئی قصر نہیں آئیگی،اسی طرح عورت کے لئے بریسیر پہننا ضروری نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ستر عورته)ووجوبه عام ولو في الخلوة۔ (شامی:۲/۷۵)العورة للرجل من تحت السرة حتى تجاوز ركبتيه فسرته ليست بعورة۔(عالمگیری:۱/۵۸)

حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑا ہونا:-

سوال(۱۶۹/۲۸۹):-ہمارے یہاں مسجد میں بہت سے بھائی تکبیر میں جب حی علی الصلوۃ

کہا جائے تب کھڑے ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ شروع تکبیر ہی سے کھڑے ہوجاتے ہیں، ہم نے ان بیٹھے رہنے والوں کو کہا کہ ایسا ضروری نہیں کہ حی علی الصلوۃ کے وقت ہی کھڑے ہوں۔تو وہ لوگ سوال کرتے ہیں کہ اس کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل ہے کہ جلدی کھڑا ہوجانا چاہئے؟

جواب(۱۶۹/۲۸۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مصلیوں کو اقامت کے وقت کھڑا ہونا کب بہتر ہے اس کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہونے کو افضل قرار دیتے ہیں مگر ان کے یہاں مقصد یہ ہے کہ مذکور کلمہ کے وقت کھڑے ہوکر صفیں درست کرلی جائے تاکہ تکبیر تحریمہ چھوٹنے نہ پائے اس سے پہلے کھڑا ہونا جائز نہیں۔جب امام صاحب نماز پڑھانے کے لئے مصلّی کی طرف جانے لگے تو مصلّی حضرات بھی صف میں کھڑے ہونے لگیں؛ جیسا کہ صحابۂ کرام کا عمل تھا، اللہ کے رسول ﷺ کو گھر سے باہر نکلتے ہوئے دیکھ کر صفوں میں کھڑے ہونے لگتے، تکبیر شروع ہوجانے کے بعد مسجد میں آنے والے بیٹھ جائے اور حی علی الصلوۃ کہنے کے وقت کھڑے ہونے کو ضروری (سنت) سمجھنا صحیح سند سے ثابت نہیں اس لئے بدعت ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (جواہر الفقہ :۱/۳۱۰)

تکبیر ہونے کے وقت کھڑا ہونا:-

سوال(۱۷۰/۲۹۰):-جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے وقت مصلیوں کو جب مکبر تکبیر کہنا شروع کرے اس وقت کھڑا ہونا چاہئے یا پھر حی علی الصلوۃ کہے تب کھڑا ہونا چاہئے؟

جواب(۱۷۰/۲۹۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

تکبیر شروع ہوتے ہی مصلیوں کو کھڑے ہوکر صفیں درست کرنے میں لگ جانا جائز ہے، حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہونے کو ضروری سمجھنا غلط ہے، بعض علماء کی رائی کے مطابق حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دارالعلوم:۲/۲۱۲)

معذور کی نماز کا حکم:-

سوال(۱۷۱/۲۹۱):-دوران نماز ہوا خارج ہوجاتی ہے اور جب بھی نماز پڑھتا ہوں تو ہوا خارج ہوجاتی ہے، مجھے تخریج ریح کی بیماری ہے، لہذا مجھے کیا کرنا چاہئے؟ بار بار وضوء کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب(۱۷۱/۲۹۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تخریج ریح کی بیماری ایک نماز کے مکمل وقت کوگھیر لے،یعنی فرض نماز پڑھنے کا موقع حدث کے بغیر نہ ملے ویسا آدمی معذور سمجھا جائے گا،معذور کا حکم یہ ہے کہ ہرنماز کے وقت کے شروع ہونے پر وضوء کرکے نماز پڑھے،چاہے ہوا نکلتی رہے! اس بیماری سے وضوء نہیں توٹے گا،ہرنماز کے وقت وضوء کرنا پڑے گا،عذر ثابت ہوجانے کے بعد دوسری نمازوں کے اوقات کوحدث کا گھیر لینا شرط نہیں،بل کہ نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی اگر ہوانکل جائے وہاں تک معذور سمجھا جائے گا،جب پوراوقت تندرستی کے ساتھ(مذکورعذر کے بغیر) گزر جائے تب معذور نہیں سمجھا جائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وصاحب عذرمن به سلس)بول لايمكنه إمساكه۔ (شامی:۱/۵۰۴)والمستحاضة ومن به سلس البول والرعاف۔(ہدایہ:۱/۶۷)

نماز کے بعد دعاء کے آخیر میں درودشریف:-

سوال(۱۷۲/۲۹۲):-نماز کے بعد جودعاء مانگی جاتی ہے اس کے اخیر میں درودشریف پڑھنا ضروری ہے کہ نہیں؟ درودشریف نہ پڑھے تو؟

جواب(۱۷۲/۲۹۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

دعاء کے اخیر میں بلند آواز سے لوگوں کودرودشریف پڑھانا ضروری نہیں،جہاں لوگ اس کوضروری مانتے ہوں اور نہ پڑھنے والے کو برا بھلا کہتے ہوں ایسی جگہ پر چھوڑ دینا چاہئے،حقیقت میں دعاء کے اول و اخیر درودشریف پڑھنا مستحب ہے،اس سے دعاء قبول ہوتی ہے مگر اس کوضروری نہ سمجھا جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (جواہرالفقہ :۱/۳۷۲)

ہجڑے پرنماز فرض ہے؟

سوال(۱۷۳/۲۹۳):-ہجڑے پرنماز،روزہ فرض ہے؟ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ ان کے ساتھ گھر میں کھانا پینا بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب(۱۷۳/۲۹۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ہجڑے پر بھی نماز،روزہ وغیرہ(ارکان) فرض ہیں،ہرایک عاقل،بالغ،مسلمان،مرد ہو یا عورت

یا ہجڑا ہو شریعت کا مکلّف (احکام کی پابندی کرنا ضروری) ہے، اس ہجڑے میں عورت کی علامات پائی جاتی ہو تو جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے، عورتوں کی طرح گھر میں پڑھے اور اگر مرد کی علامات پائی جاتی ہو تو جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے، مگر مردوں کے ساتھ صف میں کھڑا نہ رہے بل کہ پیچھے علیحدہ کھڑا رہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (ثم الخناثی، ثم النساء)۔ (شامی: ۲/۳۱۴)

توبہ کرنے والے کی نماز:-

سوال (۱۷۴/۲۹۴):- صدق دل سے اگر گنہگار آدمی توبہ کرلے تو اس کی نماز، روزہ، عبادت قبول ہوں گے کہ نہیں؟

جواب (۱۷۴/۲۹۴):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

نماز، روزہ وغیرہ تمام عبادتیں ان شاء اللہ قبول ہوگی، صدق دل سے توبہ کرنے والے سے اللہ پاک راضی ہوتے ہیں کہ میرا بچھڑا ہوا بندہ میرے دربار میں واپس آ گیا، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک آدمی خطرناک جنگل میں اونٹ پر سوار ہو کر جا رہا تھا، اس اونٹ پر اس کا کھانا، پانی وغیرہ تھا ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کی نیت سے سو گیا، جب بیدار ہوا تو اس کا اونٹ نہ دارد! بہت زیادہ پریشان ہو کر اونٹ کو تلاش کرنے لگا پھر بھی اونٹ نہ ملا، ناامید ہو کر بھوکا، پیاسا مرنے کے لئے سو گیا جب بیدار ہوا تو اس کا اونٹ سامنے کھڑا تھا، جس سے بیحد خوش ہو کر کہنے لگا "اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب" اللہ کی پناہ، فرط مسرت کی وجہ سے غلط بولدیا، گویا کہ دوبارہ نئی زندگی ملی؛ اس سے بھی زیادہ توبہ کرنے والے سے اللہ پاک خوش ہوتے ہیں۔ توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ آئندہ گناہ ہونے سے بچے گا، حتی الامکان بچنے کی کوشش کرے، اس کے باوجود خدانخواستہ توبہ ٹوٹ جائے تو پھر سچی توبہ کرلے۔ ناامیدی کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ غفور، رحیم ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن انسٍ قال قال رسول الله ﷺ الله اشدُّ فرحًابتوبةعبده الخ۔ (مشکوۃ شریف: ص، ۲۰۳)

نرم چیز پر سجدہ کرنا:-

سوال (۱۷۵/۲۹۵):- بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ تکیہ یا اس جیسی نرم چیز پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا نہیں ہوتا، مطلب یہ ہے کہ سجدہ میں زمین کی سختی کا احساس پیشانی پر محسوس ہونا ضروری ہے، تو پھر بہت سی

صفیں (نماز کے مصلے) تکیہ جیسے موٹے ہوتے ہیں، سجدہ کرنے سے سر اندر چلا جاتا ہے جس سے زمین کی سختی محسوس نہیں ہوتی تو اتنی موٹی صفیں رکھنا چاہئے کہ نہیں؟

جواب(۱۷۵/۲۹۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

روئی، ربڑ جیسی نرم چیزوں (جس میں سر چلا جائے اس) پر سجدہ کرنا درست نہیں ہے، پیشانی ٹھہر جائے ایسی سخت چیز ہونی چاہئے، مصلے اور صفوں کا بھی یہی حکم ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وأن يجد حجم الأرض) تفسيره أن الساجدلو بالغ لايتسفل رأسه۔۔(شامی:۲/۲۰۶)

باب چہارم۔زکوۃ

انجمن کی معرفت زکوۃ دینے کا حکم:-

سوال(۱/۲۹۶):-ہم نے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی ہے،اس کے مقاصد؛غریب بے سہارا کی کفن دفن کی امداد کرنا،غریب طلبہ کے لئے قرآن مجید، کتابیں،اور وظیفہ دینا،غریب لوگوں کو غلہ، کپڑے اور نقد مدد کرنا اس طرح کے مقاصد ہیں،قربانی کے جانور کا چمڑا انجمن میں دے سکتے ہیں؟اسی طرح صدقۂ فطر بھی مذکور انجمن میں دے سکتے ہیں؟ کیا ہماری انجمن زکوۃ کی رقم لے سکتی ہے؟

جواب(۱/۲۹۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

زکوۃ،صدقۂ فطر، دیگر صدقات واجبہ کے حقیقی حقدار غریب اور محتاج ہیں، یہ رقمیں اگر انجمن میں دی گئی ہو تو انجمن کے منتظمیں کو چاہئے کہ اوپر ذکر کئے ہوئے مقاصد کے مطابق غریبوں محتاجوں،غریب طلبہ کو دینی چاہئے،اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ان رقموں میں سے کسی کی تنخواہ دینا، کسی محنت کا عوض دینا، گھر کا کرایہ دینا جائز نہیں۔ یہ رقمیں غریب کو دے کر مالک بنا دینا چاہئے، پھر وہ جس کام میں بھی خرچ کرنا چاہے خرچ کرسکتا ہے،انجمن کو للہ رقم ملی ہو وہ کسی بھی کام میں خرچ کرسکتے ہیں،قربانی اور عقیقہ کے جانور کا چمڑا کسی بھی مالدار یا غریب کو دینا جائز ہے،لیکن یہ چمڑے اگر بیچ دیئے گئے ہوں تو اس کی قیمت کا حکم صدقہ کا حکم ہوگا،وہ غریب کو دینا ضروری ہے، چمڑے انجمن یا کسی ادارہ میں دیئے گئے ہوں تو اس کے ناظم اور ذمہ دار کی حیثیت وکیل کی ہوگی،اور بیچے ہوئے چمڑوں کی قیمت کا حکم صدقہ کا ہے اور وہ غریب کو دینا ضروری ہے، کسی اور کام میں استعمال کرنا جائز نہیں،اگر

چمڑے کے مالک نے کسی آدمی کو چمڑا بخشش کر کے اس کو مالک بنا دیا ہو تو جس مصرف میں استعمال کرنا چاہے کر سکتا ہے کیونکہ وہ چمڑے کا مالک بن گیا تھا، اپنی رضامندی سے جہاں چاہے خرچ کرے، اور زکوۃ، صدقہ کی رقمیں کسی غریب آدمی کو دے کر مالک بنا دیا ہو تو اس کو حق ہے جہاں چاہے خرچ کرے۔ انجمن کے حساب میں زکوۃ، صدقہ کی رقم اور للہ، بخشش رقم کا الگ حساب رکھنا چاہئے، پھر شریعت کے حکم کے مطابق اس کو استعمال کریں۔ فقط واللہ اعلم۔ (هو فقير، و هو من له أدنى شئ)۔ (شامی: ۲۸۳/۳)

قال الاصل فيه قوله تعالىٰ انماالصدقات للفقراء۔ (ہدایہ: ۲۰۴/۱)

زکوۃ کی رقم میں سے پوسٹ خرچ:-

سوال (۲/۲۹۷):- زکوۃ کی رقم گاؤں سے باہر ایک آدمی کو بھیجنا ہو اور وہ پوسٹ سے بھیجے تو زکوۃ کی رقم میں سے ڈاک کا جو خرچ ہو وہ لے سکتا ہے؟

جواب (۲/۲۹۷):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

زکوۃ کی رقم میں سے ڈاک خرچ نہیں لے سکتے، زکوۃ کی مکمل رقم پہونچانا ضروری ہے ورنہ زکوۃ مکمل ادا نہیں ہوگی، زکوۃ کی رقم میں سے جتنا ڈاک خرچ کاٹا جائیگا اتنی رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(تمليك) خرج الإباحة، فلو أطعم يتيماً ناوياً الزكاة لايجزيه إلا إذا دفع إليه المطعوم۔ (شامی: ۱۷۱/۳) تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي و لا مولاه بشرط۔ (عالمگیری: ۱۷۰/۱)

تجارت کے مال پر زکوۃ ہے:-

سوال (۳/۲۹۸):- میرے پاس فی الحال نقد رقم نہیں ہے، اس سال مکانات خرید کر کرایہ پر دئے ہیں، اور میری ایک دوکان ہے جس میں مال خرید رکھا ہے، تو مجھے کس طرح زکوۃ ادا کرنی چاہئے؟

جواب (۳/۲۹۸):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

آپ کے پاس جو کچھ بھی زیورات ہوں اور تجارت کا مال سامان ہو قرض ادا کرنے کے بعد اس کی زکوۃ دینا فرض ہے۔ مکانوں پر زکوۃ واجب نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و منها فراغ المال) عن حاجته الاصلية فليس في دور السكنى ــ (عالمگیری: ۱۷۲/۱)

زکوۃ کی رقم سے پیٹرومیکس خرید کرادارہ کودینا:-

سوال(۴/۲۹۹):-زکوۃ کی رقم سے مدرسہ اورانجمن کے لئے پیٹرومیکس بتی خرید سکتے ہیں؟

جواب(۴/۲۹۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

زکوۃ کی رقم سے پیٹرومیکس بتی خرید کرکسی بھی انجمن یا ادارہ میں نہیں دینی چاہئے،زکوۃ ادانہیں ہوگی،اگرکسی غریب کوزکوۃ کی رقم دےکراس کومکمل مالک بنادیا گیا ہوپھر وہ اپنے اختیار سے پیٹرومیکس بتی خریدکر جہاں دینا چاہے دے سکتا ہے،یاکسی زکوۃ کے حقدارآدمی کوپیٹرومیکس بتی دےکرمکمل مالک بنایا گیا ہوتووہ اپنے اختیار سے جہاں دینا چاہے دے سکتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۲۹۷(عالمگیری:۱/۱۷۰)

سادات کوزکوۃ دے سکتے ہیں یانہیں؟

سوال(۵/۳۰۰):-کسی سید کا خاندان پریشان حال ہواورکسی طرف سے مالی امداد نہ ملنے کی وجہ سے وہ پریشان ہوتواس کوزکوۃ کی رقم سے مدد کرسکتے ہیں؟

جواب(۵/۳۰۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

آج کل بعض علماء نے سادات کوزکوۃ دینے کا فتوی دیا ہے،مگرمحتاط علماء منع فرماتے ہیں،اس میں سادات کی توہین ہے،حلال مال سے سادات کی مدد کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فتاوی دارالعلوم:۶/۲۳۷)

سادات کوزکوۃ دے سکتے ہیں یانہیں؟

سوال(۶/۳۰۱):-سادات کوزکوۃ دے سکتے ہیں یانہیں؟

جواب(۶/۳۰۱):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سادات کوصدقۂ واجبہ(زکوۃ،صدقۂ فطر وغیرہ)دینا جائز نہیں،اس لیے زکوۃ،فطرہ ادانہیں ہوگا،دوبارہ دینے پڑیں گے۔اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے،زکوۃ مال کا میل ہے،سادات کی شان کے خلاف ہے،ان کی توہین ہے۔فقط.واللہ اعلم بالصواب۔

(عن عبدالمطلب بن ربيعة قال قال رسول الله ا ان هذه الصدقات انماهى او ساخُ

الناسِ وانها لاتحل لمحمدو لالال محمدرواه مسلم۔ (مشکوۃ:ص۱۶۱)

غریب بیوہ سیدہ کوزکوۃ دینا:-

سوال(۷/۳۰۲):- ایک آدمی چشتی سید ہے،ان کی ایک عورت اورایک لڑکا ہے،چشتی سید کا انتقال ہو گیا تواس عورت اوراس کے بیٹے کوزکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب(۷/۳۰۲):-حامدا ومصلیا ومسلما،هوالموفق للصواب.

مرحوم چشتی سید کی غریب بیوہ کوزکوۃ دے سکتے ہیں،ان کی اولاد کوزکوۃ دینا جائزنہیں، کیوں کہ اولاد کا نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے ان کی اولاد بھی سید کہلائیگی،اس میں ماں کا اعتبار نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۲/۲۷،فتاوی داراعلوم:۶/۲۳۷)

ولايدفع الى بنى هاشم وهم آل على وآل عباس وآل جعفر۔۔۔(عالمگیری:۱۸۹/۱)

مجبور سید کوزکوۃ دینا:-

سوال(۸/۳۰۳):- ایک سید جوغریب اورآٹھ دس ہزار کا مقروض ہے اس کومکان بنانے کے لئے زکوۃ فطرہ صدقہ اورسود کی رقم سے مدد کی جاسکتی ہے؟اسی طرح سید کی لڑکی بیوہ ہے اوراس کی تین لڑکیاں ہے،اس کے والدین کی طرف سے کوئی امدادنہیں ملتی،اس کی امداد کے لئے زکوۃ،صدقہ،فطرہ اورسودی رقم کے ذریعہ امداد کرسکتے ہیں؟

جواب(۸/۳۰۳):-حامدا ومصلیا ومسلما،هوالموفق للصواب.

زکوۃ،صدقۂ فطر،مال کا میل ہونے کی وجہ سے سید کونہیں دے سکتے،اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔پاکیزہ اورحلال مال سے امداد کرنی چاہئے۔مگر مذکور مجبور سید کے لئے علماء متأخرین نے اجازت دی ہے۔اگر واقعۃ سید اقتصادی طور پرسخت تکلیف میں ہوتو بدرجۂ مجبوری زکوۃ،صدقۂ فطر لے سکتا ہے۔بغیر ضرورت کے پرہیز کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔ (فتاوی دارالعلوم:۶/۲۳۷)

واحترزبجميع ماذكرعن الكافروالغنىّ والهاشمى ومولاه۔ (شامی:۱۷۲/۳)

زکوۃ اورفطرہ میں کیا فرق ہے؟وہ کس پرواجب ہوتا ہے؟

سوال(۹/۳۰۴):- (الف) زکوۃ اورصدقۂ فطر میں کیا فرق ہے؟وہ کس پرواجب ہوتا ہے؟کب اور

کتنی مقدار میں؟ مثال کے طور پر ایک آدمی تنخواہ میں سے جیب خرچ کی مقدار اپنے پاس رکھ کر بقیہ رقم اس کی ماں کو دے دیتا ہے، اس آدمی کے پاس جو پانچ روپیہ تنخواہ میں سے کٹتے ہیں اس کے سوا کچھ بچتا نہیں ہے۔ مگر اس کی بیوی کے پاس تین تولہ سونے کا زیور اور اس کے پاس ڈیڑھ تولہ سونے کی انگوٹھی کل مل کر ساڑھے چار تولہ سونا ہوتا ہے، تنخواہ میں جو پانچ روپیہ کٹتے ہیں اس کا آج تک کا مجموعی حساب ۷۰ سے ۸۰ روپیہ ہوتا ہے، تو مذکور آدمی کو زکوۃ دے سکتے ہیں کہ نہیں؟ اور اس کے ذمہ صدقۃ الفطر کی ادائیگی ہے کہ نہیں؟ صدقۃ الفطر کا جو نصاب ہے وہی زکوۃ کا نصاب ہے؟

(ب) دیگر ایک آدمی کے پاس تین مکان ہیں، ایک مکان استعمال کا ہے اور دو مکان کرایہ پر دیئے ہیں، کرایہ کی آمدنی اور تنخواہ سے مکان کا خرچ نکلتا ہے، اور آج کل میونسی پالیٹی کا ٹیکس اتنا زیادہ ہے کہ کرایہ کی رقم سے اگر اس کا ٹیکس بھریں تو کچھ بچتا نہیں ہے، اور ادھر اودھر سے خرچ نکالنا پڑتا ہے۔ تو اس کے متعلق وہ آدمی کرایہ دار کے پاس سے قرض لے کر زکوۃ اور صدقۃ فطرہ ادا کر سکتا ہے؟ تنخواہ میں سے ہر ماہ سوا روپیہ زکوۃ کے لئے نکالے تو چل سکتا ہے؟

جواب(۹/۳۰۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

(الف) زکوۃ مخصوص قسم کے مال اور مخصوص قسم کے نصاب پر واجب ہوتی ہے، جو نامی ہو۔ جیسا کہ سونا چاندی، جانور اور تجارت کا مال وغیرہ۔ اور اس پر سال کا گزرنا شرط ہے، اور صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے عید الفطر کی فجر کے وقت اپنی خاص ضرورتوں سے زائد مطلق نصاب کا ہونا ضروری ہے۔ نامی ہو یا غیر نامی! جیسا کہ بغیر ضرورت کا فرنیچر اور برتن۔ اور اس پر سال کا گزرنا بھی شرط نہیں ہے۔

جس آدمی کی مثال سوال میں درج کی ہے اس پر زکوۃ، صدقۃ الفطر کی ادائیگی لازم ہے۔ سونے کی قیمت چاندی کی قیمت کے ذریعہ مانی جائے تو چاندی کا نصاب بڑھ جائیگا۔ لہذا زکوۃ اور صدقۃ الفطر ادا کرنا پڑیگا۔

(الزکوة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذاملك نصاباملكاتاما۔ (ہدایہ:۱/۱۸۵)(وسببه) أي سبب افتراضها(ملك نصاب حوليّ)۔(شامی:۳/۱۷۴)

(ب) اس پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔ ہر ماہ زکوۃ دینا فرض نہیں، نصاب پر سال گزر جانے کے بعد

زکوۃ فرض ہوگی۔عیدالفطر کے دن فجر کے وقت اصلی ضرورت سے زائد نصاب ہوگا تو صدقۃ الفطر واجب ہوگا۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضاً (شامی:۳/۴/۱۷)

امانت کی زکوۃ:-

سوال(۱۰/۳۰۵):- بیرون ملک کی امانت کی رقم اپنے پاس ہو اور اس پر مکمل سال گزر جائے تو اس پر زکوۃ فرض ہوگی کہ نہیں،جس کی امانت ہے اس نے کچھ بھی نہیں کہا ہے،اس کی اجازت کے بغیر زکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب(۱۰/۳۰۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اس امانت کی رقم کی زکوۃ تمہارے ذمہ واجب نہیں،لہذا اصل مالک کی اجازت کے بغیر زکوۃ نہ دیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً (شامی:۳/۴/۱۷)

دوران سال حاصل ہوئی رقم کی زکوۃ:-

سوال(۱۱/۳۰۶):- میری دوکان میں چودہ سو روپیہ کا مال سامان ہے اس میں سے نقد روپیہ آٹھ سو ہے تو اس کی زکوۃ کس طرح دینی چاہئے؟

جواب(۱۱/۳۰۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

دوران سال حاصل کی ہوئی آمدنی کو رأس المال کے ساتھ ملا دیا جائے،رأس المال پر جب سال مکمل ہوجائے تب سب (اصل مال اور نفع اور بیچے ہوئے مال کی قیمت) کی زکوۃ ادا کی جائے،حاصل کلام یہ ہے کہ سال کے درمیان میں حاصل شدہ رقم کی زکوۃ کے لئے علیحدہ طور پر سال کا گزرنا ضروری نہیں، اصل رقم کے تابع ہوگا۔فقط واللہ اعلم۔

ومن كان له نصاب فاستفادفي اثناء الحول من جنسه ضمه اليه وزكاه به۔ (ہدایہ:۱/۱۹۳)ومن كان له نصاب فاستفادفي اثناء الحول مالاالخ۔(عالمگیری:۱/۱۷۵)

زکوۃ دیتے وقت نیت:-

سوال(۱۲/۳۰۷):- زکوۃ دیتے وقت نیت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟اور دیتے وقت زکوۃ لینے والے کو یہ زکوۃ کا مال ہے کہنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب(۱۲/۳۰۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

آپ کے ذمہ فرض شدہ زکوۃ کی مکمل رقم حساب کر کے الگ نکالی ہوتو دیتے وقت بار بار نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ کیوں کہ پہلی مرتبہ نیت کر کے زکوۃ کی رقم الگ کر لی گئی ہے۔اور اگر زکوۃ کی رقم الگ نہ نکالی ہوتو دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرنا ضروری ہے۔اور زکوۃ لینے والے کو''یہ زکوۃ کا مال'' ہے ایسا کہنا بھی ضروری نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔

وأماشرط ادائهافنية مقارنة للاداء أولعزل ماوجب۔ (عالمگیری:۱/۱۷۰)

(وشرط ادائهافنية مقارنة له)۔ (شامی:۳/۱۸۷)

زکوۃ کی رقم کے بدلہ اناج دینا:-

سوال(۱۳/۳۰۸):-زکوۃ کی نقد رقم دینے کے بجائے اتنی رقم کا اناج، کپڑا دینا کیسا ہے؟

جواب(۱۳/۳۰۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ہاں۔دے سکتے ہیں،زکوۃ کی نقد رقم دینے کے بجائے اتنی رقم کا غلہ یا کپڑا دے سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔(تمليك) خرج الإباحة،فلوأطعم يتيما---الاإذادفع إليه المطعوم(شامی:۳/۱۷۱)

زکوۃ دینے کے لئے شوہر کے پاس سے رقم لینا:-

سوال(۱۴/۳۰۹):-اپنی بیوی کے زیورات کی زکوۃ بیوی ادا کرے یا شوہر؟ عورت کو اگر زکوۃ ادا کرنا ہوتو اپنے والدین سے لے یا اپنے شوہر سے؟

جواب(۱۴/۳۰۹):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

عورت کے پاس اپنی ملکت کا زیور ہو اور اس پر سال گزر جائے تو عورت پر اس کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہو جائیگا۔کیوں کہ زکوۃ اس پر فرض ہے،اس کے شوہر پر نہیں۔اگر زیورات شوہر کی ملکت ہو اور عورت کو صرف استعمال کے لئے دیے ہوں(جیسا کہ گجرات میں عام رواج ہے)تو اس کی زکوۃ کی ادائیگی شوہر کے ذمہ ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۰۴(شامی:۳/۱۷۴)

زیورات کی زکوۃ شوہر کے ذمہ یا بیوی کے؟

سوال(۱۵/۳۱۰):-ایک عورت اپنے والدین کے یہاں سے کچھ سونے کے زیورات لائی ہے، اس

سونے پر اگر زکوۃ واجب ہوتو اس سونے کی زکوۃ کی ادائیگی شرعی طور پر اس عورت کے شوہر کے ذمہ ہے؟ اگر شوہر زکوۃ کی ادائیگی کا انکار کرے تو گنہگار ہوگا؟ اور اگر بیوی اپنی طرف سے شوہر کے زیورات کی زکوۃ اپنی راضی خوشی سے ادا کرے تو عورت کی طرف سے زکوۃ ادا ہوگی؟

جواب(۱۵/۳۱۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

زیورات کی مالک عورت ہونے کی وجہ سے عورت کے ذمہ زکوۃ کی ادائیگی ہے، شوہر اس کا ذمہ دار نہیں، لہذا اگر شوہر زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کرے تو گنہگار نہیں ہوگا۔ البتہ شوہر عورت کی اجازت لے کر زکوۃ ادا کرے تو زکوۃ ادا ہو جائیگی۔ اجازت کے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۰۴ (شامی:۳/۱۷۴)

زکوۃ کب فرض ہوگی؟

سوال(۱۶/۳۱۱):- زکوۃ کب فرض ہوگی؟ سال بھر میں کسی متعین مہینہ میں یا دن میں؟ اس کی تفصیل لکھیں؟

جواب(۱۶/۳۱۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

زیورات یا جمع شدہ رقم یا تجارت کا مال ہو ان سب پر سال گزر جانے کے بعد زکوۃ فرض ہوتی ہے۔ رمضان سے رمضان یا محرم سے محرم حساب کرلیا جائے۔ سال گزرنے سے پہلے زکوۃ فرض نہیں ہوتی ہے مگر زکوۃ کی رقم پیشگی ادا کرنا چاہے تو ادا کرسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

شرط افتراض أدائها(حولان الحول)وھو فی ملكه۔ (شامی:۳/۱۸۶)

زکوۃ کی رقم سے مسجد ومدرسہ کی تعمیر:-

سوال(۱۷/۳۱۲):- زکوۃ کے پیسوں سے مدرسہ اور امام صاحب کا مکان بنا سکتے ہیں؟ اگر حیلہ کر کے مکان بنانے کی گنجائش ہو تو جس آدمی کے پاس حیلہ کروایا جائے اس کا زکوۃ کا حقدار ہونا ضروری ہے؟ یا ہر کس وناکس سے حیلہ کروا سکتے ہیں؟

جواب(۱۷/۳۱۲):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

زکوۃ، صدقۂ واجبہ وغیرہ کی رقومات سے مسجد یا مدرسہ کی عمارت بنانا جائز نہیں ہے، اس میں زکوۃ

کے حقداروں کو مالک بنانا شرط ہے۔در مختار میں اس کا حیلہ ذکر کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے زکوۃ کے حقدار آدمی کو مالک بنادیا جائے پھر وہ حقدار آدمی اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ میں دے۔امام صاحب اگر زکوۃ کے حقدار ہوں تو دے سکتے ہیں، ان کا مکان بنا سکتے ہیں، ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔فقط واللہ اعلم۔

(لا)یصرف (إلی بناء)نحو(مسجدو)لاإلی (کفن میت وقضاء دینه)۔

(شامی:۲۹۱/۳) ولایجوزأن یبنی بالزکاةالمسجدو کذاالقناطر۔(عالمگیری:۱۸۸/۱)

مسجد کی تعمیر میں زکوۃ:-

سوال(۱۸/۳۱۳):-زکوۃ کی رقم مدرسہ، مسجد کی تعمیر کے لئے دے سکتے ہیں؟ زکوۃ کے حقدار کون ہیں؟

جواب(۱۸/۳۱۳):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

زکوۃ کی ادائیگی کے لئے مالک بنانا شرط ہے، لہذا مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، زکوۃ دینے سے ادا نہیں ہوگی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنا پڑیگی۔زکوۃ کے سات حقداروں میں سے کسی ایک کو مالک بنایا جائے تو ہی زکوۃ ادا ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر۳۱۲ (شامی:۲۹۱/۳)

فائدہ: زکوۃ کے حقدار فقیر، مسکین، مقروض، مسافر ہیں۔قرآن نے جن اور تین شخصوں کا ذکر کیا ہے وہ موجودہ زمانہ میں پائے نہیں جاتے۔(مؤلف)

زکوۃ کی رقم سے مکان تعمیر کردینا:-

سوال(۱۹/۳۱۴):-زکوۃ کی رقم تعمیرات کے لئے درست نہیں ہے، مگر ایک آدمی کہتا ہے کہ میرے پاس زکوۃ کے ۲۵۰۰۰ روپیہ ہیں تو اس رقم سے مکان بنا کر زکوۃ کے حقدار آدمی کو دے کر مالک بنادیا تو زکوۃ ادا ہوگی؟

جواب(۱۹/۳۱۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

زکوۃ ادا ہوجائیگی، مالک بنانا شرط ہے۔زکوۃ کی رقم سے مسجد مدرسہ کی تعمیر نہیں کی جاسکتی۔گھر کی تعمیر کرکے کسی غریب کو مالک بنا کر دے دیا جائے تو زکوۃ ادا ہوجائیگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر۳۱۲ (شامی:۲۹۱/۳۔عالمگیری:۱۸۸/۱)

زکوۃ کی رقم سے مکان تعمیر کر دینا:-

سوال(۲۰/۳۱۵):- ہمارے پاس زکوۃ کے پیسے ہیں اور ہمارے کرایہ دار دو عورتیں ہیں ان میں سے ایک عورت کی دو لڑکیاں ہیں اور دوسری عورت کے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے دوسرے نمبر کی عورت لوگوں کے یہاں کام کر کے اپنا گزارہ کرتی ہے اور وہ زکوۃ لیتی ہے۔ دوسرے دو کرایہ دار رکشا چلا کر اپنا گزارہ کرتے ہیں، ان کو زکوۃ کی رقم سے زمین خرید کر مکان بنا کر مالک بنا دیا جائے تو زکوۃ ادا ہوگی؟

جواب(۲۰/۳۱۵):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور کرایہ دار زکوۃ کے حقدار ہوں تو ان کو زکوۃ دے سکتے ہیں، مالدار کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔ حقدار کو زکوۃ کے پیسے سے مکان بنا کر مالک بنا دینے سے زکوۃ ادا ہو جائیگی۔ مالک بنانا شرط ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۱۲ (شامی: ۲۹۱/۳۔ عالمگیری: ۱۸۸/۱)

زکوۃ کی رقم سے مکان تعمیر کر دینا:-

سوال(۲۱/۳۱۶):- زکوۃ کی رقم سے غریبوں کو مکان بنا کر دے سکتے ہیں؟

جواب(۲۱/۳۱۶):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

زکوۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک (حقدار کو مالک بنانا) شرط ہے۔ ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ زکوۃ کی رقم سے براہ راست مکان کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ پہلے غریب کو زکوۃ دے کر مالک بنا دیا جائے پھر وہ غریب بذات خود یا آپ اس کے پاس سے پیسے لے کر مکان کی مرمت کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۱۲ (شامی: ۲۹۱/۳۔ عالمگیری: ۱۸۸/۱)

زکوۃ کی رقم سے رفاہی کام کرنا:-

سوال(۲۲/۳۱۷):- ہمارے پاس زکوۃ کی رقم ہے اس زکوۃ کی رقم سے عام لوگوں کے لئے پانی کے نل لگوانا چاہتے ہیں تو مذکور زکوۃ کی رقم سے عام فائدہ کے لئے نل وغیرہ لگانے میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب(۲۲/۳۱۷):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

زکوۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک (حقدار کو مالک بنا دینا) شرط ہے۔ ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی، لہذا مذکور کام میں زکوۃ کی رقم استعمال نہیں کر سکتے۔ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر۳۱۲ (شامی:۲۹۱/۳۔عالمگیری:۱۸۸/۱)

مدرسہ اور قبرستان کے کام کے لئے زکوۃ:-

سوال(۲۳/۳۱۸):- ہم نے غریب لوگوں کے فلاح و بہبود کے لئے ایک کمیٹی بنائی، ایک مدرسہ جاری کیا، جس میں پچاس بچے تعلیم لیتے ہیں، اس مدرسہ کو جاری رکھنے کے لئے اور جماعت کے ایک پرانے قبرستان کی مرمت وغیرہ کے لئے ہم چندہ کرنا چاہتے ہیں، اور اس چندہ کی رقم میں زکوۃ، صدقہ، للہ، صدقۃ الفطر، چرم قربانی ملے اسی طرح غیر مسلم کے پاس سے کوئی رقم ملے یا نکاح خوانی کی آمدنی یا سود کی رقم ملے تو ہمیں ان رقومات کو کس طور پر استعمال کرنا چاہئے؟

جواب(۲۳/۳۱۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

صدقات واجبہ یعنی زکوۃ، صدقۂ فطر وغیرہ کی ادائیگی کے لئے اس رقم کو غریب حقدار آدمی کو مالک بنادینا شرط ہے۔لہذا مدرسہ میں یہ رقم نہیں استعمال کرسکتے۔مدرس کی تنخواہ بھی نہیں دے سکتے، البتہ نفلی صدقہ، للہ رقم یا غیر مسلم کی دی ہوئی رقم استعمال کرسکتے ہیں۔سود کی رقم بھی ایسے کاموں میں استعمال نہیں کرسکتے، یہ بھی غریبوں کا حق ہے۔چرم قربانی بخشش میں ملے ہوں تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت استعمال کرسکتے ہیں، ورنہ جائز نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر۳۱۲ (عالمگیری:۱۸۸/۱)

زکوۃ کے حقدار کون ہیں؟

سوال(۲۴/۳۱۹):- زکوۃ کے حقدار کون ہیں؟ زکوۃ کن کو دے سکتے ہیں؟

جواب(۲۴/۳۱۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

زکوۃ کے حقدار کے متعلق قرآن شریف میں جو ذکر آیا ہے اس میں سے فقیر، مسکین کو دے سکتے ہیں۔شریعت کے اعتبار سے جو نصاب کا مالک ہو اس کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔مقروض کو دے سکتے ہیں۔ مسافر (جس کے پاس سفر خرچ نہ ہو اس مسافر) کو دے سکتے ہیں، چاہے وہ اپنے وطن میں مالدار ہی کیوں نہ ہو! اپنے والدین اور اولاد کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۲۹۶ (شامی:۲۸۳/۳)

زکوۃ کے سات حقدار ہیں:-

سوال(۲۵/۳۲۰):-زکوۃ کے سات حقدار کون ہیں؟

جواب(۲۵/۳۲۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

زکوۃ کے حقدار سات ہیں۔(۱)فقیر(۲)مسکین(۳)زکوۃ وصول کرنے والا(۴)مکاتب غلام (۵)قرض دار(۶)اللہ کے راستے میں یعنی جہاد یا حج کا توشہ اور سواری سے محروم ہو گیا ہو(۷)مسافر: جس کے پاس ضرورت کے بمقدار خرچ نہ ہو، چاہے وہ اپنے وطن میں مالدار ہو! فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۲۹۶(شامی:۲۸۳/۳)

کمپنی کے شیروں پر زکوۃ فرض ہے؟

سوال(۲۶/۳۲۱):-کسی بھی کمپنی کے شیر خریدے ہوں جس کی آمدنی اور اصل قیمت ہمیشہ ایک نہیں ہوتی، بازار کے دام کے مطابق کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور آمدنی بھی اسی کے مطابق کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔ایسی کمپنیوں کے شیروں میں اصل روپیوں پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟اسی طرح مذکور شیر کی آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟یا دونوں پر زکوۃ معاف ہے؟شریعت کے اعتبار سے تفصیلی جواب عنایت فرمائیں؟

جواب(۲۶/۳۲۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

جو شیر والی کمپنی تجارت کرتی ہو جیسے روئی، کپڑے وغیرہ ایسی کمپنی کے شیروں کی قیمت پر سال گزرنے پر زکوۃ واجب ہوگی۔اور جو کمپنیاں بحری جہاز اور موٹر وغیرہ کرایہ پر دینے کا کام کرتی ہے تو ان کمپنیوں کے شیروں کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔زکوۃ واجب ہونے کے وقت جو قیمت ہوگی اس پر اعتبار ہوگا،اور مذکورہ کمپنیوں میں زمین، مکان، مشینری ہوتی ہے اس کو منہا کرنے کے بعد شیروں کی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔(کمپنی کے روئیداد میں وہ ساری تفصیل موجود ہوتی ہے) آمدنی سال کے درمیان میں اگر خرچ کر ڈالی ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، جو آمدنی جمع کی گئی ہو اس پر سال گزرنے پر زکوۃ واجب ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(نظام الفتاوی:ص ۱۰۸)

تجارتی کمپنیوں کے شیروں پر زکوۃ واجب ہے:-

سوال(۲۷/۳۲۲):- شیروں کی اصل قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شیروں پر زکوۃ واجب نہیں ہے، آج کل شادیوں میں بھی ایسی رسم ہوگئی ہے کہ سونے چاندی کے زیورات دینے کے بجائے شیر دینا بہتر سمجھتے ہیں کہ جس کی آمدنی ملتی رہے اور زکوۃ بھی نہ دینی پڑے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی؟ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور اگر زکوۃ واجب ہوتی ہو تو اس کا حساب کس طرح کرنا چاہئے؟ کیوں کہ شیروں کے دام کم وبیش ہوتے رہتے ہیں، مثال کے طور پر ایک کمپنی نے جب شیروں کو ظاہر کیا تب ایک شیر کی قیمت دس روپیہ تھی اس وقت زید نے پچاس شیر خریدے جو کل پانچ سو روپے کے تھے، اس کا دام بڑھ گیا تب احمد نے بیس روپیہ کے حساب سے شیر خریدے تو وہ ہزار روپیہ کے ہوگئے اور آج اس کا دام ایک شیر کے چالیس روپے ہیں تو دونوں کو کس طرح زکوۃ ادا کرنا چاہئے؟

بعض مرتبہ بونس کی وجہ سے بھی شیر کی قیمت میں زیادتی ہوتی ہے، بعض مرتبہ اصل قیمت کم ہوجاتی ہے اور خرید قیمت سے بھی کم ہوجاتی ہے، مثال کے طور پر ایک کمپنی نے سو روپیہ کے ایک شیر کے حساب سے شیر ظاہر کئے اب سعید نے اصل قیمت کے مطابق پانچ شیر خریدے جو پانچ سو روپے کے ہوئے بعد میں دام بڑھ گیا اور ایک سو بیس روپے ہوگئے تب عمر نے پانچ شیر خریدے، جو چھ سو روپے کے ہوئے تھے اب قیمت کم ہوگئی اور نوے ہوگئے دونوں کو زکوۃ کس طور پر ادا کرنا چاہئے؟

جواب(۲۷/۳۲۲):- حامدا ومصلیا ومسلما، ھو الموفق للصواب.

تجارتی کمپنی کے شیروں یا نفع سے بیچنے کے لئے خریدے ہوئے شیروں پر زکوۃ واجب ہوگی کیوں کہ یہ تجارت کے مال کے حکم میں ہے، سال کے گزرنے پر زکوۃ واجب ہوگی، اس وقت شیروں کا دام جو بازار میں ہو اس کے مطابق زکوۃ دے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (نظام الفتاوی: ص ۱۰۸)

چار تولہ سونا اور نقد رقم ہو تو؟

سوال(۲۸/۳۲۳):- ایک آدمی کے پاس ۱۰۰۰ روپیہ نقد ہے اور چار تولہ سونا ہے تو کیا اس کو سونے کی بھی زکوۃ دینا پڑے گی؟ نصاب تو ساڑھے سات تولہ سونا ہے!

جواب(۲۸/۳۲۳):- حامدا ومصلیا ومسلما، ھو الموفق للصواب.

یہ ہزارروپیہ نقداور چارتولہ سونا کی قیمت دونوں مل کر چاندی کے نصاب کی قیمت تک اگر پہونچ جاتا ہے تو زکوۃ فرض ہوجائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

يعتبرأن يبلغ وزنهمانصاباو لايعتبرفيه القيمة بالاجماع الخ۔۔۔۔۔(عالمگیری:۱/۱۷۹)

سونااور چاندی نصاب سے کم ہوتو؟

سوال(۲۹/۳۲۴):-ایک آدمی کے پاس ساڑھے چارتولہ سونا ہےاور نقد چارسوروپیہ ہےاوردس گرام چاندی ہے۔تواس پرزکوۃ واجب ہوگی کہ نہیں؟

جواب(۲۹/۳۲۴):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اگر کسی کے پاس محض سونا یا محض چاندی نصاب سے کم ہوتو اس کی قیمت نہیں دیکھی جائیگی؛اس پرزکوۃ فرض نہیں ہوگی۔البتہ سونا اور چاندی دونوں ہوتو قیمت لگا کر چاندی کا نصاب پورا ہوجاتا ہوتو زکوۃ واجب ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)يضم (الذهب إلى الفضة)وعكسه بجامع الثمنية (قيمة)۔ (شامی:۳/۲۳۴)

صرف دوتولہ سونا پرزکوۃ واجب ہے؟

سوال(۳۰/۳۲۵):--موجودہ دور میں کتنا تولہ سونا ہوتو اس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے؟بہت سے معتبر آدمیوں کا یہ کہنا ہے کہ موجودہ دور میں صرف دوتولہ سونا ہوتو اس پر زکوۃ واجب ہوجاتی ہے؛ کیوں کہ موجودہ زمانہ میں سونے کا بھاؤ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے،اس لئے دوتولہ سونا کا مالک بھی مالدار سمجھا جائیگا۔ حاصل کلام یہ کہ پہلے زمانہ کے سات تولہ سونے کے قیمت آج کل دوتولہ سونے کی قمیت جتنی ہوتی ہے، اس لئے آج کل کے دوتولہ سونے کے مالک پربھی زکوۃ واجب ہوگی،ایسا سنا ہےاس لئے آپ تفصیلی حکم بیان فرمائیں۔

جواب(۳۰/۳۲۵):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

کسی آدمی کے پاس صرف سونا ہی ہوتو ساڑھے سات تولہ(یا اس سے زیادہ) ہوگا تو زکوۃ واجب ہوگی،(نہیں تو نہیں) سونے کی قیمت کا اعتبار نہیں کیا جائیگا،البتہ اس کے ساتھ تھوڑی چاندی یا نقد رقم ہوتو سونے کی قیمت بازاری بھاؤ کے مطابق نکال کر نقد رقم میں ملانے سے اگر ساڑھے باون تولہ

چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاوے تو زکوۃ واجب ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ولوله نصب) كأن يكون عنده دراهم ودنانير۔ (شامی:۳/۱۷۴)

زکوۃ میں سے خرچ وصول کرنا:-

سوال(۳۱/۳۲۶):-ہمارے یہاں ایک مسلم ادارہ ہے جس کا اہم مقصد گاؤں کے مسلمانوں کی دامے، درمے حتی الامکان مدد کرنا ہے، اس ادارہ میں زکوۃ، چرم قربانی، پیسے اور للہ رقم جمع رہتی ہے؛ اس پیسوں میں سے غلہ اور کپڑے اور نقد روپیوں کے ذریعہ مدد کی جاتی ہے؛ غلہ اور کپڑے باہر گاؤں سے لانے میں کرایہ اور مزدوری وغیرہ کا جو خرچ ہوتا ہے وہ خرچ زکوۃ یا چمڑوں کی قیمت میں سے اگر وصول کرلیں تو چل سکتا ہے؟ اور یہ خرچ کس رقم سے وصول کرنا چاہئے؟

جواب(۳۱/۳۲۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

یہ خرچ (کرایہ اور مزدوری وغیرہ) واجب صدقہ (زکوۃ، صدقۂ فطر وغیرہ) سے وصول کرنا جائز نہیں ہے، اگر زکوۃ میں سے وصول کیا جائیگا تو اتنی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ للہ رقم میں سے یہ خرچ دیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وشرعًاتمليك الخ)----- فإنهاإيتاء ذلك القدر۔ (شامی:۳/۱۷۱)

زکوۃ کی رقم وکیل کے پاس جمع رہے:-

سوال(۳۲/۳۲۷):- جماعت کی کمیٹی کے ممبران جماعت کے لوگوں کے پاس سے جماعت کے حقدار لوگوں کے فائدہ کے لئے زکوۃ وصول کرتے ہیں؛ مگر مذکور رقم فوری طور پر استعمال نہیں کی جاتی، اور اس کمیٹی کے ممبروں کے پاس ایک دو سال امانت رکھنے کے بعد حقدار لوگوں کو دی جاوے تو کیا زکوۃ دینے والے بھائیوں کی زکوۃ اسی وقت ادا ہو جائیگی؟

جواب(۳۲/۳۲۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حتی الامکان زکوۃ کی رقم جلدی ادا کرنا ضروری اور بہتر ہے، کمیٹی والوں کو ملی ہوئی زکوۃ آہستہ آہستہ خرچ کرنا بھی جائز ہے۔مگر جب تک زکوۃ کی رقم اس کے حقدار کو نہیں دی جاتی وہاں تک زکوۃ ادا نہیں ہوگی؛ کیوں کہ جماعت کے ممبران زکوۃ دینے والوں کے وکیل ہیں۔صرف وکیل کے قبضہ میں

آ جانے سے زکوۃ ادانہیں ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ثم قیل ھی واجبة علی الفور لانه مقتضی مطلق الامر وقیل علی التراخی۔(ہدایہ:۱۸۶/۱)

ادارہ میں دی ہوئی زکوۃ کب ادا ہوگی؟

سوال(۳۳/۳۲۸):- ہمارے گاؤں میں ایک ادارہ ہے جو ادارہ غریبوں کو دوائی، کپڑے، نقد رقم دیتا ہے؛ تجہیز و تدفین وغیرہ کا خرچ بھی دیتا ہے؛ اور وہ ادارہ رمضان شریف میں للہ اور زکوۃ کی رقم کا چندہ کر کے وصول کرتا ہے اور وہ رقم لمبے زمانہ تک جمع رہتی ہے اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ جس کا تفصیلی جواب عنایت فرمائیں؟

جواب(۳۳/۳۲۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

زکوۃ جب تک حقدار کو دے کر مالک نہ بنایا جائے وہاں تک زکوۃ ادا نہیں ہوتی، مذکور ادارہ کے ممبران زکوۃ دینے والوں کے وکیل ہیں، غریب لوگ جب زکوۃ کے مالک بنیں گے تب زکوۃ ادا ہوگی، لہذا بہت جلد زکوۃ تقسیم کر دینی چاہئے، جمع نہ رکھیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۲۷ (ہدایہ:۱۸۶/۱)

ادارہ کے پاس جمع شدہ رقم کی زکوۃ:-

سوال(۳۴/۳۲۹):-کوئی یتیم خانہ یا مدرسہ یا کوئی ادارہ جیسے وہرہ سوسائٹی جیسے اداروں کے پاس لاکھ، دو لاکھ روپے جمع ہوں تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اگر اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے تو کونسی وجہ سے زکوۃ واجب نہیں؟

جواب(۳۴/۳۲۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

اداروں کے پاس جمع شدہ رقم پر زکوۃ فرض نہیں، کیوں کہ یہ مال خدا پاک کا ہے، مہتمم یا ناظم اس کے مالک نہیں ہے، اصل مالک نے اپنی ملکت سے نکال کر اللہ تعالی کے راستہ میں دے دی، مہتمم زکوۃ ادا کرنے کے وکیل ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(نظام الفتاوی:ص ۱۱۶)

دارالاقامہ میں زکوۃ کا استعمال:-

سوال(۳۵/۳۳۰):-ہمارا ادارہ دار الاقامہ چلاتا ہے، دار الاقامہ میں اطراف کے طلبہ رہ کر ہماری

اسکول میں دینوی تعلیم لیتے ہیں، دارالاقامہ میں رہ کر تعلیم لینے والے طلبہ دارالاقامہ کو کھانے کی فیس ۶۵ روپے اور آدھی فیس ۳۵ روپے دے کر اور بغیر فیس دینے والے طلبہ بھی رہتے ہیں، واقعتہً ایک لڑکی کا ماہانہ خرچ ہم کو تقریباً ایک سو دس روپیہ ہوتا ہے، مکمل لیتے ہوئے بھی ہر بچہ کے پیچھے ماہانہ ۴۵ روپے کا نقصان ہوتا ہے؛ اس نقصان کی تلافی کے لئے ہم چندہ کرتے ہیں۔ چندہ میں اکثر حصہ زکوۃ، صدقۂ فطر آتا ہے، للہ امداد بہت کم آتی ہے، غلہ اور بکری جیسی چیزیں بھی صدقہ کی ہوتی ہے تو اس طور پر صدقہ کی رقم اور بکرہ کو استعمال کرنا صحیح ہے؟

جواب(۳۵/۳۳۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

صدقۂ واجبہ (زکوۃ، صدقۂ فطر وغیرہ) مصرف (زکوۃ کے حقدار) ہی کو دے سکتے ہیں، ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی، مذکور ادارہ کے نقصان کی تلافی زکوۃ، صدقۂ فطر کے پیسوں سے بغیر حیلہ کے نہیں کر سکتے۔ حیلہ کی ترتیب یہ ہے کہ کسی غریب مسلمان کو للہ رقم میں سے قرض دے کر کہا جائے کہ مذکورہ ادارہ میں چندہ کے طور پر دے دو، پھر اس کو زکوۃ کی رقم دے کر قرض وصول کر لیا جائے؛ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو طلبہ فیس نہیں بھر سکتے ان کو زکوۃ دے کر فیس کے مد میں وصول کر لی جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وحیلة الجواز أن یعطی مدیونه الفقیر زکاته۔ (شامی:۳/۱۹۰)

مدرسہ میں کرایہ کی ادائیگی کے لئے زکوۃ دینا:-

سوال(۳۶/۳۳۱):-زکوۃ، صدقۂ فطر کی رقم مدرسہ کے مدرس کی تنخواہ میں دے سکتے ہیں؟ یہ رقم مدرسہ کے مکان کے کرایہ کے لئے دے سکتے ہیں؟

جواب(۳۶/۳۳۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

واجب صدقہ جیسے کہ زکوۃ، صدقۂ فطر وغیرہ مدرس کو تنخواہ کے طور پر نہیں دے سکتے، للہ صدقہ دینا چاہئے، زکوۃ کی رقم میں سے تنخواہ بھی نہیں دے سکتے، اور مدرسہ کا کرایہ بھی نہیں دے سکتے، کیوں کہ مالک بنانا شرط ہے، لہذا زکوۃ مسجد مدرسہ میں نہیں دے سکتے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضا: جواب نمبر:۳۲۶ (شامی:۳/۱۷۱)

چندہ کرنے والے کو زکوۃ میں سے کرایہ دینا:-

سوال(۳۷/۳۳۲):-ادارہ کے آدمی زکوۃ وصول کرنے کے لئے دیہاتوں میں جاتے ہیں، ان کا آنے

جانے کا کرایہ اور کھانے وغیرہ کا خرچ زکوۃ ہی کی رقم سے وصول کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں لے سکتے تو کونسی رقم میں سے وہ خرچ وصول کیا جائے؟

جواب(۳۷/۳۳۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

زکوۃ وصول کرنے کے لئے گئے ہوئے آدمیوں کا کرایہ اور کھانے کا خرچ زکوۃ میں سے وصول کرنا منع ہے؛ یہ لوگ عاملین یعنی اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کے لئے متعین کئے گئے آدمیوں کے حکم میں نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دار العلوم:۶/ ۲۰۸)

بے نمازی کو زکوۃ دیں یا نہیں؟

سوال(۳۸/۳۳۳):- ہمارے پاس زکوۃ کے پیسے ہیں، جو غریبوں کو تھوڑا تھوڑا دیتے ہیں، مگر وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں، تو ان کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟ ان کی بھی عادت بار بار مانگنے کی ہو جاتی ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۳۸/۳۳۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اگر وہ لوگ غریب (شریعت کے اعتبار سے نصاب کے مالک نہ) ہوں تو ان کو زکوۃ دے سکتے ہیں، زکوۃ ادا ہو جائیگی، مگر اپنے رشتہ داروں میں جو محتاج ہوں ان کو زکوۃ دینا افضل ہے اور ثواب بھی دوگنا ملے گا؛ ایک ثواب زکوۃ کا اور دوسرا ثواب صلہ رحمی کا؛ اس میں بھی نیک لوگوں کو ترجیح دینی چاہئے، اور اپنے یہاں جو لوگ محتاج ہونے کے باوجود اپنی عزت کے خاطر کسی کے سامنے دست درازی نہیں کرتے ایسے لوگوں کو تلاش کر کے زکوۃ دینی چاہئے، وہ لوگ زیادہ حقدار ہیں۔ مانگنے والے لوگ تو مانگ کر بھی اپنا پیٹ بھریں گے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امداد الفتاوی:۲/۱۲)

مؤذن صاحب کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

سوال(۳۹/۳۳۴):- مؤذن صاحب کو تنخواہ کے عوض میں زکوۃ دے سکتے ہیں؟

جواب(۳۹/۳۳۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

تنخواہ کے عوض زکوۃ، صدقۂ فطر دینا جائز نہیں ہے، زکوۃ و صدقۂ فطر ادا نہیں ہوگا، البتہ مؤذن صاحب غریب ہو اور زکوۃ کے حقدار ہو تو تنخواہ کے علاوہ حقدار ہونے کی حیثیت سے زکوۃ دے سکتے ہیں۔

فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۲۶(عالمگیری:۱/۱۷۰)

سودی قرض دینے والے کو زکوۃ دینا:-

سوال(۴۰/۳۳۵):-ایک مسلمان آدمی زکوۃ کا حقدار ہو اور اس کو زکوۃ کی رقم دی جاوے اور وہ آدمی زکوۃ کی رقم اور اپنی تجارت اور مزدوری کی رقم سے کچھ بچا کر بعض پیسے دوسروں کو سودی قرض کے طور پر دے تو اس آدمی کو زکوۃ دینا مناسب ہے یا نہیں؟ زکوۃ لینے والا زکوۃ دینے والے کے خاندان کا ہے۔تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴۰/۳۳۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اگر وہ سودی قرض دینے والا آدمی زکوۃ کا حقدار ہو یعنی ضرورت سے زائد نصاب کا مالک نہ ہو تو اس کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائیگی؛مگر ایسے آدمی کو زکوۃ دینا مناسب نہیں جیسا کہ جُوا کھیلنے والے، شراب پینے والے کو دینا مناسب نہیں ہے؛ کیوں کہ زکوۃ کی رقم سے جوا کھیلے گا،شراب نوشی کریگا،زکوۃ اور صدقہ نیک آدمی کو دینا بہتر ہے،اس میں بھی خاص کر کے ایسے لوگوں کو ترجیح دینی چاہئے جو شرم کی وجہ سے سوال نہیں کیا کرتے، اور اپنے خاندان کے رشتہ داروں کو زکوۃ دینے سے ثواب دوگنا ملے گا؛ایک زکوۃ صدقہ کا،دوسرا صلہ رحمی کا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ويبدأفي الصدقات بالأقارب۔ (شامی:۳/۲۹۳)

کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں:-

سوال(۴۱/۳۳۶):-زمین کی پیداوار سے چاول، جواری،گنہ،گیہوں،آم وغیرہ کی آمدنی ہو اس میں سے ہر سو روپے پر بعض رقم للہ اور بعض رقم صدقہ کے طور پر الگ رکھی ہے،تو للہ رقم مسجد میں دے سکتے ہیں؟ اور اسی میں سے حاجت مند بہت زیادہ غریب غیر مسلم کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۴۱/۳۳۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

للہ یعنی نفلی صدقہ میں سے مسجد میں دینا کوئی حرج نہیں، دے سکتے ہیں اور غیر مسلم حقدار کو بھی دے سکتے ہیں۔البتہ واجب صدقہ (زکوۃ،صدقۂ فطر،زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ وغیرہ) میں سے مسجد میں یا کافر کو دینا جائز نہیں۔صدقہ ادا نہیں ہوگا۔کیوں کہ مسجد اور کافر صدقۂ واجبہ کے حقدار نہیں ہے،نفلی

صدقہ دے سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ولا)تدفع (إلى ذمي)لحديث معاذ۔(شامی:۳۰۱/۳)حوالہ ایضاً جواب نمبر۳۱۲(عالمگیری:۱۸۸/۱)

زمین کی پیداور کی زکوۃ دینا:-

سوال(۴۲/۳۳۷):-ایک کیسان آدمی بارش کے پانی اور کنویں،نہر کے پانی سے زمین کو پانی پلاتا ہے، وہ زمین کی پیداوار کی زکوۃ کس طرح نکالے؟ سال ختم ہونے پر پیداوار کی جو رقم آئی ہو اس کی زکوۃ ادا کرے یا پیداوار کو زکوۃ میں دے؟اگر پیداوار پر زکوۃ ہو تو بارش کے پانی کی پیداوار کی زکوۃ کس طور پر نکالے؟اور نہر کنویں کے پانی سے پیداوار ہوئی ہو تو اس کی زکوۃ کیسے نکالیں؟

جواب(۴۲/۳۳۷):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

زمین کی دو قسمیں ہیں؛عشری اور خراجی،عشری اس زمین کو کہا جاتا ہے جو مسلمانوں کی ملکت میں نسلا بعد نسل چلی آرہی ہو اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور خراجی زمین کافروں کی زمین ہے جس میں خراج واجب ہوتا ہے،اس میں عشر واجب نہیں ہوتا۔

ہمارے ملک کی زمین کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف ہے بعض علماء اس کو خراجی سمجھتے ہیں، کیوں کہ حکومت ہمارے پاس سے محصول وصول کرتی ہے؛مگر محققین علماء کا قول ہے کہ عشری زمین میں سے محصول وصول کرنے کی وجہ سے عشر ادا نہیں ہوگا،احتیاط کے طور پر عشر ادا کر دینا چاہئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ہندوستان کی تمام زمینوں میں عشر واجب نہیں ہے۔بارش کے پانی کی پیداوار میں دسواں حصہ اور دیگر پانیوں سے سیراب کی ہوئی زمینوں کی پیداوار میں بیسواں حصہ واجب ہے۔جو زمینیں مسلمانوں کی ملکت میں چلی آئی ہو اس میں عشر ادا کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

تغلبي له أرض عشرية عليه العشر۔ (عالمگیری:۱۸۶/۱)(جواہر الفقہ:۲۶۲/۲)(نظام الفتاوی:ص۱۱۹)

غریب کیسان پر پیدوار کی زکوۃ:-

سوال(۴۳/۳۳۸):-ایک غریب کیسان ہے،وہ بڑی مشکلیوں سے اپنی زندگی بسر کرتا ہے ایسے غریب پر زمین کی پیداوار پر عشر واجب ہوگا؟

جواب(۴۳/۳۳۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اس کے پاس عشری زمین ہوتو پیداوار کا دسواں حصہ واجب ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فتاوی دارالعلوم:۶/۱۵۸،امدادالفتاوی:۲/۵۷،حوالہ ایضاً جواب نمبر۷ ۳۳ عالمگیری:۱/۱۸۶)

پیدوار کی زکوۃ:-

سوال(۴۴/۳۳۹):- پیداوار کی زکوۃ صاحب نصاب پر ہی واجب ہے؟ یا ہر کیسان پر؟ اگر ہماری زمین کسی اور کو مزارعت کے طور پر دے دی ہوتو پیداوار میں سے زکوۃ واجب ہوگی؟ دوسرا یہ کہ پیداوار میں کھانے کی چیزوں پر زکوۃ واجب ہوگی؟ یا دوسری چیزیں جو کھانے کے قبیل سے نہیں ہے اس (کپاس، بنولہ وغیرہ پیداوار) پر زکوۃ واجب ہوگی؟ پیداوار کا کتنا حصہ واجب ہوگا؟

جواب(۴۴/۳۳۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جو زمینیں مسلمانوں کی ملکت میں نسلا بعد نسل چلی آرہی ہو اس زمین کی پیداوار پر احتیاط کے طور پر عشر (پیداوار کا دسواں حصہ) واجب ہوگا۔ چالیسواں حصہ نہیں۔اس کے لئے نصاب شرط نہیں ہے۔جو کچھ بھی پیداوار ہو اس کا دسواں حصہ نکالا جائے۔کھانے کے قبیل سے ہوں یا دوسری چیزیں ہوں ہر ایک میں دسواں حصہ واجب ہے۔زمین کسی کو مزارعت کے طور پر دی ہوتو دونوں کے حساب کے مطابق دینا پڑیگی۔اور اگر زمین اجرت پر دی ہوتو اجرت پر لینے والے کے ذمہ زکوۃ واجب ہے۔فقط واللہ اعلم۔

(امدادالفتاوی:۲/۵۷)

پھلوں کی زکوۃ:-

سوال(۴۵/۳۴۰):- کھیت میں آم، کیلے، پپیتے کے درخت ہیں، ہر موسم میں جو پھل آتے ہیں اس کی زکوۃ کس طور پر نکالنی چاہئے۔

جواب(۴۵/۳۴۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

پھلوں کا دسواں حصہ یا اس کی قیمت دی جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۳۷۔(عالمگیری:۱/۱۸۶)

خودرو گھاس میں زکوۃ نہیں:-

سوال(۴۶/۳۴۱):- کھیت سے گھاس لائی جاتی ہے اور بیچی جاتی ہے،اور جانور بھی کھاتے ہیں،اس کی

زکوۃ کس طور پر نکالنی چاہئے؟

جواب(۴۶/۳۴۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

گھاس اگر بوئی ہوتو اس کا دسواں حصہ یا اس کی قیمت دینی پڑیگی۔خودروگھاس میں عشر واجب نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔الاالقصب والحطب والحشيش۔ (ہدایہ:۲۰۱/۱)

پرانی اورنئی رقم پر زکوۃ:-

سوال(۴۷/۳۴۲):-گذشتہ سال رمضان مہینہ میں میرے پاس دوسوروپئے تھے،اس کی زکوۃ میں نے نکالی تھی،اس سال میرے پاس ایک سوروپئے بڑھ کر تین سوروپئے ہوگئے ہیں تو اس سال مجھے کتنے روپیوں کی زکوۃ نکالنی پڑیگی؟

جواب(۴۷/۳۴۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

سال گزرجانے کے بعد جتنی رقم موجود ہونئی ہو یا پرانی،دونوں کو ملاکر زکوۃ دیناواجب ہے۔یعنی تین سوروپئے کی زکوۃ نکالنا پڑیگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)يضم(اذهب إلى الفضة)۔(شامی:۲۳۴/۳)ومن كان له نصاب ـ فاستفادفى اثناء الحول من جنسه۔(ہدایہ:۱۹۳/۱)ومن كان له نصاب فاستفاد۔(عالمگیری:۱۷۵/۱)

قرض کی وصولیابی کی امید نہ ہواس کی زکوۃ:-

سوال(۴۸/۳۴۳):-زکوۃ کے متعلق تفصیل تحریر فرمائیں؟زکوۃ کی رقم مسجد مدرسہ میں یا غریب،یتیموں کو دے سکتے ہیں؟زکوۃ کی رقم کو کون لے سکتے ہیں؟سونا،چاندی،برتن،مکان اور نقد رقم وغیرہ پر کس طور پر اور کتنی زکوۃ واجب ہے؟ایک ہی مکان رہائش کے لئے ہوتو اس پر زکوۃ واجب ہوگی؟تاجر کے پاس ایک سال کا حساب کرنے کے بعد جو رقم بچے اس کی کتنی زکوۃ دی جائے؟تاجر کے پاس کچھ مال موجود ہو اور کچھ رقم ہو اور کچھ رقم ایسی ہو کہ جس کی وصولیابی کی امید ہی نہ ہوتو اس کی زکوۃ نکالی جائیگی یا نہیں؟پیداوار پر کس طور پر اور کتنی زکوۃ واجب ہوگی؟

جواب(۴۸/۳۴۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مالدار آدمی جو شرعی اعتبار سے نصاب کا مالک ہو اس کے ذمہ ہر سال زکوۃ کی ادائیگی فرض ہے۔

نقد رقم ہو،سونے ،چاندی کے زیورات ہو،تجارت کا مال ہوان سب پر زکوۃ فرض ہوتی ہے۔اسی طرح سونے چاندی کے برتن ہوں اس پر زکوۃ واجب ہے۔جواہرات،یاقوت،موتی،زمین،مکان کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔مگر یہ چیزیں تجارت کے لئے ہوتو اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔جو کچھ قرض ہواس کو منہا کرنے کے بعد نصاب جتنی رقم یااس سے زائدرقم موجود ہواس پر زکوۃ واجب ہوگی۔سال گزرنے پر چالیسواں حصہ یعنی ہزار پر پچیس روپیہ زکوۃ ادا کرنی پڑیگی۔جو بالکل غریب اورمحتاج ہوان کو زکوۃ دی جائے؛اپنے والدین،اولاد،بیوی کو چھوڑ کر دوسرے جو رشتہ دار ہوں ان کو زکوۃ دے سکتے ہیں۔مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔غریب طلبہ کو زکوۃ دے سکتے ہیں۔اگر کوئی غریب آدمی زکوۃ کے مال کا مالک بن کر بذات خود وہ مسجد میں دینا چاہے تو وہ دے سکتا ہے۔جو قرض لوگوں کے ذمہ باقی ہواوراس کی وصولیابی کی امید ہواس کی زکوۃ نکالنا ضروری ہے،مگر اختیار ہے کہ وہ رقم جب وصول ہوتو اس کی زکوۃ دی جائے یاوصولیابی سے پہلے بھی اگر زکوۃ دے دے تو زکوۃ ادا ہوجائیگی۔وصولیابی سے پہلے زکوۃ ادا کردینا بہتر ہے کہ ذمہ سے ایک فرض ساقط ہوجائے۔اورجس قرض کی وصولیابی کی بالکل امید نہ ہواس کی زکوۃ دینا ضروری نہیں۔کھیتی کی پیداوار میں سے عشر نکالنا واجب ہے؛اگرچہ یہاں کی زمین کے عشری ہونے نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے،مگر احتیاط کے طور پر نکالنا بہتر ہے۔فقط واللہ اعلم۔

(فتاوی دارالعلوم:۱۶۵/۶)(ولو كان الدين على مقرّ مليئ--)(شامی:۱۸۴/۳)(فوصل إلى ملكه لزم زكاة مامضى)۔(شامی:۱۸۵/۳)(يجب)العشر(فی عسل)وإن قل۔(شامی:۲۶۴/۳)

بیرون ممالک سے ہنڈی کے ذریعہ زکوۃ بھیجنا:-

سوال(۴۹/۳۴۴):-اگر بیرون ملک وہاں کی کرنسی میں زکوۃ نکالی،وہ زکوۃ کے پیسے زکوۃ کے حقداروں کو مالک بناکران کی اجازت سے وہ زکوۃ کی رقم ہنڈی کے ذریعہ اپنے ملک میں بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟ سرکاری طور پر بھیجنا منع ہے؟

جواب(۴۹/۳۴۴):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ہنڈی کے ذریعہ سے زکوۃ بھیجیں گےتو مکمل زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔غریب کے قبضہ میں پوری زکوۃ پہونچنی چاہئے۔یہاں تک کہ منی آرڈر خرچ یا پوسٹ خرچ بھی زکوۃ میں سے وصول نہیں کر سکتے،خرچ

الگ سے دینا پڑیگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۲/۶)

تمليك (جزء مال) (شامی:۳/۱۷۱)(مع قطع المنفعة عن الملك)۔ (شامی:۳/۱۷۳)

زکوۃ کی رقم سے بیرونی ملک بھیجنا:-

سوال(۳۴۵/۵۰):- (الف) میرے پاس میرے رشتہ دار کی طرف سے بھیجی ہوئی زکوۃ کی رقم موجود ہے،اس کے ساتھ خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اس زکوۃ کی رقم سے ہمارے رشتہ دار کو سعودی عرب بھیج دینا،مگر اس کے ہاتھ میں یہ رقم مت دینا، کیوں کہ وہ بیجا خرچ کر ڈالے گا؛ تو آپ سے میں رہبری چاہتا ہوں کہ مجھے اس رقم کا اس کو مالک بنانا چاہئے یا نہیں؟

(ب) وہ بھائی فی الحال نوکری کرتا ہے، دو بھائی فورین میں ہے، ایک بھائی ہر مہینہ میں مدد کرتا ہے، وہ (مدد کرنے والا) بھائی مالدار ہونے کی وجہ سے دوسرے کو زکوۃ دیتا ہے، ایسے حالات میں میرے اس رشتہ دار کی زکوۃ (مالک بنائے بغیر) سعودی جانے کے لئے کس طور پر مدد کر سکتا ہوں؟

جواب(۳۴۵/۵۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

(الف+ب) زکوۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک (حقدار کو مالک بنانا شرط ہے) ورنہ ادا نہیں ہوگی، اگر خرچ کر ڈالنے کا خوف ہو تو اس کو کہا جائے کہ کسی سے پاس سے قرض لے کر بیرون ملک جانے کی کوشش کر، تیرا قرض ادا کیا جائیگا، پھر اس کو زکوۃ دے کر قرض وصول کر لیا جائے۔فقط واللہ اعلم۔

(امدادالفتاوی:۲/۵۰)ويشترط أن يكون الصرف (تمليكا) لا إباحة۔ (شامی:۳/۲۹۱)

فهي تمليك المال من فقير مسلم۔ (عالمگیری:۱/۱۷۰)

خرید قیمت پر زکوۃ:-

سوال(۳۴۶/۵۱):- زیوارت کی خرید قیمت کے مطابق زکوۃ دینی چاہئے یا آج کل کے بازاری بھاؤ کے مطابق؟ وہ بیان فرمائیں؟

جواب(۳۴۶/۵۱):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

زکوۃ ادا کرنے کے دن بازاری بھاؤ کے مطابق چالیسواں حصہ زکوۃ نکالنی پڑے گی، خرید قیمت کے مطابق نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دارالعلوم:۶/۱۴۱)

وتعتبر القیمة یوم الوجوب۔ (شامی:۲۱۱/۳) وتعتبر القیمة عند حولان الحول۔ (عالمگیری:۱۷۹/۱)

جس رقم کی پہلے زکوۃ نہ دی گئی ہو:-

سوال(۵۲/۳۴۷):- ایک بہن کے پاس چھ تولہ سونا اور ۲۵۰۰ روپیہ نقد ہے اس کے ذمہ کوئی قرض نہیں ہے، تو کیا اس بہن پر زکوۃ اور قربانی واجب ہے؟ دو سال قبل صرف چھ تولہ سونا ہی تھا، اس کی زکوۃ نہیں دی تھی، تو کیا اس کی بھی زکوۃ دینا پڑیگی؟

جواب(۵۲/۳۴۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورہ بہن پر زکوۃ اور قربانی واجب ہے، بازاری بھاؤ کے مطابق سونے کی قیمت نکال کر نقد روپیے اس کے ساتھ ملا کر چالیسوں حصہ ادا کرنا پڑیگا۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے اس سے کم پر زکوۃ واجب نہیں ہے؛ مگر اس کے ساتھ تھوڑی بھی چاندی یا نقد رقم ہو تو سونا کی قیمت لگا کر چاندی کا نصاب مکمل ہو جانے کی وجہ سے گزشتہ سال کی زکوۃ، قربانی واجب ہوگی۔ قربانی کی قیمت کے برابر صدقہ کردے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضًا جواب نمبر:۳۴۶ (عالمگیری:۱۷۹/۱)

۳۰۰۰ روپیئے کی زکوۃ:-

سوال(۵۳/۳۴۸):- ایک آدمی کے پاس دو ہزار سے تین ہزار روپیے بینک میں جمع ہے، اس کے ساتھ دو تولہ سونا بھی ہے، اور سال بھی گزر چکا ہے تو اسے کتنی زکوۃ ادا کرنی چاہئے؟

جواب(۵۳/۳۴۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

سونے کا بازاری بھاؤ لگا کر مذکور رقم میں جمع کرلے اس رقم کا چالیسواں حصہ یعنی ہر ہزار روپئے پر ۲۵ روپئے کے حساب سے زکوۃ دینا پڑیگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وتضم قیمة العروض الی الذھب والفضته حتی یتم النصاب۔ (ہدایہ:۱۹۶/۱)

ملک کے رائج سکوں سے زکوۃ دینا:-

سوال(۵۴/۳۴۹):- ایک آدمی بیرون ملک رہتا ہے اس کے زیورات یہاں ملک میں ہیں تو اس کی زکوۃ کونسی کرنسی میں نکالنی چاہئے؟

جواب(۵۴/۳۴۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

یہاں ملک کی کرنسی میں نکالے۔فقط واللہ اعلم۔

ثم المعتبرفی الزکاۃ مکان المال۔ (عالمگیری:۱/۱۹۰)

وقف املاک کی آمدنی پرزکوۃ:-

سوال(۵۵/۳۵۰):- ایک آدمی نے کچھ عمارتیں رنگون میں وقف کی ہیں،اس شرط پر کہ اس کی جو آمدنی آئے گی اس کا پانچواں حصہ تقسیم کیا جائیگا؛ تین حصہ رنگون شہر کی جامع مسجد میں اور ایک حصہ شہر کی راندیریہ ہائی اسکول میں اور ایک حصہ راندیر(انڈیا) میں ایک مدرسہ میں۔سوال یہ ہے کہ وقف کرنے والے کا انتقال ہو چکا ہے،وقف کی آمدنی میں سے رنگون کی جامع مسجد میں اس کے حصے برابر دیئے جارہے ہیں، راندیریہ ہائی اسکول ختم ہوجانے کی وجہ سے حکومت نے قبضہ کرلیا ہے،اور راندیر(انڈیا) رقم بھیجنا حکومت کے قانون کے اعتبار سے منع ہے؛تو فی الحال راندیریہ ہائی اسکول اور راندیر(انڈیا) کا جو حصہ یہاں رنگون میں جمع ہے مذکورہ بالا مجبوری کی وجہ سے رنگون کے کسی مدرسہ میں دے سکتے ہیں؟ وہ رقم کئی سالوں سے جمع ہے،تو اس پر زکوۃ فرض ہے؟

جواب(۵۵/۳۵۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

مذکور حقیقت کو سامنے رکھ کر مجبوری کی وجہ سے ان حصوں میں تصرف (رنگون کے مدرسہ میں دینا) جائز ہے،اور اس رقم پر زکوۃ فرض نہیں۔وقف چیز بندہ کی ملکت نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شافعی مسلک میں زیورات پرزکوۃ نہیں:-

سوال(۵۶/۳۵۱):- یہاں مصر کے بڑے عالم ہیں،ان کا کہنا ہے کہ سونے کے استعمال کے زیورات میں زکوۃ فرض نہیں ہے۔کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟ کیا یہ مسئلہ شافعی مذہب کے مطابق ہے؟ حنفی مسلک کے مطابق الگ حکم ہے؟

جواب(۵۶/۳۵۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

حنفی مسلک میں استعمال کے زیورات پر بھی زکوۃ فرض ہے۔ مذکور عالم کا بتایا ہوا مسئلہ شافعی مسلک کے مطابق ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وفی تبرالذھب والفضۃ (ومعمولہ ولوتبراًأوحلیاًمطلقاً) ۔ (شامی:۳/۲۲۷)

وحليهما واوانيهما الزكوٰة وقال الشافعيؒ لاتجب۔(ہدایہ:۱/۱۹۵)

زکوۃ کا حیلہ کرنے کا طریقہ:-

سوال(۵۷/۳۵۲):- مدرسہ میں زکوۃ کی رقم آئی ہوئی ہے،گاؤں کے مدرسہ میں باہر کے طلبہ نہیں ہے،فی الحال مدرسہ میں تنخواہ دینے کے لئے انتظام بھی نہیں ہے،تو کیا اس زکوۃ کی رقم کا حیلہ کر کے مدرسہ کی تنخواہ میں لینا جائز ہے؟اور حیلہ جائز ہو تو کس طور پر حیلہ کرنا چاہئے؟

جواب(۵۷/۳۵۲):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

زکوۃ کی ادائیگی کے لئے مالک بنانا شرط ہونے کی وجہ سے مسجد مدرسہ میں زکوۃ نہیں دے سکتے، البتہ سخت ضرورت میں (اتنی مجبوری ہو کہ زکوۃ کا مال استعمال کئے بغیر مدرسہ بند ہونے کا سخت خطرہ ہو) حیلہ جائز ہے؛ حیلہ کا طریقہ یہ ہے کہ غریب کو قرض دے کر یوں کہا جائے کہ تو مدرسہ میں دے دے۔تیرا قرض ادا کیا جائیگا،زکوۃ کی رقم اسے دے کر پھر اس سے قرض وصول کر لیا جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وحيلة الجوازأن يعطي مديونه الفقيرزكاته۔ (شامی:۳/۱۹۰)

وقدمناأن الحيلة أن يتصدق على الفقير ثم۔ (شامی:۳/۲۹۳)

دس سال سے زکوۃ نہ دی ہوتو؟

سوال(۵۸/۳۵۳):- ایک آدمی نے تقریباً دس سال سے زکوۃ ادا نہیں کی،تو سب سالوں کی زکوۃ ادا کرے یا صرف ایک سال کی؟ نو سال تک زکوۃ نہیں دی،اتنی رقم کا اس کو مقروض سمجھنا چاہئے یا نہیں؟

جواب(۵۸/۳۵۳):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جب زکوۃ فرض ہو چکی تو سب سالوں کی زکوۃ دینا پڑیگی،زکوۃ اللہ پاک کی طرف سے فرض ہے، اتنی رقم کا وہ مقروض سمجھا جائیگا،وہ زکوۃ معاف یا کم نہیں ہوگی۔مثال کے طور پر اپنی ضرورت سے زائد ۱۰۰۰ روپئے تھے، ہر سال کے ۲۵ روپیہ کے حساب سے دس سال کی زکوۃ ڈھائی سو روپئے نکالنے پڑیں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وافتراضهاعمری)أی على التراخي--------(وقيل فوری)۔(شامی:۳/۱۹۱،۱۹۲)

کتابوں پر زکوۃ:-

سوال(۵۹/۳۵۴):- ایک آدمی کے پاس زکوۃ کے نصاب کے برابر مال ہے اور اس کے پاس اپنی ذاتی

ضرورت کے لئے پڑھنے کی کتابیں بھی ہیں، (تجارت کے لئے نہیں بلکہ خود پڑھنے کے لئے ہے) تو ان کتابوں پر سال کے اخیر میں زکوۃ واجب ہوگی؟

جواب(۵۹/۳۵۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور کتابوں پر زکوۃ فرض نہیں، چاہے نصاب سے زائد قیمت کی ہو! تجارت کی کتابیں یا مال پر زکوۃ فرض ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وكذا كتب العلم ان كان من أهل وآلات المحترفين۔ (عالمگیری:۱/۱۷۲)

باب پنجم۔روزہ

لیلۃ القدر کا دارومدار چاند پر ہے:-

سوال(۱/۳۵۵):-قمری حساب سے عرب ممالک ہندوستان کے مقابلہ میں دو دن آگے ہوتے ہیں اب لیلۃ القدر یہ ایک پوشیدہ رات ہے، ہمارے یہاں اور عرب ممالک میں لیلۃ القدر ایک ہی ہوگی یا دونوں ملکوں کی الگ الگ ہوگی؟

جواب(۱/۳۵۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ہر ایک ملک میں لیلۃ القدر کا دارومدار چاند پر ہے عرب ممالک میں ایک دو دن پہلے نظر آتا ہے تو وہاں پر لیلۃ القدر یہاں سے پہلے ہوگی اور یہاں بعد میں، اس لئے ہم یہاں کے حساب سے لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کریں گے سال بھر میں ہر ایک ملک میں ایک ہی لیلۃ القدر آتی ہے۔فقط واللہ اعلم۔

وليلة القدر دائرة فى رمضان اتفاقاً، إلا أنها تتقدم وتتأخر خلافالهما۔ (شامی:۳/۴۴۵)

رمضان اور عید کے چاند کے متعلق:-

سوال(۲/۳۵۶):-رمضان اور عید کے چاند کو دیکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کتنے آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہوگا؟

جواب(۲/۳۵۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

رمضان کا چاند اگر مطلع صاف نہ ہو تو ایک معتبر (دیندار آدمی) کی گواہی سے ثابت ہوگا، ایسے ہی عید کے چاند کے لئے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے، اور اگر مطلع صاف ہو تو اتنی کثیر مقدار میں لوگوں

کا دیکھنا ضروری ہے کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وشرط للفطر)مع العلة والعدالة (نصاب الشهادة ولفظ أشهد)۔ (شامی:۳/۳۵۳)

واذاكان بالسماء علةقبل الامام شهادة الواحد العدل فى روية الهلال رجلا كان او امرأة حرا۔ (ہدایہ:۱/۲۱۵)

ایک آدمی کی خبر سے عید کرنا:-

سوال(۳/۳۵۷):-عید کا چاند انتیس تاریخ کو کہیں پر بھی نظر نہ آیا؛ چہارشنبہ کے دن نظر نہیں آیا ہم نے تراویح پڑھی اور سحری بھی کی، اسی رات کو ہمارے گاؤں کے ماضی متولی کا لڑکا بمبئی سے آیا صبح چار بجے ہمارے گاؤں میں آتا ہے اور فوراً ہم سب کو کہتا ہے بمبئی کورلہ میں چاند نظر آیا ہے اور آج عید ہے یعنی جمعرات کے دن عید ہے، ہم نے سوال کیا کہ چاند کی خبر کس نے دی؟ تو اس نے کہا کہ ہمارے بہنوئی (جو ہمارے گاؤں میں دوسال پہلے دس سال رہ کر وہاں چلے گئے اور پانچ وقت کے نمازی ہے انہوں) نے چاند دیکھا ہے، اور کورلہ میں ہر جگہ پر چاند کا اعلان بھی ہو چکا ہے، گاؤں کے لوگ متولی کے گھر پر جمع ہوئے امام صاحب بھی آئے ان سے مشورہ کیا انہوں نے مشورہ دیا کہ عبدالرحمٰن بھائی جنہوں نے کورلہ سے اطلاع بھیجی ہے وہ بات صحیح ہے اور ہمارے گاؤں کے تمام لوگوں کا روزہ افطار کروا دیا اور عید کی نماز بھی پڑھ لی، اسی دن دوپہر کو ایک بجے گاؤں کا دوسرا آدمی بمبئی سے آیا اس نے کہا بمبئی میں عید نہیں ہوئی؛ یہ سن کر ہمیں بہت افسوس ہوا اب جو آدمی کورلہ سے آیا تھا اس سے تحقیق کی تو وہ کہتا ہے کہ چاند نظر آنے کی اطلاع سنی ہے تو اس کے لئے ذمہ دار اور گنہگار کون ہوگا؟

جواب(۳/۳۵۷):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ذکر کردہ تفصیل پڑھ کر بہت افسوس ہوا عید کے چاند کے لئے شہادت کے بغیر ایک آدمی کی خبر سن کر روزہ افطار کر لینا جہالت ہے، پہلے نمبر پر گنہگار جھوٹی اطلاع دینے والا اور لانے والا ہے، تحقیق کئے بغیر ایسی جھوٹی خبر پھیلانی نہیں چاہئے دوسرے نمبر کے گنہگار امام صاحب اور ان کے ساتھی، (اطلاع کو معتبر سمجھ کر روزہ افطار کیا) روزہ افطار کرنے میں جلدی کی ایسی خبر (شرعی شہادت کے بغیر) کو معتبر نہ سمجھے، جلدی نہ کرے شرعی شہادت کا مطالبہ کرنا چاہئے، شرعی طور پر چاند کا ثبوت ہو تو ہی اعلان کرنا چاہئے؛ خیر

بڑی بھول کردی، خداپاک معاف کریں، روزہ کی قضاء کرے اورروروکرتوبہ کرے اس میں کفارہ واجب نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ویلتمس هلال شوال فی تاسع وعشرین من رمضان فمن رآه وحده لایفطرأخذا بالاحتیاط فی العبادة فان أفطرقضاه و لاکفارة علیه۔ (عالمگیری:۱/۱۹۸)

عصر سے مغرب تک کا روزہ:-

سوال(۴/۳۵۸):-ہمارے گاؤں میں ایک عام بات عورتوں میں پھیلی ہوئی ہے کہ وہ عصر سے لیکر مغرب تک کھاتی پیتی نہیں ہے کہیں پر بھی جاتی ہیں تو کہتی ہے کہ میرا عصر کا روزہ ہے تو کیا یہ بات صحیح ہے؟ اس کے متعلق شریعت کا حکم کیا ہے؟

جواب(۴/۳۵۸):--حامدا ومصلیا ومسلما،هوالموفق للصواب.

ثابت نہیں ہے، وہ روزہ بھی نہیں سمجھا جائیگا اورروزہ کا ثواب بھی نہیں ملے گا اورروزہ سمجھ کر کھانا پینا بندھ کردینا بھی جہالت ہے، روزہ مکمل دن (صبح صادق سے لے کرغروب آفتاب تک) کا ہوتا ہے، دن کے کچھ حصہ کا روزہ رکھنا بھوکے پیاسے رہنے کے علاوہ اورکچھ نہیں ملے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وهواليوم) أي اليوم الشرعی من طلوع الفجرإلی الغروب۔ (شامی:۳/۳۳۰)

فهوعبارة عن ترك الاكل والشرب والجماع من الصبح الی غروب الشمس بنية التقرب من الاهل۔ (عالمگیری:۱/۱۹۴)

روزہ کی قضاءیافدیہ کے متعلق:-

سوال(۵/۳۵۹):-(۱)پندرہ سال کی عمر کا جوان بالغ کہلاتا ہے؟اس حساب سے سولہویں سال کے شروعات سے چھے سال کے روزہ قضاء کئے۔اب یادنہیں ہے کہ کتنے روزہ باقی رہے؟ آنکھ اورجسم کی کمزوری کی وجہ سے مجھ میں روزہ کی قضاء کرنے کی طاقت نہیں اگرچہ میری عمر چوتیس برس کی ہے،اب میرے لئے کیا حکم ہے؟

(۲)ایک حاجی صاحب نے کعبہ شریف کی تصویردی ہے جس میں حاجیوں کی بھی تصویریں ہیں،توایسی تصویریں رکھنے میں کوئی حرج ہے؟ حاجیوں کی تصویریں واضح طورپرنظرنہیں آتی۔

(۳) جس طرح بیمار آدمی کو ماہر اور کامل ڈاکٹر کی ضرورت ہے اسی طرح دل، نفس، روح اور باطن کی صفائی، آخرت کی فکر، مغفرت اور کامیابی کے لئے آپ جیسے کامل بزرگ کی دعاء کی ضرورت ہے اس لئے آپ مجھے بیعت فرما کر آخری وصیت فرمائیں۔

(۴) عقیقہ کے بغیر قربانی ہوسکتی ہے؟

(۵) کسی آدمی کا انتقال ہو جائے اور اس کی ایک نماز قضاء ہوگئی ہو تو گھر والے پونے دو کیلو گیہوں دیں گے؟ مرنے والے کے ذمہ روزہ واجب ہے اس کے گھر والوں کو روزہ کا فدیہ دینا ضروری ہے؟

جواب(۵/۳۵۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

(۱) غالب گمان کے مطابق جتنے روزے باقی ہوں ہمت کر کے قضاء کر لینی چاہئے، فی الحال طاقت نہ ہو تو جس وقت طاقت آجاوے، اگر قضاء کرنے کی طاقت ہی نہ آوے تو ہر ایک روزہ کا فدیہ پونے دو کیلو گیہوں یا اس کی قیمت دینی پڑے گی اگر اپنی حیاتی میں نہ دے تو وصیت کر دے۔

(وقضوا)لزوماً (ماقدروا بلافدیۃو)بلا(ولاء)لأنہ علی التراخی۔ (شامی:۳/۴۰۵)

ومن کان مریضافی رمضان فخاف ان صام ازدادمرضہ افطرو قضی۔(ہدایہ:۱/۲۲۱)

(۲) منع ہے، اس کو عزت سے رکھنا جائز نہیں، رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

وأشدھا کراھۃ مایکون علی القبلۃأمام المصلی الخ۔ (شامی:۲/۴۱۷)

(۳) اس کے متعلق ملاقات لیں۔

(۴) ہوسکتی ہے، قربانی کے صحیح ہونے کے لئے عقیقہ شرط نہیں ہے۔

(۵) ہر ایک روزہ کا فدیہ (پونے دو کیلو گیہوں) دینے پڑیں گے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ویطعم عنہ ولیہ لکل یوم مسکینانصف صاع من بر۔ (عالمگیری:۱/۲۰۷)

اعتکاف کے مسائل

اعتکاف میں روزہ فاسد ہو جائے تو؟

سوال(۶/۳۶۰):-روزہ یاد تھا مگر صبح وضو کرتے وقت بغیر قصد پانی حلق میں اتر گیا اور روزہ توٹ گیا تو اب بغیر روزہ کے اعتکاف میں بیٹھے رہنا چاہئے یا کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۶/۳۶۰):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اعتکاف کوتوڑے نہیں پورا کرے، خطا سے روزہ ٹوٹ گیا ہے بعد میں اس (روزہ) کی قضاء کرلےاس وقت اعتکاف بھی کرے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

اذاأكل المعتكف نهارا ناسيالايضره لان حرمة الاكل لاجل الصوم لالاجل الاعتكاف۔ (عالمگیری:۱/۲۱۲)

معتکف کے لئے مسجد کی لائٹ استعمال کرنا:-

سوال(۷/۳۶۱):-معتکف اعتکاف کی حالت میں مسجد کا تیل جلاسکتا ہے کہ نہیں؟

جواب(۷/۳۶۱):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مسجد کا تیل یالائٹ مسجد کے ذمہ داروں کی طرف سے جتنا وقت استعمال کرنے کے لئے متعین کیا گیا ہواتنے وقت تک فائدہ اٹھاسکتے ہواس کے بعداپنے کام کاج کے لئے اپنا تیل یااپنی لائٹ استعمال کرنا چاہئے،متعین وقت سے زیادہ استعمال کرنے کے لئے مسجد کے ممبران اجازت دیتے ہوں تو استعمال کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولابأس بان يترك سراج المسجدفى المسجد الى ثلث الليل الخ۔ (عالمگیری:۱/۱۱۰)

اعتکاف میں غسل کا حکم:-

سوال(۸/۳۶۲):-ایک آدمی کا کہنا ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے کے بعد جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو بھی چل سکتا ہے،احتلام ہوتو ہی غسل کرنا چاہئے۔

جواب(۸/۳۶۲):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورآدمی کا کہنا صحیح ہے،مسئلہ ایسا ہی ہے،معتکف واجب غسل کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، مستحب غسل کے لئے نہیں نکل سکتا،جواگر نکلے گا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وحرم عليه)---- (الخروج إلالحاجة الإنسان) الخ۔ (شامی:۳/۴۳۴،۴۳۵)

اعتکاف میں بیٹھنے کا وقت:-

سوال(۹/۳۶۳):- گاؤں میں رمضان شریف میں کوئی اعتکاف میں بیٹھتا نہیں ہے، ایسے وقت

اگر کوئی ایک آدمی ستائیسویں تاریخ سے اعتکاف میں بیٹھے تو اعتکاف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس اعتکاف سے گاؤں کی ذمہ داری ختم ہوگی یا نہیں؟

جواب(۹/۳۶۳):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

رمضان شریف کی اکیس تاریخ سے اخیری رمضان تک اعتکاف کی نیت سے مسجد میں بیٹھنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، گاؤں میں سے ایک آدمی بھی مذکور مسئلہ کے مطابق اعتکاف کریگا تو تمام گاؤں والوں کے ذمہ سے گناہ اتر جائیگا، اخیری تین دن اعتکاف کرنے سے تین دن کا ثواب ملے گا اس سے سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف ادا نہیں ہوگا اور تمام گاؤں والوں کا گناہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔فمنها النية حتى لو اعتكف بلانية لايجوز بالاجماع۔ (عالمگیری:۱/۲۱۱)

اعتکاف میں برودت کے لئے غسل کرنا:-

سوال(۱۰/۳۶۴):- رمضان مہینہ میں عشرۂ اولی اور عشرۂ ثانیہ کے اعتکاف میں جمعہ کا غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح برودت حاصل کرنے کے لئے غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ سر اور مونچھ کے بال کاٹ سکتے ہیں کہ نہیں؟ اگر کاٹ سکتے ہیں تو جماعت خانہ سے باہر یا اندر؟

جواب(۱۰/۳۶۴):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اعتکاف کی حالت میں واجب غسل کے لئے نکل سکتے ہیں، جمعہ یا برودت حاصل کرنے کے لئے نہیں نکل سکتے، سر اور مونچھ کے بال معتکف مسجد میں کاٹ سکتا ہے، مگر صفائی کا خیال رکھے اس کے لئے نکل نہیں سکتا۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۶۲۔(شامی:۳/۴۳۵)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

انجکشن سے روزہ نہ ٹوٹنے کی دلیل:-

سوال(۱۱/۳۶۵):- انجکشن لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، تو آپ نے کس دلیل کی بنیاد پر لکھا ہے؟

جواب(۱۱/۳۶۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

روزہ کی حالت میں انجکشن لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیوں کہ انجکشن کے ذریعہ سے جو دوائی پہونچائی جاتی ہے وہ رگوں میں جاتی ہے پیٹ اور دماغ تک نہیں پہونچتی اس کے متعلق آپ کو اگر زیادہ

تفصیل چاہئے تو فتاوی دارالعلوم میں دیکھ لیں،کان میں دواڈالنے سے دماغ تک اثر پہونچتا ہے اورناک میں دواڈالنے سے دماغ تک اثر پہونچتا ہے،اس لئے روزہ ٹوٹ جاتا ہے،دراصل جودوادماغ اورمعدہ تک پہونچے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

أن العبرة للوصول الی الجوف والدماغ۔ (عالمگیری:۱/۲۰۴)

جنابت کی حالت میں سحری کھانا:-

سوال(۱۲/۳۶۶):- رمضان شریف کی راتوں میں جماع کرنے کے بعدسحری کے وقت صرف ہاتھ منہ دھوکرکلی کرکےسحری کرلےتوروزہ ہوجائے گایانہیں؟سحری کے بعداگرکوئی غسل کرےتوکوئی حرج ہوگا؟

جواب(۱۲/۳۶۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جنابت یعنی بڑی ناپاکی جس میں غسل واجب ہوتاہےایسی حالت میں بغیروضوکھاناپینامکروہ ہےلہذاغسل کرنے میں سستی آتی ہوتوکم ازکم وضوکرکےسحری کرلیناچاہئے،مگرروزہ میں کوئی کمی نہیں آئےگی بغیرکسی حرج کےدرست ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ومن أصبح جنباأواحتلم فی النهارلم یضره ۔ (عالمگیری:۱/۲۰۰)

صدقۂ فطرکےمتعلق

صدقۂ فطرکون،کب اورکتنانکالے؟

سوال(۱۳/۳۶۷):- صدقۂ فطرکب اورکن پرواجب ہے؟اورصدقۂ فطرکتنانکالناچاہئے؟

جواب(۱۳/۳۶۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

عیدالفطرکی صبح صادق کے وقت شرعی مالدار(ضرورت سے زائدساڑےسات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یااتنی قیمت کاتجارت کامال یااتنی قیمت کابغیرضرورت کامال ہواس)پرصدقۂ فطرواجب ہے۔اپنی اوراپنی نابالغ اولادکی طرف سےصدقۂ فطردے،نابالغ اولادکاصدقۂ فطرباپ پر واجب ہے،ان کے مال میں سےاداکرسکتے ہے۔نوجوان اولاداورعورت(بیوی)کی طرف سےنکالنا واجب نہیں ہے،ان کے پاس اگرمال ہوتووہ خودنکالے؛پونےدوکیلوگیہوں یاساڑھےتین کیلوں جَو نکالے یااتنی قیمت کادوسرااناج(جواری،باجرا،چاول،دال وغیرہ)نکالے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(تجب)---- (موسعاً فی العمر)--(شامی:۳/۳۱۰)وھی واجبة علی الحرالمسلم المالك لمقدار۔(عالمگیری:۱/۱۹۱)صدقة الفطرواجبة ۔(ہدایہ:۱/۲۰۸)

صدقۂ فطرہ میں گیہوں کی مقدار:-

سوال(۱۴/۳۶۸):-صدقۂ فطر میں کتنے گیہوں دینے چاہیئے؟

جواب(۱۴/۳۶۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

صدقۂ فطر میں پونے دو کیلو گیہوں دیئے جائیں،کسی بھی قسم کے گیہوں دینے کی وجہ سے صدقۂ فطرادا ہوجائے گا۔مگر اپنی حیثیت کے مطابق دینا مستحب ہے۔خدا پاک دل دیکھتا ہے۔فقط واللہ اعلم۔

(نصف صاع)فاعل یجب (من برّ)(شامی:۳/۳۱۸)وھی نصف صاع۔ (عالمگیری:۱/۱۹۱)

صدقۂ فطر میں کونسی قسم کے گیہوں دینے چاہیئے؟

سوال(۱۵/۳۶۹):-گیہوں دو قسم کے ہوتے ہیں کنٹرول کے گیہوں اور بازار کے گیہوں،کنٹرول کے گیہوں بارہ روپیہ کے من اور بازار کے گیہوں ۲۶،۲۷،۲۸ روپیہ من کے حساب سے بکتے ہیں تو کنٹرول کے گیہوں کی قیمت دے تو کتنی اور بازار کے گیہوں کی قیمت دے تو کتنا صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیئے؟

جواب(۱۵/۳۶۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

کنٹرول کے گیہوں وافی مقدار میں ملتے نہیں ہے اس لئے عام بازار کے ہلکی قسم کے گیہوں کی قیمت دینا چاہیئے۔فقط واللہ اعلم۔لایجوزالاباعتبارالقیمة وھوالاصح۔ (عالمگیری:۱/۱۹۱)

ریلف فنڈ میں صدقۂ فطر دینا:-

سوال(۱۶/۳۷۰):-ہمارے پاس صدقۂ فطر کی کچھ رقم جمع ہوئی ہے اس رقم کے متعلق کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ریلف فنڈ میں دینا چاہیئے،جہاں کچھ آفتیں اور بلائیں آئی اور لوگ ہلاک اور برباد ہوئے ان کی مدد کرنا چاہیئے،بعض لوگ انکار کرتے ہیں تو اب کیا کرنا چاہیئے،اس کی تفصیل تحریر فرمائیں۔

جواب(۱۶/۳۷۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

زکوۃ،صدقۂ فطر کے حقدار مسلمان فقراء وغیرہ ہیں،لہذا مذکور فنڈ میں اگر ایسا انتظام ہوسکتا ہو کے صدقۂ فطر کی رقم مصیبت زدہ لوگوں پر خرچ کریں اور انہیں کو صدقۂ فطر دے دیں تو صدقۂ فطر کی رقم مذکور

فنڈ میں دینی جائز ہے۔اور اگر مذکور فنڈ میں ایسا انتظام نہ ہوسکتا ہو اور ہر ایک مصیبت زدہ کی امداد کرتے ہوتو غیر مسلم کو صدقۂ فطر کی رقم دینے سے صدقۂ فطر ادا نہیں ہوتا اس لئے مذکور فنڈ میں دینا صحیح نہیں۔

غیر مسلم مصیبت زدہ لوگوں کی امداد نفلی خیرات سے کرنا ثواب کا کام ہے، مگر زکوۃ، صدقہ ان کو دینے سے زکوۃ اور صدقہ ادا نہیں ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

والدراهم أولى من الدقيق لدفع الحاجة۔ (عالمگیری:۱/۱۹۱)

باب ششم۔حج اور حج بدل کے مسائل

ماں باپ کی طرف سے حج بدل کرانے کا حکم:-

سوال: (۱/۳۷۱):- ایک آدمی اپنے مرحوم والدین کی طرف سے حج بدل کرانے کے لئے اپنے رشتہ داروں میں سے اپنے بہن اور بہنوئی کو جو اقتصادی اعتبار سے بہت غریب ہیں ان کو بھیجنا چاہتے ہیں، شریعت کے مسائل جاننے والوں کو پوچھنے سے پتہ چلا کہ وہ دونوں غریب ہیں اور ان پر حج فرض نہیں ہے لہذا وہ حج بدل کر سکتے ہیں۔اس کی تفصیل سے مطلع فرمایئے۔

جواب(۱/۳۷۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حج بدل کرا سکتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے آدمیوں کو بھیجنا چاہئے کہ جنہوں نے اپنا حج کرلیا ہو، جس آدمی نے اپنا حج نہ کیا ہو ایسے آدمی کو حج بدل کے لئے بھیجنا مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فجاز حج الضرورة) بمهملة:من لم يحج الخ۔ (شامی:۴/۲۱)

مرحوم نے حج کی وصیت نہ کی ہو:-

سوال(۲/۳۷۲):- میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے اور انہوں نے اپنی طرف سے حج کرانے کے لئے وصیت بھی نہیں کی ہے، مگر میرا ارادہ ہے کہ ان کی طرف سے حج کر کے ان کو ایصال ثواب کر دوں۔اس کے لئے مجھے احرام کے وقت کون سی نیت کرنی چاہئے؟ سب سے پہلے میں مدینہ منورہ جاؤں گا پھر وہاں سے مکہ مکرمہ جاؤں گا، تو مجھے کتنے دن تک احرام میں رہنا پڑے گا؟

جواب(۲/۳۷۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جب آپ کے والد صاحب نے حج کی وصیت نہیں کی ہے اس لئے آپ کے ذمہ حج بدل کرانا واجب نہیں۔ پھر بھی مرحوم کو ایصال ثواب کرنے کے لئے اگر حج بدل کرادو تو اچھی چیز ہے، اللہ تعالیٰ کی رحیم ذات سے امید ہے کہ مرحوم کی طرف سے حج بدل قبول کرے گا، مرحوم کی طرف سے حج بدل کرنے کے وقت احرام باندھنے کا آپ کو اختیار ہے؛ یعنی حج قران یا حج تمتع یا حج افراد کرنے کا اختیار ہے۔ اگر پہلے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو تو مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ کے میقات (ذوالحلیفہ) سے احرام باندھنا پڑے گا۔ حج کے لئے اگر کم دن باقی ہوں تو حج قران کی نیت کرنا چاہئے ورنہ حج تمتع کی نیت کرنا چاہئے سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے احرام باندھنا چاہئے، کیوں کہ یہ حج بدل واجب نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وهذا إذا لم يوص المورث، أما لو أوصى بالإحجاج عنه فلا يجزيه الخ۔ (شامی:۱۶/۴)

والدہ کی طرف سے حج بدل:-

سوال(۳/۳۷۳):- میں نے اپنی والدہ کو حج کرایا نہیں ہے، اور میں بہت سہولت کے ساتھ حج کے ارکان ادا کرسکتا ہوں، تو اس حالت میں میں حج بدل کرسکتا ہوں یا نہیں؟

جواب(۳/۳۷۳):-حامدا ومصليا ومسلما، هو الموفق للصواب.

حج بدل درست ہو جائے گا، کوئی نقص نہیں آئے گا۔ اگر آپ کے ذمہ حج فرض ہو چکا ہو تو اپنے فرض کی ادائیگی ضروری ہے ورنہ گنہگار رہوں گے۔ والدہ کے لئے جب موقع ملے حج کر لینا، مگر ان کی وجہ سے (اپنے) حج کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۷۱ (شامی:۲۱/۴)

جس نے حج نہ کی ہو وہ حج بدل کرے:-

سوال(۴/۳۷۴):- حج بدل کرنے والے کے لئے اپنا حج کر لینا ضروری ہے؟ اگر اپنا حج نہ کرلیا ہو تو حج بدل کرنے کے لئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۴/۳۷۴):-حامدا ومصليا ومسلما، هو الموفق للصواب.

مذہب حنفی میں ضروری نہیں، اس لئے جس آدمی نے اپنا حج نہ کیا ہو وہ آدمی بھی حج بدل کرنے

کے لئے جاسکتا ہے، مگر مکروہ تحریمی ہے۔ لہذا ایسے آدمی کو حج بدل کے لئے بھیجنا ضروری ہے جس نے اپنا حج ادا کرلیا ہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۷۱ (شامی: ۲۱/۴)

حج بدل کرنے والے کے لئے مکمل اختیار:-

سوال (۵/۳۷۵):- ایک آدمی فی الحال حج کی منظوری مل جانے کی وجہ سے ماہ رمضان میں حج بدل کرنے کے لئے نکلنے والا ہے، ان کو بحری جہاز میں کونسا احرام باندھنا چاہئے ؟ حج بدل کے لئے کہاں اور کب اور حج کے کتنے دن پہلے احرام باندھنا چاہئے ؟ حکومت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کب بھیجتی ہیں اور کتنے دن رہنے کی اجازت دیتی ہے؟ اس کا اختیار حج بدل کے لئے جانے والے کو نہیں ہوتا اس لئے مدینہ منورہ جاکر احرام باندھ سکتا ہے؟ اگر اس آدمی کے لئے وہاں کی حکومت کے لئے کسی قسم کی پابندی نہ ہو تو حج بدل کا کونسا صحیح طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائے۔

جواب (۵/۳۷۵):- حامدا ومصليا ومسلما، هو الموفق للصواب.

سلام مسنون بعد عرض یہ ہے کہ بھیجنے والا حج بدل کرنے والے کو (حج کی تینوں اقسام میں سے ادا کرنے کا) مکمل اختیار دیدے کہ آپ اپنے اعتبار سے جس قسم کا حج کرنا چاہو کرلیو۔ رمضان سے پہلے جانے والا میقات سے احرام باندھے، عمرہ کرکے اگر مدینہ منورہ جائے تو مدینہ منورہ کے میقات سے احرام باندھے تو حج بدل کرانے والے کا حج ادا ہوجائے گا انشاء اللہ، بھیجنے والے کے حکم کے مطابق عمل کرے اس کے حکم کی مخالفت نہ کرے، اس کے حکم کے مطابق حج تمتع (ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ کو الگ الگ احرام سے ادا) کرسکتا ہے اور اس نے منع کیا ہو تو جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

والافضل للانسان اذاأرادأن يحج رجلاعن نفسه أن يحج رجلاقد حج عن نفسه ومع هذالوأحج رجلالم يحج عن نفسه حجة۔ (عالمگیری: ۲۵۷/۱)

عورت اور حج کا سفر

عورت اپنی ماں کے ساتھ حج کے لئے جائے:-

سوال (۶/۳۷۶):- ایک عورت بیرون ملک سے حج کرنے کے لئے نکلتی ہے اور اس کے ساتھ شوہر یا اور کوئی والی نہیں، بھارت آکر وہ اپنی والدہ کو والی بنا کر حج کے لئے جا رہی ہے؛ تو اس طرح سے جاسکتی

ہے یا نہیں؟

جواب(۶/۳۷۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

عورت کے ساتھ حج کے لئے جانے کے وقت شوہر یا محرم (جس کے ساتھ ہمیشہ نکاح کرنا حرام ہواس) کا ہونا ضروری ہے۔ ماں کے ساتھ نہیں جا سکتی ، ماں والی نہیں بن سکتی ،محرم مرد کا ہونا ضروری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و)مع(زوج أومحرم)ولوعبداً أوذمياًأوبرضاع (البالغ)۔ (شامی:۳/۴۶۴)ومنها المحرم للمرأة)شابة كانت أوعجوزااذاكانت بينهاوبين مكةمسيرة ثلاثة أيام۔(عالمگیری:۱/۲۱۸)

سوتیلی ساس کے ساتھ حج کا سفر:-

سوال(۷/۳۷۷):- میں اپنی سوتیلی ساس کے ساتھ حج کے لئے جانا چاہتا ہوں جن کی عمر ساٹھ سال کی ہے۔تو شریعت کے اعتبار سے حج ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب(۷/۳۷۷):- حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

آپ اپنی سوتیلی ساس کے لئے محرم نہیں ہو، کیوں کہ آپ کی ان کے ساتھ ایسی رشتہ داری نہیں ہے کہ ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہواس لئے وہ آپ کے ساتھ حج ادا نہیں کر سکتی،اس کے لئے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، چاہے ان کی عمر کتنی ہی بڑی ہو!

حنفی مسلک میں اکیلی عورتوں کا سفر کرنا مکروہ ہے،مکروہ ہونے کے باوجود مذکورہ حالات میں بہت زیادہ احتیاط کے ساتھ لے جائیں گے تو حج ادا ہو جائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۷۶ (شامی:۳/۴۶۴)

چاچی کے ساتھ بھتیجے کا سفرِ حج:-

سوال(۸/۳۷۸):- ایک آدمی حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اپنے مرحوم چچا کی بیوی کو ساتھ لے جانا چاہتا ہے تو حج کرنے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۸/۳۷۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

شریعت کے حکم کے مطابق اس عورت کے ساتھ محرم (ایسا قریبی رشتہ دار کہ جس کے ساتھ کبھی

بھی شادی نہ ہوسکتی ہواس) کا ہونا ضروری ہے، مذکور آدمی چاچی کے لئے محرم نہیں ہے، اس لئے ان کے ساتھ جانا جائز نہیں، چاہے اس عورت کے ساتھ سفر کرنے والے لوگ کتنے ہی نیک ہوں! مگر شریعت اجازت نہیں دیتی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۷۶ (شامی: ۳/۴۶۴)

جیٹھ کے لڑکے کے ساتھ سفر حج:-

سوال (۹/۳۷۹):- ساٹھ سال سے بڑی عمر کی ایک بیوہ حج کی ادائیگی کا ارادہ رکھتی ہے تو وہ عورت اپنے مرحوم شوہر کے بڑے بھائی کے لڑکے (بھتیجے) کے ساتھ محرم کی حیثیت سے لے جاکر حج ادا کرسکتی ہے؟ مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔

جواب (۹/۳۷۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورہ بہن کا جیٹھ کا لڑکا ان کے لئے محرم نہیں ہے، اس لئے ان کے ساتھ حج کے لئے نہیں جا سکتی، چاہے بڑی عمر کی ہو! فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۷۶ (شامی: ۳/۴۶۴ ۔ عالم گیری: ۱/۲۱۸)

حقیقی ساس کے ساتھ داماد کا سفر:-

سوال (۱۰/۳۸۰):- ساس اپنے داماد کے ساتھ اور اپنی لڑکی ساتھ نہ ہو تو حج کے لئے جاسکتی ہے؟

جواب (۱۰/۳۸۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حقیقی ساس اپنے حقیقی داماد کے ساتھ محرم ہونے کی وجہ سے حج کے لئے جاسکتی ہے، چاہے اپنی لڑکی ساتھ نہ ہو! سوتیلے داماد کے ساتھ منع ہے وہ محرم نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۷۶ (شامی: ۳/۴۶۴ ۔ عالم گیری: ۱/۲۱۸)

حقیقی بھائی؛ بہن کو جدّہ ایرپورٹ پر لینے آئے تو؟

سوال (۱۱/۳۸۱):- میری والدہ بیوہ ہے اور میرے بڑے ماموں ساؤتھ افریقہ سے براہ راست مکہ آرہے ہیں اور میری والدہ کو میرے ماموں اپنے خرچ سے حج کے لئے مکہ بلاتے ہیں اور ماموں لکھتے ہیں کہ میں اپنی بہن کو لینے کے لئے جدہ ایرپورٹ پر آؤں گا تو والدہ کو کس طرح مکہ روانہ کیا جائے؟

جواب (۱۱/۳۸۱):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی جو بغیر شوہر یا محرم کے اکیلی سفر کرے، لہذا کوئی محرم رشتہ دار (جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو اس) کے ساتھ روانہ کیا جائے، ورنہ لعنت کے مستحق ہوں گے۔

حنفی مذہب میں نیک عورتوں کا اکیلا سفر کرنا بھی معتبر نہیں تو پھر اجنبی مرد کے ساتھ چاہے وہ نیک ہو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے! فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۷۶ (شامی: ۴۶۴/۳۔ عالم گیری: ۲۱۸/۱)

حج کے مختلف مسائل

احرام بمبئی سے باندھنا چاہئے یا جدہ سے؟

سوال (۱۲/۳۸۲):- ہوائی جہاز کے ذریعہ حج کے لئے جائے تو احرام بمبئی سے باندھنا چاہئے یا جدہ سے؟

جواب (۱۲/۳۸۲):- **حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.**

ہوائی جہاز کے ذریعہ حج کے لئے جانے والے کو چاہئے کہ بمبئی سے احرام باندھے۔

(جواہر الفقہ)

حرام کی آمدنی سے حج کرنا:-

سوال (۱۳/۳۸۳):- حرام آمدنی کے پیسوں سے حج کرسکتے ہیں؟

جواب (۱۳/۳۸۳):- **حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.**

حرام کمائی سے حج کریں گے تو حج قبول نہیں ہوگا، ایسا حج بارگاہ الٰہی میں لغو ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے اور حلال مال کو قبول کرتا ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کی راہ میں (حج، زکوۃ، صدقہ وغیرہ) ایک پیسہ بھی حرام کا استعمال نہیں کرنا چاہئے، حلال کمائی سے حج کرنے کے لئے جانا چاہئے، اگر اپنے پاس حلال کمائی نہیں یا شبہ والی رقم ہے تو کسی حلال کمائی والے کے پاس سے قرض لے اور اپنے پاس سے اس کا قرض ادا کردے، حرام کمائی سے حج کرنے والے کے لئے یہ مثل مشہور ہے "سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی" فقط واللہ اعلم۔

اذاأرادالرجل أن يحج بمال حلال فيه شبهة فانه يستدين للحج ويقضي دينه من ماله۔ (عالم گیری: ۲۲۰/۱) فإنه لايقبل بالنفقة الحرام كماوردفي الحديث، مع أنه يسقط

الفرض عنه معها ولا تنافی بین سقوطه وعدم قبوله۔ (شامی:۴۵۳/۳)

وقف کے مال کے ذریعہ حج کرنا:-

سوال (۱۴/۳۸۴):- ہمارے گاؤں کے امام صاحب نے بہت سالوں تک گاؤں کی خدمت انجام دی ہے، امام صاحب کہتے ہیں کہ مجھے مسجد کی زمین اور ملکت میں سے حج کرنے کے لئے پیسے دو، تو یہ جائز ہے؟

جواب (۱۴/۳۸۴):-حامدا ومصلیا ومسلما، هو الموفق للصواب.

مسجد یا دوسری وقف کی ملکت سے حج کرنے کے لئے امام صاحب کو پیسے نہیں دے سکتے، یہ خیانت ہوگی، اگر اس میں سے رقم دی جائیگی تو ضمان بھرنا پڑیگا۔ گاؤں کے باشندے چندہ کر کے حج کرا سکتے ہیں۔ امام صاحب کے لئے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ومنها القدرة علی الزاد والراحلة) بطریق الملك أو الاجارة دون الاعارة والاباحة سواء كانت الاباحة من جهة من لا منة له علیه كالوالدین والمولودین أو من غیرهم كالاجانب۔ (عالم گیری:۲۱۷/۱)

حج کی رقم سے مسجد کی تعمیر:-

سوال (۱۵/۳۸۵):- ایک آدمی نے حج کرنے کے لئے الگ سے رقم نکال رکھی ہے، لیکن اب اس آدمی کی طبیعت اچھی نہیں اور کمزوری کی وجہ سے حج کے ارکان ادا نہیں کرسکتا، تو حج کے لئے علیحدہ رکھی ہوئی رقم سے مسجد کی تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا حل بیان فرما کر مہربانی فرمائیں۔

جواب (۱۵/۳۸۵):-حامدا ومصلیا ومسلما، هو الموفق للصواب.

اگر مذکور آدمی پر حج فرض ہو چکا ہو (سواری اور توشہ کی قدرت ہو) تو حج کر لینا چاہئے، اگر فرض حج ادا نہیں کریگا یا خود معذور ہونے کی وجہ سے دوسرے کو حج بدل کے لئے نہیں بھیجے گا تو گنہگار ہو کر عذاب کا مستحق ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۸۴ (عالم گیری:۲۱۷/۱)

باورچی کی حیثیت سے جانے والا حج مفت کرے:-

سوال (۱۶/۳۸۶):- ہمارے رشتہ داروں میں سے ایک بھائی لنڈن میں رہتے ہیں، جو گذشتہ سال حج کر کے آئے، وہ لنڈن ہی میں مقیم ہے، ان کے علاقہ میں سے کچھ مسلمان بھائی مل کر حج کرنے کے لئے

لنڈن سے مکہ مکرمہ براہ راست بس کے ذریعہ گئے تھے ان کے ساتھ ہمارے یہ رشتہ دار بھی گئے تھے جن کو یہ سب مسلمان مل کر مفت میں لے گئے اوران کے پاس سے بس کا کرایہ بھی نہیں لیا، کرایہ کے بجائے حج کے لئے جانے والوں کا کھانا پکانا ان کے ذمہ رکھا گیا تھا، اس طرح ان کو مفت میں لے گئے؛ تو ہم کو یہ خلجان ہے کہ یہ بھائی اس طرح مفت میں حج کرنے والے ہوئے، تو اس بھائی کا حج قبول ہوگا کہ نہیں؟

جواب(۱۶/۳۸۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور بھائی نے فرض کی نیت سے حج ادا کیا ہوگا تو ان کا فرض حج قبول سمجھا جائے گا، پھر دوبارہ ادا کرنا ضروری نہیں اور اگر نفل کی نیت سے حج ادا کیا ہوگا تو نفل حج ہوگا اور فرض حج دوبارہ ادا کرنا ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۸۴ (عالم گیری:۱/۲۱۷)

مصری تاریخ کے مطابق حج ہوتا ہے؟

سوال(۱۷/۳۸۷):-ایک بھائی کا کہنا ہے فی الحال جو حج ہوتا ہے وہ مصری تاریخ کے مطابق ہوتا ہے، تو کیا یہ ان کی بات درست ہے؟

جواب(۱۷/۳۸۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ان بھائی کی بات، چاند دیکھے بغیر مصری تاریخ کے مطابق حج ہونے کے بارے میں غلط ہے، تحقیق کئے بغیر غلط بات سن کر نقل کر دیا ہے، حقیقت یہ نہیں ہے وہاں کی حکومت چاند دیکھنے کا اہتمام کرتی ہے، چاند دیکھنے کے بعد اعلان ہوتا ہے اور نو ذی الحجہ کے دن اہل سنت والجماعت کے مذہب کے مطابق حج ہوتا ہے، اگر چاند دیکھنے کے متعلق مکمل اہتمام نہ کیا جائے تو لاکھوں لوگوں کی حج فاسد ہو جائیگا، مکہ مکرمہ یہاں سے مغرب میں ہونے کی وجہ سے چاند ایک دن پہلے نظر آتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حج قران ادا ہوگا:-

سوال(۱۸/۳۸۸):-ایک آدمی نے حج قران (ایک احرام کے ذریعہ حج اور عمرہ کرنے) کی نیت کی وہ آدمی مکہ مکرمہ حرم شریف پہونچنے کے بعد طواف کرتا ہے، پھر اعلان ہوا کہ آج آٹھویں ذی الحجہ ہے اور سب کو منی روانا ہونا ہے اب یہ آدمی طواف قدوم یا سعی کئے بغیر منی چلا جاتا ہے، پھر وہ آدمی حج قران کے سب ارکانوں کو ادا کرتا ہے اخیر میں طواف وداع کے وقت احتیاط کے طور پر حج قران میں سے جو عمرہ کی

سعی باقی تھی وہ ادا کرتا ہے۔تو اس کا کونسا حج ادا ہوگا؟ اگر حج قبول نہ ہوتو اس پر کیا واجب ہوگا کہ جس سے اس کا حج ادا ہو جائے؟ اسی طرح سعی نہیں کی اس کے بدلہ میں کچھ دم یا کفارہ دے جس سے حج صحیح ہو جائے؟ دم یا کفارہ اگر واجب ہو تو اسی وقت دینا چاہئے یا پھر بعد میں کسی بھی جگہ میں دے سکتے ہیں؟

جواب(۱۸/۳۸۸):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

دوسری سعی (صفا مروہ کے درمیان دوڑنا) کر لینے کی وجہ سے حج قران ادا ہو جائے گا، دم یا کفارہ واجب نہیں ہوگا، سنت کے خلاف ہوا، عمرہ کے ارکان (طواف اور سعی) ارکان حج سے پہلے ادا کرنا سنت ہے، لہذا حج قران کا دم شکر دینا پڑیگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وان طاف طوافین لعمرته و حجته و سعی سعیین یجزیه۔ (ہدایہ:۱/۲۵۸)

حج تمتع کرنے سے دم کا واجب ہونا:-

سوال(۱۹/۳۸۹):-ہم رمضان شریف میں مکہ مکرمہ گئے تھے اور شوال مہینہ میں مدینہ منورہ زیارت کے لئے گئے، مدینہ منورہ سے واپسی پر حج تمتع کی نیت سے احرام باندھا، اب ہم پر کیا واجب ہوگا؟

جواب(۱۹/۳۸۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

یہ لوگ مکی (مکہ کے رہنے والوں) کے حکم میں شمار ہوں گے اور جو لوگ مکی یا مکہ کے رہنے والوں کے حکم میں ہوں ان کے لئے حج تمتع یا حج قران کرنا ممنوع ہے، اگر کریں گے تو دم جنایت (جانور ذبح کرنا) واجب ہوگا؛ حاصل کلام یہ کہ یہ لوگ ایک دم دے، دم شکر ان پر واجب نہیں ہوگا۔فقط واللہ اعلم۔

واذاقدم الکوفی بعمرۃ فی اشھرالحج وفرغ منھاو حلق اوقصر۔ الخ (ہدایہ:۱/۲۶۴)

طواف وداع ناقص رہ گیا تو؟

سوال(۲۰/۳۹۰):-ایک آدمی نے طواف وداع کی نیت کی اور طواف کا ایک چکر بھی کیا، اس کے بعد ساتھیوں کے چلے جانے کے خوف کی وجہ سے دوسرا چکر چھوڑ کر ساتھیوں کے ساتھ جاملا، تو اس پر کیا واجب ہوگا؟ اسی طرح سعودی عرب میں رہنے والے لوگوں پر طواف وداع واجب ہے یا نہیں؟

جواب(۲۰/۳۹۰):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اس پر دم (حرم شریف میں بکری ذبح کر کے فقیروں کو تقسیم کرنا) واجب ہے، طواف وداع

واجب ہے۔اگر ذی الحجہ کی بارہ ویں تاریخ سے پہلے تک ٹھہرنے کے نیت کی ہوتو طواف وداع واجب نہیں، مستحب ہے، بارویں کی بعد تک ٹھہرنے کی نیت کی ہوتو طواف وداع واجب ہے۔فقط واللہ اعلم۔

وھو واجب) فلو نفرولم یطف وجب علیه الرجوع لیطوف الخ۔ (شامی:۳/۵۴۵)

بابِ ہفتم۔نکاح

جن عورتوں کے ساتھ نکاح حلال ہے

ماموں زاد بھائی کا نکاح پھوپھی زاد بہن کے ساتھ:-

سوال(۱/۳۹۱):-ایک آدمی کی دو بیویاں ہیں، ان دونوں بیویوں سے اولاد بھی ہیں، پہلی بیوی کا پوتا اور دوسری بیوی کی نواسی ان دونوں کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب(۱/۳۹۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورہ صورت میں نکاح جائز ہے، کیوں کہ لڑکا۔لڑکی (دولہا۔دلہن) میں ماں، باپ کی طرف سے حرمت کا رشتہ نہیں ہے، دونوں ماموں زاد اور پھوپھی زاد بھائی بہن ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وأُحلَّ لَکُم ماوراء ذلکم)۔(شامی:۴/۱۰۳)

باپ، بیٹے کا نکاح؛ ماں، بیٹی کے ساتھ:-

سوال(۲/۳۹۲):-عمر کی شادی حمیدہ کے ساتھ ہو چکی ہے، اور حمیدہ کی والدہ بیوہ جو عمر کے باپ کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو عمر کے باپ حمیدہ کی ماں کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں؟

جواب(۲/۳۹۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور نکاح درست ہوگا، کسی بھی حرج کے بغیر نکاح کر سکتے ہیں، عمر کے باپ اور حمیدہ کی ماں کے درمیان کسی قسم کا حرمت کا رشتہ نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۹۱(شامی:۴/۱۰۳)

چچازاد بھتیجے کا چچازاد پھوپھی کے ساتھ نکاح:-

سوال(۳/۳۹۳):-میرے حقیقی چچا کی بیٹی کے ساتھ میرے لڑکے کا نکاح جائز ہے؟

جواب(۳/۳۹۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اس نکاح میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ تمہارا لڑکا تمہاری چچازاد بہن کا چچازاد بھتیجے ہوا، جیسے کہ چچا زاد بھائی کے ساتھ نکاح درست ہے۔ ہاں! حقیقی پھوپھی کا نکاح حقیقی بھتیجے کے ساتھ حرام ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔وتحل بنات العمات والأعمام والخالات والأخوال۔ (شامی:۴/۹۹)

چچازاد بھتیجے کا چچازاد پھوپھی کے ساتھ نکاح:-

سوال(۴/۳۹۴):- احمد حنیفہ کا چچازاد بھتیجہ ہوتا ہے تو حنیفہ کا نکاح چچازاد بھتیجے کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ حقیقی یا علاتی یا اخیافی بھتیجے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۴/۳۹۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

یہ نکاح (احمد کے حنیفہ کے ساتھ) کسی حرج کے بغیر درست ہے، کیوں کہ حنیفہ، احمد کے لئے محرمات (وہ عورتیں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہیں ان) میں سے نہیں ہے؛ احمد، حنیفہ کا چچازاد بھتیجہ ہوا اور چچازاد بھتیجے کے ساتھ نکاح درست ہے، حقیقی یا علاتی یا اخیافی بھتیجے کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۳۹۴ (شامی:۴/۹۹)

پھوپھی کے انتقال کے بعد بھتیجی کے ساتھ نکاح:-

سوال(۵/۳۹۵):- میری عورت کا انتقال ہوگیا اس لئے مرحومہ کے بھائی (میرے نسبتی بھائی) اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کرانا چاہتے ہیں، رشتہ داری کے اعتبار سے میں پھوپھا اور لڑکی بھتیجی لگتی ہے، تو مرحومہ بیوی کی بھتیجی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب(۵/۳۹۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

برادر نسبتی کی لڑکی (مرحومہ بیوی کی بھتیجی) اگر آپ کے لئے محرم (جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے) نہ ہو تو نکاح کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں، حقیقی بھتیجی یا حقیقی بھانجی کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے، اسی طریقہ سے حقیقی پھوپھی اور اس کی حقیقی بھتیجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے، پھوپھی کی وفات کے بعد اس کی حقیقی بھتیجی کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔

وحرم الجمع (وطأ بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكراً لم تحل للأخرى)۔ (شامی:۴/۱۱۷) ولا يجمع بين امرأتين لو كانت احداهما رجلا لم يجزله ان يتزوج بالاخرى۔ (ہدایہ:۲/۳۰۹)

خالہ زاد بھائی کی لڑکی کے ساتھ نکاح:-

سوال(۶/۳۹۶):- ایک لڑکا اپنی خالہ زاد بھائی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جن میں چچا، بھتیجی کا رشتہ ہے، تو کیا نکاح جائز ہے؟

جواب(۶/۳۹۶):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

قرآن وحدیث کی روشنی میں جن کے درمیان رشتہ جائز نہیں یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے، جب خالہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے تو خالہ زاد بھائی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہ حقیقی چچا اور حقیقی بھتیجی کا رشتہ نہیں ہے، یہ رشتہ داری کی وجہ سے منھ زبانی چچا بھتیجی کا رشتہ ہے، لہذا دونوں کے درمیان نکاح صحیح ہو جائیگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۹۱ (شامی:۴/۱۱۷،سورۂ نساء:۲۴)

شوہر کی اگلی بیوی کا لڑکا اور بیوی کے اگلے شوہر کی لڑکی:-

سوال(۷/۳۹۷):- ایک شخص ایک عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے، مذکور آدمی اپنی پہلی بیوی سے پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح، مذکور بیوی کے اگلے شوہر کی لڑکی کے ساتھ کرے تو یہ نکاح کرنا جائز ہے؟ لڑکا اور لڑکی دونوں بھائی، بہن ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۷/۳۹۷):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور قسم کا نکاح جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، قرآن وحدیث میں جن کے ساتھ نکاح کرنا منع کیا گیا ہے ان میں سے نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۹۱ (شامی:۴/۱۱۷)(سورۂ نساء:۲۴)

شوہر کی اگلی بیوی کا لڑکا اور بیوی کے اگلے شوہر کی لڑکی:-

سوال(۸/۳۹۸):- بکر نام کا ایک آدمی ہے جس کا نکاح عائشہ نام کی لڑکی کے ساتھ ہوا تھا، عائشہ کے بطن سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئی، اس کے بعد عائشہ کا انتقال ہو گیا، عائشہ کی وفات کے بعد بکر نے مریم نامی بیوہ عورت سے نکاح کیا، جب بیوہ عورت (مریم) بکر کے نکاح میں آئی تو اس کے اگلے شوہر سے ایک لڑکی ساتھ میں لے کر آئی، بکر کے نکاح میں آنے کے بعد بکر نے عائشہ کے بطن سے پیدا

ہونے والے پانچ لڑکوں میں سے ایک لڑکے کے ساتھ مریم کے اگلے شوہر سے پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح کر دیا۔تو اب سوال یہ ہے کہ اس طرح نکاح جائز ہے؟ مریم کا نکاح بھی جائز ہے؟

جواب(۸/۳۹۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور نکاح صحیح ہے، کیوں کہ مذکور میاں بیوی (شوہر کی اگلی بیوی کا لڑکا اور بیوی کے اگلے شوہر کی لڑکی) میں کوئی حرمت کا رشتہ نہیں ہے، دونوں کے ماں۔باپ الگ ہیں۔مریم کا نکاح بھی جائز ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۹۱ (شامی:۴/۱۱۷،سورۂ نساء:۲۴)

پوتے کا نکاح نواسی کے ساتھ:-

سوال(۹/۳۹۹):-دو بھائی اور ایک بہن ہے،تو بھائی کے لڑکے کا نکاح بہن کی نواسی کے ساتھ جائز ہے؟

جواب(۹/۳۹۹):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جائز ہے،ان دونوں میں کسی قسم کی حرمت کا رشتہ نہیں ہے، یہ ایک دوسرے کے محرم نہیں ہے اس لئے نکاح جائز ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۹۱ (شامی:۴/۱۱۷،سورۂ نساء:۲۴)

بھانجے کا نکاح چچازاد خالہ کے ساتھ:-

سوال(۱۰/۴۰۰):-ایک لڑکا اپنی والدہ کی چچازاد بہن کے ساتھ نکاح پڑھے تو یہ جائز ہے؟

جواب(۱۰/۴۰۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جب چچازاد بھائی کا نکاح، چچازاد بہن کے ساتھ جائز ہے تو مذکور نکاح صحیح ہونے میں کسی قسم کا حرج نہیں؛اس لئے والدہ کی چچازاد بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۹۱ (شامی:۴/۱۱۷)

بھانجے کا نکاح چچازاد خالہ کے ساتھ:-

سوال(۱۱/۴۰۱):-میری شادی میری حقیقی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ ہوئی ہے اور وہ لڑکی میری والدہ کی چچازاد بہن (میری چچازاد خالہ) ہوتی ہے،میرا رشتہ اس کے ساتھ بہن اور خالہ کا ہے؛ تو کیا اس کے ساتھ میرا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۱۱/۴۰۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورہ لڑکی کے ساتھ ہوا نکاح درست ہے، چچازاد خالہ ہونے کی وجہ سے نکاح میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ حقیقی خالہ اور علاتی خالہ (باپ ایک ماں الگ الگ) اور اخیافی خالہ (ماں ایک باپ الگ الگ) کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ چچازاد خالہ محرمات (جن عورتوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے ان) میں سے نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۳۹۱ (شامی:۱۱۷/۴)

مرتد عورت کے ساتھ نکاح:-

سوال (۱۲/۴۰۲):- مجھے ایک ہندو عورت کے ساتھ آج سے گیارہ سال پہلے محبت ہوگئی تھی اس لئے میں نے اس عورت کو بذات خود کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا، میرے دو مسلم دوستوں کی موجودگی میں میں نے اور اس عورت نے آپس میں ایک دوسرے کو ذات بخشی اور ان دو مسلم دوستوں کی گواہی کے بعد ہم نے ازدواجی زندگی شروع کی تھی مگر یہ سب خفیہ رکھا تھا پھر مذکورہ عورت نے کچھ کفر کی حرکتیں کرڈالی اس لئے میں نے اس عورت کے ساتھ تعلق قطع کردیا ہے، پھر وہ عورت میرے ساتھ تعلق جوڑنے پر مجھے مجبور کر رہی ہے، تو اس عورت کو دوسری مرتبہ رکھ سکتا ہوں؟

جواب (۱۲/۴۰۲):- حامدا و مصلیا و مسلما، ہو الموفق للصواب.

اگر اس عورت کو آپ رکھنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے کفر سے پکی توبہ کرواکے مسلمان بناو، پھر دوبارہ تجدید نکاح کرو، دوسرا کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

و تجبر علی الإسلام و علی تجدید النکاح۔ (شامی:۳۶۷/۴)

غیر مسلم حاملہ عورت کے ساتھ نکاح:-

سوال (۱۳/۴۰۳):- ایک مسلم لڑکے کو غیر مسلم لڑکی کے ساتھ محبت ہوچکی تھی مذکور لڑکے نے اس لڑکی کے ساتھ زنا بھی کیا تھا جس کی وجہ سے وہ لڑکی دو پانچ مہینہ سے حاملہ ہے؛ اب مذکور لڑکی کو مسلمان بنا کر زنا کرنے والے لڑکے کے ساتھ نکاح کرانا جائز ہے؟

جواب (۱۳/۴۰۳):- حامدا و مصلیا و مسلما، ہو الموفق للصواب.

مذکور لڑکی اگر مسلمان ہوجائے تو اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز اور بہت اچھا کام ہے، اور اس کے ساتھ جماع بھی کرسکتا ہے کیوں کہ حمل اسی آدمی کا ہے، پانچ مہینہ کے حمل سے کوئی خرابی پیدا

نہیں ہوتی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔وان تزوج حُبلی من زناء جاز النکاح۔الخ (ہدایہ:۳۱۲/۲)

زانیہ عورت کا دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح:-

سوال(۱۴/۴۰۴):-ایک غیر شادی شدہ لڑکی ہے اس کو تین چار مہینہ کا حمل ہے اس کے رشتہ دار، متعلقین فی الحال دوسرے آدمی سے نکاح کرانا چاہتے ہیں،تو شریعت کے اعتبار سے یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

جواب(۱۴/۴۰۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

نکاح درست ہوگا،مگر بچہ پیدا ہو جانے تک شوہر کے لئے جماع کرنا جائز نہیں،زنا کرنے والا اگر نکاح کرے تو جماع بھی کر سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۰۳ (ہدایہ:۳۱۲/۲)

زانی کا مزنیہ کے ساتھ نکاح:-

سوال(۱۵/۴۰۵):-عمر کا کہنا ہے کہ حاملہ عورت کے ساتھ نکاح پڑھنا جائز نہیں۔نکاح پڑھانے والے کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور گنہگار رہتا ہے۔چاہے حمل اسی آدمی کا ہو جو نکاح پڑھنا چاہتا ہے۔تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب(۱۵/۴۰۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

عمر کا یہ کہنا کہ حاملہ کا نکاح پڑھانا جائز نہیں،نکاح پڑھانے والے کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، یہ غلط ہے،زنا کے ذریعہ حاملہ شدہ عورت کا نکاح زانی کے ساتھ یا زانی کے علاوہ دوسرے کسی اور کے ساتھ بھی جائز ہے،زانی (جس سے حمل ٹھہرا ہو وہ) نکاح کرے تو جماع بھی کر سکتا ہے،اور زانی کے علاوہ دوسرا نکاح کرے تو بچے کی پیدائش تک جماع کرنا حرام ہے۔رہا نکاح کرنا تو اس میں کوئی حرج اور عیب نہیں ہے، مذکور نکاح پڑھانے والے کا نکاح نہیں ٹوٹے گا۔البتہ نکاح کے ذریعہ حاملہ شدہ عورت (جس کا حمل اور نسب ثابت ہو) کا نکاح پڑھنا اور پڑھانا حرام ہے۔فقط واللہ اعلم۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۰۳ (ہدایہ:۳۱۲/۲)

زنا سے حاملہ ہوئی عورت کا نکاح:-

سوال(۱۶/۴۰۶):-ایک عورت حاملہ ہے اور اس کا نکاح مولود شریف کے دن شریعت کے قانون کے مطابق (وکیل اور دو گواہوں کی موجودگی میں) ہوا ہے،تو شریعت کے اعتبار سے کوئی حرج ہوگا؟

جواب(۱۶/۴۰۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

زنا کے ذریعہ حاملہ شدہ عورت کا نکاح کسی بھی قسم کے حرج کے بغیر جائز ہوجائیگا،نکاح کے بعد حمل کا پتہ چلنے سے بھی نکاح میں کوئی کمی پیدانہیں ہوگی،نکاح کرنے والے آدمی کا اگرحمل ہوتو جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ورنہ بچے کے پیدا ہونے تک جماع کرنا ممنوع ہے۔حاصل کلام یہ ہے کہ زنا کے حمل سے نکاح توٹتا نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۰۳ (ہدایہ:۳۱۲/۲)

غیرمقلد کا نکاح حنفی عورت کے ساتھ:-

سوال(۱۷/۴۰۷):-ایک سنی حنفی اپنی لڑکی کا نکاح ایک اہل حدیث۔غیرمقلد کے ساتھ کردے یا نکاح کرانا چاہے تو شرعی اعتبار سے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۱۷/۴۰۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

سنیہ حنفیہ کا نکاح غیرمقلد کے ساتھ جائز ہے،مگر بہتر نہیں،کیوں کہ لڑکی کا غیرمقلد ہونے کا خطرہ ہے،لہٰذا کسی نیک سنی حنفی کے ساتھ نکاح کرایا جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وتعتبر ایضاً فی الدین ای الدیانۃ۔الخ (ہدایہ:۳۲۰/۲)

نابالغ لڑکے کا نابالغ لڑکی کے ساتھ نکاح:-

سوال(۱۸/۴۰۸):-نابالغ لڑکے یا نابالغ لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۱۸/۴۰۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نابالغ لڑکے یا نابالغ لڑکی کا نکاح والد نے یا کسی ولی نے پڑھایا تو درست ہوگا،یعنی والد یا ولی لڑکے یا لڑکی طرف سے ایجاب(نکاح کو پیش کرنا)اور قبول(نکاح کو منظور)کرے تو نکاح میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔نابالغ کا ایجاب اور قبول باطل ہے،شریعت اس کو معتبر نہیں گردانتی۔فقط واللہ اعلم۔

ویجوز نکاح الصغیر والصغیرۃ اذازوّجھما الولی بکراکانت الصغیرۃ۔(ہدایہ:۳۱۶/۲)

متبنی کا نکاح اپنی لڑکی کے ساتھ:-

سوال(۱۹/۴۰۹):-متبنی (لے پالک) کا نام سرکاری رجسٹر میں نوٹ کرایا ہے،اس متبنی لڑکے کے ساتھ وہ بھائی اپنی لڑکی کا نکاح کرانا چاہتا ہے تو کرا سکتا ہے؟

جواب(۱۹/۴۰۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

نکاح درست ہوگا۔متبنٰی (لے پالک)لڑکا حقیقی لڑکا نہیں ہے۔لہذا جس نے لے پالک بنایا ہے وہ اپنی لڑکی کے ساتھ اس کا نکاح کرا سکتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۰۳ (ہدایہ:۳۱۴/۲)

نکاح نہ کرنے کی والدہ نے قسم دی ہو اس لڑکی کا نکاح:-

سوال(۲۰/۴۱۰):-ایک آدمی کے دو لڑکے ہیں،لڑکے کے چچا کی لڑکی کے ساتھ بڑے لڑکے کی شادی کی بات پیش کی جس کا چچی نے انکار کر دیا،جس سے لڑکے کی والدہ نے قسم کھائی کہ میرے مرنے کے بعد بھی تم سب لوگ چھوٹے لڑکے کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ مت کرانا،اگر تم لوگ شادی کروگے تو میں قیامت کے دن پکڑونگی۔تو کیا مذکور شادی کرانے کی وجہ سے گناہ ہوگا؟اور یہ شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟اس کی تفصیل درج فرمائیں۔

جواب(۲۰/۴۱۰):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورہ لڑکی کے ساتھ نکاح کرائیں گے تو نکاح درست ہوگا،والدہ کے مذکور قول کی وجہ سے نکاح میں کوئی حرج نہیں آئے گا،مگر والدہ کی وصیت کے خلاف (والدہ کی نافرمانی) کرنے کا گناہ ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۰۳ (ہدایہ:۳۱۴/۲)

غیر سید کا نکاح سید کے ساتھ:-

سوال(۲۱/۴۱۱):-عام مسلمان کے نکاح میں،بخاری۔سید یا غوث الاعظم کی نسب والے سید کی لڑکی لا سکتے ہیں؟

جواب(۲۱/۴۱۱):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اس کی اجازت سے نکاح درست ہو جاتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ثم الکفاءۃ تعتبرفی النسب۔الخ (ہدایہ:۳۲۰/۲)

ڈھائی سال کی عمر کے بعد دودھ پینے والی لڑکی:-

سوال(۲۲/۴۱۲):-مریم اور فاطمۃ دو بہنیں ہیں،بڑی بہن مریم کو جب آمنہ نام کی لڑکی پیدا ہوئی تب

مریم کودودھ نہیں آیا اس لئے اس نے اپنی چھوٹی بہن (فاطمہ) جو بارہ برس کی باکرہ لڑکی تھی اس کو دودھ چوسنے کے لئے کہا، چھوٹی بہن نے دودھ چوسا اور پی بھی گئی؛ اب کیا چھوٹی بہن (فاطمہ) کا نکاح، بڑی بہن مریم کے دیور کے ساتھ ہوسکتا ہے؟ کیا شریعت کے اعتبار سے حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہے؟

جواب(۲۲/۴۱۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے، کسی بھی قسم کے حرج کے بغیر نکاح درست ہے۔ڈھائی برس کی عمر تک دودھ پینے کی وجہ سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(حولان ونصف عنده وحولان) فقط۔ (شامی:۳۹۳/۴)ووقت الرضاع فی قول أبی حنیفةؒ ۔الخ(عالمگیری:۳۴۲/۱)ثم مدةالرضاع ثلثون شهرًاعندابی حنیفةؒ۔(ہدایہ:۳۵۰/۲)

جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

زنا کرانے والی ماں، بیٹی:-

سوال(۲۳/۴۱۳):-ایک مسلمان بھائی نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اور پھر مذکورہ عورت کی لڑکی ہی کے ساتھ مذکور بھائی نے زنا کیا۔اب مذکور آدمی مذکورہ عورت کی مذکورہ لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے تو کیا اس لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب(۲۳/۴۱۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور مرد کا نکاح اپنی مزنیہ (زنا کی ہوئی عورت) کی لڑکی کے ساتھ حرام ہے اور لڑکی کے ساتھ زنا کرنے کی وجہ سے اس کی ماں بھی حرام ہوگئی۔

حنفی مذہب میں جیسے نکاح کرنے سے حرمت مصاہرت (سسرالی رشتہ) ثابت ہوتی ہے اسی طرح زنا سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، اس لئے عورت کے ساتھ شادی کرنے کی وجہ سے اس کی ماں اور بیٹی حرام ہوجاتے ہیں، اسی طرح مزنیہ (جس عورت کے ساتھ زنا کیا گیا ہو اس عورت) کی ماں اور بیٹی بھی حرام ہوجاتی ہیں۔حاصل کلام یہ کہ نکاح درست نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ومن مسته امرأة بشهوة حرمت علیه امهاوابنتها۔ (ہدایہ:۳۰۹/۲)(و)حرم أیضاً بالصهریة۔(شامی:۱۰۷/۴)

خسر کے ساتھ زنا کرانے والی عورت:-

سوال(۲۴/۴۱۴):- خسر کے ساتھ یعنی شوہر کے باپ کے ساتھ عورت زنا کرائے تو لڑکے کا نکاح اس عورت کے ساتھ باقی رہتا ہے یا توٹ جاتا ہے، نکاح نہ توٹتا ہو تو ایسی عورت کو گھر میں رکھنا چاہئے یا چھوڑ دینا چاہئے؟ کیوں کہ یہ لوگ تو ہمیشہ گھر میں رہنے والے ہیں۔ اس کی تفصیل تحریر فرمائیں؟

جواب(۲۴/۴۱۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

خسر کے زنا کرنے کی وجہ سے وہ لڑکی لڑکے کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی، لڑکے کی بیوی (لڑکے کے لئے) ماں برابر ہو جائیگی۔ جیسا کہ نکاح کی معتبر کتابوں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، لہذا اس لڑکی کو طلاق دے کر علیحدہ کر دینا چاہئے۔ گھر میں رکھنا حرام ہے۔ جب تک طلاق نہ دے اور اس کی عدت ختم نہ ہو جائے وہاں تک اس لڑکی کا نکاح دوسرے کے ساتھ جائز نہیں ہے اس لئے طلاق دینا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر ۴۱۳ (ہدایہ ۲/۳۰۹، شامی: ۴/۱۰۷)

عورت کے ساتھ زنا کرنے سے اس کی لڑکی حرام:-

سوال(۲۵/۴۱۵):- ہاشم نے فاطمۃ کے ساتھ زنا کیا اور پھر بعد میں اس کی لڑکی آمنہ کے ساتھ محبت ہو گئی اور ایسی محبت کہ ہاشم اور فاطمۃ کی شادی نہ ہو تو خودکشی کرنے کے لئے تیار ہیں، سمجھانے سے سمجھتے نہیں ہیں، تو ایسے موقع پر بستی والوں کو کیا کرنا چاہئے؟ دونوں کو خودکشی کرنے دیں یا ان کا نکاح پڑھا دینا چاہئے؟ ہاشم نے لڑکی کی ماں کے ساتھ زنا کیا اس پر صرف ایک ہی گواہ ہے اور ہاشم جھوٹ بولتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا تو ایسے موقع پر فاطمۃ کی لڑکی آمنہ کے ساتھ ہاشم کی شادی جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۲۵/۴۱۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور تفصیل (لڑکی کے ماں کے ساتھ زنا کرنا) اگر صحیح ہو تو حتی الامکان نکاح کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، چاہے خودکشی کریں تو وہ دونوں گنہگار ہوں گے۔ ایک گواہ سے زنا ثابت نہیں ہوتا ہے، اور وہ آدمی خود زنا کا انکار کرتا ہے تو قضاء کے اعتبار سے حرمت نکاح (نکاح کے حرام ہونے) کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اگر واقعتہ اس نے زنا کیا ہے اور جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ پاک کے نزدیک اس کا نکاح حرام ہو جائیگا، قاضی کے نکاح پڑھانے کی وجہ سے نکاح حلال نہیں ہوگا۔ جیسے زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو

جاتی ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ بوسہ دینے کی وجہ سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ومن زنیٰ باأمرأة حرمت علیه امهاو بنتها۔ (ہدایہ:۲/۳۰۹)

شادی شدہ عورت کے ساتھ نکاح حرام ہے:-

سوال(۲۶/۴۱۶):- اکبر اپنی شادی ہونے کے بعد اپنے ماں باپ اور ایک اجنبی مسلمان مرد کے ساتھ کام اور ملازمت کرنے کے لئے وطن سے باہر نکلا چاروں مل کر ساتھ میں رہتے تھے، اجنبی آدمی کی عورت کا انتقال ہو چکا ہے وطن کے لوگ اجنبی مرد کو اپنے ساتھ رکھنے سے منع کرتے رہے کہ اس اجنبی آدمی کو اپنے ساتھ مت رکھو، تھوڑے دنوں کے بعد اکبر کے خسر نے اکبر کو لکھا کہ اس اجنبی مرد کو الگ کر دو، لوگ شکایت کرتے ہیں۔خیر، بعد میں معلوم ہوا کہ اس اجنبی مرد کو الگ نہیں کیا اس لئے اکبر کے خسر اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے گئے، لڑکی کے ابا کو شکایت تھی کہ اجنبی مرد کو گھر میں رکھنا نہیں چاہئے، اس میں اکبر اور اس کے باپ کا قصور نہیں ہے، اکبر کے سسر کو یہ شک پیدا ہوا کہ اجنبی مرد اکبر کی ماں کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا ہے اس لئے اکبر کے سسر نے اپنی لڑکی کا نکاح طلاق کے بغیر دوسرے آدمی کے ساتھ کر دیا ہے۔

نوٹ: لڑکی کے ابا نے اکبر کی اماں سے پوچھا کہ اجنبی مرد کو کیوں رکھتے ہوں؟ تو اکبر کی ماں نے جواب دیا کہ وہ تو نامرد ہے، اس لئے کیا حرج ہے؟ تو اکبر کے سسر نے پوچھا کہ وہ نامرد ہے اس کا آپ کو کیسے پتہ ہوا؟ تو اکبر کی اماں نے یہ جواب دیا کہ دوسری عورت کو پوچھنے سے معلوم ہوا۔

بغیر طلاق کے جس باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے کے ساتھ کرا دیا یہ جائز ہے؟

جواب(۲۶/۴۱۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نکاح فاسد ہے، اس لئے کہ قرآن شریف میں والمحصنت من الناس یعنی حرام کی گئیں ہیں نکاح والی عورتیں طلاق لئے بغیر (محصنات ان عورتوں کو کہتے ہیں جو دوسروں کے نکاح میں ہو) لہذا اس لڑکی کو اس کے پہلے شوہر کے حوالہ کر دینی چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (سورۂ نساء)

طلاق لئے بغیر دوسرا نکاح حرام:-

سوال(۲۷/۴۱۷):- ایک عورت کی شادی ہونے کے ڈیڑھ سال بعد اس کا شوہر دوسرے گاؤں چلا گیا

ہے، اب وہ عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟

جواب(۲۷/۴۱۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

شوہر کے طلاق دیئے بغیر وہ عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ نکاح کریگی تو نکاح حرام ہوگا۔ جیسے قرآن شریف میں ہے: '' والمحصنات من النساء '' یعنی نکاح حرام ہے شادی شدہ عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ نکاح سے الگ نہ ہو جائیں؛ لہذا طلاق حاصل کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وتعلق حق الغیربنکاح أوعدۃ۔ (شامی:۱۰۰/۴)

لایجوزلرجل أن یتزوج زوجۃ غیرہ۔ (عالمگیری:۲۸۰/۱)

تین طلاق کے فورا بعد نکاح کرنا حرام ہے:-

سوال(۲۸/۴۱۸):- ایک ہندو عورت نے مسلمان ہو کر مسلمان مرد کے ساتھ نکاح کیا اس کو تین بچے بھی ہوئے پھر اس کے شوہر نے تین طلاق دے دی پھر وہ عورت مرتد ہوگئی پھر اللہ نے اس عورت کو ہدایت دی تو وہ مسلمان ہوگئی تو اب یہ بہن مذکور شوہر جس نے اس کو تین طلاق دی تھی اس کے ساتھ دو بارہ نکاح کرے تو حلالہ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ حلالہ کے بغیر نکاح درست ہوگا؟

جواب(۲۸/۴۱۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

حلالہ کرنا ضروری ہے، مرتد کے لئے (اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے کی وجہ سے) حلالہ کا حکم باطل نہیں ہوگا، جیسا کہ شامی میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے؛ حاصل کلام یہ ہے کہ حلالہ کے بغیر یہ عورت پہلے شوہر (تین طلاق دینے والے) کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ محض نکاح یا کفارہ کافی نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وان کان الطلاق ثلثافی الحرۃ اوثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاویدخل بھاثم یطلقھااویموت عنھا۔ (ہدایہ:۳۹۹/۲)

یہودی اور نصاری عورتوں کے ساتھ نکاح:-

سوال(۲۹/۴۱۹):- آج کل بہت سے لوگ یہودی اور نصرانی عورتوں کے ساتھ نکاح کرتے ہیں، اور یوں سمجھا جاتا ہے کہ وہ عورت اپنے مذہب پر رہے اور شادی کرنے والا مسلمان اپنے مذہب پر رہے، تو

اس طور پر عقیدہ رکھنا صحیح ہے یا غلط؟

جواب(۲۹/۴۱۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اہل کتاب (آسمانی کتاب کو ماننے والی) عورت صحیح طور پر اپنے دین پر قائم ہو تو بیشک اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے،مگر موجودہ زمانہ کی اہل کتاب کی عورتوں کے لئے علماء کی یہ رائی ہے کہ وہ اپنے دین پر قائم نہیں وہ تو ملحد ہیں اس لئے اس کو مسلمان کئے بغیر نکاح جائز نہیں،مسلمان بنا کر نکاح پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(وصح نكاح كتابية)۔(شامی:۱۲۵/۴)

شیعہ اور سنی کا نکاح:-

سوال(۳۰/۴۲۰):-(الف) شیعہ لڑکے کا نکاح اہل سنت والجماعت کی لڑکی کے ساتھ درست ہے؟
(با) شیعہ حضرات کے لڑکے کا نکاح اہل سنت والجماعت کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے؟

جواب(۳۰/۴۲۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

(الف) جن شیعہ حضرات کا عقیدہ کفریہ ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ ماننا،حضرت صدیقؓ کا صحابی ہونے کا انکار کرنا،حضرت عائشہؓ پر بہتان باندھنا وغیرہ ہو تو وہ کافر ہیں؛ اہل سنت والجماعت کی لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا،نکاح پڑھانے سے انکار کردے ان کے علاوہ دیگر شیعہ فاسق ہیں،ان کے ساتھ نکاح درست ہے۔ (امدادالفتاوی:۲۲۶/۲)

(با) شیعہ حضرات جو حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام کو مانتے نہ ہوں اور گالیاں دیتے ہوں ایسے عقیدہ والوں کو اہل سنت والجماعت کی لڑکی دینا جائز نہیں۔فقط واللہ اعلم۔ (فتاوی دارالعلوم:۲۷۱/۷)

رافضی اور اہل سنت والجماعت کا نکاح:-

سوال(۳۱/۴۲۱):-ہمارے ایک متعلق کی لڑکی جو فی الحال بھی کالیج کررہی ہے وہ اہل سنت و الجماعت ہے اور رافضی قوم کے ایک لڑکے کے ساتھ محبت کرتی ہے،اس کو روکنے کے لئے لڑکی کے والدین اور دیگر رشتہ دار،متعلقین نے بہت کوششیں کیں مگر وہ ساری کوششیں ناکامیاب رہیں۔

مذکور لڑکی مذکورہ لڑکے کے ساتھ اہل سنت والجماعت کی اسلامی شریعت کے مطابق نکاح کر لینے کے لئے تیار ہے،اسی طرح لڑکا بھی اہل سنت والجماعت کے نکاح کی ترتیب کے مطابق تیار ہے۔

مذکورہ واقعہ کی بنیاد پرلڑکی کے والدین اور رشتہ دار بہت پریشان ہیں کہ اس معاملہ میں کیا کرنا چاہیئے؟ کیوں کہ اگر نکاح نہیں کراتے تو خطرہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی بھاگ جائیں گے اور لڑکے کے اولیاء تو اہل سنت والجماعت کی ترتیب کے مطابق نکاح کرانے کے لئے راضی ہیں۔

محترم مفتی صاحب! مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات دے کر مہربانی فرمائیں۔

(۱) مذکور رافضی لڑکے کے ساتھ اہل سنت والجماعت کی ترتیب کے مطابق نکاح پڑھا سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۲) اگر یہ نکاح کرایا جائے تو شرعا جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۳۱/۴۲۱):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور رافضی لڑکا کفریہ عقائد جیسا کہ حضرت علیؓ کو خدا ماننا، حضرت عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگانا وغیرہ رکھتا ہو تو جب تک وہ سچی توبہ کر کے اہل سنت والجماعت نہ بنجائے وہاں تک نکاح درست نہیں چاہے اہل سنت والجماعت ترتیب کے مطابق نکاح پڑھ لیوے اور کفریہ عقیدہ والا نہ ہو تو نکاح درست ہوجائے گا مگر لڑکی کے رافضی ہونے کا خطرہ ہونے کی وجہ سے نکاح کرانا مناسب نہیں، اس لئے رافضی لڑکے کو اہل سنت والجماعت بنا کر نکاح کرا دیا جائے۔ ورنہ تو لڑکی کے پسندیدہ کسی اہل سنت والجماعت کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا جائے، لڑکی کی آخرت بگڑنی نہیں چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فتاوی دار العلوم: ۸/۲۷۱، امداد الفتاوی: ۲/۲۲۶)

الگ الگ عقیدہ والے میاں بیوی:-

سوال(۳۲/۴۲۲):- میرا بھانجا داؤدی قوم کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے، وہ پڑھی لکھی ہے لیکن دین سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتی، لڑکی اپنا مذہب اسلام ہونے کا اقرار کرتی ہے اور کلمہ بھی پڑھتی ہے، مگر اس کا کہنا ہے کہ وہ اپنے والدین، بھائی وغیرہ رشتہ داروں سے الگ نہ پڑ جائے اس لئے میرے بھانجے سے کہتی ہے کہ دکھلاوے کے خاطر اپنے بڑے ملاں سے میثاق لے کر ان کے ہاتھوں نکاح پڑھلے؛ تو شریعت کا حکم کیا ہے؟

لڑکی اپنے عقیدہ پر اور لڑکا اپنے عقیدہ پر رہ کر نکاح کرے تو جائز ہے؟ لڑکی کو کلمہ پڑھانا ہو تو

کتنے گواہ چاہیئے؟ لڑکی پڑھی لکھی ہے اس لئے دلائل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائے۔

جواب(۳۲/۴۲۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ذکرکردہ طریقہ کے مطابق بڑے ملاں سے میثاق لینا اور داؤدی قوم کی لڑکی کے ساتھ نکاح پڑھنے میں ایمان چلے جانے کا خطرہ ہے،بعض رافضیوں کے عقائد کفریہ ہیں،جیسا کہ حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہیں،حضرت صدیقؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرتے ہیں،حضرت عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں؛ ایسے عقائد والی لڑکی کے ساتھ نکاح پڑھنا درست نہیں،اگر مذکورہ لڑکی ہی کے ساتھ نکاح کرنا ہو تو اس لڑکی کو صحیح مسلمان بنا کر اسلامی طریقہ کے مطابق نکاح کریں۔ایک لڑکی کے لئے اپنے ایمان کو خراب نہ کریں۔فقط واللہ اعلم۔(لا)يصح نكاح (عابدة كوكب لاكتاب لها)الخ۔ (شامی:۱۳۵/۴)

دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا:-

سوال(۳۳/۴۲۳):-ایک آدمی نے شادی کی پھراسی کی بہن (سالی) کے ساتھ شادی کرے تو یہ شادی جائز ہے یا نہیں؟ پہلی عورت سے اولاد بھی ہے اور اس کی لڑکیوں کی بھی شادی ہوچکی ہیں،اب دوسری عورت کی اولاد کے ساتھ کوئی بھائی شادی کرے تو کیا یہ ہوسکتا ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟

جواب(۳۳/۴۲۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:وان تجمعوا بين الاختين۔لہذا سالی کے ساتھ نکاح کرنا اس کے بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے باطل ہے۔جماع حرام اور اولاد حرامی کہلائے گی،ایسی حرامی اولاد حلالی کے لئے کفو(برابر)نہیں کہلائے گی، اس کے باوجود شریعت کی ترتیب کے مطابق (دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب اور قبول کرکے) نکاح کرے گا،تو نکاح درست ہوجائے گا۔فقط واللہ اعلم۔

(و)حرم (الجمع)بين المحارم (نكاحاً)۔ (شامی:۱۱۵/۴، ۱۱۶)

فانه لايجمع بين أختين بنكاح۔ (عالمگیری:۲۷۷/۱)

دو علاتی بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا:-

سوال(۳۴/۴۲۴):-ایک آدمی کے نکاح میں بہت سالوں سے ایک عورت ہے،اب اس عورت کی

علاتی بہن ہے اپنے بہنوئی کو اپنی ذات بخش دی ہے، جس کے کوئی گواہ بھی نہیں، مذکورہ علاتی بہن تین چار مہینہ سے بہنوئی کے ساتھ صحبت کراتی ہے، تو اس کی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۳۴/۴۲۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

علاتی سالی کا نکاح بہنوئی کے ساتھ باطل ہے، درست نہیں ہے، کیوں کہ دو بہنوں کو، حقیقی ہو یا علاتی جمع کرنا حرام ہے؛ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے: وان تجمعوا بین الاختین۔ یعنی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

مزید یہ کہ نکاح کی صحت کے لئے ایجاب اور قبول کرنے کے وقت دو گواہوں کا ہونا شرط ہے، اس لئے گواہوں کی عدم موجودگی میں ایک عورت کا اپنی ذات کو بخشنے سے نکاح درست نہیں ہوگا، حاصل کلام یہ ہے کہ یہ نکاح شرعی طور پر ہوا ہی نہیں ہے، اس لئے طلاق لینے کی ضرورت نہیں ہے، سالی کسی قسم کے حرج کے بغیر دوسرا نکاح کر سکتی ہے، بہنوئی کے لئے رکھنا اور الگ نہ کرنا سخت گناہ کا کام ہونے کی وجہ سے عذاب کا مستحق ہوگا اور جماع زنا سمجھا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۴۲۳ (شامی: ۱۱۵/۴، ۱۱۶۔ عالمگیری: ۲۷۷/۱)

رضاعی بہن کے ساتھ نکاح:-

سوال(۳۵/۴۲۵):-ایک آدمی نے اپنی نانی کا دودھ پیا تھا اب اس آدمی کا نکاح اپنی حقیقی خالہ (رضاعی بہن) کی لڑکی (دودھ پلانے والی کی نواسی) کے ساتھ جائز ہے کہ نہیں؟ اگر حرام ہوا اور نکاح ہو گیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ نکاح کو پچیس سال ہو گئے ہیں، اور چار لڑکے بھی ہیں اور دو لڑکیوں کی شادی بھی ہو گئی ہے اور ان کی بھی اولاد ہے، مسئلہ کی خبر نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے اب وہ آدمی کیا کرے؟ اس کی اولاد کا نسب اس سے ثابت ہوگا کہ نہیں؟ وہ اولاد اس کی وارث ہوگی کہ نہیں؟ اگر وہ آدمی، نکاح نہ ہونے کی شکل میں اپنی رضاعی بھانجی ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھ ایک گھر میں رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب(۳۵/۴۲۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد بھائی پر حرام ہے اور اس رشتہ داری کی صورت میں نسب اور

رضاعت (دودھ پلانے کی وجہ سے ثابت ہونے والا رشتہ) کا ایک ہی حکم ہے۔ مذکور سوال میں خالہ کیوں کہ رضاعی بہن بھی ہے اس لئے اس کی لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا، اس لئے مذکور نکاح باطل ہوا مفتیانِ کرام نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور نکاح باطل میں نسب ثابت نہیں ہوتا اس لئے اس نکاح سے پیدا ہونے والی تمام اولاد کا نسب ثابت نہیں ہوتا لہذا وہ وارث بھی نہیں بنیں گے۔ اس عورت کو نکاح سے فوری طور پر الگ کرنا ضروری ہے اور اس عورت کو اپنے ساتھ ایک ہی گھر میں رکھنے کا بالکل حق نہیں ہے، الگ گھر میں اس عورت کو رکھے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امداد الفتاوی:۲/۵۱۴، ۵۱۵)

(حرم)--- (أصله و فروعه)---(و بنت أخيه و أخته و بنتها)۔ (شامی:۴/۱۰۰، ۱۰۱)

رضاعی بھتیجی کے ساتھ نکاح:-

سوال (۳۶/۴۲۶):- رقیہ کی لڑکی عابدہ اور نواسا عمر دونوں ساتھ میں کھیلتے تھے، اس وقت رقیہ کے گھر میں جھگڑا ہورہا تھا، تب رقیہ نے کہا کے لاؤ بچے کو دودھ پلا دوں! تو ایک عورت نے جلدی جلدی رقیہ کو اس کا نواسا دودھ پلانے کے لئے دے دیا تو رقیہ نے اپنی لڑکی عابدہ سمجھ کر دودھ پلا دیا پھر بعد میں معلوم ہوا کہ نواسا کو دودھ پلا دیا اب رقیہ اپنی پوتی زبیدہ کی شادی اپنے نواسے عمر کے ساتھ کرنا چاہتی ہے تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب (۳۶/۴۲۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نواسا عمر چاہے بھول سے دودھ پلانے کی وجہ سے رضاعی لڑکا ہوگیا، اس لئے رقیہ کی پوتی زبیدہ کے ساتھ نکاح (رضاعت کے رشتہ کی وجہ سے چچا بھتیجی ہونے کی وجہ سے) درست نہیں۔ جیسے کہ حقیقی چچا کے ساتھ حقیقی بھتیجی کا نکاح حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(رضاع) فيحرم به مايحرم من النسب۔ (شامی:۴/۱۰۰)

كل من تحرم بالقرابة و الصهرية تحرم بالرضاع۔ (عالمگیری:۱/۲۷۷)

خالہ کا دودھ پینے والی لڑکی، خالہ کے لڑکے کے لئے حرام:-

سوال (۳۷/۴۲۷):- فاطمہ بڑی بہن ہے، اس کے دو لڑکے ہیں اور عائشہ چھوٹی بہن ہے اس کو بھی ایک لڑکی ہے؛ عائشہ کو بیماری ہونے کی وجہ سے عائشہ کی لڑکی نے فاطمہ (خالہ) کا دودھ پیا، تو عائشہ کی

لڑکی رضاعت کے رشتہ کی وجہ سے فاطمہ کے دونوں لڑکوں کے لئے حرام ہو جائے گی؟

جواب(۳۷/۴۲۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

رضاعی بھائی بہن کا رشتہ ہونے کی وجہ سے فاطمہ کے دونوں لڑکوں کے ساتھ عائشہ کی لڑکی کا نکاح حرام ہو جائے گا، ایک ہی عورت (ماں) کے بھائی بہن سمجھے جائیں گے لہذا ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کرنا باطل ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۲۶ (شامی:۱۰۰/۴)

نکاح صحیح ہوگا

ایک خطبہ کے ذریعہ دو نکاح پڑھانا:-

سوال(۳۸/۴۲۸):-ایک وقت میں دو آدمیوں کا نکاح ہو تو نکاح پڑھانے والا ایک ہی خطبہ پڑھے یا دو خطبہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب(۳۸/۴۲۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ایک ہی خطبہ کافی ہے۔دونوں کے لئے الگ الگ خطبہ پڑھنا ضروری نہیں۔فقط واللہ اعلم۔

(وتقديم خطبة)الخ۔ (شامی:۶۶/۴)

نکاح کے وقت گواہوں کا نام نہ لینا:-

سوال(۳۹/۴۲۹):-قاضی صاحب نے ایک آدمی کا نکاح پڑھایا بعد میں بہت سے لوگوں نے کہا کہ قاضی صاحب نے چار گواہوں کے نام اور حاضرین مجلس کا تذکرہ تو نکاح میں کیا ہی نہیں! تو کیا یہ نکاح صحیح ہو جائے گا؟

جواب(۳۹/۴۲۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور نکاح صحیح ہوگا، نکاح میں کوئی نقص نہیں ہوگا، لوگوں کا اعتراض غلط ہے، ایجاب اور قبول کے وقت کم از کم دو گواہوں کا ہونا شرط ہے اور ایجاب اور قبول کراتے وقت ان کا نام لینا بھی ضروری نہیں، صرف ان دو گواہوں کا نکاح کی مجلس میں حاضر رہنا ضروری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین۔ (ہدایہ:۳۰۶/۲)

(وشرط حضور شاهدين)۔ (شامی:۸۷/۴)

صرف دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح:-

سوال(۴۳۰/۴۰):- سلمی کو سلیم کے ساتھ بہت محبت ہے، سلمی نے اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر اپنی ذات کو سلیم کے حوالہ کردی اور کہہ دیا کہ مجھے اپنی بیوی بنا کر رکھنا میں نے اپنی ذات آپ کو بخش دی ہے، خدا ہم دونوں کا گواہ ہے میں پوری زندگی آپ کے ساتھ بسر کرونگی؛ مگر سلمی کے والد اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ پڑھانا چاہتے ہیں، تو کیا دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے؟ سلمی کے والدین دوسرے کے ساتھ جبراً نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ تو شریعت کے اعتبار سے نکاح ہوسکتا ہے؟ دوسرے کے ساتھ اگر نکاح کرے اور اس سے اولاد پیدا ہو تو وہ کیسی کہلائے گی؟

جواب(۴۳۰/۴۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اگر سلمی نے سلیم کو دو گواہوں کی موجودگی میں جوانی کے وقت نکاح کی نیت سے اپنی ذات کو بخش دی ہو اور سلیم نے اسی مجلس میں انہیں دو گواہوں کی موجودگی میں قبول کرلیا ہو تو نکاح درست ہوگا، اس لئے طلاق لئے بغیر دوسرے کے ساتھ اس عورت کا نکاح ماں۔ باپ نہیں کرا سکتے۔ اگر کرائیں گے تو دوسرا نکاح باطل ہوگا اور اولاد حرام ہوگی۔ اور اگر دو گواہوں کے سامنے ذات نہ بخشی ہو تو وہ نکاح درست نہیں اس کے والدین اس کی رضامندی سے سلیم کے علاوہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرا سکتے ہیں۔ جبرا نکاح نہیں کرا سکتے۔ جوان لڑکی کی اجازت لینا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۴۲۹ (ہدایہ:۳۰۶/۲۔شامی:۸۷/۴)

نکاح کے وقت دولہا کو کلمے نہ پڑھانا:-

سوال(۴۳۱/۴۱):- نکاح کے وقت دولہا کو پانچ کلمے اور دعاء قنوت پڑھانا اور تین مرتبہ قبول کرانا ضروری ہے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو نکاح نہیں ہوتا۔ یہ شریعت کے اعتبار سے اگر ثابت ہو تو تحریر فرمائیں۔

جواب(۴۳۱/۴۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور قول غلط ہے، کسی سند سے ثابت نہیں نکاح میں پانچ کلمے اور دعاء قنوت پڑھانا شرط نہیں اسی طرح تین مرتبہ قبول کرانا بھی ضروری نہیں، ایک مرتبہ قبول کرانے سے نکاح درست ہوجائے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دار العلوم:۵۴/۷، امداد الفتاوی:۲۳۶/۲)

نکاح کے وقت دولہا کو کلمے نہ پڑھانا:-

سوال(۴۲/۴۳۲):-عمر کہتا ہے کہ نکاح میں پانچ کلمے پڑھانا فرض ہے، اگر کلمے نہیں پڑھائے گئے تو نکاح درست نہیں ہوتا۔ زید کہتا ہے کہ یہ غلط ہے ایجاب اور قبول دو گواہوں کی موجودگی میں کر لینے کی وجہ سے نکاح ہو جاتا ہے؛ کلمے تو فقط جہالت کی وجہ سے پڑھانے کا رواج ہے۔

جواب(۴۲/۴۳۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

زید کا قول صحیح ہے، جب تک نکاح پڑھنے والے کا کفر ثابت نہ ہو وہاں تک کلمے پڑھانا نکاح میں شرط نہیں ہے، دو گواہوں کے سامنے فقط ایجاب اور قبول کر لینے کی وجہ سے نکاح درست ہو جائے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دارالعلوم: ۵۴/۷۔ امداد الفتاوی: ۲۳۶/۲)

بیرون ملک رہنے والی لڑکی کا نکاح:-

سوال(۴۳/۴۳۳):-لڑکی لنڈن میں ہے اور ماں باپ راندیر میں ہے اور لڑکا لاج پور میں ہے اب لنڈن سے لڑکی کی شادی کی اجازت کس طرح منگوانی چاہئے اور لڑکے کا نکاح کس طرح پڑھانا چاہئے؟

جواب(۴۳/۴۳۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

لڑکی لنڈن سے اپنے باپ کو وکیل بنا کر مذکور لڑکے کے ساتھ اپنا نکاح پڑھانے کی اجازت معتبر ذرائع کے ذریعہ لکھ بھیجے پھر یہاں مجلس میں اس لڑکی کا باپ یعنی وکیل لڑکی کی طرف سے ایجاب کرے اور دولہا قبول کرے اس وقت دو گواہوں کا حاضر ہونا ضروری ہے اور اس طرح نکاح پڑھنا عام مجلس میں بہتر ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ومن اشتراط السماع ماقدمناه في التزوج بالكتاب الخ۔ (شامی: ۹۱/۴)

عورت نے ذات بخشی اور مرد نے قبول کی:-

سوال(۴۴/۴۳۴):-ایک بہن نے دو گواہوں کی موجودگی میں ایک مرد کو اپنی ذات بخشی اور مرد نے قبول کی؛ تو یہ نکاح درست ہوگا کہ نہیں؟ دوسری بار نکاح پڑھانا ضروری ہے کہ نہیں؟

جواب(۴۴/۴۳۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

دو گواہوں کی موجودگی میں ذات بخشنے سے نکاح درست ہو جائیگا، پھر عام مجلس میں دوبارہ نکاح

کرنے کی ضرورت نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر۴۲۹ (شامی:۸۷/۴)

نکاح کے وقت خاموش رہنے والی عورت کا نکاح:-

سوال(۴۵/۴۳۵):-لڑکی نکاح سے خوش نہ ہواور دل سے نفرت کرتی ہومگراس کے ماں باپ لڑکی کو مجبور کر کے نکاح پڑھانے کے لئے سپرد کردے،شادی کے بعد جماع بھی نہ ہوا ہواور باپ کے گھر ایک سال سے چلی آوے اورسسرال جانے کا انکار کرے لڑکا بھی لانے کے لئے راضی نہیں،لڑکی اوراس کے والدین پیسے لینے کی وجہ سے مجبوراطلاق کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتے تو اس طرح شادی جائز ہے؟ لڑکی کے لئے طلاق ملنا ضروری ہے؟ عدت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴۵/۴۳۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نکاح کے وقت اس لڑکی کا خاموش رہنااور انکار نہ کرنا یہ رضامندی سمجھی جائیگی لہذا مذکور نکاح صحیح سمجھا جائیگا،طلاق لئے بغیر وہ لڑکی الگ نہیں ہوگی اور طلاق کے بغیر دوسری جگہ نکاح بھی نہیں کرسکتی۔ نکاح کے بعد میاں بیوی کو خلوت صحیحہ ملی ہو کہ جہاں پر جماع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو،چاہے جماع نہ کیا ہو،طلاق کے بعد اس عورت پر عدت واجب ہے۔وہ لڑکی ایک سال سے اپنے والد کے گھر بیٹھی ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔عدت طلاق کے بعد شروع ہوتی ہے،حاصل کلام یہ ہے کہ شوہر سے طلاق لے کر عدت دوسرے کے ساتھ نکاح پڑھ سکتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فاذااستاذنهاالولی فسکتت او ضحکت فهو اذن۔ (ہدایہ:۳۱۴/۲)

خط کے ذریعہ نکاح:-

سوال(۴۶/۴۳۶):-اہل سنت والجماعت کے ممبروں کا خط لڑکی کے نکاح کی دستخط کے ساتھ لڑکے کے پاس بھیجا گیااسی خط کی وجہ سے لڑکے نے دوسری جگہ نکاح کیااوراس خط کی نقل ہمارے پاس بھیجی گئی ،دونوں خطوں پر جولڑکی کی طرف سے بھیجے گئے تھے اس پرلڑکی کے دستخط اور دوگواہوں کی دستخط بھی تھی اور جو خط لڑکے کی طرف سے بھیجا گیا تھا اس پر بھی لڑکی اور دوگواہوں کے دستخط تھے نکاح ہونے پر تین سال گزر گئے مگر دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی،لڑکا افریقہ میں ہے اورلڑکی واپی میں ہے،لڑکے کے والدین لڑکی کو لے جاتے ہیں نہ طلاق دلاتے ہیں کہ دوسری جگہ نکاح کراسکے! کیوں کہ لڑکی کا باپ

غریب ہے اورلڑکی کا نان ونفقہ برداشت نہیں کرسکتا،لڑکے کے والدین لڑکی کوکسی قسم کاخرچ نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ لے بھی نہیں جائیں گےاورخرچ بھی نہیں دیں گےاورطلاق بھی نہیں دلائیں گے۔تواس کے لئے شریعت کا کیاحکم ہے؟

جواب(۴۶/۴۳۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جب لڑکی کے خط کی وجہ سے اپنے نکاح کا افریقہ میں کسی کووکیل بنایااوراس وکیل نے اس لڑکی کا نکاح کرادیاتو نکاح صحیح ہوگیا،شوہرکوچاہئے کہ اپنی بیوی کولے جائے اورنان ونفقہ برداشت کرنے کی ذمہ داری اٹھالےاوراگرشوہرلڑکی کونہ لے جائےاورخرچ بھی نہ دےتواس کوچاہئے کہ طلاق دیدے۔ اگرشوہراس کے لئے تیارنہ ہوتوکوشش کرکےخلع کرلیاجائے یعنی عورت اپنی مہرمعاف کردےاوراس کے بدلہ میں طلاق لے لے،اس پربھی اگرشوہرراضی نہ ہوتو شوہرنافرمان ہےاس سے الگ ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ عورت تین دیندار،نیک،سمجھدارآدمیوں کی کمیٹی بنائے ان تینوں میں ایک سمجھدارعالم کا ہوناضروری ہےان تینوں کے سامنےلڑکی اپنی بات پیش کرے یہ شرعی کمیٹی عورت کی شکایتوں کے صحیح ثابت ہونے پرشوہرکونوٹیس دے کہ تو بیوی کو لے جا،ورنہ طلاق دیدےاوراس کے لئے ایک مدت متعین کرےاس مدت کے گزرنے پرشوہراپنی عورت کو لے جاتا ہے نہ طلاق دیتاہےتوعورت کے دوسری بارمطالبہ کرنے پریہ شرعی کمیٹی اس عورت کے نکاح کوفسخ کردے گی،اورکیوں کہ میاں بیوی کی ابھی ملاقات نہیں ہوئی اس لئے نکاح کے فسخ ہوتے ہی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم۔

وصورته:أن يكتب إليهايخطبها، فإذابلغهاالكتاب أحضرت الخ۔ (شامی:۷۳/۴)

ماہ محرم میں نکاح کرنا:-

سوال(۴۷/۴۳۷):- ہمارے گاؤں میں ایساعقیدہ ہے کہ ماہ محرم میں عاشورہ تک نکاح درست نہیں ہوتایہ عقیدہ صحیح ہے؟

جواب(۴۷/۴۳۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ماہ محرم میں عاشورہ تک نکاح نہ ہونے کاعقیدہ غلط اوربلادلیل ہے کسی بھی قسم کےحرج کے بغیر نکاح ہوسکتاہے،شریعت میں کوئی چیزیاکوئی دن منحوس نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ماہ محرم میں نکاح کرنا:-

سوال(۴۸/۴۳۸):- ماہ محرم میں عاشورہ کے بعد(دسویں چاند کے بعد)شادی کتنے دنوں کے بعد کرسکتے ہیں؟اور کتنے دنوں تک ہوسکتی ہے؟شریعت کیا کہتی ہے؟

جواب(۴۸/۴۳۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ماہ محرم میں شادی کومنحوس سمجھنایاشادی سے منع کرناجہالت ہے، عاشورہ کے دن بھی شادی کرسکتے ہیں۔کوئی دن یا کوئی ماہ شریعت کی نظرمیں منحوس نہیں ہے۔شہید کربلاحضرت امام حسینؓ کے غم میں شادی نہ کرنا بھی جہالت ہے۔عورت کے علاوہ کسی اور کے لئے تین دن سے زیادہ غم منانا کسی کے لئے جائزنہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

لایحل لامرأة تؤمن باللّٰہ والیوم الاخران تحدّ علی میّتٍ فوق ثلثة۔ الخ ۔ (ہدایہ:۴۲۷/۲)

ماہ ذی القعدہ میں نکاح کرنا:-

سوال(۴۹/۴۳۹):- میری لڑکی کی شادی اس ماہ ذی القعدہ میں کرنا چاہتاہوں تو اس مہینہ میں شادی ہوسکتی ہے یانہیں؟

جواب(۴۹/۴۳۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

شریعت کے اعتبار سے ممنوع نہیں ہے،جس مہینہ اورجس دن شادی اورمنگنی کرنا چاہے کرسکتے ہیں،کسی مہینہ یادن کومنحوس سمجھنا غلط عقیدہ ہے،ایسے غلط عقیدے جہلاء نے مشہورکردیے ہیں،جوسخت گناہ کا کام ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن ابی ھریرة ﷺ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لاعدوی ولاھامة ولانَوْءَ ولاصفر۔

(مشکوۃ:ص۔۳۹۲/۳۹۱)

نامرد کے ساتھ نکاح کرنا:-

سوال(۵۰/۴۴۰):- ایک مسلم عورت کی شادی ناواقفیت کی بنیاد پرایسے مرد کے ساتھ ہوئی جوعورتوں کے قابل نہیں ہے،شریعت کے اعتبار سے یہ نکاح معتبر ہوگایاباطل؟ شرعی طور پروہ عورت اپنے نامرد شوہر سے طلاق لے سکتی ہے؟اگراس کا شوہراوراس کے والی اس عورت کوطلاق دینے سے انکارکرے تو

عورت شریعت کے مطابق کیا کرے؟

جواب(۵۰/۴۴۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

وہ نکاح صحیح ہوگا، باطل نہیں ہوگا،اس لئے طلاق لئے بغیر وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہیں کرسکتی، مذکور شوہر کو چاہیئے کہ سمجھ کر خیر خواہی کرتے ہوئے عورت کو طلاق دیدے،طلاق نہ دے تو خلع (عورت سے مال لے کر چھوڑ دینا) کرکے علیحدہ کردے،شوہر اگر خلع کرنے پر اور طلاق دینے پر راضی نہ ہو تو شرعی پنچایت کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرکے طلاق لے لے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(کفایت المفتی:۱۳۳/۶)

ضبط تولید والے مرد کے ساتھ حلالہ کرنا:-

سوال(۵۱/۴۴۱):-جس آدمی نے اولاد نہ ہو اس لئے آپریشن یعنی ضبط تولید کروالیا ہو ایسے مرد کے ساتھ حلالہ کے لئے نکاح کرانا درست ہوگا؟

جواب(۵۱/۴۴۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

وہ مرد اگر جماع کی طاقت رکھتا ہو تو اس کے ساتھ (شرعی طور پر) حلالہ کا نکاح صحیح ہوجائے گا۔ نہیں تو حلالہ درست نہیں ہوگا، حلالہ میں جماع کرنا ضروری ہے،انزال (منی کا نکلنا) ضروری نہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آپریشن کے بعد جماع کرنے کی طاقت ہو تو کوئی حرج نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(لاتحل مطلقة الثلاث للزوج الأول بمجرد خلوة الثانی بل لابدمن وطئه لحديث العسيلة۔ (شامی:۲۵۷/۴)

شوہر سے بیوی کی عمر زیادہ ہو:-

سوال(۵۲/۴۴۲):-عمر کا کہنا ہے کے لڑکے سے لڑکی کی عمر ایک سال بھی زیادہ ہو تو نکاح جائز نہیں، زید کا کہنا ہے کہ یہ غلط ہے، نکاح میں دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرنے کی وجہ سے نکاح ہوجاتا ہے۔تو کس کا قول صحیح ہے؟

جواب(۵۲/۴۴۲):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

زید کا قول صحیح ہے،رسول کریم ﷺ نے پہلا نکاح اپنی پاک بیوی حضرت خدیجہؓ کے ساتھ کیا اس

وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی اور آپ ﷺ کی عمر پچیس سال کی تھی؛ عمر کی بات حکومت کے قانون کی وجہ سے ہے، شریعت کے اعتبار سے بڑی عمر والی لڑکی کے ساتھ نکاح صحیح ہے۔فقط واللہ اعلم۔

نکاح درست نہیں ہے

دولہا کو ایجاب اور قبول نہ کرائے:-

سوال(۵۳/۴۴۳):- نکاح میں صرف عورت ہی کو ایجاب اور قبول کراوے اور مرد کو ایجاب وقبول نہ کرائے تو نکاح صحیح ہوگا؟

جواب(۵۳/۴۴۳):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

تمام معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرانا یعنی ایک کی طرف سے ایجاب اور دوسرے کی طرف سے قبول ضروری ہے، لہذا صرف عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول نہ ہو تو نکاح درست نہیں ہوتا، مرد بذات خود قبول کرے یا اس کا وکیل یا اس کا والی قبول کرے تو جائز ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ینعقد بالایجاب والقبول۔ (عالمگیری:۱/۲۷۰)

لڑکی کے بدلہ میں لڑکی کا نکاح:-

سوال(۵۴/۴۴۴):-لڑکی کے بدلہ میں لڑکی کے نکاح کرانے کی شرط لگانا یعنی کوئی آدمی یہ کہے کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح کرا دیتا ہوں بشرطیکہ تمہاری لڑکی ہم کو دے دو، تو یہ جائز ہے؟

جواب(۵۴/۴۴۴):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

نکاح میں لڑکی کے بدلہ میں لڑکی کے نکاح کی شرط لگانا فاسد ہے، ایسی شرط نہیں لگانی چاہئے مگر ایسی فاسد شرط سے نکاح فاسد نہیں ہوگا، شرط فاسد ہو جائیگی اگر دونوں طرف کے لوگ اس طور پر کریں کہ میری لڑکی تمہارے لڑکے کے ساتھ اور تمہاری لڑکی میرے لڑکے کے ساتھ شادی کرادے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، اس میں بھی دونوں لڑکیوں کا مہر الگ الگ متعین کرنا چاہئے۔اگر لڑکی کے مہر کے بدلہ میں لڑکی کا نکاح کرایا جائے تو نکاح فاسد ہوگا۔اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا نکاح کرانے سے منع فرمایا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ھوأن یزوّجه بنته علی أن یزوّجه الآخر بنته أو أخته مثلاً معاوضة بالعقدین۔ (شامی:۲۳۷/۴)

غیرمسلم حاملہ عورت کے ساتھ نکاح:-

سوال(۵۵/۴۴۵):- ایک مسلمان بھائی غیرمسلم عورت کومسلمان بنا کرنکاح کرنے والا ہے مگراس عورت کودوسرے مسلمان بھائی سے حمل ہے ایسی صورت میں نکاح کے بعد جو بچہ پیدا ہواس بچہ کا کیاحکم ہے؟

جواب(۵۵/۴۴۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

وہ غیرمسلم عورت اگرشادی شدہ ہوتوحمل اس کے شوہرکاسمجھا جائیگا اس لئے فی الحال نکاح درست نہیں، بچہ کے پیدا ہونے کے بعد نکاح کرے، فی الحال ہی مسلمان بنالیا جائے، بچہ پیدا ہونے کے بعد نکاح کرے، اگر وہ عورت اسلام قبول کرلے گی تو بچہ ماں کے تابع ہوکرمسلمان سمجھا جائے گا؛ اس لئے اگرخدانخواستہ انتقال ہوجائے توجنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

یجوزأن یتزوج امرأة حاملامن الزنا ولا یطؤھا حتی تضع۔ (عالمگیری:۲۸۱/۱)

غیرمسلم عورت کے ساتھ نکاح:-

سوال(۵۶/۴۴۶):- ایک مسلمان اپنی بالغ لڑکی کا نکاح غیرمسلم کے ساتھ کرائے اورکسی قسم کی ناراضگی کے بغیر ایسے نکاح میں شریک ہوتو شرعا یہ نکاح جائز ہے؟ شادی کے بعد غیرمسلم شوہر سے بچہ پیدا ہوتو اس کا کیاحکم ہے؟ ایسی شادی کرانے والا باپ شریعت کے اعتبار سے کتنا ذمہ دار ہے اور ایسے آدمی کے لئے شریعت کا کیاحکم ہے؟

جواب(۵۶/۴۴۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

ایسا نکاح بالکل درست نہیں، حرام اور باطل ہوگا، لڑکی کا باپ بددین اور سخت عذاب کا حقدار ہوگا، ایمان چلے جانے کا خطرہ ہے (اللہ کی پناہ) ایسے نکاح کی اجازت نہیں دینی چاہئے، بل کہ ایسا نکاح فسخ کرادینا چاہئے۔ ایسے غیرمسلم باپ سے پیدا شدہ اولاد حرامی کہلائے گی۔ مگر بچہ کا انتقال ہوجائے تو ماں کے تابع سمجھ کرنمازِ جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

مذکورآدمی کے لئے کفرکا فتوی (حکم) نہیں لگایا جائے گا، بددین (فاسق) سمجھا جائے گا، ایسے آدمی کا اگرانتقال ہوجائے تو نمازِ جنازہ پڑھ کرقبرستان میں دفن کردیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

والمعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر---- وفعل هذه الاشياء بدون الاستحلال فسق۔
(شرح عقائد:۱۶۷)

ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح:-

سوال(۵۷/۴۴۷):-ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب(۵۷/۴۴۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح درست نہیں، کیوں کہ گواہوں کے لئے ایجاب اور قبول کو سننا شرط ہے، اس کے بجائے یہاں نکاح کا کسی کو وکیل بنادے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(فتاوی دارالعلوم:۷/۲۳)

مجنون کا قبول کیا ہوا نکاح:-

سوال(۵۸/۴۴۸):-مجنون آدمی کے نکاح میں عورت دے سکتے ہیں کہ نہیں؟ اگر جنون کے حالت میں نکاح ہو گیا ہو تو نکاح صحیح ہوگا کہ نہیں؟ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب(۵۸/۴۴۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مجنون کا قبول کیا ہوا نکاح درست نہیں ہے، باطل ہوگا۔طلاق لینے کی ضرورت نہیں۔وہ عورت کسی قسم کے حرج کے بغیر دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے، کیوں کہ مجنون کا معاملہ معتبر نہیں اور اگر عقل درست ہونے کے وقت نکاح قبول کیا ہو اور بعد میں جنون طاری ہوا ہو تو نکاح درست ہو جانے کی وجہ سے طلاق لئے بغیر وہ عورت کسی دوسرے سے شادی نہیں کر سکتی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وأماشروطه) فمنهم العقل والبلوغ والحرية۔الخ (عالمگیری:۱/۲۶۷)

کچھ مدت کے لئے نکاح:-

سوال(۵۹/۴۴۹):-حلالہ کرنے کے لئے شرطی نکاح کیا جائے تو اصل شوہر جس نے طلاق دی تھی اس کے ساتھ دوبارہ نکاح ہوگا؟ اور ایسے نکاح میں کون کون گنہگار رہیں؟

جواب(۵۹/۴۴۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حلالہ کے لئے شرطی نکاح یعنی کچھ مدت کے لئے ہو تو یہ نکاح ہی درست نہیں ہے، اس لئے شوہر اول (تین طلاق دینے والے) کے لئے عورت حلال نہیں ہوگی اور اس میں مبتلا تمام لوگ گنہگار رہوں

گے، کیوں کہ گناہ کے کام میں تعاون کرنا بھی گناہ ہے، ایسا نکاح روکنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وبطل نکاح متعة ومؤقت)۔ (شامی:۱۴۵/۴)

محدودوقت کے لئے نکاح کرنا:-

سوال(۶۰/۴۵۰):- ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دی، پھر اس عورت نے چھ مہینہ کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اس کو صراحت کے ساتھ کہا گیا تھا کہ تجھے عورت کے ساتھ ایک مرتبہ جماع کر کے طلاق دے دینا ہے؛ اب مذکورہ عورت کے ساتھ اس کا پہلا شوہر عدت ختم ہونے پر نکاح کرنا چاہتا ہے تو کچھ مخصوص مدت کے لئے حلالہ کرانے کے لئے نکاح ہوسکتا ہے؟ مذکور حلالہ میں جو کچھ مدت کے لئے نکاح کیا گیا وہ ''متعہ'' میں شامل ہے یا نہیں؟ حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا گیا ان دونوں پر خدا کی لعنت ہے تو پھر ایسے ملعون کا حال قیامت میں کیا ہوگا؟ اس کی معافی ہوگی یا نہیں؟

جواب(۶۰/۴۵۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اگر حلالہ میں وقت، مدت، ایک رات یا ایک ہفتہ وغیرہ ذکر کیا جائے تو یہ نکاح، نکاح متعہ ہوگا، یہ نکاح باطل ہے ایسے نکاح سے یہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوگی اور اگر نکاح میں کوئی مدت متعین نہ کرے چاہے دل میں عزم مصمم ہو کہ ایک بار جماع کر کے طلاق دے دونگا تو یہ نکاح جائز ہے حلالہ درست ہوگا اور شوہر اول کے لئے یہ عورت حلال ہوجائے گی۔ حوالہ ایضاً(شامی:۱۴۵/۴)

حلالہ کا کام واقعۃً لعنت کا کام ہے حدیث شریف میں دونوں (حلالہ کرنے اور کرانے والے) پر لعنت کی گئی ہے، شریف آدمی کا یہ کام نہیں اور مؤمن کے لئے زیبا بھی نہیں دیتا، اس کی بخشش اللہ تعالیٰ کی رضا پر موقوف ہے چاہے تو معاف کردے چاہے تو سزا دے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حلالہ کرنے کی وجہ سے ایمان سے خارج نہیں ہوگا اور ابدی طور پر جہنمی بھی نہیں ہوگا، انشاءاللہ اس کی مغفرت ہوجائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن عبداللّٰه بن مسعود قال لعن رسول اللّٰه ا المحلل والمحلل له۔ (مشکوۃ:ص۲۸۴)

حلالہ میں جماع نہ ہوا ہو ایسی عورت:-

سوال(۶۱/۴۵۱):- فقیر محمد کے ساتھ جمیلہ بی بی کی شادی نو سال پہلے ہوئی تھی اس سے ایک لڑکا اور چار

لڑکیاں پیدا ہوئیں، جس میں سے تین حیات ہیں دو کا انتقال ہوگیا، فقیر محمد نے جمیلہ کو طلاق دے دی جس کو چار مہینہ ہو گئے، جمیلہ نے ۲۳/۶/۶۸ کے روز ظہر کے بعد نکاح کیا اور عصر کے بعد طلاق لے لی ابھی تک جماع بھی نہیں ہوا اور دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہے، تو کیا عدت گزارنا ضروری ہے؟ فقیر محمد کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب(۴۵۱/۶۱):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

جمیلہ بی بی کے دوسرے نکاح کے بعد اگر دوسرے شوہر کے ساتھ خلوت صحیحہ ہوئی ہو یعنی میاں بیوی اکیلے کسی کھالی گھر میں ہوا اور ان دونوں کے بغیر کوئی نہ ہو، وہاں دونوں جمع ہوئے ہوں تو اب دوسرے شوہر کے طلاق دینے پر تین حیض کا گزرنا ضروری ہے اور اگر خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو عدت گزارنا واجب نہیں، حاصل کلام یہ ہے کہ پہلی صورت میں عدت گزرنے کے بعد اور دوسری صورت میں جمیلہ بی بی فقیر محمد یعنی پہلے شوہر کے علاوہ کسی بھی آدمی سے نکاح کرسکتی ہے، مگر فقیر محمد کے ساتھ نکاح کرنا جبکہ اس نے تین طلاق دے دی ہو تو کسی طرح جائز نہیں، کیوں کہ دوسرا شوہر نکاح صحیح کرنے کے بعد اگر جماع نہ کرے تو طلاق دینے سے یا شوہر کے مرجانے سے عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

لاتحل مطلقة الثلاث للزوج الأول بمجرد خلوة الثاني۔ (شامی:۲۵۷/۴)

طلاق بغیر دوسرے کے ساتھ نکاح:-

سوال(۴۵۲/۶۲):-بمبئی میں ایک عورت نے ایک عرب کے ساتھ نکاح کیا، صرف دو راتیں گزار کر وہ عرب کسی وجہ سے سعودی عربیہ واپس چلا گیا، آج اس کو گئے ہوئے بیس مہینے ہو گئے جس میں چھ مہینے تک خط و کتابت جاری رہی اس کے بعد آج تک کوئی خبر نہیں، مذکورہ عورت کو کس طرح طلاق لینا چاہئے؟

جواب(۴۵۲/۶۲):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

مذکورہ لڑکی کا نکاح طلاق لیئے بغیر درست نہیں، اس کے لئے شرعی پنچایت ضلع سورت میں اپنا معاملہ پیش کرے، وہ اس کا حل کریں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

طلاق بغیر دوسرے کے ساتھ نکاح:-

سوال(۴۵۳/۶۳):-ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، چار سال ساتھ میں رہے جھگڑے

کی وجہ سے عورت کو نکال دیا جس کو گیارہ سال ہو گئے، نان، نفقہ بھی نہیں دیتا اور طلاق بھی نہیں دیتا، اب عورت دوسری شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب(۶۳/۴۵۳):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

طلاق لئے بغیر وہ عورت دوسری شادی نہیں کرسکتی، اگر کرے گی تو درست نہیں ہوگی، بالکل حرام ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے'' والمحصنت من النساء ''یعنی دوسرے کی شادی شدہ عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ لہذا طلاق لئے بغیر نکاح درست نہیں، شوہر پر واجب ہے کہ اس عورت کو اپنے ساتھ بھلائی سے رکھے، یا تو پھر چھوڑ دے، اس عورت کو اس طور پر ظلم کر کے نہ رکھے اگر شوہر طلاق نہ دے تو خلع کر لے یعنی مہر عدت وغیرہ کا خرچ معاف کر کے طلاق لیلے، خلع کے بعد عدت گزر جانے پر دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ وتعلق حق الغیر بنکاح أو عدة۔ (شامی:۱۰۰/۴)

نکاح فسخ نہیں ہوگا

سالی کے ساتھ زنا کرنا:-

سوال(۶۴/۴۵۴):-کوئی بھی آدمی اپنی سالی کے ساتھ صحبت کرسکتا ہے؟ سالی کے ساتھ زنا کرے تو اس کی عورت اس کے لئے حرام ہوجاتی ہے؟

جواب(۶۴/۴۵۴):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

سالی کے ساتھ زنا کرنا حرام ہے، اس لئے سخت گنہگار ہو کر عذاب کا مستحق ہوگا، صدق دل سے توبہ کرنا واجب ہے، مگر سالی کے ساتھ زنا کرنے کی وجہ سے اپنی عورت حرام نہیں ہوگی اور نکاح میں کوئی عیب نہیں پیدا ہوگا، البتہ جب تک سالی کو ایک حیض نہ آجاوے وہاں تک اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ وطئی أخت امرأته امرأته لاتحرم علیه امرأته (لا)۔ (شامی:۱۰۹/۴)

دوسرے کے ساتھ بھاگ جانے والی عورت:-

سوال(۶۵/۴۵۵):- ہمارے گاؤں میں ایک عورت اس کے شوہر کی موجودگی میں دوسرے کے ساتھ چلی گئی، دو چار دن کے بعد اس عورت کو لا کر اس کے اصلی شوہر کے حوالے کر دیا گیا، بھاگ جانے کے درمیان دوسرے شوہر کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے رہی تو وہ عورت پہلے شوہر کے نکاح میں رہے گی یا

نہیں؟اوراس کا انتظام کس طرح کرنا چاہئے؟

جواب(۶۵/۴۵۵):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

سوال میں ذکرکردہ بہن(دوسرے مرد کے ساتھ بھاگ جانے والی)اپنے شوہر کے نکاح میں ہے،چاہےاس نے دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیا ہو،وہ دوسرا نکاح باطل ہوگا،نکاح والی عورت طلاق لیے بغیر دوسرا نکاح نہیں کرسکتی،لہذا شوہراول کوسپرد کردینا چاہئے،دوبارہ نکاح کرنا ضروری نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔لایجوزللرجل أن یتزوج زوجة غیرہ ۔ (عالمگیری:۱/۲۸۰)

بیوی کا دودھ پینا:-

سوال(۶۶/۴۵۶):-عمر نے اپنی بیوی ہندہ کے پستان کو منہ میں لیا،عمر کا ارادہ صرف پیار محبت کرنے کا تھا،تو عمر کی بیوی اس کے نکاح میں رہے گی یا نہیں؟

جواب(۶۶/۴۵۶):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

بیوی کے پستان چوسنے کی وجہ سے بیوی حرام نہیں ہوتی،چاہے دودھ پیا ہو!دودھ پینا حرام ہے مگر اس سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔نکاح میں رہے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ویثبت التحریم)فی المدة فقط۔ (شامی:۴/۳۹۷)

واذامضت مدّة الرضاع لم یتعلق بالرضاع تحریم۔ (عالمگیری:۱/۳۴۳)

اپنی بیوی کے پستان کو بوسہ دینا:-

سوال(۶۷/۴۵۷):-اپنی بیوی کے پستان کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟اگر پستان سے دودھ باہر آتا ہوتو ایسی حالت میں بوسہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۶۷/۴۵۷):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

اپنی بیوی کے پستان کو بوسہ دینا جائز ہے،البتہ اس کا دودھ پینا حرام ہے،اس لئے اگر دودھ آتا ہوتو ایسی حالت میں احتیاط کرنا بہتر ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

اپنی بیوی کے پستان کو بوسہ دینا:-

سوال(۶۸/۴۵۸):-میرا عزیز دوست کہتا ہے کہ اپنی بیوی کو صحبت کرتے وقت اس کی چھاتی کو بوسہ

دینا شریعت کی رو سے جائز نہیں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے غسل کرنا گناہ ہے کیا؟

جواب(۶۸/۴۵۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اپنی بیوی کے پستان کو بوسہ دینا جائز ہے،مگر دودھ پینا حرام ہے،اس لئے احتیاط بہتر ہے۔ برہنہ ہونے کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا(پیشاب پاخانہ غسل کے وقت)بے ادبی ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شادی شدہ عورت زنا کراوے تو؟

سوال(۶۹/۴۵۹):-ایک مسلمان بھائی کی عورت نے ایک اجنبی مرد کے ساتھ زنا کرایا،تو وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح میں رہے گی یا نکاح فاسد ہوجائیگا؟

جواب(۶۹/۴۵۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

زنا کرانے کی وجہ سے وہ عورت نکاح سے خارج نہیں ہوتی،کسی بھی قسم کے حرج کے بغیر رکھ سکتے ہیں،پھر دوبارہ نکاح کرنے کی بھی ضرورت نہیں،عورت کو چاہئے کہ صدق دل سے توبہ کر لے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دارالعلوم:۷/۴۹۹)

شوہر کو بھائی کہنے سے نکاح ٹوٹ جائے گا؟

سوال(۷۰/۴۶۰):-ایک آدمی بیرون ملک رہتا ہے،اس کی عورت نے ٹیپ ریکارڈ میں اپنا آواز بھر کر بھیجا ہے،جس میں عورت سے اپنے شوہر کے لئے یہ الفاظ نکل گئے''کہ بھائی تم ہمیشہ احتیاط سے قدم اٹھانا،تو مسئلہ کا اطمینان بخش جواب عنایت فرمائیں۔

جواب(۷۰/۴۶۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورہ جملہ کے تلفظ سے وہ عورت نکاح سے نہیں نکلے گی،بھائی بولنے کی وجہ سے محرم(حقیقی بھائی)کے حکم میں نہیں ہوں گے اس لئے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے،نکاح باقی رہے گا۔فقط واللہ اعلم۔

شوہر کا خط یا پیسہ نہ بھیجنا:-

سوال(۷۱/۴۶۱):-لڑکا افریقہ میں اور لڑکی ڈربن میں رہتے ہیں دونوں کا نکاح ٹیلی فون سے ہوا تھا، شادی ہوئے نومہینہ ہوگیا مگر لڑکے کا کوئی خط یا ایک پیسہ آتا نہیں ہے،اس لئے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نو

مہینہ سے خط نہ آنے کی وجہ سے لڑکی نکاح سے نکل جائیگی۔تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۷۱/۴۶۱):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ٹیلی فون کے ذریعہ شرعی طور پر نکاح ہوجانے کے بعد شوہر کی طرف سے خط یا پیسہ نہ آنے کی وجہ سے عورت نکاح سے خارج نہیں ہوگی، لوگوں کا کہنا غلط ہے بغیر دلیل کی بات ہے، نکاح بحال رہے گا، طلاق لیے بغیر دوسرے شوہر سے اس عورت کا نکاح کرنا صحیح نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شادی میں غیر اسلامی رسومات

ریڈیو۔لاؤڈ اسپیکر بجتا ہو وہاں جانا:-

سوال(۷۲/۴۶۲):-شادی کے موقع پر گھر میں ریڈیو اور باہر مائک رکھا جاتا ہے، اسی طرح دولہا اور دلہن کی تصویریں لی جاتی ہیں اپنے بھائی کے یہاں ایسے موقع پر جانا چاہئے کہ نہیں؟ نہ جانے سے رشتہ داروں میں رنجش پیدا ہوتی ہے۔

جواب(۷۲/۴۶۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

شادی جیسے مبارک موقع پر بھی ریڈیو یا گانا بجانا یا تصویر کھینچنا حرام ہے جس کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہوئی ہیں، گانا سننے سے دل میں کفر پیدا ہوتا ہے، یہ شیطانی آواز ہے جس سے رحمت رک جاتی ہے۔وعن عبدالله بن مسعود قال سمعت رسول الله ﷺ يقول اشدّالناس عذابا عند الله المصورون۔ (مشکوۃ شریف:۳۸۵)

مذکور خرابیوں کو حتی الامکان روکنا چاہئے یعنی اگر ہاتھ سے روک سکتے ہیں تو ہاتھ سے روکنا چاہئے، نہیں تو زبان سے اور زبان سے بھی نہیں روک سکتے تو ایسی چیز کو دل سے برا ماننا چاہئے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ومن رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان۔ (مسلم شریف:۱/۵۱)

اگر تمہارے نہ جانے سے اصلاح کی امید ہو تو نہ جانا چاہئے، چاہئے رنجش بڑھے! یہ بغض فی اللہ کہلاتا ہے۔ورنہ دل سے برا سمجھ کر نکاح خوانی کی مجلس میں شریک ہوجائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شادی میں کھانے کا پیسہ لینا:-

سوال(۴۶۳/۷۳):- لوگ شادی کے موقع پر پیسے لیتے ہیں (دو آدمی بیٹھ کر پیسہ لکھتے ہیں) شادی میں لوگوں کو کھلانے کا پیسہ لینا کیسا ہے؟ اور آج کل تو لوگ ولیمہ کی دعوت میں شامیانہ کے نیچے تو پیسے نہیں لیتے مگر گھر میں لڑکی کے یا لڑکے کے یا لڑکے کی والدہ کے ہاتھ میں دیتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ لوگ ولیمہ میں بھی پیسے لیتے ہیں، تو شریعت کے اعتبار سے یہ پیسہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۴۶۳/۷۳):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

شادی یا غمی وغیرہ موقع پر ایک دوسرے کو پیسہ لینا دینا منع ہے، غیر مسلموں کا یہ رواج ہے اور یہ ایک قسم کا قرض ہے، اگر اس کو واپس نہ دیا جائے تو دل میں ایک قسم کی کدورت پیدا ہوتی ہے، للہ (پیسہ لئے بغیر) کھانا کھلایا جائے، خوشی سے اگر کوئی دے تو حرج کی بات نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نکاح کے وقت ہاتھ میں ناریل لینا:-

سوال(۴۶۴/۷۴):- ہمارے یہاں شادی کے موقع پر ہاتھوں میں چوڑی باندھنے کا رواج بہت پرانا اور آباء واجداد کے زمانہ سے چلا آرہا ہے اس چوڑی کو پہننے کے بعد ایک مخصوص زمانہ تک اس کو اتارتے نہیں ہے اور نکاح کے وقت ہاتھ میں چوڑی اور ناریل کا ہونا ضروری ہے؛ ہمارے گاؤں کے امام صاحب یہ چوڑی پہننے کے رواج کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں کی رسم ہے اور بدعت ہے، اگر چوڑی نہ پہنے تو ہمارے داماد لڑکیاں اور رشتہ دار اور دوست احباب نکاح میں شامل نہیں ہوتے اور ناراض ہو کر چلے جاتے ہیں۔ تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴۶۴/۷۴):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

تمہارے گاؤں کے امام صاحب کی بات صحیح ہے، یہ غیر مسلموں کی رسم ہے، جس کام یا رسم میں غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہو وہ منع ہے، چاہے وہ رسم اور رواج آباء واجداد کے زمانہ سے چلا آرہا ہو اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے "من تشبه بقوم فهو منهم" یعنی جو غیروں کی مشابہت اختیار کریگا وہ انہیں میں سے ہوگا، داماد اور رشتہ دار مذکور رسم چھوڑ دینے کی وجہ سے شاید ناراض ہو کر نکاح میں شریک

نہیں ہوں گے اس ڈر سے اس رسم کو نہ چھوڑنا اور اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کرنا یہ مسلمان کی شان نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

غلط رسومات کی تائید کرنا:-

سوال(۷۵/۴۶۵):- مذکور سوال (نمبر ۴۷) میں ذکر کردہ نکاح میں تعاون کرنے والے لوگ یا رشتہ دار یا دوست احباب کی عورتیں نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ اس طرح ناجائز کام میں تعاون کرنے والوں کے لئے کیا کیا وعیدیں ہیں؟

جواب(۷۵/۴۶۵):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ایسے تمام حرام کاموں میں کسی قسم کا تعاون کرنا منع ہے،سب گنہگار رہوں گے،قرآن شریف میں مذکور ہے﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾یعنی گناہ اور حد تجاوز کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو۔

مگر اس میں تعاون کرنے کی وجہ سے ان کی عورتیں نکاح سے نہیں نکلے گی،گاؤں کے ذمہ داروں کا فرض بنتا ہے کہ ایسے حرام کام کو روکے،اگر نہ مانے تو ان کے ساتھ بائکاٹ کرے۔ورنہ اللہ پاک کا غضب گاؤں والوں پر اترنے کا خطرہ ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص (سورۂ مائدہ:۲)

دولہا کے جسم پر ہلدی اور مہندی لگانا:-

سوال(۷۶/۴۶۶):- جب مسلمانوں میں شادی ہوتی ہے تب دولہا اور دلہن کے جسم پر ہلدی لگائی جاتی ہے اور دولہا کو بھی مہندی لگائی جاتی ہے،دولہا کے ہاتھ میں ناریل دیا جاتا ہے،جب بارات نکلتی ہے اور راستہ میں کنویں اور ندی کے پاس سے گزرہوتا ہے تو اس میں ناریل ڈالتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب(۷۶/۴۶۶):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

شادی کی ذکر کردہ رسومات غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت پائی جانے کی وجہ سے منع ہے،ہماری شادی اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق ہونی چاہئے،اللہ کے رسول ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور اولیاء کرام سے ایسی رسومات ثابت نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (اصلاح الرسوم:ص۵۲)

کعبہ کی طرف چہرہ ہو اس طرح دولہن کے گھر جانا:-

سوال:(۷۷/۴۶۷):-شادی کے موقع پر دولہا کا ریشمی لباس پہننا اور پورے گاؤں والوں کولیکر گاؤں میں پھرتے ہوئے دلہن کے گھر جاتے ہوئے کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا اور اس طرح کرنے کا عقیدہ رکھنا جائز ہے؟

جواب(۷۷/۴۶۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مردوں کے لئے ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے، جائز طور پر شریعت کے حدود میں رہ کر اچھے کپڑے پہننا، زینت کرنا جائز ہے، قبلہ کی طرف چہرہ کرتے ہوئے نکاح کرنے کے لئے جانے کو ضروری سمجھنا بالکل غلط عقیدہ ہے، کسی بھی راستہ سے جا سکتے ہیں اور کسی بھی جہت کی جانب بیٹھ کر نکاح پڑھ سکتے ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حاملہ عورت کو مزین کر کے والدین کے یہاں روانہ کرنا:-

سوال(۷۸/۴۶۸):-ہمارے ملک کا رواج ہے کہ شادی کے بعد اس عورت کو حمل ٹھہر جائے تو پانچ یا سات مہینہ گزرنے پر رسم و رواج کے مطابق فاتحہ دیتے ہے اور شادی کی طرح مزین کر کے شوہر کے گھر سے اپنے ماں باپ کے گھر جب کہ دوسری عورتیں گانہ اور گیت گاتے ہوئے لے جاتی ہیں۔ فاتحہ کس کے لئے ہے؟ اور یہ رواج کن کا؟ مسلمان عورت کے لئے پردہ کا حکم ہے، مذکور رواج میں اگر کوئی دخل دے تو اس کو کنجوس اور فتین کہا جاتا ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۷۸/۴۶۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور رواج بہت ہی غلط اور غیر اسلامی ہے، غیر مسلموں کے رواج کے ساتھ مشابہت ہے، مسلمانوں کو ضرور بچنا چاہئے، اس وقت فاتحہ ثابت نہیں۔ اس موقع پر شکرانہ کے طور پر بغیر کسی قسم کے رسم و رواج کرتے ہوئے للہ کھانا کھلا دے تو بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (اصلاح الرسوم:۵۲)

واپس لینے کی نیت سے شادی میں ہدیہ دینا:-

سوال(۷۹/۴۶۹):-شادی کے موقع پر ہدیہ اور نقد رقم دولہا اور دلہن کو دیے جاتے ہیں، تو کیا یہ دینا جائز ہے؟ اور اس طور پر ملے ہوئے ہدایا اور رقوم میں دوسرے بھائی کا حق لگتا ہے؟

جواب(۷۹/۴۶۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

تحفہ اور ہدیہ کو بدلہ وصول نہ کرنے کی نیت سے دیے جائیں،مگر ہمارے یہاں رسم ورواج کے مطابق شادی یا ختنہ یا ایسے موقع پر جو لوگ دیتے ہیں ظاہر میں تو ہدیہ کہا جاتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ واپس لینے کی نیت سے دیتے ہیں، دینے والا بھی یاد رکھتا ہے کہ فلاں کو فلاں موقع پر اتنا دیا ہے،مزید یہ کہ جس کو دیا جاتا ہے وہ بھی یاد رکھتا ہے کہ فلاں نے مجھے اتنا دیا ہے اس لئے مجھے بھی ان کے یہاں موقع کے مناسب دینا پڑے گا، جب کوئی نہیں دیتا تو اس کے متعلق تذکرہ ہوتا ہے کہ فلاں ہمارا کھا کر بیٹھ گیا اور ہم کو کچھ نہیں دیا اسی کو گجراتی زبان میں ''چاندلہ'' کہا جاتا ہے اور اس کی حیثیت قرض کی ہو جاتی ہے اور اس قرض کا سلسلہ بہت دور تک پہونچتا ہے۔

ایسی رقم اگر کسی کے یہاں دی گئی ہو اور اس کا انتقال ہو جائے تو اس (چاندلہ کی) رقم میں ورثاء شریک ہوتے ہیں پھر یہ قرض ادا نہیں ہوتا،جس نے لیا ہے اس کی حیثیت مقروض کی سی ہو جاتی ہے اور یہ مسئلہ بڑا پیچیدہ اور خطیر بنجاتا ہے؛ اگر کوئی آدمی واپس لینے کی نیت کے بغیر رضامندی سے دیدے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں،مگر ایسے نظریات والا شاید و باید کوئی ایک ہی ہوسکتا ہے اور زیادہ تر واپس لینے کی نیت ہی سے دیا جاتا ہے،جس کو دیا ہے اسی کے ذمہ قرض رہے گا، دوسرے کے ذمہ نہیں لہذا اس رسم ورواج کو بندھ کرنا ضروری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مہر کا بیان

مہر متعین کئے بغیر نکاح کرنا:-

سوال(۴۷۰/۸۰):-عورت نے دو گواہوں کی موجودگی میں ایک آدمی کو اپنی ذات بخش دی اور اس نے قبول کر لی۔تو اس وقت مہر متعین کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب(۴۷۰/۸۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مہر کا تذکرہ کرنا شرط نہیں بغیر مہر کے ذات بخشنے سے نکاح ہو جائیگا،مگر شوہر پر مہر مثل (عورت کے خاندان میں جو مہر چلتا ہو وہ مہر) واجب ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ویصح النکاح وان لم یسم فیه مهرا ۔ الخ۔ (ہدایہ:۳۲۳/۲،۳۲۴)

عورت مہر کے مطالبہ کی حقدار ہے:-

سوال(۸۱/۴۷۱):- ایک عورت نے ایک مرد کو اپنی ذات بخش دی اس وقت مہر کا تذکرہ ہوا تو مرد نے کہا کہ ہم جب علانیہ طور پر نکاح کریں گے تب مہر کی رقم ستائس روپیہ پچاس پیسہ متعین کریں گے، تو ابھی تک علانیہ طور پر نکاح ہوا نہیں، پھر بھی مذکورہ عورت مہر کا مطالبہ کرنے کی حقدار ہے یا نہیں؟

جواب(۸۱/۴۷۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

وہ مہر کی حقدار ہے، خلوت میں دونوں کی ملاقات ہوئی ہوتو مکمل مہر ورنہ آدھے مہر کی حقدار ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وتجب) العشرة (إن سماھاأودونھا، و)یجب --- (أوخلوة صحت) من الزوج۔ (شامی:۲۳۳/۴)

معاف کرانے کی نیت سے مہر لکھانا۔

سوال(۸۲/۴۷۲):- کوئی آدمی نکاح کرنے سے پہلے یہ نیت کرے کہ مجھے ہزار روپیہ مہر لکھانا ہے بعد میں عورت کے پاس معاف کراونگا اور ہزار روپیہ مہر لکھادی تو ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب(۸۲/۴۷۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ایسا کرنا مناسب نہیں، مہر عورت کا حق ہے جو اس کو دیدینا چاہئے ، جبرا معاف کرانا منع ہے، قیامت کے دن پکڑ ہوگی، عورت خوشی سے معاف کردے تو خیر، اسی لئے اپنی حیثیت کے مطابق مہر متعین کرلے، مہرِ نبوی پانسو درہم وزن کے برابر چاندی یعنی تقریبا ایک سو سوا اکتیس تولہ چاندی تھی ۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً (شامی:۲۳۳/۴)

نکاح کرنے سے پہلے مہر متعین کرلینا:-

سوال(۸۳/۴۷۳):- نکاح کرانے کے وقت مہر کا تذکرہ نہ کیا جائے اور فقط نکاح کرالیا جائے اور مہر پہلے ہی سے متعین کرلیا ہوتو یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

جواب(۸۳/۴۷۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

صحیح ہوگا، مہر متعین نہ ہونے کی وجہ سے نکاح میں کوئی نقص نہیں پیدا ہوگا، دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرلینے سے نکاح ہوجائے گا، مگر مہر کا تذکرہ کرلینا چاہئے تاکہ بعد میں جھگڑا نہ ہو۔فقط

واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضا جواب ۴۷۰ (ہدایہ:۳۲۳/۲)

مہر کب ادا کیا جائے؟

سوال(۸۴/۴۷۴):-مہر کب ادا کرنی چاہئے؟

جواب(۸۴/۴۷۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مہر نقد متعین کیا ہو تو نکاح ہی کے وقت دے دینی چاہئے، یہی بہتر ہے اور اگر ادھار ہو تو جب استطاعت پیدا ہو، مہر عورت کا قرض ہے، جلد از جلد ادا کر دینا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وأخذ(قدرمايعجل لمثلهاعرفاً)به يفتى،لأن المعروف كالمشروط ۔ (شامی:۲۹۱/۴)

نکاح میں مہر کو بھول جانا:-

سوال(۸۵/۴۷۵):-نکاح پڑھانے کے وقت مہر کا ذکر کرنا بھول جائے یا جان بجھ کر چھوڑ دے اور صرف ایجاب اور قبول کرائے تو نکاح ہوگا یا نہیں؟

جواب(۸۵/۴۷۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مہر کا تذکرہ بھول جانے کی وجہ سے یا جان بجھ کر تذکرہ نہ کرنے کی وجہ سے نکاح میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوگا، کسی بھی قسم کے حرج کے بغیر درست ہے، صرف ایجاب اور قبول کی وجہ سے نکاح ہو جائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضا جواب ۴۷۰ (ہدایہ:۳۲۳/۲)

مہر کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟

سوال(۸۶/۴۷۶):-شریعت کے اعتبار سے مہر کی مقدار کتنی ہونی چاہیے؟

جواب(۸۶/۴۷۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ہمارے حنفی مذہب کے مطابق مہر کی مقدار کم از کم دس درہم کے وزن کے برابر چاندی ہے، جس کی قیمت آج تقریبا ساڑھے پندرہ روپیہ ہوتی ہے، زیادہ مہر کی کوئی حد نہیں ہے، جتنی چاہے اتنی متعین کرے، مگر مہر کا زیادہ ہونا کوئی فخر کی بات نہیں ہے، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (اللہ کے رسول ﷺ کی پاک بیویوں) میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور آپ کی لڑکیوں میں سے کسی کا بھی مہر پانچ سو درہم چاندی سے زیادہ نہ تھی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر بھی پانچ سو درہم چاندی تھی، جس کی

بازاری قیمت آج کل آٹھ سوپچیس روپیہ ہوتے ہیں،تمام کواسی کوقابل عمل بنانا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔

وعن ابی سلمة قالت سألت عائشة کم کان صداق النبی ﷺ قالت کان صداقه لازواجه ثنتی عشرة اوقية ۔ (مشکوۃ شریف:۲۷۷)

سنت مہر(مہرِ فاطمی) کی مقدار:-

سوال(۴۷۷/۸۷):- شادی میں دی جانے والی مہرعورت کوکتنی دے سکتے ہیں؟فی الحال مالدار ہو یا غریب ہو ہر جگہ میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک سوساڑھے ستائیس روپیہ دی جاتی ہے،عورت اگراس سے زیادہ مہر کا مطالبہ کرے تو کتنی زیادہ دے سکتے ہیں؟عورت کے اولیاء زیادتی کا مطالبہ کرسکتے ہیں یانہیں؟ فی الحال مہنگائی کے زمانہ میں کتنی دے سکتے ہیں؟مہر کے عوض میں سونا لے سکتے ہیں؟کتنا دینا چاہئے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مہر کتنی تھی؟آج کے حساب سے کتنی ہوتی ہے؟

جواب(۴۷۷/۸۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حنفی مذہب میں کم ازکم دس درہم چاندی یعنی تقریبا پونے تین تولہ چاندی،یااس کی بازاری قیمت ہے،اس سے کم نہیں رکھ سکتے۔زیادتی کی کوئی حدنہیں ہے،لہذا(حضرت مفتی صاحبؒ کے زمانہ کے چاندی کے بھاؤ کے حساب سے)ایک سوساڑھے ستائیس روپیہ جائز ہے،اس سے زیادہ کا مطالبہ غلط نہیں ہے،آپ کی ازواج مطہرات میں سوائی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کے اورآپ کی لڑکیوں کی پانچ سو درہم چاندی یعنی تقریبا ایک سوا ایکتیس تولہ اور ایک ثلث یااس کی قیمت تھی،اس سے زیادہ مہر فخریہ طور پر رکھنا جائز نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔واقل المهر عشرة دراهم الخ۔ (ہدایہ:۳۲۴/۲)

مہر کی تحدید:-

سوال(۴۷۸/۸۸):- ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے باپ اپنی لڑکی کی شادی کے لئے لڑکے والوں کے پاس سے کیا کیا لےسکتا ہے؟زیادہ سے زیادہ اورکم سے کم کتنا مہر ہونا چاہئے؟

جواب(۴۷۸/۸۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

کم ازکم دس درہم کے برابر چاندی یعنی تیس گرام یااس کی بازاری قیمت۔مہر کی زیادہ مقدار کی کوئی حدنہیں،مگر زیادہ مہر یہ کوئی عزت اور فخر کی بات نہیں،اگر یہ عزت اور فخر کی بات ہوتی تو آپ ﷺ

اپنی لڑکیوں کا مہر زیادہ رکھتے، مہر فاطمی پانچ سو درہم چاندی تقریبا پندرہ سوگرام یااس کی بازاری قیمت ہوتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔أقل المهر عشرة دراهيم الخ۔ (عالمگیری:۱/۳۰۲)

حضرت ام حبیبہؓ کا مہر:-

سوال(۸۹/۴۷۹):- امہات المؤمنین میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مہر کتنا تھا؟ آج کل کی قیمت کے اعتبار سے کتنے روپیہ ہوتے ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر کتنا تھا؟

جواب(۸۹/۴۷۹):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام ازواج مطہرات اور تمام صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم چاندی یعنی ایکسوایکتیس تولہ اور ایک ثلث تولہ چاندی تھی جو تقریبا ایک کیلوں پانچ سوگرام یا اس کی بازاری قیمت ہوگی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مہر چار ہزار درہم تھی، جو حبشہ کے بادشاہ نے ادا کی تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا حضور ﷺ کی مہر کتنی تھی؟ جواب دیا کہ پانچ سو درہم چاندی تھی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۴۷۶ (مشکوۃ شریف:۲۷۷)

مہر کی ادائیگی سے پہلے عورت کا خودکشی کرنا:-

سوال(۹۰/۴۸۰):- ایک آدمی نے شادی کی اس کی بیوی کو مہر دینا باقی تھا اور بیوی نے ڈیڑھ مہینہ میں خودکشی کر لی تو اس کی مہر ادا کرنا ضروری ہے؟ اور وہ کس کو دی جائے؟

جواب(۹۰/۴۸۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اس کی مہر ادا کرنا بہت ضروری ہے شوہر کے ذمہ مہر قرض کے برابر ہے، اس عورت کے قریب کے رشتہ دار جو اس کے ورثاء میں سے ہوں ان کو شریعت کے حکم کے مطابق دیئے جائیں، جیسا کہ ماں اور باپ وہ نہ ہو تو بھائی اور بھتیجہ وہ بھی نہ ہو تو چچا اور ان کی اولاد (عورت کے رشتہ داروں) کو دی جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔واذامات الزوجان وقدسمى لهامهرافلوورثتها۔ (ہدایہ:۲/۳۳۷)

مرحومہ کی مہر ورثاء کے درمیان:-

سوال(۴۸۱/۹۱):-ایک عورت کو ایک آدمی نے طلاق دیدی اس عورت نے دوسری جگہ شادی کی وہاں اس کو دو تین لڑکے ہوئے پھر اس عورت کا انتقال ہو گیا تو اس کی مہر کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۴۸۱/۹۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مرحومہ کی بقیہ مہر اس کے تمام ورثاء کو شریعت کے حکم کے مطابق تقسیم کی جائے ۔فقط واللہ اعلم۔

حوالہ ایضاً(ہدایہ:۲/۳۳۷)

ولیمہ کے متعلق

ولیمہ کس کو کہتے ہیں؟

سوال(۴۸۲/۹۲):-بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نکاح ہونے کے بعد عورت کے ساتھ پہلی رات کو جماع کرے اور دوسرے دن کھانا کھلائے اس کو ولیمہ کہتے ہیں تو کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب(۴۸۲/۹۲):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

شریعت کی اصطلاح میں نکاح کی ضیافت کو ولیمہ کہتے ہیں ولیمہ سنت ہے واجب نہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ولیمہ کھلایا ہے، دولہا دلہن کی ملاقات کے بعد ولیمہ کھلانا بہتر ہے، نکاح کے وقت بھی جائز ہے، اپنی حیثیت کے مطابق ولیمہ کرے سود یا قرض لیکر نہ کرائے، سنت کی نیت سے کرائے ریا کاری اور نام ونمود کے لئے کرنا منع ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(امداد الفتاوی:۴/۵۶۳، کفایت المفتی:۵/۱۶۱)

نکاح کے متعلق مختلف مسائل

شادی شدہ عورت کو بھگا لے جانے والے کی سزا:-

سوال(۴۸۳/۹۳):-ایک آدمی ایک شادی شدہ عورت کو بھگا کر لے گیا اس عورت کا شوہر حیات ہے، وہ آدمی اس عورت کے ساتھ دو سال کے بعد گاؤں میں واپس آیا اسلامی شریعت کے اعتبار سے اس کی کیا سزا ہے؟ اس کو تعاون کرنے والا گنہگار ہے یا نہیں؟

جواب(۴۸۳/۹۳):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

ایسے مجرم کی سزا یہاں اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے سوائی بائکوٹ کے کچھ نہیں یعنی اس

کے ساتھ بالکل قطع تعلق کیا جائے اس کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ نہ کیا جائے جب تک وہ آدمی اس عورت کو چھوڑ نہ دے واقعۃً مذکور گناہ (عورت کو بھگا لے جانا) اتنا منحوس عمل ہے جس کی وجہ سے پوری قوم پر عذاب آنے کا خطرہ ہے، تمام کو چاہئے کہ اس کے ساتھ قطع تعلق کرے، اس کو تعاون کرنے والے لوگ بھی گنہگار ہوں گے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ''ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان ''یعنی گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مددمت کرو۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند:۱۲/۱۸۱)

شادی شدہ عورت کو بھگا لے جانے والے کی سزا:-

سوال(۹۴/۴۸۴):- ایک مسلمان بھائی ایک مسلم شادی شدہ عورت کو بھگا کر لے گیا، جو چھے مہینہ کے بعد پولیس کے ذریعہ پکڑا گیا، مذکورہ بہن کو چار پانچ مہینہ کا حمل بھی ہے تو اس عورت کو اس کے شوہر کو سپرد کرنا چاہئے؟ اور بچہ پیدا ہو تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟ بھگا کر لے جانے والی کی کیا سزا ہے؟ مذکورہ بہن اپنے اصلی شوہر کے ساتھ رہنے کا انکار کرتی ہے تو شریعت کے اعتبار سے اس کی کیا تفصیل ہے؟

جواب:(۹۴/۴۸۴)حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

عورت کو بھگا لے جانا گناہ کبیرہ ہے، اسلامی حکومت میں ایسے گنہگار کے لئے سخت سزا رجم یعنی پتھر مار کر مار دینا ہے مگر یہ سزا دارالاسلام میں جاری کی جاتی ہے، ہندوستان یہ دارالاسلام نہیں ہے اس لئے وہ آدمی صدق دل سے توبہ کرے دو رکعت (صلوۃ التوبہ) پڑھ کر رو رو کر گناہوں کی معافی مانگے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عزم مصمم کرے اور اللہ تعالیٰ سے مضبوط عہد کرے۔

حمل مکمل ہو جانے کے بعد اسقاط کرانا منع ہے اگر اس عورت کا شوہر حمل کا انکار نہ کرے کہ یہ حمل میرا نہیں ہے تو وہ حمل شوہر کا کہلائے گا، ورنہ شوہر سے اس کا نسب ثابت نہیں ہوگا اور زنا کا سمجھا جائے گا جو عورت کو سپرد کیا جائے گا۔ اس عورت کے بھاگ جانے کی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے اس لئے اس عورت کو اس شوہر کے حوالہ کر دینی چاہئے، اگر وہ شوہر کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو تو خلع (مال کے عوض میں طلاق) کے ذریعہ الگ ہو سکتی ہے، شوہر کے طلاق دیئے بغیر دوسرے کے ساتھ شادی کرنا باطل ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند:۱۲/۱۸۱)

شادی شدہ عورت کا زنا کرنا اور اس کی سزا:-

سوال(۹۵/۴۸۵):- ایک سات بچوں والی عورت جو فی الحال بھی حاملہ ہے اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے

دوسرے شوہر کے پاس زنا کرا کرا اپنے شوہر سے معافی مانگ رہی ہے، شوہر نے معاف نہیں کیا تو مذکورہ عورت کو شوہر یا شریعت کتنی سزا دے؟

جواب(۹۵/۴۸۵):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

شرعی حدود کے نفاذ کے لئے اسلامی حکومت کا ہونا شرط ہے، صبر کرے، اللہ پاک کے حوالہ کر دے، معاف کرنا بہتر ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قال الحدلغة هو المنع ----- والمرادثبوته عندالامام لان البينة-الخ (ہدایہ:۵۰۶/۲)

ناشزہ عورت کو نان نفقہ دینا چاہئے؟

سوال(۹۶/۴۸۶):- کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اگر میکہ چلی جائے تو وہ نان ونفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے؟

جواب(۹۶/۴۸۶):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

شوہر کی اجازت کے بغیر چلی گئی ہو تو ایسی ناشزہ عورت نان ونفقہ کی حقدار نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔وان نشزت فلانفقة لهاحتى تعودالى منزله- الخ (عالمگیری:۵۴۵/۱)

ناشزہ عورت کے لئے شریعت کا حکم:-

سوال(۹۷/۴۸۷):- جو عورت اپنی شوہر کی بات نہ مانتی ہو، شوہر جو حکم کرے اس کی مخالفت کرتی ہو اور شوہر اس کے اس سلوک سے ناراض ہو ایسی عورت کے لئے کیا سزا ہے؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟ شوہر عورت کو طلاق دے یا نہیں؟

جواب(۹۷/۴۸۷):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ شوہر کی نافرمانی نہ کرے ہر اعتبار سے اپنے شوہر کی تابعداری کرے، شوہر کے حقوق کے متعلق حدیث شریف میں بہت تاکیدادوارد ہوئی ہیں؛ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو جنت میں جائیگی۔

ایسی نافرمان عورت کہ جو شوہر کو ناراض کرے وہ جہنم خرید رہی ہے، بہت سی احادث میں نا فرمان عورت کے لئے بڑی سخت تاکید آئی ہوئی ہے۔

شوہر کو چاہئے کہ حتی الامکان صبر سے کام لے اور طلاق دینے میں جلدی نہ کرے، بہت بڑا اجر ملے گا۔ مگر مضبوری کی حالت میں ایسی نافرمان عورت کے ساتھ زندگی بسر نہ کرسکتا ہو تو طلاق دے دے۔ فقط واللہ اعلم۔ ولھن علی الازواج مثل الذی لھم علیھن من الحقوق۔ (جلالین: ص ۳۴/۳۵)

شوہر کی اجازت کے بغیر میکہ جانا:-

سوال (۹۸/۴۸۸):- شوہر کی اجازت کے بغیر میکہ جا کر رہ جانا جائز ہے؟

جواب (۹۸/۴۸۸):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

شوہر کی اجازت کے بغیر چلے جانے سے نافرمان کہلائے گی، جائز نہیں ہے، شوہر کی تابعداری واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بیوی الگ مکان کا مطالبہ کرسکتی ہے:-

سوال (۹۹/۴۸۹):- گھر کے جھگڑوں کا بہانہ بنا کر اور زیادہ آزادی کے ساتھ بڑے شہر میں اپنی والدہ یا کسی اور رشتہ دار کے ساتھ رہنے کے لئے شوہر کو اس کے غریب اور بیمار والدین سے دور کر دینا جائز ہے؟

جواب (۹۹/۴۸۹):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

عورت گاؤں ہی میں اپنے شوہر سے الگ رہنے کا مطالبہ کرسکتی ہے، شوہر کے گاؤں سے باہر چلے جانے کا مطالبہ جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وعلی الزوج ان یسکنھا فی دار مفردۃٍ لیس فیھا احدٌ من اھلہ ۔ (ہدایہ: ۲/۴۴۱)

بیوی دوسری عورت کرنے سے روک سکتی ہے؟

سوال (۱۰۰/۴۹۰):- ایک آدمی کی دس سال سے شادی ہونے کے باوجود کوئی اولاد نہیں ہے اس لئے وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے مگر اس کی بیوی اور گھر کے لوگ منع کرتے ہیں تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب (۱۰۰/۴۹۰):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

مذکور آدمی کا دوسری شادی کرنے کا سبب (اولاد کے لئے شادی کرنا) مناسب ہے، ناراض نہیں ہونا چاہئے، شریعت نے ایک ساتھ چار عورتیں کرنے کی اجازت دی ہے، پہلی بیوی کو اطمینان دلا وے کہ تیرے تمام حقوق ادا کئے جائیں گے اور اس کا وعدہ کرے اور وعدہ خلافی نہ کرے، اتنے عہد کے بعد

عورت کواجازت دینے میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے ۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نکاح کے چھے مہینہ بعد بچہ کا پیدا ہونا:-

سوال(۱۰۱/۴۹۱):-ایک لڑکی کی شادی تاریخ ۲۱/۴/۸۷ کو ہوئی ۱۲/۵/۸۷ کی رات کو رخصتی ہوئی دو تین مہینہ کے بعد حمل ظاہر ہوا اس لئے لڑکے کو شک وشبہ ہوا؛ ۹/۱۱/۸۷ کے دن ایک تندورست مکمل خلقت والا لڑکا پیدا ہوا، اس لڑکی کا شوہر یہ کہتا ہے کہ یہ اولاد میری نہیں ہے میرے ساتھ دھوکہ ہوا ہے، پیدا شدہ لڑکا تندورست اور حیات ہے تو شریعت کے اعتبار سے وہ اولاد کس کی کہلائے گی؟

جواب(۱۰۱/۴۹۱):--حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

شریعت کے اعتبار سے نکاح کے چھے مہینہ پر بچہ پیدا ہوتو وہ شوہر کا کہلائے گا چاہے میاں بیوں مشرق اور مغرب میں رہتے ہوں، دونوں کی ملاقات کی کوئی ظاہری شکل ہی نہ ہو۔شریعت مطہرہ حتی الامکان بچہ کو حرامی قرار دینے سے پرہیز کرتی ہے، حلال ہی کہلائے گا، چھے مہینہ سے پہلے پیدا ہو تو حرامی کہلائے گا۔

لہذا مذکورلڑکا شوہر کا کہلائے گا، مگر وہ انکار ہی کرتا ہو تو شرعی پنچایت کے سامنے لعان کرے تو (اس لڑکے کا) نسب ثابت نہیں ہوگا، حرامی سمجھا جائیگا، اس عورت کو سپرد کردیا جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

واذاتزوج الرجل امرأة فجاء ت بولده لاقل من ستته اشهرمنذيوم تزوجهالم يثبت نسبه۔ (ہدایہ:۴۳۲/۲)

لڑکا اپنی پسندیدہ لڑکی کے ساتھ نکاح کرے:-

سوال(۱۰۲/۴۹۲):-لڑکا اپنی پسندیدہ لڑکی کے ساتھ شادی کرے یا اپنے والدین جہاں راضی ہو وہاں شادی کرے؟ لڑکی کی پسندیدگی میں باپ راضی ہو اور ماں ناراض ہو تو دونوں میں سے کس کی بات مانی جائے؟

جواب(۱۰۲/۴۹۲):--حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

شریعت نے بالغ لڑکا اور لڑکی کو نکاح کے سلسلہ میں مختار بنایا ہے، کفو میں جہاں چاہے نکاح کر سکتے ہیں، ماں، باپ یا والی اجبار نہیں کر سکتے، مگر والدین کے مشورہ اور رضامندی سے نکاح کرنا بہتر

ہے، جائز چیزوں میں حتی الامکان باپ کو راضی رکھنا چاہئے، اسی میں بہتری ہے۔ اگر ماں، باپ میں اختلاف رائی ہو تو باپ کی بات ماننا چاہئے۔ والدین کو چاہئے کہ اولاد کے رشتہ میں دینداری کو ترجیح دینا چاہئے، جیسے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مشورہ دیا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ تنكح المرأة لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك۔ (مشکوۃ شریف: ۲۶۷)

شادی کے لئے کتنی عمر ہونی چاہئے؟

سوال (۱۰۳/۴۹۳):۔ لڑکا اور لڑکی کی کتنی عمر میں شادی کرانا چاہئے؟

جواب (۱۰۳/۴۹۳):۔ حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

شریعت میں شادی کے لئے عمر یا سال کی قید نہیں لگائی گئی، والیوں کو چاہئے کہ اولاد کے لئے بہترین کفو مل جائے تو شادی کر دینا چاہئے، اس میں بھی نیک دیندار کو ترجیح دینی چاہئے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "فاظفر بذات الدين" یعنی دیندار عورت کے ساتھ (شادی کر کے) کامیابی حاصل کرو۔ چار چیزوں کو مدنظر رکھ کر شادی کی جاتی ہے (۱) خوبصورتی (۲) حسب ونسب (۳) مال (۴) دینداری۔

مذکور چاروں چیزوں میں دیندار کو ترجیح دینی چاہئے، آپ ﷺ نے یہی مشورہ دیا ہے۔

حوالہ ایضاً (مشکوۃ شریف: ۲۶۷)

اولاد کے بالغ ہو جانے کے بعد بیجا تکلفات اور غلط رسم و رواج کو سامنے رکھ کر شادی میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے، حتی الامکان جتنا جلدی ہو سکے شادی کرا دینی چاہئے، ورنہ بے عزتی اور رسوائی کا خطرہ ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شب زفاف کا سنت طریقہ:۔

سوال (۱۰۴/۴۹۴):۔ شریعت کے حکم کے مطابق شب زفاف کس طرح گزارنی چاہئے؟ جس کی وجہ سے ثواب کا زیادہ حقدار ہو اور صحبت کرنا بھی ثواب کا ذریعہ بنے۔

جواب (۱۰۴/۴۹۴):۔ حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

شادی کے بعد رات کو خلوت میں ملاقات کے وقت دولہا دلہن کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے'' اللھم انی اسئلك خیرھاو خیرما جبلتھا علیه و اعوذ بك من شرھاو شر ما جبلتھا علیه'' یعنی اے اللہ! تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں اس عورت کی بھلائی اور اس کی فطرت کی بھلائی کا اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس عورت کی شرارت سے اور اس کی فطرت کی شرارت سے۔''

مذکور دعا پڑھنے کے بعد جب جماع کرے تو یہ دعا پڑھے:''اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان مارزقتنا ''اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھ اور جو اولاد تو ہم کو عطا فرمائے اس سے شیطان کو دور رکھ، پھر نیک اولاد کے حصول کے لئے شرم وحیاء کے ساتھ چادر اوڑھ کر جماع کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

(مظاہر حق:۲۲۹/۳)

حاملہ بیوی کے ساتھ جماع کب تک؟

سوال(۱۰۵/۴۹۵):- عورت حاملہ ہو جانے کے بعد کہاں تک جماع کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے شریعت نے کوئی حد متعین کی ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ولادت سے کچھ دیر پہلے اگر عورت کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو جماع کر سکتے ہیں۔ اس کے متعلق تفصیل تحریر فرمائیں۔

جواب(۱۰۵/۴۹۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

حاملہ عورت کے ساتھ ولادت سے کچھ پہلے جماع کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں، شریعت نے اس کے لئے کوئی حد متعین نہیں کی ہے، مگر چار مہینہ کے بعد حمل میں روح پڑ جاتی ہے اس لئے بچہ نہ مر جائے اس کا خیال رکھنا چاہئے، جماع کرنے سے اگر حاملہ کو یا حمل کو تکلیف ہونے کا خطرہ ہو تو پرہیز کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی: ۲۴۸/۵)

حاملہ عورت کے ساتھ جماع حرام نہیں:-

سوال(۱۰۶/۴۹۶):- شوہر اپنی عورت کے ساتھ استقرار حمل کے بعد کہاں تک جماع کر سکتا ہے؟ ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ پانچ مہینہ تک جماع کر سکتے ہیں، اس سے ایک دن بھی زیادہ کرے گا تو حرام ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب(۱۰۶/۴۹۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

حاملہ کے ساتھ ولادت تک جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں شریعت نے اس کے لئے کوئی حد متعین نہیں کی ہے، مگر چار مہینہ کے بعد حمل میں روح پڑ جاتی ہے اس لئے بچہ نہ مرجائے اس کا خیال رکھنا چاہئے، جماع کرنے سے اگر حاملہ کو یا حمل کو تکلیف ہونے کا خطرہ ہو تو پرہیز کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔
(کفایت المفتی: ۲۴۸/۵)

شوہر کو تابع کرنے کے لئے تعویذ:-

سوال(۱۰۷/۴۹۷):-(۱) جو عورت اپنے شوہر کو تابع کرنے کے لئے تعویذ بنائے اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

(۲) شوہر کی نافرمانی کرے اور شوہر کی آمدنی کا خیال کئے بغیر زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کرے۔

(۳) شوہر کا باپ حیات ہونے کے باوجود باپ کی ملکت میں سے حصہ لینے یا فتنہ وفساد کر کے الگ کرنے یا الگ کرانے کی کوشش کرے۔

(۴) عورت اپنے میکہ جائے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد شوہر کو اطلاع نہ دے اور شوہر کے زیورات جو عورت کے پاس ہے اس کو بیچ کر کھا جانے کی کوشش کرے۔

(۵) شوہر عورت کو بلانے کے لئے جائے تو بیوی آنے سے انکار کر دے اور یوں کہے کہ مجھے زیورات نہیں پہنائے گئے ایسا جھوٹھ بول کر شوہر کو رسوا کرے تو ایسی عورت کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب(۱۰۷/۴۹۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

(۱-۲-۳-۴-۵) ایسی عورت ناشزہ کہلائیگی جس کے متعلق احادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں؛ ایک حدیث شریف میں ہے کہ ''ایسی نافرمان عورت کی عبادت قبول نہیں ہوتی''

وعن جابر قال قال رسول اللّٰہ ا ثلاثۃ لایقبل لھم صلوۃ ولاتصعدلھم حسنۃٌ العبد الابق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیھم والمراۃ السّاخطُ علیھازوجھاوالسکران حتی یصحو۔ (مشکوۃ شریف:ص۲۸۳)

دوسری ایک حدیث میں ہے کہ ''ایسی عورت کہ جس سے اس کا شوہر ناراض ہو جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گی''، یعنی جنت سے دور رہے گی۔

بیوی پر شوہر کے بہت حقوق ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

عن قیس بن سعد رضی اللہ عنہ قال النبیؐ ﷺ -----لو کنت امرا احدان یسجدلاحدلامرت النساء ان یسجدون لازواجھن۔ (ابوداؤدشریف:۲۹۱/۱)

مذکور حدیث شریف میں شوہر کی تابعداری کرنے کے لئے عورت کو سخت تاکید کردی گئی ہے، جس میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے لعنت کی مستحق ہوگی، اللہ کی پناہ!۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

باب ہشتم: طلاق

تحریری طلاق کے متعلق

خط کے ذریعہ طلاق:-

سوال(۱/۴۹۸):- ایک آدمی نے اپنی عورت کو پوسٹ کارڈ میں ایک طلاق لکھ کر خبر دی تو کیا اس آدمی کو دوبارہ نکاح کرنا چاہئے؟

جواب(۱/۴۹۸):- حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

ذکر کردہ تفصیل کے مطابق ایک طلاق ہوگئی، اگر اس عورت کی عدت گزر گئی ہو تو پھر سے نکاح پڑھ کر اس کو رکھ سکتے ہو، حلالہ نہیں کرنا پڑیگا اور اگر عدت ختم نہ ہوئی ہو تو بغیر نکاح کے اس عورت کو لا سکتے ہیں؛ یعنی کہے کہ میں طلاق سے رجوع کر کے نکاح میں لاتا ہوں یا بوسہ دے کر یا جماع کر کے بھی رجوع کر سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

واذا کان الطلاق بائنادون الثلث فله ان یتزوجھافی العدة وبعدانقضائھا۔ (ہدایہ:۲/ ۳۹۹)(کتب الطلاق الخ) (شامی:۴/۴۵۵،۴۵۶)أن ارسل الطلاق بأن کتب أمابعدفانت طالق فکماکتب ھذایقع الطلاق وتلزمھاالعدة من وقت الکتابة۔(عالمگیری:۱/۳۷۸)

حاملہ کو تین تحریری طلاق:-

سوال(۲/۴۹۹):- ہمارے یہاں ایک لڑکی کی شادی دوسرے گاؤں میں ہوئی تھی وہ فی الحال حاملہ ہے جس کو اس کے شوہر نے تین تحریری طلاق دی ہے، جس کے نیچے گواہوں کے بھی نام ہیں۔حالت حمل

میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ زچگی تک کا خرچ اس کے شوہر سے لینا چاہیئے یا نہیں؟ عدت، طلاق دی وہاں سے شمار ہوگی یا بچہ کی پیدائش سے؟ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی۔ اس لئے تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب(۲/۴۹۹):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

تین طلاق ہوگئی۔ حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی، حلالہ کرنا شرط ہے، حلالہ کئے بغیر صرف نکاح کر لینے سے وہ حلال نہیں ہوگی۔ لوگوں کا کہنا غلط ہے، حاملہ کو بھی طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائے گی۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، چاہے طلاق کے فورا بعد ہی بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی؛ پھر دوسرے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے، زچگی کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وطلاق الحامل يجوز الخ (ہدایہ:۲/۳۵۶)(والبدعي ثلاث متفرقة)(شامی:۴/۴۳۴)

وکیل کے ذریعہ طلاق:-

سوال(۳/۵۰۰):-- میرے بہنوئی وکیل کے پاس گئے اور وکیل سے عرض کیا کہ میری عورت کو طلاق دیتا ہوں تو آپ لکھ کر رجسٹر ڈاک کے ذریعہ سے بھیج دینا؛ اس لئے وکیل نے خط میں لکھا کہ ''میں فلاں، فلاں کی لڑکی فلانہ جو میرے نکاح میں ہے اس کو میں نے امروز طلاق۔ طلاق۔ طلاق۔ دیدی ہے'' یہ خط لکھ کر وکیل نے میرے بہنوئی کو پڑھ سنایا، انہوں نے پڑھ کر اس پر دستخط کر کے رجسٹر ڈاک کے ذریعہ بھیج دیا؛ اب میرے بہنوئی میری بہن کو رکھنا چاہتے ہیں تو کیا میری بہن کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

جواب(۳/۵۰۰):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور تفصیل کے مطابق تین طلاق ہوگئی، وہ نکاح سے نکل کر سخت حرام ہوگئی جس میں حلالہ شرط ہے، حلالہ کئے بغیر اس عورت کو رکھنے کا کوئی راستہ نہیں؛ حلالہ کا طریقہ یہ ہے: طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت دوسرے آدمی سے نکاح کرے، وہ کم از کم ایک مرتبہ جماع کر کے طلاق دے یا خدانخواستہ انتقال کر جائے اس کی عدت گزر جانے کے بعد شوہر اول (تین طلاق دینے والا) اس کے ساتھ نکاح کرے تو وہ عورت حلال ہو جائے گی، اس میں کفارہ نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۹۸ (شامی:۴/۴۵۵، ۴۵۶۔ ہدایہ:۲/۳۹۹۔ عالمگیری:۱/۳۷۸)

برادرِ نسبتی کو پریشان کرنے کے لئے ایک طلاق:-

سوال(۴/۵۰۱):-عبدالجبار خان کو غصہ آیا اس نے اپنی بیوی اور برادر نسبتی کو حیران اور پریشان کرنے کے ارادہ سے ایک ہندو دوست کے پاس جا کر ایک طلاق کے ارادہ سے کہا کہ "تو میری عورت کو ایک خط لکھ دے کہ تجھے طلاق" اس طرح لکھوا کر اپنی عورت کے نام روانہ کیا، وہ خط اس کے برادر نسبتی کو ملا تب اس نے عبدالجبار خان سے پوچھا، اس نے کہا میری ایسی نیت نہ تھی، صرف تجھے پریشان کرنے کے لئے میری صرف ایک ہی طلاق کی نیت تھی، اب عبدالجبار خان اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴/۵۰۱):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ایک طلاق رجعی (جس سے عدت کے درمیان رجوع کر سکتے ہیں) ہوگئی، چاہے طلاق کی نیت کیوں نہ ہو! پریشان کرنے کے ارادہ سے لکھائی ہوئی ہو تو بھی طلاق ہو جائے گی؛

طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ عدت کے درمیان واپس لا سکتے ہیں کہ میں طلاق سے رجوع کرتا ہوں یا بوسہ، جماع کے ذریعہ بھی رجوع کر سکتے ہیں، عدت گزر جانے کے بعد رجوع کرنا درست نہیں وہ نکاح میں سے نکل جائے گی، پھر نکاح کئے بغیر اس کو نہیں رکھ سکتے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۹۸ (شامی:۴/۴۵۵،۴۵۶)

طلاق نامہ پر جبراً دستخط لینا:-

سوال(۵/۵۰۲):-ایک آدمی سے مار، ڈرا کر اس کی عورت کے طلاق نامہ پر دستخط لی گئی مگر اس نے زبان سے تلفظ نہیں کیا صرف دستخط کر دی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب(۵/۵۰۲):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جب زبان سے کوئی تلفظ نہ کیا ہو صرف دستخط کر دی ہو تو صرف دستخط کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔ أکرہ بالضرب و الحلس علی أن یکتب طلاق۔الخ (عالمگیری:۱/۳۷۹)

تحریری اور قولی طلاق:-

سوال(۶/۵۰۳):-ایک آدمی نے اپنی عورت کو اس کے مطالبہ پر طلاق بائنہ دے کر الگ کر دی، دو

ہفتوں کے بعد دونوں میں صلح ہوگئی اور دوبارہ نکاح کیا،تھوڑے دنوں کے بعد دونوں میں جھگڑا ہوا اور شوہر نے قاضی صاحب کو بلایا اور کہا کہ طلاق لکھ دو اور اب کے بعد صلح کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛تو قاضی صاحب نے طلاق نامہ لکھا اور اس میں طلاق لکھی،جس پر مرد اور عورت نے دستخط کی،شوہر نے اس خیال سے طلاق کے الفاظ کا تلفظ نہیں کیا کہ صلح کی گنجائش رہے،جب طلاق نامہ پر دستخط کی تب آدمی نشہ کی حالت میں تھا،اور شراب پینے سے پہلے دونوں میں جھگڑا ہو گیا تھا،طلاق نامہ لکھنے کے بعد شوہر نے مہر بھی ادا کر دی تھی،عورت حاملہ ہے اور اب دونوں پھر سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو جو طلاق نشہ کی یا غصہ کی حالت میں دی گئی وہ ہوگی یا نہیں؟

جواب(۶/۵۰۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

سوال میں درج شدہ جو طلاق بائن دی تھی وہ معتبر ہوگی،اور طلاق نامہ میں جو دو طلاق لکھی ہیں وہ بھی ہوگئی،مجموعی طور پر تین طلاق واقع ہوگئی اس لئے عورت مرد کے لئے حرام ہوگئی،لہٰذا شوہر اس کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا۔عورت وضع حمل کی عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے،ہاں! دوسرا شوہر جماع کرنے کے بعد انتقال کر جائے یا طلاق دے دے تو دوسرے نکاح کی عدت ختم ہو جانے کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم۔حوالہ ایضا ۴۹۸ (شامی:۴/۴۵۵،۴۵۶)

رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ تین طلاق:-

سوال(۷/۵۰۴):- میں نے اپنے بھائی کے دباؤ کی وجہ سے اپنی عورت کو تین طلاق لکھ کر رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ عورت کے نام روانہ کر دیا،تو اس صورت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟ کیا اس میں گنجائش نکل سکتی ہے یا نہیں؟

جواب(۷/۵۰۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ذکر کردہ تفصیل کے مطابق تین طلاق واقع ہوگئی اور عورت سخت حرام ہوگئی،جس میں حلالہ کرنا شرط ہے،یعنی حلالہ کے بغیر عورت کے حلال ہونے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے،کفارہ کافی نہیں ہوگا۔

اس بارے میں کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی،لوگ طلاق دینے کے وقت خیال نہیں کرتے،پھر ندامت کرتے ہیں،اسی لئے شریعت نے مذاق اور استہزاء کے طور پر طلاق کے الفاظ بولنے سے بھی منع

فرمایا ہے۔گھر ٹوٹنے کی وجہ سے شیطان خوش ہوتا ہے اور طلاق اللہ کو بالکل ناپسند ہے۔فقط واللہ اعلم۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۹۸ (شامی:۴/۴۵۵، ۴۵۶۔عالمگیری:۱/۳۷۹)

انگریزی میں تحریری طلاق:-

سوال(۸/۵۰۵):- ایک آدمی نے اپنی عورت کو انگریزی میں طلاق نامہ لکھ دیا، اس لئے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی، انگریزی میں تحریر شدہ طلاق نامہ کی نقل اس کے ہمراہ ارسال کی گئی ہے۔تو کیا انگریزی زبان میں تحریر شدہ طلاق نامہ سے طلاق ہوگی یا نہیں؟

جواب(۸/۵۰۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور طلاق نامہ پڑھا، تین طلاق مسلسل ہوگئی، عربی زبان ہی میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو اور دوسری زبان میں طلاق واقع نہ ہو یہ جہالت ہے۔تمام زبان میں طلاق دے سکتے ہیں، مذکور لفظ انگریزی زبان میں صریح طلاق ہے اور تین طلاق صریح دینے سے تینوں واقع ہو جائے گی۔جس میں حلالہ شرط ہے، حلالہ کے بغیر کفارہ وغیرہ سے عورت حلال نہیں ہوگی اور تین طلاق دینے کے بعد رجوع نہیں کر سکتے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۹۸ (شامی:۴/۴۵۵، ۴۵۶)

تنبیہ کے لئے طلاق کا پہلا خط:-

سوال(۹/۵۰۶):- میری لڑکی کی شادی ہونے کے بعد اس پر ظلم وستم اور مار پیٹ ہونے کی وجہ سے وہ میرے گھر چلی آئی ہے، جس کو تین سال ختم ہو گئے، اس درمیان میرے داماد کی طرف سے پہلا خط ملا ہے کہ واپس آنے کے لئے تنبیہ کے طور پر ''تجھے پہلی طلاق دیتا ہوں'' اب میرا داماد دوسری طلاق نہ دے تو اس پہلی طلاق کی میعاد (مدت) کتنے دن کی ہے؟ میرا داماد باہر گاؤں چلا جائے تو کتنے دن میں پہلی طلاق آخری طلاق ہو جائے گی؟

جواب(۹/۵۰۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

طلاق نامہ میں لکھے ہوئے الفاظ (تجھے پہلی طلاق دیتا ہوں) سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی جس میں لڑکی حرام نہیں ہوتی، عدت کے درمیان یعنی حیض والی عورت کو تین حیض، حیض نہ آتا ہو تین مہینہ اور حاملہ کے لئے وضع حمل تک بغیر نکاح کئے ہوئے طلاق سے رجوع کر سکتے ہیں، اگر رجوع نہیں

کریں گے وعدت کے ختم ہوتے ہی نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت حرام ہو جائے گی، اس لئے دوبارہ نکاح پڑھے بغیر اس کو نہیں لا سکتے۔ تقریبا (آپ کی لڑکی کی) ابھی عدت ختم نہیں ہوئی ہوگی اس لئے تحمل کے ساتھ گزری ہوئی باتوں کو بھول کر آپ اپنی لڑکی کو سمجھا کر اس کے گھر بھیج دیں، اسی میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی رضامندی ہے، حتی الامکان گھر بسانے کی کوشش کرنی چاہئے، اسی میں طرفین کی بھلائی اور عزت ہے، مجبوری اور پریشانی ہی کی حالت میں طلاق کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر: ۴۹۸ (شامی: ۴۵۵/۴۔ ہدایہ: ۳۹۴/۲)

دشمن نے تحریری طلاق بھیجی:-

سوال (۱۰/۵۰۷):- میرے ساتھ کسی کو دشمنی کی وجہ سے میرے نام سے میری عورت کو طلاق لکھ کر روانہ کردی، تو کیا طلاق ہو جائے گی؟ پھر نکاح کرنا پڑے گا؟ یا کفارہ دینا پڑے گا؟ شریعت کا اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

جواب (۱۰/۵۰۷):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

جب آپ نے واقعتہً طلاق لکھی یا لکھوائی نہیں ہے بل کہ کسی دشمن نے شرارت کی ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، یعنی عورت نکاح سے نہیں نکلے گی، اس لئے دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور کفارہ دینا بھی واجب نہیں ہے، کسی بھی قسم کے حرج کے بغیر ازدواجی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وإن لم يقرأنه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الأمر على وجهه لاتطلق قضاء ولا ديانة۔ (شامی: ۴۵۶/۴)

گواہوں کے ساتھ دشمن کی طرف سے تحریری طلاق:-

سوال (۱۱/۵۰۸):- میری عورت کو کسی نے دشمنی کی وجہ سے جعلی (بناوٹی) طلاق نامہ دو گواہوں کے دستخط کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بالکل طلاق نہیں دی، تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب (۱۱/۵۰۸):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

مذکور تفصیل اگر سچ ہے کہ شوہر نے طلاق ہی نہیں دی تو ایسے جعلی (بناوٹی) طلاق نامہ یا صرف عورت کے طلاق کا دعوی کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی، وہ نکاح میں رہے گی۔تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔البتہ دو معتبر نیک گواہوں کی طلاق کے بارے میں گواہی ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً (شامی: ۴/ ۴۵۶)

تحریری طلاق قولی طلاق کے برابر:-

سوال (۱۲/۵۰۹):-ایک آدمی نے غصہ کی حالت میں ایک آدمی کی موجودگی میں طلاق لکھ کر اپنی عورت پر روانہ کر دی، عورت وہ خط پڑھ کر طلاق لینے پر راضی نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب (۱۲/۵۰۹):--حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

طلاق لکھ کر بھیجنے کی وجہ سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، لکھنا بولنے کے حکم میں ہیں، چاہے عورت طلاق قبول کرے یا نہ کرے، اس کا قبول کرنا شرط نہیں، طلاق کا اختیار صرف شوہر ہی کو ہے، اس سلسلہ میں عورت کی رضامندی ضروری نہیں، طلاق کے لئے گواہی بھی شرط نہیں، جب شوہر طلاق لکھ کر بھیجنے کا اقرار کرے چاہے اس پر کوئی گواہی نہ ہو تو بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔غصہ کی حالت میں بھی طلاق دینے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی جیسا کہ فقہ کی تمام معتبر کتابوں میں لکھا ہے؛

حاصل کلام یہ ہے کہ سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق طلاق واقع ہوگئی، اس میں کتنی طلاق دی ہے اس کا تذکرہ نہیں ہے، جتنی جیسی لکھی ہوگی اتنی ویسی پڑے گی؛ اگر تین طلاق لکھی ہوگی تو عورت سخت حرام ہو جائے گی، جس میں حلالہ شرط ہے، کفارہ سے حلال نہیں ہوگی اس لئے طلاق نامہ کی نقل روانہ کردو، الفاظ پر حکم کا دارومدار ہے۔فقط واللہ اعلم۔حوالہ ایضاً جواب نمبر: ۴۹۸ (عالمگیری: ۱/ ۳۷۸)

جعلی طلاق نامہ:-

سوال (۱۳/۵۱۰):-ایک عورت اپنے شوہر کو اطلاع دیے بغیر اپنے باپ کے گھر چلی آئی ہے، تھوڑے دنوں کے بعد ایک غیر مسلم لڑکا تین طلاق پر مشتمل طلاق نامہ دے گیا، جس میں کوئی گواہ نہیں، مزید یہ کہ شوہر خود طلاق نامہ پر دستخط کرنے کا انکار کرتا ہے، تو شریعت کے مطابق یہ طلاق واقع ہوگئی؟ عورت کو اس

کاسسر طلاق دے سکتا ہے کہ نہیں؟ عورت کے باپ اور گاؤں کے بڑے لوگوں کا کہنا ہے کہ ''طلاق نامہ کے حروف شوہر کے حروف جیسے ہیں اس لئے عورت کو طلاق واقع ہوگئی ہے'' تو اس طرح مان لینے سے طلاق واقع ہوجائے گی؟ شوہر طلاق نامہ لکھنے اور غیر مسلم لڑکے کے ساتھ طلاق نامہ بھیجنے کا انکار کرتا ہے۔

جواب(۱۳/۵۱۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورہ تفصیل اور طلاق نامہ کی نقل پڑھ کر جواباً یہ عرض ہے کہ شوہر طلاق لکھنے اور لکھانے کا انکار کرتا ہے تو ایسے جعلی طلاق نامہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی، ایک دوسرے کے حروف مشابہ ہونے کی وجہ سے طلاق کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، اس عورت کے باپ اور ذمہ داروں کا فیصلہ طلاق کے متعلق غلط اور شریعت کے خلاف ہے، طلاق دینے کا اختیار صرف شوہر ہی کو ہے، یہاں تک کہ سسر اپنے لڑکے کی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے جعلی طلاق نامہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی، نکاح برقرار ہے؛ لہذا طلاق لئے بغیر وہ عورت کسی دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی، شوہر کے گھر اس کو بھیج دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۶/۵۰)

تحریری طلاق:-

سوال(۱۴/۵۱۱):- ہمارے یہاں ایک بھائی نے اپنی عورت کو مندرجۂ ذیل تحریری طلاق نامہ (قولی طور پر نہیں) دیا ہے:

میں اپنی بیوی (بیوی کا نام) کو تین طلاق دیتا ہوں۔ دستخط (طلاق دینے والے کا نام)۔

مندرجۂ بالا الفاظ ایک خط پر لکھ کر میز پر رکھ دیا جس کو دو مرد اور ایک عورت نے پڑھا، پھر اس کو پھاڑ دیا، تو طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟ فی الحال دونوں میاں بیوی الگ ہو چکے ہیں تو طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟ اس کے بارے میں خلجان ہے۔ اب ان کو دوبارہ نکاح کرنا چاہئے یا نہیں؟ اس کے متعلق تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں؟

جواب(۱۴/۵۱۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جس طرح بولنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے اسی طرح لکھنے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

لہذا اس طرح لکھنے سے تین طلاق واقع ہوگی، چاہے وہ خط پھاڑ دیا گیا ہو یا اس عورت کو دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو، وہ عورت حرام ہوگئی۔ اب حلالہ کے بغیر دوسرا کوئی راستہ نہیں، صرف نکاح کرنے سے حلال نہیں ہوگی۔ طلاق دینے کا اختیار صرف مرد کو ہے۔ عورت طلاق نامہ پھاڑ دے یا طلاق منظور نہ رکھے پھر بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر: ۴۹۸ (شامی: ۴/۴۵۵، ۴۵۶۔ عالمگیری: ۱/۳۷۸)

طلاق نامہ کی رجسٹرڈ ڈاک واپس کرنا:-

سوال (۱۵/۵۱۲):- ایک مسلمان نے شریعت محمدی کے مطابق ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، پھر طلاق نامہ لکھوا کر اپنی عورت کو طلاق دے دی، طلاق دینے والے مرد نے طلاق نامہ پر دستخط کرنے والے گواہ کے پاس جا کر یہ کہا کہ آپ میرے والد صاحب کے ساتھ قاضی کے پاس جاؤ اور میری عورت کو طلاق دے دینا؛ پھر مذکور آدمی گاؤں سے باہر چلا گیا، اس وقت مذکور آدمی کا دماغی توازن صحیح تھا، اس کے کہنے کی وجہ سے اس کے والد اور گواہ قاضی کے پاس گئے اور قاضی کے پاس سے طلاق نامہ لکھوا کر لائے، وہ آدمی جو گاؤں سے باہر گیا تھا واپس آیا تب اس کے والد نے دوسرے گواہ سے طلاق نامہ پر دستخط کرنے کے لئے کہا، اس گواہ نے جواب دیا کہ طلاق نامہ پر طلاق دینے والے کی دستخط نہیں ہے تب اس کے والد نے طلاق دینے والے کی دستخط دوسرے گواہ کی موجودگی میں لے لی، اور دوسرے گواہ نے بھی دستخط کر دی۔

مذکور طلاق نامہ رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ اس کی عورت کے نام روانا کیا، لڑکی والوں نے طلاق نامہ کی رجسٹرڈ ڈاک حاصل نہیں کی اور واپس کر دی اور کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا۔

مذکور واقعہ پیش آنے کے بعد میاں بیوی کے درمیان سمجھوتا ہو گیا اور شوہر اپنی عورت کو اپنے گھر لے آیا اور ساتھ میں رہتے ہیں، تو ان حالات میں شوہر اپنی عورت کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے؟ آدمی کا کہنا ہے کہ طلاق نامہ پر دستخط کرتے وقت میرا دماغی توازن صحیح نہیں تھا اور میرے والد صاحب کے حکم کی وجہ سے میں نے دستخط کر دی تھی، اس حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ دوست احباب اور جماعت کے لوگوں کو اس کے ساتھ کیسا سلوک رکھنا چاہئے؟

جواب(۱۵/۵۱۲):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورسوال کے جواب میں عرض یہ ہے شوہر کے کہنے کے مطابق اس کے والد کے قاضی صاحب کے پاس طلاق لکھانے کی وجہ سے طلاق ہوگئی، کیوں کہ شوہر کی طرف سے طلاق کے وکیل سمجھے جائیں گے، جتنی کہی ہوگی اتنی واقع ہوگی، اگر تین طلاق دی ہوگی تو سخت حرام ہوجائے گی، حلالہ کرنا شرط ہے، چاہے اس نے طلاق نامہ واپس کردیا ہو! اس کا قبول کرنا ضروری نہیں، شوہر ہی کو طلاق دینے کا اختیار ہے، طلاق دینے کے لئے گواہی کا ہونا ضروری نہیں، حلالہ کے بغیر اس کو نہیں رکھ سکتے، دونوں کو الگ کردینا چاہئے، اگر الگ نہ ہو تو ان کے ساتھ قطع تعلق کردینا چاہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وان لم تقم عليه البينة ولم يقرأنه كتابه لكنه۔الخ (عالمگیری:۱/۳۷۹)

تحریری ایک طلاق رجعی:-

سوال(۱۶/۵۱۳):-تاریخ ۳/۴/۱۹۸۰ بروز جمعرات میں نے ایک مرتبہ ایک لفظ لکھ دیا تھا، اس کے بعد میری عورت میرے ساتھ ہی تاریخ ۲۴/۴/۸۰م دوپہر تک رہی اور تاریخ ۲۴/۴/۸۰ کے روز اس کے (والدین کے) گھر چلی گئی، تاریخ ۲۵/۴/۸۰ کے روز میرے یہاں آئی تھی اور تاریخ ۳۰/۴/۸۰ کی شام تک میرے ساتھ ہی رہی اور شام کو اس کی والدہ یعنی میری ساس کے ساتھ گئی ہے تب سے میرے یہاں آئی نہیں؛ اس کے بعد میں اور میرے خاندان والے اس کو بلانے کے لئے کئی مرتبہ گئے مگر وہ لوگ بھیجتے نہیں ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اس کو الگ کردو، مگر مجھے تحقیق کرنے سے یہ علم ہوا کہ ایک مرتبہ طلاق دینے کے بعد ہم بستری ہو تو وہ طلاق بجھ جاتی (طلاق منسوخ ہوجاتی) ہے، تو مذکورسوال کا جواب تفصیل سے عنایت فرمائیں؟

جواب(۱۶/۵۱۳):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سلام مسنون بعد عرض یہ ہے کہ مذکور تفصیل اگر صحیح ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی، لہٰذا عدت کے درمیان بغیر نکاح واپس لائی جاسکتی ہے، جماع یا بوسہ دے کرکے بھی رجوع کرسکتے ہیں اور رجوع کرنے کی وجہ سے نکاح سے خارج نہیں ہوگی، مگر اب دوسری دو طلاق دینے کی وجہ سے سخت حرام ہوجائے گی جس میں حلالہ کرنا شرط ہے۔فقط واللہ اعلم۔حولہ ایضا جواب نمبر:۴۹۸ (شامی:۴/۴۵۶)

نشہ کی حالت میں طلاق دینا

نشہ کی حالت میں تین طلاق دے کر انکار کرنا:-

سوال(۱۷/۵۱۴):- نشہ کی حالت میں تین مرتبہ طلاق بول کر عورت کو تین مرتبہ بہن بھی کہا اس وقت کوئی بھی مسلمان مرد عورت حاضر نہ تھے، کیوں کہ ان کے پڑوس میں ہندو لوگ رہتے ہیں؛ طلاق دینے والے کو نشہ کی حالت میں خبر نہیں تھی کہ میں نے طلاق دی ہے، صرف اس کی بیوی کہتی ہے اور ہندو لوگ گواہی دینے کے لئے تیار ہیں کے تین مرتبہ طلاق اور ماں بہن کہہ کر بھی پکارا ہے، اس کے متعلق تفصیل تحریر فرمائیں؟

جواب(۱۷/۵۱۴):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

ہمارے مذہب حنفی میں نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے واقع ہوجاتی ہے اور طلاق واقع ہونے کے لئے گواہی شرط نہیں جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے "طلاق السکران واقع" یعنی نشہ والے کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

اگر شوہر طلاق کا انکار کرتا ہو کہ میں نے طلاق دی ہی نہیں تو طلاق ثابت کرنے کے لئے دو گواہوں کی گواہی شرط ہے اور کافر کی گواہی معتبر نہیں، محض عورت کے کہنے کی وجہ سے طلاق ثابت نہیں ہوگی، یعنی طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا، عورت نے واقعۃً تین طلاق سنی ہو تو فیما بینہا و بین اللہ سخت حرام ہوچکی، لہذا حتی الامکان اپنی ذات پر شوہر کو قدرت نہ دے، بغیر حلالہ کے فیما بینہا و بین اللہ حلال نہیں ہوگی، لہذا اس کو الگ کردینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قولہ:(أو سکران)الخ (شامی:۴/۴۴۴) و طلاق السکران واقع۔ (ہدایہ:۲/۳۵۸)

نشہ کی حالت میں تین طلاق اور حلالہ کی ترکیب:-

سوال(۱۸/۵۱۵):- موسی بھائی نے اپنی عورت حوری بہن کو نشہ کی حالت میں تین طلاق دی جس سے حوری بہن موسی بھائی کے لئے حرام ہوگئی، مگر موسی بھائی عورت کو اپنے گھر رکھنا چاہتے ہیں، کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۱۸/۵۱۵):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

حنفی مذہب کے مطابق نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے،لہذا وہ تین طلاق کی وجہ سے حرام ہوگئی جس میں حلالہ شرط ہے۔

حلالہ کی ترکیب یہ ہے کہ عدت گزرجانے کے بعد یعنی تین حیض اور اگر حیض نہ آتا ہوتو تین مہینہ گزرجانے کے بعد اور اگر حاملہ ہوتو وضع حمل کے بعد وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ جماع کرنے کے بعد طلاق دے اس کی بھی عدت ختم ہوجانے کے بعد شوہر اول اس سے نکاح کرے تب حلال ہوگی،اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔حوالہ ایضاً(شامی:۴۴۴/۴)

نشہ کی حالت میں طلاق:-

سوال(۱۹/۵۱۶):-شراب کے نشہ کی حالت میں عورت کو طلاق دی،طلاق ہوگی کہ نہیں؟اپنی عورت کا نام لئے بغیر یعنی یوں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی؛طلاق کا لفظ تین مرتبہ تلفظ فرمایا۔

جواب(۱۹/۵۱۶):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

حنفی مذہب کے مطابق نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے،لہذا وہ تین طلاق کی وجہ سے سخت حرام ہوگئی جس میں حلالہ شرط ہے۔اس کی طرف طلاق کی نسبت کرنے کی وجہ سے واقع ہو جائے گی،چاہے اس کا نام نہ لیا ہو۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً(شامی:۴۴۴/۴)

نشہ میں تین طلاق اور بچوں کی ضمانت:-

سوال(۲۰/۵۱۷):-داؤد بھائی کا نکاح میری بہن زلیخا کے ساتھ ہوا تھا ان سے تین اولاد بھی پیدا ہوئی، تھوڑے دن پہلے نشہ کی حالت میں میری بہن کو تین طلاق دیدی اس وقت میری بہن اور میرے بڑے بھائی حاضر تھے اور پڑوس کے گھر والوں نے بھی طلاق کے الفاظ سنے تھے وہ گواہی دینے کے لئے تیار ہیں جب کہ داؤد بھائی کا کہنا ہے کہ میں نے تو طلاق دی ہی نہیں تو طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟گواہوں کی گواہی معتبر سمجھی جائے گی یا نہیں؟طلاق واقع ہوگئی ہوتو مہر اور عدت کے نفقہ کا کیا حکم ہے؟اور تینوں بچوں کے نان ونفقہ کا کیا حکم ہے؟میری بہن بچوں کو لے لینا چاہتی ہے اگر وہ لے جاوے تو بچوں کا خرچ لے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب(۲۰/۵۱۷):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق تین طلاق واقع ہوجانے کی وجہ سے وہ سخت حرام ہوگئی جس میں حلالہ شرط ہے، حلالہ کے بغیر دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے، نکاح کے وقت جو مہر متعین ہوئی ہوا اور تین حیض آنے تک عدت کا نان ونفقہ شوہر کی حیثیت کے مطابق اور چھوٹے بچوں کا ضروری خرچ دینا پڑے گا۔

چھوٹے بچوں کی پرورش کا حق شریعت نے ماں کو دیا ہے، وہ ان کا خیال رکھے گی، خرچ باپ کے ذمہ ہے کیوں کہ اولاد باپ کی سمجھی جائے گی؛ لڑکے کو سات سال اور لڑکی کو نو سال تک پرورش کرنے کا حق ماں کا ہے، پھر اس کو چاہئے کہ امانت یعنی بچے ان کے باپ کے حوالہ کردے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نفقة الاولادالصغار علی الاب لایشارکه فیهااحد۔ (عالمگیری:۱/۵۶۰)

نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق کے بارے میں لوگوں کی رائی:-

سوال(۲۱/۵۱۸):- میں نے اپنی عورت کو نشہ کی حالت میں تین طلاق دی ہے، بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۲۱/۵۱۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

بہت سے لوگوں کی بات (نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی) غلط ہے، حنفی مذہب میں نشہ کی حالت میں یا غصہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے جیسا کہ فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے، اگر تین طلاق دی ہوگی تو وہ سخت حرام ہوجائے گی حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح میں لانے کا دوسرا کوئی طریقہ نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضا جواب نمبر:۵۱۴ (ہدایہ:۲/۳۵۸۔ شامی:۴/۴۴۴)

نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال(۲۲/۵۱۹):- ایک آدمی نے نشہ کی حالت میں اپنی عورت کو طلاق دی اس وقت اس کے ہوش و حواس باقی تھے، اس کو تین لڑکے ہیں تو کیا اس حالت میں عورت کو طلاق ہوگئی؟ اب عورت کو مہر دینا چاہئے یا نہیں؟ بچوں کا نان ونفقہ کس کے ذمہ ہے؟ نان ونفقہ دیا جائے گا یا نہیں؟

جواب(۲۲/۵۱۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

ذکر کردہ تفصیل کے مطابق تین طلاق واقع ہوجانے کی وجہ سے وہ سخت حرام ہوگئی جس میں حلالہ شرط ہے، حلالہ کے بغیر دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے، حنفی مذہب میں نشہ کی حالت میں بھی تین طلاق

واقع ہوجاتی ہے،جیسا کہ فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے،شوہر کا یہ کہنا کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی غلط ہے۔

نکاح کے وقت جو مہر متعین کی گئی ہواس مہر کی ادائیگی شوہر کے ذمہ واجب ہے، اگر ادانہیں کرے گا تو آخرت میں پکڑ ہوگی اور سخت عذاب کا حقدار ہوگا،اللہ کی پناہ اور عدت کا خرچ بھی دینا پڑے گا اور بچوں کے خرچ کی ذمہ داری باپ کے سر ہے۔فقط واللہ اعلم ۔حوالہ ایضاً جواب نمبر:۵۱۴ (شامی:۴/۴۴۴)

مجنون کی طلاق

مجنون آدمی کی طلاق کا حکم:-

سوال(۲۳/۵۲۰):- زید کی شادی ایک برس پہلے ہوگئی زید کی عورت زید کے پاس کچھ عرصہ رہ کر اپنے والدین کے گھر چلی گئی اس کے چلے جانے کی وجہ سے زید کا دماغ پاگل جیسا ہوگیا، بہت سا علاج کرنے کے باوجود کوئی فائدہ نہیں ہے،تو کیا جنون کی حالت میں عورت کو طلاق دینے کی وجہ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب(۲۳/۵۲۰):- حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور زید حقیقی معنی میں پاگل ہو یعنی طلاق دینے کا اس کو احساس ہی نہ ہو تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، رد اور باطل سمجھی جائے گی جیسا کہ فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے، وہ شوہر سے علیحدہ نہیں ہوگی اور علیحدہ ہوئے بغیر دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولايقع طلاق الصبي وان كان يعقل والمجنون والنائم الخ۔ (عالمگیری:۱/۳۵۳)

مجنون کی طلاق کے متعلق شرعی پنچایت کا فیصلہ:-

سوال(۲۴/۵۲۱):- ایک عورت کا شوہر پاگل ہو چکا ہے،اس کے والدین کو امید نہیں ہے کہ وہ اچھا ہو عورت اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی مذکور آدمی کا بہت علاج کرنے کے باوجود اچھا نہیں ہوتا، مذکور آدمی کے ماں باپ کہتے ہیں کہ تو تیری عورت کو طلاق دیدے؛ لڑکی بھی راضی ہے،مگر لڑکا پاگل ہونے کی وجہ سے اس کو کچھ احساس نہیں ہے۔تو کیا لڑکے کا باپ طلاق دے سکتا ہے؟ اور وہ عورت طلاق کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب(۲۴/۵۲۱):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اگرشوہرکلی طور پر پاگل نہ ہوبل کہ نیم پاگل کی طرح کبھی دماغی توازن درست بھی ہوجاتا ہوتو ایسے وقت سمجھا کریا کچھ دے کر باقاعدہ طلاق لی جائے اور شوہر کلی طور پر پاگل ہومحلّہ والے اورخاندان والے بھی جانتے ہوتوایسے پاگل آدمی کے ساتھ عورت کا زندگی بسر کرنا غیرممکن ہے۔

سب سے پہلے کورٹ کے ذریعہ سے طلاق لے لے تاکہ قانونی طور پروہ پریشان نہ ہواوراگر مسلم جج ہواوروہ الگ کردے تو اس کا الگ کردینا معتبر سمجھا جائے گا،مگر غیرمسلم جج کے فیصلہ کوشریعت معتبر نہیں گردانتی،لہذا کورٹ سے طلاق وصول کرنے کے بعد مسلمان جماعت پاگل اوراس کی عورت کے درمیان علیحدگی کردے اور یہ طلاق کے حکم میں سمجھا جائے گا،اس عورت کوطلاق کی عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔

نوٹ:۔اگرعلاج کے ذریعہ پاگل کے اچھا ہونے کی امید ہوتو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی،اس سے پہلے علیحدہ نہ کریں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (الحیلۃ الناجزہ:ص۔۶۴)

مجنون شوہراورشرعی پنچایت:-

سوال(۲۵/۵۲۲):-ایک آدمی تقریبا دس سال سے پاگل ہے،اس کی عورت شوہر کے گھر والوں سے طلاق کا مطالبہ کررہی ہےاوروہ طلاق دینے کے لئے بھی تیار ہیں،تو کیا ان کی طلاق معتبر سمجھی جائے گی؟ عورت بہت پریشان کررہی ہے،لہذا کسی بھی شکل وصورت یا حیلہ کے ذریعہ الگ ہوسکتی ہے تو اس کی صورت تحریر فرمائیں۔

جواب(۲۵/۵۲۲):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مجنون کی طلاق معتبر نہیں اوراس کے والی (گھر والوں) کوطلاق دینے کا اختیار نہیں،طلاق کا حق صرف شوہر ہی کودیا ہے۔باپ اپنے لڑکے کی بیوی کوطلاق نہیں دے سکتا۔آقا(مالک)غلام کی بیوی کوطلاق نہیں دے سکتا،حنفی مذہب کے مطابق جنون کی وجہ سے عورت فسخ نکاح نہیں کراسکتی۔صبر کرے خداپاک بہتر فرمائے گا،اورآخرت میں بدلہ دے گا۔

مگروہ عورت صبر نہ کرسکتی ہواورزنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو یا گزارۂ اوقات کی کوئی صورت نہ

ہوتو بدرجۂ اضطرار علیحدہ ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ مسلم جج کی عدالت میں وہ عورت اپنا مقدمہ دائر کرے، حاکم اسے ایک سال علاج کرنے کی مہلت دے اگر وہ اچھا ہو جائے تو بہتر ورنہ دونوں کو علیحدہ کر دے، یہ طلاق کے حکم میں سمجھا جائے گا اس کے بعد عدت گزارے، عدت ختم ہونے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (الحیلۃ الناجزۃ: ص۔۶۴)

مذاق میں دی ہوئی طلاق

مذاق واستہزا میں طلاق:-

سوال(۲۶/۵۲۳):- ایک جگہ ایک مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے وہاں ایک غیر مسلم لڑکی بھی تھی غیر مسلم لڑکی نے اس مسلمان بھائی سے سوال کیا کہ فی الحال تیری عورت کہاں ہے؟ اس مسلمان بھائی نے اس کو جواب دیا کہ میں نے تو اس کو طلاق دیدی ہے؛ اس کے متعلق علماء دین کیا فرماتے ہیں؟

جواب(۲۶/۵۲۳):- حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

مذکور تفصیل کے مطابق قضاءً طلاق بائن کا حکم جاری کیا جائے گا، دیانۃً (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) نہیں۔ شامی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر مذاق یا استہزا میں طلاق دینے کا اقرار کرے تو قضاءً طلاق واقع ہو جائے گی دیانۃً نہیں، لہذا مذکور آدمی احتیاطاً تجدید نکاح کر لے، شوہر عدت کے درمیان بھی نکاح کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قوله:(أو هازلاً)أي فيقع قضاءً۔ الخ (شامی:۴/۴۴۳)

مذاق میں طلاق دینا:-

سوال(۲۷/۵۲۴):- میرے شوہر کو مرگی کا دورہ پڑتا ہے، دورہ کے درمیان پیٹ میں درد ہوتا ہے اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آتا، رمضان میں دورہ ہوا تو گر گئے اور کان میں زخم ہونے کی وجہ سے کان سے بہرے بھی ہو گئے، دوسری مرتبہ گرنے کی وجہ سے دوسرے کان سے بھی بہرے ہو گئے، مجھے مذاق میں دو مرتبہ طلاق دی میں نے کہا مذاق میں طلاق دینے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، دونوں کانوں سے بہرا ہونے کے بعد مجھے کتنی مرتبہ کہا تو اپنے گھر چلی جا؛ ایسی بیماری کی حالت میں غصہ میں دو

تین مرتبہ کہا کہ طلاق دیتا ہوں ،تھوری دیر کے بعد میرا بھائی آیا اس کو بھی کہا کہ طلاق دیتا ہوں اس کو تمہارے گھر لے جاو اس سے یہ ساری باتیں پوچھی گئی تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ جانتا نہیں میں نے کچھ نہیں کہا تو طلاق واقع ہوگی؟

جواب(۲۷/۵۲۴):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذاق میں دی ہوئی دونوں طلاق ،طلاق رجعی واقع ہوگئی کیوں کہ مذاق میں دی ہوئی طلاق بھی حقیقت سمجھی جائے گی ،عدت کے درمیان رجوع کرنے کی وجہ سے عورت نکاح سے نہیں نکلے گی۔مگر بعد میں جوگئی مرتبہ طلاق دی ہے تو شوہر قسم کھا کر کہے کہ ''غصہ اور پاگلپنے کی حالت میں تھا طلاق کے الفاظ بولنے کا مجھے ذرہ برابر احساس نہیں''تو طلاق واقع نہیں ہوگی عورت حرام نہیں ہوگی اور حلالہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں اور اگر طلاق دینے کا بھی احساس ہوگا تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی جس میں حلالہ کرنا شرط ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً(شامی:۴/۴۴۳)

شرعی پنچایت کے فیصلے

پندرہ سال سے غائب شوہر اور شرعی پنچایت کا فیصلہ:-

سوال(۲۸/۵۲۵):-ایک عورت کی شادی ہوئی دو چار مہینہ اچھی طرح سے گزرے پھر اختلاف ہوا،صلح ہوئی پھر اختلاف ہوا اس کے بعد اس کا شوہر باہر چلا گیا؛ آج پندرہ سال ہوگئے مگر اس کا شوہر خرچ دیتا ہے نہ طلاق!وہ عورت کس طرح طلاق حاصل کرسکتی ہے؟

جواب(۲۸/۵۲۵):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورہ عورت مسلم جج اگر نہ ہو تو شرعی پنچایت کی عدالت میں اپنا مقدمہ دائر کرے اور تمام حالات سے واقف کرے اس کے متعلق شرعی پنچایت مکمل تحقیق کرکے اس کے شوہر کو بھلائی کے ساتھ رکھنے پر مجبور کرے؛انکار کرے تو طلاق کا مطالبہ کرے،طلاق دے دے تو ٹھیک،ورنہ اس پنچایت کا فیصلہ طلاق کے درجہ میں سمجھا جائے گا اس کی عدت گزرنے کے بعد دوسرے کے ساتھ شادی کرسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بیوی کے حقوق ادانہ کرنے والاشوہراورشرعی پنچایت کافیصلہ:-

سوال(۲۹/۵۲۶):- ایک عورت کواس کاشوہرچارسال سے بلاتانہیں ہے اورنان ونفقہ اور کپڑے کا خرچ بھی نہیں دیتا،سمجھانے کے باوجودطلاق بھی نہیں دیتاتواس کےمتعلق شریعت کاکیاحکم ہے؟ کورٹ کاسہارالیناچاہئےیانہیں؟

جواب(۲۹/۵۲۶):- حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اسلامی حکومت کےقاضی صاحب کے نہ پائے جانے کی وجہ سے وہ عورت شرعی پنچایت یعنی کم ازکم تین نیک دینداروں کی جماعت جس میں ایک عالم ہوان کےسامنےاپنامقدمہ پیش کرےاورعرض کرے کہ میرانکاح فلاں نے آدمی سے ہواہےاوروہ میرےشوہرہونے کی حیثیت سے میرےحقوق جیساکہ نان ونفقہ اورلباس وغیرہ کاخرچ ادانہیں کرتےاس لئے مجھےطلاق دی جائے۔شرعی پنچایت اس کی پوری تحقیق کرےشوہرکوحقوق اداکرنے کےلئےحکم دےاگرانکارکرےتودونوں کے درمیان علیحدگی کردےوہ طلاق معتبرسمجھی جائے گی،پھروہ دوسرے کےساتھ نکاح کرسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم۔

(الحیلۃ الناجزہ:ص۔۸۲)

پانچ سال سےحق نہ اداکرنے والاشوہراورشرعی پنچایت کافیصلہ:-

سوال(۳۰/۵۲۷):- ایک عورت کوآج پانچ سال سےاس کاشوہربلاتانہیں اورخرچ بھی نہیں دیتا،اگر اس عورت کوطلاق چاہئےتوکیاکرناچاہئے؟

جواب(۳۰/۵۲۷):- حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

وہ عورت شرعی پنچایت یعنی کم ازکم تین نیک دینداروں کی جماعت جس میں ایک عالم ہوان کے سامنےاپنامقدمہ پیش کرے۔شرعی پنچایت اس کی پوری تحقیق کرےشوہرکوحقوق اداکرنے کےلئےحکم دےاگرانکارکرےتودونوں کےدرمیان علیحدگی کردےوہ طلاق معتبرسمجھی جائے گی۔

دوسراآسان طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنی مہر،عدت وغیرہ کاخرچ معاف کرکےشوہرسےطلاق لےلے۔جس کوشریعت کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(الحیلۃ الناجزہ:ص۔۸۲)

شرعی پنچایت کا اختیار:-

سوال(۳۱/۵۲۸):- یہاں ایک خاندان میں بار بار جھگڑے ہوتے ہیں اور معاملہ طلاق تک پہونچتا ہے، ان کو بار بار سمجھایا گیا لیکن وہ سمجھتے نہیں ہیں، ان میں سے ایک آدمی نے طلاق دے دی تو اس کے جواب میں سامنے والے خاندان نے اس کی بہن کو طلاق دے دی؛ اس وقت جماعت کے بڑے لوگوں یا ذمہ واروں نے ایک قانون نافذ کیا کہ آج سے کوئی بھی آدمی جماعت کی اجازت کے بغیر اگر طلاق دے گا تو اس پر جرمانہ عائد کیا جائے گا یا اس کو جماعت سے خارج کیا جائے گا۔ تو کیا ایسا قانون بنانا جائز ہے؟

جواب(۳۱/۵۲۸):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

شرعی عذر کے بغیر طلاق دینا بہت بری بات ہے، شیطان اس سے خوش ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ شیطان روزانہ پانی پر تخت بچھا کر شیطانوں کو گلیوں میں گناہ کرانے بھیج دیتا ہے، شیاطین اپنا اپنا کام کر کے واپس آ کر اپنی اپنی کارگزاری سناتے ہیں؛ کوئی آ کر کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی کو زنا میں مبتلا کر دیا۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی کو شراب کے گناہ میں مبتلا کر دیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ شیطان نے جس جس انسان کو جس گناہ میں مبتلا کیا ہو اس کا تذکرہ آ کر کرتے ہیں؛ تو ابلیس ان سے ناراض ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا؛ مگر ایک شیطان آ کر کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کرا دیا اور دونوں کے درمیان جدائی کرا دی تو ابلیس اس شیطان کو گلے لگاتا ہے اور مبارک بادی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ واقعۃً تو نے بہت اچھا کام کیا، مطلب کہ طلاق بہت بری چیز ہے۔ مگر طلاق کو روکنے کے لئے مذکور قانون بنانا، بائکاٹ کرنا درست نہیں، مالی جرمانہ عائد کرنا شرعاً جائز نہیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ کسی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا جائز نہیں، البتہ نکاح کے وقت مہر زیادہ رکھا جائے تاکہ طلاق دینے کی جرأت نہ کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

(مظاہر حق: ۱/۱۲۷)

حلالہ کا شرعی طریقہ

بغیر جماع حلالہ کرنا:-

سوال(۳۲/۵۲۹):- حلالہ کرنے کے لئے عورت نے اپنے دیور کے ساتھ نکاح کیا اور جماع ہوا نہیں،

پھرعورت نے سختی کر کے اپنے دیور کے پاس سے طلاق لے لی؛تو حلالہ ہوگا کہ نہیں؟
جواب(۳۲/۵۲۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.
حلالہ کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ پہلے شوہر کی طلاق کی عدت ختم ہوجانے کے بعد دوسرے کے ساتھ نکاح کیاجائے اوردوسراشوہرکم ازکم ایک مرتبہ جماع کرکے طلاق دے اوراس کی عدت گزرجانے کے بعد پہلاشوہراگرراضی ہوتواس کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔عدت گزرنے سے پہلے نکاح کیا ہوتو وہ نکاح باطل ہے اوردوسرے نکاح میں جماع نہ ہوا ہوتو حلالہ درست نہیں ہوگا۔**فقط واللہ اعلم بالصواب**۔ويشترط أن يكون الايلاج موجباللغسل وهوالتقاء الختانيين۔(**عالمگیری:۱/۴۷۳**)
حلالہ کے لئے جماع کوضروری نہ سمجھنا:-
سوال(۳۳/۵۳۰):-ایک آدمی نے اپنی عورت کوتین طلاق دے دی جس سے اب وہ حلالہ کے بغیرنہیں لاسکتا،دوسرے آدمی نے طریقہ بتایا کہ کسی اورکے ساتھ نکاح کرے اورجماع نہ کرے اوروہ آدمی طلاق دےتو فورا پہلاشوہرنکاح کرکےلاسکتاہے،تو کیا یہ صحیح ہے؟
جواب(۳۳/۵۳۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.
مذکوربات صحیح نہیں ہے،حنفی مذہب میں تین طلاق دی ہوئی عورت کوحلال ہونے کے لئے دوسرے شوہرکاجماع کرناشرط ہے،دوسراشوہرصرف نکاح کرکے جماع کئے بغیرطلاق دے گاتو حلالہ درست نہیں،جماع کرنے کے بعدطلاق دےاوراس کی عدت گزرجائے پھرپہلاشوہرنکاح کرےتو حلال ہوگی۔**فقط واللہ اعلم بالصواب**۔
ويشترط أن يكون الايلاج موجباللغسل وهوالتقاء الختانيين۔(**عالمگیری:۱/۴۷۳**)وان كان الطلاق ثلثافي الحرة اوثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره۔ نكاحاً صحيحا ويدخل بهاثم يطلقهااويموت عنها۔(**ہدایہ:۲/۳۹۹**)(وحلهاللأول)أي لاتحل مطلقة الثلاث للزوج الأول بمجردخلوة الثاني بل لابدمن وطئه لحديث العسيلة۔(**شامی:۴/۲۵۷**)
غصہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق
غصہ کی حالت میں ''تو میرے لئے حرام ہے'' کہنا:-
سوال(۳۴/۵۳۱):-ایک آدمی نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت سے کہا''تو میرے لئے حرام ہے''یہ

الفاظ ایک ہی مرتبہ کہے تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

جواب(۳۴/۵۳۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور الفاظ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، جس سے وہ نکاح سے نکل کر حرام ہوگئی، اس کو رکھنے کے لئے تجدید نکاح کرنا ضروری ہے، حلالہ کرنا شرط نہیں صرف نکاح کرنے سے حلال ہوجائے گی، شوہر خود اپنی مطلقہ (طلاق دی ہوئی عورت) کے ساتھ عدت میں بھی نکاح کرسکتا ہے، عدت گزرنے کی راہ دیکھنا ضروری نہیں۔فقط واللہ اعلم۔وبقیۃالکنایات اذانوی بہاالطلاق کانت واحدۃ بائنۃً ۔ (ہدایہ:۳۷۴/۲)

دھوراجی کے مفتی صاحب کے فتوی کی تردید:-

سوال(۳۵/۵۳۲):-تقریبا پانچ سال سے زاھد کا نکاح ہوا ہے، دونوں میاں بیوی میں جھگڑا ہونے کی وجہ سے محلّہ کے امام صاحب نے صلح کرائی، پھر جھگڑا ہوتے ہی زاھد طلاق دینے کے لئے تیار ہوگیا، امام صاحب اور جماعت کے دوسرے لوگوں کی موجودگی میں تین طلاق کا طلاق نامہ لکھ دیا وہ طلاق نامہ زاھد کی عورت اور اس کے والد نے قبول کرلیا۔

مذکور سوال کا جواب دیتے ہوئے دھوراجی کے مفتی صاحب نے فتوی دیا کہ زاھد نے اپنی عورت کو غصہ کی حالت میں طلاق دی ہے اس لئے طلاق واقع نہیں ہوتی، اس فتوی کے مدنظر زاھد دوبارہ اپنی بیوی کے ساتھ رہنے لگ گیا، دودن کے بعد لوگوں نے دونوں کو الگ کردیا اور پھر اسی امام صاحب نے زاھد کا نکاح پڑھایا امام صاحب کا کہنا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاق دی ہے اس لئے حلالہ کرنا ضروری نہیں۔

تو مذکور نکاح ہوگا یا نہیں؟ مذکور امام کے پیچھے نماز ہوگی کہ نہیں؟ انہوں نے دوسرا نکاح پڑھایا وہ صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب(۳۵/۵۳۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

زاھد کے کہنے کی وجہ سے امام صاحب نے تین طلاق کا طلاق نامہ لکھا ہے اس لئے تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، دھوراجی کے مفتی صاحب کا فتوی ’’غصہ میں دی ہوئی تین طلاق واقع نہیں ہوتی‘‘ غلط ہے جیسا کہ فقہ کی تمام معتبر کتابوں میں لکھا ہے؛ عام طور پر طلاق غصہ ہی کی حالت میں دی جاتی ہے۔

اورامام صاحب کا قول (تین طلاق ایک ساتھ دی ہے الگ الگ نہیں دی ہے اس لئے حلالہ کے بغیر درست ہے وہ) بھی غلط ہے،ایک ساتھ تین طلاق دینے سے بھی تین طلاق واقع ہوجاتی ہے اس لئے حلالہ ضروری ہے،حلالہ کے بغیر تین طلاق دینے والے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں؛ جماع،زنا سمجھا جائے گا،اوراولادحرامی سمجھی جائے گی۔

وطلاق البدعة ان يطلقهاثلثاًبكلمة واحدة اوثلثافي طهرواحد۔ (ہدایہ:۲/۳۵۵)

مذکورمسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے امام صاحب نے نکاح پڑھایا ہوتوان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے،ورنہ مکروہ ہوگی۔دوسرے جتنے نکاح انہوں نے پڑھائے اس میں کوئی حرج نہیں آئے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(والبدعي ثلاث متفرقة)۔ (شامی:۴/۴۳۴)

غصہ میں ایک طلاق دینا:-

سوال(۳۶/۵۳۳):-ایک عورت ہے جوگھر کے کام میں بہت سستی کرتی ہے،روٹی نہیں پکاسکتی اور کھانا پکانا بھی نہیں جانتی اس لئے شوہر نے غصہ میں آکرایک طلاق دے دی،اب لڑکی والوں کا کہنا ہے کہ نکاح سے نکل گئی تو آپ اس کے لئے تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب(۳۶/۵۳۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اگرواقعۃً ایک طلاق صریح دی ہوتو فی الحال نکاح سے نہیں نکلے گی،حرام نہیں ہوگی عدت یعنی تین حیض اگرحیض آتا ہواورحیض نہ آتا ہوتو تین مہینہ کا گزرنااورحاملہ ہوتو وضع حمل تک دوبارہ بغیرنکاح لا سکتے ہیں،اگرعدت میں واپس نہیں لائے تو عدت گزرجانے کے بعد نکاح سے نکل جائے گی پھر دوبارہ لانے کے لئے تجدید نکاح کرنا پڑے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(طلقة)رجعية (فقط في طهرلاوطء فيه) الخ۔ (شامی:۴/۴۳۲)

غصہ میں دوطلاق دینا:-

سوال(۳۷/۵۳۴):-سلام بعدعرض وگزارش یہ ہے کہ تاریخ ۲۰/۹/۸۰ کے دن میری عورت اپنے میکہ جانے کی ضد کرتی تھی اس کو میکہ جانے دینے پر میں رضامند نہیں تھا اس نے بہت ضد کی اوراپنی ضد نہیں چھوڑی،میں نے غصہ کی حالت میں دومرتبہ طلاق طلاق کہہ دیا،اس وقت ہمارے دونوں کے پانچ

چھے رشتہ دار موجود تھے انہوں نے کہا کہ دومرتبہ کہنے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ تو اس کے متعلق علماء دین کا کیا خلاصہ ہے؟ واپس لانا ہو تو قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟

جواب(۳۷/۵۳۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

سلام بعد جوابا عرض یہ ہے کہ مذکور تفصیل کے مطابق دوطلاق رجعی واقع ہوگئی، وہ ابھی حرام نہیں ہوئی عدت کے درمیان نکاح کے بغیر واپس لا سکتے ہے؛ حلالہ کی ضرورت نہیں مگر واپس لانے کے بعد ایک مرتبہ طلاق دینے کی وجہ سے سخت حرام ہوجائے گی، جس میں حلالہ کرنا شرط ہے، عدت کے درمیان اگر واپس نہیں لائے گا تو عدت گزرجانے کے بعد وہ نکاح سے نکل جائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

أنت طالق أنت طالق. زيلعي (واحدة أو ثنتين) الخ۔(شامی:۴/۴۶۳)

غصہ کی حالت میں تین طلاق دینا:-

سوال(۳۸/۵۳۵):-عبدالرشید بھائی کا کہنا ہے کہ بچوں کی وجہ سے عورت کے ساتھ جھگڑا ہوا، جس میں مجھے اچانک بہت غصہ آگیا اور غصہ کی حالت میں پہلے دومرتبہ طلاق اور پھر ایک مرتبہ، اس طرح تین طلاق کے الفاظ منہ سے نکل گئے ہیں، اس طلاق کو ان کی عورت مذاق سمجھتی ہے اور گھر چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو اس کے متعلق اپنا مذہب اسلام کیا حکم دیتا ہے؟

جواب(۳۸/۵۳۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور بھائی کے تین طلاق کا اقرار کرنے کی وجہ سے چاہے غصہ کی حالت میں دی ہو وہ سخت حرام ہوگئی جس میں حلالہ شرط ہے، حلالہ کے بغیر نہیں رکھ سکتے، میاں بیوی سخت گنہگار ہوکر عذاب کے مستحق ہوں گے۔

حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ مذکور تین طلاق کی عدت ختم ہوجانے کے بعد وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ جماع کرکے طلاق دے پھر اس کی عدت گزرجانے کے بعد مذکور بھائی (پہلا شوہ) اس کے ساتھ نکاح کرے تب حلال ہوگی۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضا جواب نمبر:۵۳۰(شامی:۴/۵۲۸)

طلاق کے مختلف مسائل

حاملہ کو تین طلاق دینا:-

سوال(۳۹/۵۳۶):-ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دی اس وقت اس عورت کو تین مہینہ

کا حمل تھا، تو حالت حمل میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب(۳۹/۵۳۶):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

حاملہ کو بھی طلاق دینے کی وجہ سے واقع ہوجائے گی اس لئے تین طلاق واقع ہوگئی وہ سخت حرام ہوچکی، اب رجوع نہیں کرسکتے، حلالہ کے بغیر حلال ہونے کا دوسرا کوئی راستہ نہیں، کفارہ بھی اس میں کافی نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ (وحل طلاقهن)أي الآيسة والصغيرة والحامل (عقب وطء)۔ (شامی:۴/۴۳۴)

طلاق دینے والے پر کمیٹی کا جرمانہ:-

سوال(۴۰/۵۳۷):- ہمارے گاؤں میں طلاق اور دوسری برائیاں بڑھ رہی ہے، اب گاؤں کے ذمہ داروں نے مل کر ایک کمیٹی بنانے کا ارادہ کیا اس کے لئے گاؤں کے چار آدمیوں کی کمیٹی بنائی گئی، جنہوں نے کچھ قوانین بنائے، جو گاؤں کے ہر ایک آدمی کو عمل کرنا ضروری ہے اور جو ان قوانین کی پابندی نہ کرے تو کمیٹی کو جو مناسب لگے گا وہ جرمانہ عائد کرے گی؛ کمیٹی کی طرف سے سزا دینے میں زیادہ تر جرمانہ دینا پڑے اور جو جرمانہ نہ دے اس کے ساتھ قطع تعلق کیا جائے تو اس کے لئے شریعت کا حکم کیا ہے؟ اس جرمانہ کی رقم مسجد مدرسہ میں استعمال کرسکتے ہیں کہ نہیں؟

جواب(۴۰/۵۳۷):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

مسلم معاشرہ میں دن بہ دن بڑھتی ہوئی برائیاں، نماز اور روزہ سے غفلت، زنا، شراب نوشی ،طلاق وغیرہ روکنے کے لئے یا اصلاح کرنے کے لئے ایک کمیٹی ہونی چاہئے، اور ہر ایک گاؤں میں ایسی کمیٹی بنی چاہئے جو امر بالمعروف کرے اور نہیں عن المنکر کرے خود کی اصلاح کرنا اور دوسروں کی اصلاح کرنا ہر ایک مسلمان کا فریضہ ہے، اس میں کمی اور کوتاہی آنے کی وجہ سے مسلموں پر آفتیں اور ذلتیں آرہی ہیں، خاص کر کہ آپس کے اتفاق واتحاد نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی ہوا اکھڑ رہی ہے، بہت معمولی معمولی باتوں میں طلاق ہوجاتی ہے، جس سے دو خاندان اور رشتہ داروں میں جھگڑا پھیلتا ہے جس سے شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو طلاق بالکل ناپسند ہے لہذا اس پر قابو کرنے کی ضرورت ہے، مگر شریعت کی حدود میں رہ کر کام کیا جائے، شریعت کے قوانین کی مخالفت یا اس میں تبدیلی جائز نہیں ہے، شریعت میں ایسی دخل گیری کرنا منع ہے، مثال کے طور پر جرمانہ کی سزا دینا جائز نہیں، مالی

نقصان کیا ہوتو تاوان لے سکتے ہیں جرمانہ عائد کرنا منع ہے، جرمانہ کی رقم مسجد یا مدرسہ اور لوگوں کی بہبودی کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں، بل کہ جس کے پاس سے جرمانہ لیا ہو اس کو واپس کردینا چاہئے، ایسی بھولیں نہ ہوں اس لئے عالموں کی کمیٹی ہونا یا کمیٹی میں کم از کم ایک عالم کا ہونا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

طلاق کے بعد نان ونفقہ کا دعوی:-

سوال(۴۱/۵۳۸):- شوہر نے عورت کو طلاق دینے کے بعد فریقین نے مل کر فیصلہ کیا جس کے مطابق شوہر نے عورت کو مہر، جہیز اور عدت کا خرچ وغیرہ دے دیا۔ اس کے باوجود عورت کا باپ کورٹ میں مقدمہ دائر کر کے دوسری شادی ہونے تک خرچ لینے کا دعوی کرنا چاہتا ہے؛ تو کیا اس طور پر دعوی کرنا جائز ہے؟

جواب(۴۱/۵۳۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

طلاق شدہ عورت کے باپ کا دوسرے نکاح ہونے تک خرچ لینے کا دعوی کرنا شریعت کے خلاف ہے، باطل ہے، ان کی یہ حرکت بالکل ظلم ہے۔ طلاق شدہ عورت عدت کے خرچ کے علاوہ کسی اور چیز کی حقدار نہیں ہے۔ کسی بھی حدیث اور آیت سے ثابت نہیں ہے۔ چاہے حکومت دلاوے! لیکن شرعا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى۔ (عالمگیری:۱/۵۵۷)

دوسری بیوی کے حرام ہونے کی قسم:-

سوال(۴۲/۵۳۹):- ایک بھائی نے اپنی عورت کو تین طلاق دی، عورت ابھی عدت میں ہے اور طلاق دینے والے بھائی نے چار پانچ آدمیوں کے سامنے کہا کہ مجھے اپنی طلاق شدہ عورت کے ساتھ حلالہ کر کے دوبارہ شادی کرنا ہے اور اس کے علاوہ میرے لئے دوسری عورت حرام ہے؛ ایسی قسم کھائی ہے لہذا اس کو اگر دوسری عورت سے شادی کرنا ہو تو کرسکتا ہے کہ نہیں؟

جواب(۴۲/۵۳۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

وہ آدمی اپنی تین طلاق شدہ عورت کے علاوہ دوسری عورت سے نکاح کرسکتا ہے، مگر قسم توڑنے کا کفارہ نکاح کرنے کے بعد دینا پڑے گا، یعنی دس غریبوں کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا ہر ایک کو پونے دو کیلو گیہوں دینا یا ہر ایک کو ایک جوڑی کپڑا دینا پڑے گا، کیوں کہ حلال کو حرام کردینا یعنی میرے

لئے تیرے علاوہ دوسری عورت حرام ہے یہ قسم کہلائے گی اور قسم توڑنے کا کفارہ واجب ہے۔فقط واللہ اعلم۔

ومن حلف علی معصیۃ الخ۔ (ہدایہ:۴۸۲/۲)

بیوی کو طلاق منظور نہ ہو:-

سوال(۴۳/۵۴۰):- میرے برادر نسبتی کے ساتھ جھگڑا ہوا جس نے میرے والدین کے ساتھ بھی جھگڑا کیا، ہم کورٹ گئے، میرے برادر نسبتی نے آ کر کہا کہ میری بہن کو طلاق دے دو، اس لئے میرے والد صاحب کے کہنے کی وجہ سے میری عورت کو تین طلاق دے دی ہے، اس کے باوجود میری عورت طلاق کو منظور نہیں رکھتی اور طلاق سے پہلے کی طرح رہنا چاہتی ہے تو کیا وہ رہ سکتی ہے؟ وہ حاملہ ہے اس کو رکھنے کی کیا ترکیب ہے؟

جواب(۴۳/۵۴۰):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

ذکر کردہ تفصیل کے مطابق تین طلاق واقع ہوگئی چاہے وہ طلاق منظور نہ رکھے! اس کی منظوری شرط نہیں ہے، حاملہ کو بھی طلاق واقع ہو جائے گی، اس لئے وہ حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو چکی ہے جس میں حلالہ شرط ہے حلالہ کے بغیر دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے، کفارہ کافی نہیں۔

حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ مذکور تین طلاق کی عدت ختم ہو جانے کے بعد وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ جماع کر کے طلاق دے پھر اس کی عدت گزر جانے کے بعد مذکور بھائی (پہلا شوہر) اس کے ساتھ نکاح کرے تب حلال ہوگی۔فقط واللہ اعلم۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۱۸ (ہدایہ:۳۹۹/۲)

طلاق رجعی اور رجوع کرنے کا طریقہ:-

سوال(۴۴/۵۴۱):- ایک آدمی نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دے دی ہے، جس کے طلاق نامہ کی تفصیل یہ ہے: میری عورت کو نکاح میں سے ایک طلاق رجعی دے کر قید سے رہا کرتا ہوں، تین ماہ تک دوبارہ اصلاح کرنے کا موقع دیتا ہوں، اس درمیان اگر اصلاح نہیں کرے گی تو تین ماہ تک طلاق بائن ہو جائے گی۔اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴۴/۵۴۱):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

طلاق نامہ کی تفصیل کے مطابق ایک طلاق رجعی ہوگئی اس کا حکم یہ ہے کہ فی الحال وہ حرام نہیں

ہوئی عدت کے درمیان رجوع کرنے سے وہ نکاح میں باقی رہے گی، عدت گزرنے کے بعد رجوع کرنے کا اختیار باقی نہیں رہے گا، اس لئے اگر عدت میں رجوع نہیں کرے گا تو نکاح سے نکل جائے گی، پھر اس کو نکاح میں رکھنے کے لئے تجدید نکاح کرنا پڑے گا۔ رجوع کرنے کا طریقہ حسب ذیل ہے:

طلاق سے قولی طور پر رجوع کرے ''میں طلاق سے رجوع کرتا ہوں'' اس کے لئے گواہ شرط نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو معتبر گواہوں کے سامنے رجوع کرے جس سے لوگ طعنے نہ دیں، یا عملی طور پر رجوع کرے یعنی عدت کے درمیان اس سے صحبت کرے یا بوسہ دے دے تو رجوع صحیح ہو جائے گا:

طلاق رجعی میں (عدت کے درمیان) تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

و (طلقة) رجعية (فقط في طهر لا وطء فيه) و تركها حتى تمضي عدتها۔ (شامی: ۴/۴۳۲)

تین طلاق اور حلالہ کا طریقہ:-

سوال (۴۵/۵۴۲):- ہم گاؤں میں ایک مکان میں رہتے ہیں، میری لڑکی کی شادی ہوگئی ہے اور داماد ہمارے یہاں ہی رہتے ہیں، ایک دن کھانا وقت کے مطابق تیار نہ ہونے کی وجہ سے اس نے کہا ''میری کوئی دوسری ماں بہن ہے؟ کہ جس کے یہاں کھانے جاؤں!؟'' کچھ لوگوں نے یہ جملہ سن کر کہا کہ لڑکی کو ماں بہن کہنے کی وجہ سے نکاح فاسد ہو گیا، جماعت والوں نے یہ فتوی دیا جس سے میں اپنے رشتہ داروں کے یہاں پندرہ دن سے چلی گئی۔

اس کے بعد جماعت والوں نے میرے شوہر کو یوں سمجھایا کہ تیرا داماد تیری لڑکی کو طلاق دے کر تیری بیوی کو لے کر بھاگ گیا ہے اس لئے جماعت والوں کی زبردستی کی وجہ سے میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دے دی، اب پھر میرا ارادہ میرے شوہر کے ساتھ نکاح کرنے کا ہے، تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب (۴۵/۵۴۲):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جماعت کا فتوی (داماد کا جملہ ''میری کوئی دوسری ماں بہن ہے کہ جس کے یہاں کھانے جاؤں!؟'') غلط ہے۔ مذکور جملہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور وہ حرام نہیں ہوتی، جہالت کی وجہ سے ایسا فتوی دے کر کسی کا گھر ویران نہیں کرنا چاہئے، اس لئے جماعت کے سب آدمی گنہگار ہوئے، شریعت کا

حکم نہ جانتے ہوتو علماء سے پوچھنا چاہئے، حاصل کلام یہ ہے کہ اس کا نکاح فاسد نہیں ہوا دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

جماعت کا دوسرا اقدام (تم پر تہمت لگا کر شوہر پر زبردستی کر کے تین طلاق دلوا کر تمہارا گھر ویران کیا) حماقت سے بھرپور ہے، اگر تین طلاق کے الفاظ کہے ہوں تو عورت سخت حرام ہوگئی جس میں حلالہ شرط ہے، حلالہ کے بغیر شوہر کے ساتھ نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔

حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ مذکور تین طلاق کی عدت ختم ہوجانے کے بعد وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ جماع کر کے طلاق دے پھر اس کی عدت گزر جانے کے بعد مذکور بھائی (پہلا شوہر) اس کے ساتھ نکاح کرے تب حلال ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

میں نے میری عورت کو رضا، طلاق دے دیا ہے:-

سوال(۴۶/۵۴۳):- ایک آدمی نے اپنی عورت کو میکہ بھیج دی اور بہت سے لوگوں کے سامنے یہ الفاظ کہے ''میں نے میری عورت کو رضا طلاق دے دیا ہے'' تو کیا یہ الفاظ کہنے کی وجہ سے طلاق واقع ہوجائے گی؟

جواب(۴۶/۵۴۳):- حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

سوال میں ذکر کردہ الفاظ ''میں نے میری عورت کو رضا طلاق دے دیا ہے'' کہنے کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، چاہے لکھ کر نہ دیا ہو! جس سے نکاح ٹوٹ گیا اور وہ حرام ہوگئی، دوبارہ نکاح پڑھنا ضروری ہے، شوہر عدت کے درمیان بھی نکاح پڑھ سکتا ہے، بغیر نکاح کے اس کو نہیں رکھ سکتا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔و (ہدایہ:۳۸۱/۲)

الفاظ طلاق کی خبر نہ ہو:-

سوال(۴۷/۵۴۴):- حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

ایک آدمی تقریبا دو ماہ سے ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے، دن میں کتنی مرتبہ ذہنی توازن برقرار نہیں رہتا تب پاگل جیسی حرکتیں کرتا ہے، جو چاہے وہ بکتا ہے اور باتیں کرتا ہے، جب کہ ذہنی توازن برابر ہوتا ہے تو صحیح باتیں کرتا ہے، اس نے اپنی عورت کے ساتھ دن رات جھگڑا کیا دونوں اتنے چیخ چیخ کر بولتے تھے کہ آواز تیسرے گھر تک پہونچتی تھی جھگڑے کے درمیان ہی شوہر نے اپنی عورت کو تین طلاق اتنے بلند

آواز سے دی کہ قریب کے گھر والوں نے بھی سنی، مذکور طلاق شوہر نے اپنے ذہنی طور پر عدم توازن کے ساتھ دی ہے، ایسی حالت میں طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟ مذکور عورت ایسے حالات میں اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی ہو تو پھر کب اور کس طرح نکاح پڑھ سکتے ہیں؟

جواب(۴۷/۵۴۴):-حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

سوال میں ذکر کردہ آدمی قسم کے ساتھ یہ کہتا ہو کہ طلاق کے الفاظ بولنے کے وقت مجھے بالکل احساس نہیں تھا کہ میں کیا بول رہا ہوں تو طلاق واقع نہیں ہوگی اور دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں؛ ورنہ تین طلاق واقع ہو کر عورت سخت حرام ہوگئی جس میں حلالہ کرنا شرط ہے حلالہ کے بغیر حلال نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بیوی کو ''تو میری بہن'' کہنا:-

سوال(۴۸/۵۴۵):-میرے دوست نے اپنی عورت کو غصہ کی حالت میں ''تو میری بہن'' ''تو میری بہن'' کہا یہ الفاظ کہنے کی وجہ سے طلاق ہوتی ہے؟ کیا حکم ہے؟

جواب(۴۸/۵۴۵):-حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

سوال میں ذکر کردہ الفاظ (''تو میری بہن'' ''تو میری بہن'') کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی، چاہے طلاق کی نیت سے کہا ہو! کیوں کہ یہ الفاظ طلاق کنایہ (ایسے الفاظ کہ جن سے طلاق کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہو اس) میں سے نہیں ہے، لغو سمجھے جائیں گے، البتہ ایسے الفاظ عورت کو کہنے سے گنہگار ہوگا، توبہ کرنا چاہئے، کفارۂ ظہار بھی نہیں دینا پڑے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

لو قال لها أنت أمي لا يكون مظاهرا و ينبغي أن يكون مكروها و مثه أن يقول يا ابنتي و يا اختي و نحوه۔ (عالمگیری:۱/۵۰۷)

طلاق رجعی اور بائن کا حکم:-

سوال(۴۹/۵۴۶):-ایک آدمی نے اپنی عورت کے ساتھ جھگڑا کیا جس سے عورت اپنے باپ کے گھر چلی گئی، پھر اس آدمی نے اس کو طلاق دے دی، پھر تھوڑے دنوں کے بعد عورت واپس آکر اپنے شوہر کے گھر رہنے لگی، اب اس عورت کے ساتھ جماع کرنا حلال ہے یا حرام؟ اور اس آدمی کے پیچھے نماز پڑھ

سکتے ہیں یانہیں؟

جواب(۴۹/۵۴۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اگراس آدمی نے ایک یا دوطلاق رجعی دی ہوتو وہ عورت عدت گزرنے تک نکاح ہی میں رہتی ہے،حرام نہیں ہوجاتی،اس لئے نکاح کئے بغیر عدت میں رجوع کر سکتے ہیں۔

رجعت قولی کرے کہ میں طلاق سے رجوع کرتا ہوں؛بہتر یہ ہے کہ رجوع کرتے وقت دومعتبر آدمیوں کوگواہ بنالے،تاکہ لوگ طعنہ نہ دے،یا بوسہ دے کر یا جماع کر کے رجوع کر سکتے ہیں؛عدت گزرجانے کے بعدرجوع نہیں کرسکتے،پھرتو دوبارہ نکاح ہی کرناپڑے گا۔

اگرایک طلاق بائن یعنی نکاح توڑنے والی طلاق دی ہوتو وہ حرام ہوجائے گی اور جماع بھی جائز نہیں ہے،نکاح دوبارہ کرناپڑے گا،شوہرعدت کے درمیان میں بھی نکاح پڑھ سکتا ہے۔

بغیرنکاح کے طلاق شدہ عورت کو رکھنے والے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے،اگر اس کوسمجھانے کے باوجوددوبارہ نکاح نہ پڑھےتوامامت سے معزول کردینا چاہے۔فقط واللہ اعلم۔

واذاکان الطلاق بائنادون الثلث فله ان یتزوجهافی العدة۔ (ہدایہ:۳۹۹/۲)

طلاق ہوتے ہی شوہرکازیورات واپس لینا:-

سوال(۵۰/۵۴۷):-شوہر،بیوی کوطلاق دیتے ہوئے طلاق نامہ میں یہ لکھاوے کہ آج سے تجھ کوطلاق بائن دی جاتی ہے اور تیری مہر کی رقم عدت میں اس وقت ادا کرونگا جب کہ میرے زیورات جو تیرے پاس ہیں وہ مجھ کوواپس کردیئے جائیں؛تواس کے متعلق شریعت کا کیاحکم ہے؟

جواب(۵۰/۵۴۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مطالبہ صحیح ہے،اس عورت کے پاس شوہر کی چیزیں،زیورات،کپڑے وغیرہ جو کچھ بھی ہوواپس کردینے چاہئے اورشوہر کی جو کچھ بھی امانت عورت کے پاس ہووہ واپس دے کرمعاملہ صاف کردینا چاہئے؛نکاح کے وقت جومہر متعین کردیا ہوشوہر کے ذمہ اس کی ادائیگی واجب ہے،ناشزہ عورت کے لئے عدت کاخرچ نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۸۶(عالمگیری:۵۴۵/۱)

تو طلاق دینے کے قابل ہے:-

سوال(۵۱/۵۴۸):- ایک آدمی نے اپنی عورت کو دوسرے آدمی کی عورت کے ساتھ جھگڑا کرتے ہوئے دیکھ کر ایک مرتبہ طلاق دے دی ہے، اس کے بعد دوبارہ جھگڑا کرتے ہوئے دیکھ کر دومرتبہ یوں کہا کہ ''تو طلاق دینے کے قابل ہے'' جس کی ایک ماسٹر صاحب گواہی دیتے ہیں، لہذا دوبارہ نکاح میں لانے کی ترکیب کیا ہے؟ حلالہ کرنا پڑے گا یا نہیں؟

جواب(۵۱/۵۴۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ذکر کردہ تفصیل کے مطابق ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ دوسرے جملہ'' تو طلاق دینے کے قابل ہے'' سے طلاق واقع نہیں ہوگی، اس لئے حلالہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مذکور طلاق کی عدت (یعنی حیض والی عورت کے لئے تین حیض اور اگر حیض نہیں آتا تو تین مہینہ کا گزرنا اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل) گزر نہ گئی ہو تو بغیر نکاح رجوع کر سکتے ہیں۔

رجوع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے کہ میں طلاق سے رجوع کر کے میری عورت کو نکاح میں لاتا ہوں یا جماع کر کے اور بوسہ دے کر رجوع کر سکتے ہیں، اور اگر عدت گزر گئی ہو تو دو گواہوں کے سامنے نکاح کرنا پڑے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

واذاطلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً او تطليقتين فله ان يزاجعهافي عدتهارضيت بذلك اولم ترض۔ (ہدایہ:۳۹۵،۳۹۴/۲)

طلاق دینے کا شوہر انکار کرے تو؟

سوال(۵۲/۵۴۹):- ایک آدمی کو اس کی عورت کے ساتھ جھگڑا ہونے کی وجہ سے عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے؛ شوہر نے کہا ''تو طلاق ۔طلاق۔طلاق مت بول، تجھے طلاق ملے گی'' پچاس فٹ دور ایک کھڑے ہوئے آدمی نے طلاق۔طلاق۔طلاق کے الفاظ سنے اس کے آگے پیچھے کے الفاظ نہیں سنے، ایسی ہی گواہی سو فٹ دور کھڑی ایک عورت نے بھی دی ہے، تو اس عورت کو طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی اور طلاق دینے کا میرا ارادہ بھی نہیں تھا؛ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ طلاق واقع ہوگئی اور شوہر اس کے لئے قسم نامہ لکھنے کے لئے تیار ہے کہ اس کو طلاق نہیں ہوئی، تو اس

کا جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب(۵۲/۵۴۹):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور تفصیل کے مطابق طلاق واقع نہیں ہوئی، کیوں کہ مذکور شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے، قسم نامہ لکھنے کے لئے تیار ہے اور طلاق پر دو معتبر گواہ بھی نہیں ہے اس لئے طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔لہذا اس عورت کو زوجیت میں رکھنے کے لئے تجدید نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(کفایت المفتی:٦/٦٧)

جا، میں نے تجھ کو چھٹی دے دی:-

سوال(۵۳/۵۵۰):-ایک آدمی نے اپنی عورت کو یہ الفاظ کہے(۱) جا، میں نے تجھ کو چھٹی دے دی۔ (۲) جا، میں تیری چھٹی گھر بھیج دونگا یعنی چھٹی کے متعلق خط گھر بھیج دونگا۔

مذکورہ الفاظ نمبر(۱) صرف ایک مرتبہ کہے اور نمبر(۲) والے الفاظ چار پانچ مرتبہ کہے، تو عورت کو طلاق واقع ہوگی؟ اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۵۳/۵۵۰):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

سوال میں ذکر کردہ جملہ نمبر(۱)(جا، میں نے تجھ کو چھٹی دے دی) طلاق کی نیت سے اگر کہے گئے ہیں تو طلاق بائن یعنی نکاح کو توڑنے والی طلاق ہوگئی؛۔

دوسرے جملہ نمبر(۲) کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی، کیوں کہ مستقبل میں طلاق دینے کا ارادہ کرنے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، چاہے چار پانچ مرتبہ کہا ہو! لہذا اس کو رکھنے کے لئے پھر سے تجدید نکاح کرنا پڑیگا، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اب دو مرتبہ طلاق دینے کی وجہ سے سخت حرام ہوجائے گی جس میں حلالہ شرط ہے۔فقط واللہ اعلم۔(فنحو اخرجي واذاهبي وقومي)الخ۔(شامی:۴/۵۲۹)

کورٹ سے طلاق:-

سوال(۵۴/۵۵۱):-ایک عورت اپنے شوہر اور ساس، سوسر کے ساتھ رہتی تھی تھوڑے عرصہ کے بعد آپس میں جھگڑے ہوئے اور یہ معاملہ کورٹ تک پہونچا، دوسال کے بعد عورت نے کورٹ کے ذریعہ طلاق لی تو اب شریعت کے اعتبار سے حلالہ ہوسکتا ہے؟

جواب:(۵۴/۵۵۱)حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جیسا کہ حدیث شریف میں صراحت ہے اس کے مطابق طلاق دینے کا اختیار صرف شوہر ہی کو ہے،شوہر کے علاوہ دوسرا کوئی طلاق نہیں دے سکتا؛ باپ بیٹے کی عورت کو،آقا غلام کی بیوی کو بھی طلاق نہیں دے سکتے،لہذا صرف کورٹ ہی نے طلاق دے دی ہوتو وہ معتبر نہیں سمجھی جائے گی،ہاں! اگر کورٹ نے شوہر کے پاس تین طلاق دلائی ہوتو حلالہ کرنا پڑے گا،لیکن اگر تین طلاق سے کم دی ہے تو بھی حلالہ کی ضرورت نہیں،تجدید نکاح کر کے عورت کو رکھ سکتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وأهله زوج عاقل بالغ مستيقظ۔ (شامی:۴/۴۳۱)

يقع طلاق كل زوج اذا كان بالغاعاقلا۔ (عالمگیری:۱/۳۵۳)

خلوت میں طلاق دینا:-

سوال(۵۵/۵۵۲):-ایک مسلمان بھائی نے غصہ میں آکر اپنی بیوی کو دومرتبہ طلاق دے دی شوہر نے جب دومرتبہ طلاق دی تو میاں بیوی کے علاوہ اور کوئی نہ ہونے کی وجہ سے کسی نے سنا نہیں تو مسلم قانون کی وجہ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی ہو اور شوہر بیوی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہو تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۵۵/۵۵۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ذکر کردہ تفصیل کے مطابق دو ہی طلاق صریح دینے کی وجہ سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی لہذا عدت (تین حیض اور حیض نہ آتا ہو تو تین مہینہ اور اگر حاملہ ہو تو وضع حمل) کے درمیان واپس لاسکتا ہے، اگر عدت میں نہیں لایا تو عدت ختم ہوجانے کے بعد نکاح سے بائن ہوجائے گی؛ اب واپس لانے کے بعد ایک ہی طلاق کا وہ مالک رہے گا اس لئے ایک ہی طلاق دینے کی وجہ سے حرمتِ مغلظہ ثابت ہوجائے گی،جس میں حلالہ کرنا شرط ہے۔فقط واللہ اعلم۔

كقوله:أنت طالق أنت طالق۔ (شامی:۴/۴۶۳)

شرطی طلاق اور اس کا حکم:-

سوال(۵۶/۵۵۳):-ایک آدمی نے اپنی عورت کو سزا دینے کی نیت سے اس طرح کہا ''تو میری

اجازت کے بغیر فلانی جگہ گئی تو تُو میرے نکاح سے الگ''؛

کچھ عرصہ کے بعد عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اس جگہ جا کر واپس آئی، اس وقت اس کو دو تین مہینہ کا حمل تھا، تب سے وہ عورت اپنے والدین کے گھر ہی رہتی ہے اور ابھی لڑکی کی پیدائش ہوئی ہے۔

اب دونوں خاندان کے لوگ تمنا کرتے ہیں کہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں، تو اس کے متعلق مسئلہ کیا ہے؟ عورت کو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ دوبارہ لانے کے لئے تجدید نکاح کرنا پڑے گا یا حلالہ کرنا پڑے گا؟

جواب(۵۶/۵۵۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق ایک طلاق واقع ہوگئی، طلاق کے وقت وہ عورت حاملہ تھی اس لئے بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے عدت ختم ہوگئی، اگر دوبارہ اس کو رکھنا ہو تو تجدید نکاح کر کے رکھے، اس میں حلالہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ مگر اب کے بعد شوہر دو طلاق کا مالک رہے گا، اس لئے اب دو طلاق دینے کی وجہ سے عورت سخت حرام ہو جائے گی جس میں حلالہ کرنے کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

بان قال لامرأته ان دخلت الدارفانت طالق الخ۔ (عالمگیری:۱۔۴۱۶)

تو مجھ پر حرام ہے:-

سوال(۵۷/۵۵۴):-ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین مرتبہ سے زیادہ کہا کہ: تُو مجھ پر حرام ہے: تو ایسا کہنے کی وجہ سے طلاق واقع ہوگی؟ اگر واقع ہوگی تو کونسی واقع ہوگی؟

جواب(۵۷/۵۵۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

: تُو مجھ پر حرام ہے: جیسے الفاظ تین مرتبہ کہنے کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عدت کے درمیان یا عدت کے گزر جانے کے بعد دونوں بہ خوشی تجدید نکاح کر کے رہ سکتے ہیں۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلی مرتبہ: تُو مجھ پر حرام ہے: کے الفاظ کہنے کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اور اس کے بعد جتنی مرتبہ وہ الفاظ استعمال کئے اس سے دوسری طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر ۵۴۳ (ہدایہ:۲/۴/۳۷)

طلاق کی وجہ سے اسلام چھوڑنا:-

سوال(۵۵۵/۵۸):- ایک لڑکی کی شادی ہونے کے بعد دوسال تک اپنے سسرال میں رہی، مگر شوہر نامرد ہونے کی وجہ سے لڑکی رہ نہ سکی، اس لئے ڈیڑھ سال سے لڑکی اپنے والدین کے گھر پر ہے، جب کہ لڑکا بھی عورت کو لانے کے لئے راضی نہیں ہے، مزید یہ کہ لڑکی کی طرف سے طلاق کا مطالبہ ہونے پر لڑکا جواب بھی نہیں دیتا ! اب لڑکی کا یہ ارادہ ہے کہ میں مذھب اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کروں اور پھر مسلمان ہو کر کسی مسلمان کے ساتھ نکاح کروں گی؛ تو کیا اس طور پر کرنا جائز ہے؟

جواب(۵۵۵/۵۸):--حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

لڑکی نے طلاق حاصل کرنے کے لئے جو ارتداد (اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے) کا ارادہ کیا ہے وہ غلط اور حرام ہے، خدا پاک کی پناہ ! یہ ایمان چھیننے کا شیطانی دھوکہ ہے، خدانخواستہ اس حالت میں اگر انتقال ہو گیا تو ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جائے گی۔

سوال میں ذکر کردہ طریقہ سے ایک قول کے مطابق نکاح تو فاسد ہو جائے گا، لیکن اس عورت کو دوبارہ ایمان لانے پر مجبور کیا جائے گا اور اسی شوہر کے ساتھ نکاح کیا جائے گا، دوسرے کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی۔ (الحیلۃ الناجزہ:ص۱۲۰، ۱۱۶)

حاصل کلام یہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے کی وجہ سے اس کا مقصد حاصل نہیں ہوگا، اس کے بجائے اس کا آسان طریقہ جس پر تمام علماء متفق ہیں یہ ہے کہ وہ خلع (مہر، عدت کا خرچ وغیر معاف کر دینے) کے ذریعہ الگ ہو جاوے۔ شوہر اگر اس کا بھی انکار کرے تو شرعی پنچایت (تین دینداروں کی جماعت جس میں ایک عالم کا ہونا ضروری ہے ان) کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرے؛ مذکور جماعت مکمل تحقیق کرے اور شوہر کی شکایت کا برحق ہونا ثابت ہو جائے تو شوہر کو دوا علاج کرانے کے لئے ایک سال کی مہلت دے دے، ایک سال میں جماع کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ شوہر کے پاس سے طلاق لے کر علیحدہ کر دے اگر طلاق نہ دے تو شرعی پنچایت کو الگ کر دینے کا اختیار ہے، یہ طلاق کے حکم میں سمجھا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (الحیلۃ الناجزہ:ص۵٦)

میکہ جانے سے طلاق پڑے گی؟

سوال(۵۹/۵۵٦):-ایک عورت اپنی مرضی سے میکہ چلی گئی تو اس کو الگ کرنے کے لئے طلاق دینے کی ضرورت ہے کہ نہیں؟

جواب(۵۹/۵۵٦):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

طلاق کے بغیر علیحدہ نہیں ہوگی،میکہ چلے جانے کی وجہ سے الگ نہیں ہوگی۔فقط واللہ اعلم۔
(قاضی خان:۲/۲۰۷)

تین طلاق اور غیر مقلدین:-

سوال(٦۰/۵۵۷):-میری بہن کو اس کے شوہر کی طرف سے بہت زمانہ پہلے ایک مرتبہ طلاق دی گئی تھی اس کے تقریباً پندرہ سال کے بعد تعلقات کے بگڑ کے بعد تین چار گواہوں کی موجودگی میں اس کے شوہر کی طرف سے دومرتبہ طلاق،طلاق الفاظ بول کر طلاق دی گئی ہے،وہ فوراً گھر سے باہر نکل گئی،''پہلے ایک مرتبہ دی گئی ہے''اس طرح اس کے شوہر نے یہ الفاظ دوہرائے تو اس کے متعلق اس کے شوہر کی طرف سے مذکورہ بالا طور پر دی ہوئی طلاق دومرتبہ واقع ہوئی یا تین مرتبہ واقع ہوئی سمجھنا چاہئے؟اس کے متعلق شریعت کا حکم بتایا جائے۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق طلاق دینے کے بعد شوہر کو ندامت ہوتے ہوئے ان کی اور ان کے رشتہ داروں کی طرف سے تاریخ ۲۵/۱/۷۷ کے دن بمبئی سے فتوی منگوا کر عدت ختم ہونے کے اخیری دن میرے اور میرے گھر والوں کے ساتھ سمجھوتا کر کے بہن کو واپس لے گئے تھے؛

فتوی کی نقل اس کے ہمراہ شامل ہے فی الحال بہن اپنے شوہر ہی کے ساتھ رہتی ہے،اس فتوی کو معتبر مانتے ہوئے شوہر نے پھر سے بہن کو بیوی کی حیثیت سے رکھا ہے جو قرآن اور حدیث کے مطابق صحیح ہے؟اس کے متعلق وضاحت فرمانے کی درخواست؛

مذکور فتوی اہل حدیث کی طرف سے دیا گیا ہونے کی وجہ سے جماعت کے عام لوگ اس فتوی کو معتبر نہیں سمجھتے اور اس کی وجہ سے جماعت کے تمام بھائیوں اور لوگوں نے میرے اور میرے بہن کے گھر والوں کے ساتھ ہر قسم کا تعلق اور معاملہ کرنے پر پابندی لگائی ہے،ہمارے غم اور خوشی کے کسی بھی موقع پر

آنے جانے کا کوئی تعلق نہیں ہے تو اس کے متعلق قرآن اور حدیث کی روشنی میں بمبئی سے تاریخ ۲۵/۱/۷۷ کا فتوی اگر غلط ہو تو مجھے اور میرے خاندان والوں کو "عدت کی مدت ختم ہو رہی ہے اور آج ہی فیصلہ لے لینا چاہئے" اس بہانے کے ماتحت غلط رہنمائی دے کر جماعت کی ذمہ دار شخصیتیں بہن کو دو بارہ واپس لے گئے؛ اگر یہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں غلط ہو تو وہ گنہگار ہے کہ نہیں؟ اس کے متعلق آنے والے لوگوں کی طرف سے بالا رادہ غلط کام کیا گیا ہو تو ان کی بیویاں ان کے نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ اس کی وضاحت کرنے کی درخواست۔

جواب(۶۰/۵۵۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اس کے ہمراہ آپ کی طرف سے روانہ کردہ اہل حدیث کا فتوی، چاروں برحق اماموں کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے باطل ہوگا، پہلے ایک پھر دو طلاق دینے کی وجہ سے تین طلاق واقع ہوگئی اور وہ سخت حرام ہوگئی جس میں حلالہ شرط ہے، حلالہ کے بغیر دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے، اہل حدیث کے فتوی کی وجہ سے وہ عورت حلال نہیں ہوگی، مثل مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت حرام شدہ مفتی اور قاضی کے کہنے کی وجہ سے حلال نہیں ہوگی، اہل حدیث کا فتوی کیوں منگوایا؟ عورت کے خاطر ایسا کرنا ایمان کو خطرہ میں ڈال دینے والی چیز ہے، اس کو الگ کر دو جب تک اس کو الگ نہ کیا جائے جماعت والوں کا بائکاٹ اور قطع تعلق کرنا بجا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ثلاثة متفرقة)و كذابكلمة واحدة بالأولى الخ۔ (شامی:۴/۴۳۴)

بغیر کسی وجہ کے طلاق دینا:-

سوال(۶۱/۵۵۸):-کسی بھی سبب کے بغیر لڑکے اور لڑکی کے رشتہ کو توڑ دینا شریعت کے اعتبار سے کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب(۶۱/۵۵۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

بغیر شرعی عذر کے مصاہرت کے رشتہ کو توڑ دینا منع ہے، اس سے دو خاندانوں میں دشمنی اور تلخی پیدا ہوتی ہے، جس کے متعلق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں؛ حدیث شریف میں ہے کہ شب براءت (شعبان کی پندرہویں برکت والی رات) میں اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت (بخشش) فرما دیتے ہیں بجز تعلق توڑنے

والے کے کہ جب تک آپس میں صلح نہ کرلے۔

لہذا سب سے پہلے غور وفکر کرنے بعد رشتہ طے کرنا چاہئے، رشتہ طے ہو جانے کے بعد بغیر کسی معتبر عذر کے توڑنا نہیں چاہئے، البتہ کسی سبب کی وجہ سے جیسا کہ لڑکی قابل نہ ہو بدچلن ہو تو رشتہ توڑ سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

طلاق دینے سے پہلے کے اعمال:-

سوال(۶۲/۵۵۹):- ایک آدمی کو شادی ہوئے دو سال گزر گئے اس کو اپنے ذاتی تعلق کی بنیاد پر اپنی عورت کو طلاق دینا ہے، عورت اس کے میکہ میں ہے اس آدمی نے جہیز میں گیارہ سو روپئے مکمل دیئے ہیں تو اب مہر اور عدت کا خرچ اس میں سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۶۲/۵۵۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

طلاق اللہ تعالی کے نزدیک بہت زیادہ مبغوض چیز ہے، شیطان اس سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے کیوں کہ میاں بیوی کا گھر ٹوٹنے کی وجہ سے دونوں خاندانوں میں جھگڑا ہوتا ہے، لہذا حتی الامکان گھر بسانے کی کوشش کرنی چاہئے، عورت ٹیڑی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اس میں ٹیڑا پن اس کا فطری وصف ہے مزید یہ کہ اس میں عقل بھی کم ہے اس لئے عفو و درگزر کا معاملہ کرنا چاہئے، طلاق دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے، پہلے اس کو سمجھانا چاہئے اگر نہ سمجھے تو اس کے ساتھ سونا چھوڑ دے اور طلاق سے ڈرائے پھر بھی اصلاح نہ ہو تو مارے اخیر میں طلاق دے؛

اگر جہیز کی رقم بخشش کے طور پر دی ہو یا تمہارے یہاں بخشش کا رواج ہو تو مہر اور عدت کا خرچ اس میں سے نہیں لے سکتے اور اگر بخشش نہ ہو تو لے سکتے ہیں کیوں کہ یہ رقم تمہاری ہے۔فقط واللہ اعلم۔

(امدادالفتاوی:۳۳۹/۴)

طلاق تو دینا ہی نہیں:-

سوال(۶۳/۵۶۰):- میری عورت میرے ساتھ جھگڑا کر کے میرے چار چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اس کے بھائی کے گھر چلی گئی ہے اور اب اجباری طور پر طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور لوگوں سے فریاد کرتی پھرتی ہے کہ میرا شوہر میرا نان ونفقہ نہیں دیتا ہے اس کے بھائی مجھے مارنے کی دھمکی دیتے ہیں کہ

طلاق دے دے۔اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۶۳/۵۶۰):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ مبغوض چیز ہے، شیطان اس سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے کیوں کہ میاں۔ بیوی کا گھر ٹوٹنے کی وجہ سے دونوں خاندانوں میں جھگڑا ہوتا ہے، مزید یہ کہ معصوم بچے ضائع ہوجائیں گے، لہذا طلاق کا اقدام بالکل نہیں کرنا چاہئے، اس کو سمجھایا جائے اس کے حقوق ادا کرنے کی ذمہ داری لی جائے کہ اب کے بعد ظلم نہیں کیا جائے گا، مستقبل میں حسن سلوک کے ساتھ معاملہ کیا جائیگا، اس کے ساتھ معمولی چیزوں میں جھگڑا نہیں کرنا چاہئے، چھوٹی لغزشات سے درگزر کرنا چاہئے عورت میں فطری طور پر ٹیڑا پن ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن جابرقال قال رسول الله ﷺ ثلاثة لايقبل لهم صلوة ---- والمراة السّاخطُ عليها۔ الخ

(مشکوۃ:ص۲۸۳)

طلاق دینے والے کے لئے شرعی رہنمائی:-

سوال(۶۴/۵۶۱):- ایک آدمی کو تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اپنی عورت کے ساتھ روزانہ جھگڑے ہوتے ہیں جس سے وہ آدمی اپنی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے، اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۶۴/۵۶۱):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ مبغوض چیز ہے، شیطان اس سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے کیوں کہ میاں۔ بیوی کا گھر ٹوٹنے کی وجہ سے دونوں خاندانوں میں جھگڑا ہوتا ہے، لہذا معمولی باتوں میں طلاق دے دینا مناسب نہیں ہے بلکہ حتی الامکان گھر بسانے کی کوشش کرنی چاہئے، حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے، اور اس کی لغزشات اور بھولوں کو درگزر کرنے کا حکم دیا ہے کہ عورت ٹیڑی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اس میں ٹیڑا پن اس کی فطری خصلت ہے، اس کو سیدھا کرنے جائیں گے تو ٹوٹ جائیگی عورت کے ساتھ حلم اور بردباری اور صبر سے کام لینا چاہئے، پہلے نرمی سے سمجھانا چاہئے اگر نہ سمجھے تو اس کے ساتھ سونا چھوڑ دینا چاہئے اس کے باوجود نہ سمجھے تو اس طور پر مارنا چاہئے کہ اس کے اعضاء ٹوٹنے نہ پائے، اخیری راستہ طلاق کا ہے؛ اس طور پر قرآن اور

حدیث میں رہنمائی کی گئی ہے۔

بہت سے آدمی جلدی میں سوچے سمجھے بغیر غصہ کی حالت میں تین طلاق دے دیتے ہیں پھر ندامت کرتے ہیں؛

جوآدمی عورت کی نادانی کی وجہ سے ہونے والی تکلیفوں پرصبر کرے گا تو حضرت ایوبؑ جیسا صبر کا بدلہ پائیگا اور جوعورت شوہر کی سختی اورقصور پر صبر کرے گی تو اس کوحضرت آسیہؓ (جوفرعون کی بیوی اور بہت نیک تھی جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کی تربیت کی تھی ان کے) جیسا صبر کا بدلہ ملے گا۔

بہت سے لوگ نادانی کر کے عالموں کوسوال کرتے پھرتے ہیں کہ کچھ راستہ نکالو، پھرمفتی، قاضی، عالم کیا کر سکتے ہیں!؟ لہذا ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ طلاق ہی نہ دی جائے، کیوں کہ ساتھ میں چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں جن معصوم بچوں کا ضائع ہونے اورسخت تکلیفوں میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے لہذا ایسی حالت میں آدمی کے لئے غم کھانا، صبر کرنا افضل اور بہتر ہے کہ بعد میں ندامت کا موقع نہ آئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ استوصوابالنساءِ خيرًا فانهن خلقن من ضلعٍ وانّ اعوج شئ ۔الخ (مشکوۃ شریف:ص۲۸۰)

طلاق کا دارومدار گواہوں پر

میاں بیوی کوطلاق کی خبر نہ ہوتو؟

سوال(۶۵/۵۶۲):-ایک آدمی نے شراب کے نشہ میں اپنی عورت کوطلاق دی ہے، مگر وہ آدمی کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی اس کی بیوی بھی کہتی ہے کہ انہوں نے طلاق دی یا نہیں وہ میں نے سنا نہیں، مگر پڑوسیوں میں سے دومرد اور تین عورتیں کہتی ہیں کہ اس آدمی نے تین طلاق دی ہے؛ اس کی بنیاد پر میاں بیوی کو الگ کر دیا ہے تو طلاق ہوئی کہ نہیں؟ وہ دونوں بخوشی رہنا چاہتے ہیں تو رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعت کے اعتبار سے تفصیل تحریر فرمائیں۔

جواب(۶۵/۵۶۲):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جب شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے تو طلاق کے حکم کا دارومدار گواہی پر ہے، اگرکم ازکم دومرد یا ایک

مرد اور دو عورتیں دیندار اور معتبر ہوں کہ جن کی گواہی دینی امور میں معتبر ہو ایسے لوگ تین طلاق کی گواہی دے تو تین طلاق واقع سمجھی جائے گی، وہ عورت سخت حرام ہوجائے گی جس میں حلالہ شرط ہے، حلالہ کے بغیر اس کو رکھنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ: طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت دوسرے آدمی سے نکاح کرے، وہ کم از کم ایک مرتبہ جماع کر کے طلاق دے یا خدانخواستہ انتقال کر جائے اس کی عدت گزر جانے کے بعد شوہر اول (تین طلاق دینے والا) اس کے ساتھ نکاح کرے تو وہ عورت حلال ہوجائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۴۹۸ (ہدایہ:۳۹۹/۲)

طلاق کے لئے ایک آدمی کی گواہی کافی ہے؟

سوال(۶۶/۵۶۳):-ایک عورت کا کہنا ہے کہ مجھے میرے شوہر نے ایک طلاق دے دی ہے اس پر صرف اس عورت کا بھائی ہی گواہ ہے جب کہ اس عورت کا شوہر طلاق دینے کا انکار کرتا ہے کہ میں نے تو طلاق دی ہی نہیں، تو مذکور صورت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟ عورت کا بھائی کوئی تفصیل بیان نہیں کرتا کہ کتنی طلاق دی ہے، تو اس شکل میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۶۶/۵۶۳):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور شوہر جب طلاق کا انکار کرتا ہے تب عورت کو چاہئے کہ دو معتبر گواہوں کے ذریعہ طلاق کو ثابت کرے، گواہی کے بغیر محض دعوی کرنے کی وجہ سے طلاق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، شوہر کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر شوہر نے واقعۃً طلاق دی ہو تو قاضی، مفتی کے کہنے کی وجہ سے حلال نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔(شامی:۹۱/۵)

خلع کے مسائل

خلع جائز ہے؟ کیا ہے؟

سوال(۶۷/۵۶۴):-ایک آدمی نے نکاح کرتے وقت ۲۲۵۰ روپیہ مہر قبول کی تھی تو اب شادی کے بعد لڑکی رہنا نہیں چاہتی اور طلاق کا مطالبہ کرتی ہے لڑکے کی طرف سے رہنے کھانے پینے کی کوئی تکلیف نہیں ہے پھر بھی وہ رہنا نہیں چاہتی شادی کے بعد صرف ۲۵ سے ۲۷ دن تک ہی رہی ہے، تو اب اس

کو ۲۲۵۰ روپیہ مہر دینا پڑے گی؟ اسی طرح لڑکا لڑکی کے پاس سے شادی کا خرچ لے سکتا ہے؟

جواب(۶۷/۵۶۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جب مرد رکھنا چاہتا ہو اور عورت رہنا نہ چاہتی ہو تو عورت مال دے کر شوہر کے پاس سے چھٹکارا لے لے جس کو شریعت کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں اور جب مرد طلاق دینا نہیں چاہتا اور عورت خود ہی طلاق کا مطالبہ کرتی ہو تو مرد عورت کو کہہ دے کہ تیری مہر اور عدت کا خرچ چھوڑ دے تو میں تجھے چھوڑ دو، اگر عورت اس کو منظور رکھے تو فوراً طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

صورت مذکورہ میں شوہر کے لئے اس کے مطابق کرنے کا اختیار ہے،عورت مہر یا عدت کے خرچ کا مطالبہ نہیں کرسکتی اور جب مرد کا قصور نہ ہو تو مہر اور عدت کے خرچ کو چھوڑ کر مزید رقم کا شوہر مطالبہ کرسکتا ہے،مگر شوہر کی طرف سے زیادہ رقم کا مطالبہ کر کے حیران و پریشان کرنا غیر مناسب ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ت وان تشاق الزوجان وخافا--- بمالٍ یخلعھا۔ (ہدایہ:۲/۴۰۴)

خلع ہو جائے گا:-

سوال(۶۸/۵۶۵):-ایک آدمی نے اپنی عورت کو لکھ دیا کہ ''تیرے اور میرے درمیان میاں بیوی کا تعلق تھا مگر تیرے ساتھ اچھی طریقہ سے زندگی گزرے ایسا نہیں ہے جس سے یہ طلاق مہر کے بدلہ میں لکھ دیتا ہوں کہ آج کے بعد تیرے اوپر میرا کسی قسم کا حق باقی نہیں رہتا،'' طلاق نامہ جو لکھا تھا اس میں گواہوں کی طرف سے دستخط بھی اسی نے کی تھی وہاں کوئی گواہ نہیں تھا تو کیا یہ دی ہوئی طلاق صحیح ہوگی؟

جواب(۶۸/۵۶۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

طلاق نامہ میں ذکر کردہ تفصیل ''یہ طلاق مہر کے بدلہ میں لکھ دیتا ہوں'' کہ مطابق فی الحال طلاق واقع ہوئی نہیں سمجھا جائے گا بل کہ خلع یعنی مہر کے عوض میں طلاق شمار ہوگی،یعنی وہ عورت مہر کے عوض اس طلاق کو منظور رکھے تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی،جس سے نکاح ٹوٹ جائے گا،ورنہ طلاق واقع نہیں ہوگی اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے،طلاق واقع ہونے کے لئے گواہی شرط نہیں ہے، گواہوں کے بغیر بھی طلاق دینے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً(ہدایہ:۲/۴۰۴،۴۰۵)

بچوں کی پرورش کے مسائل

لڑکے پر حق کس کا؟ اور کہاں تک؟

سوال(٥٦٦/٦٩):- میں نے میری عورت کوطلاق دی ہے، اس کے پاس میرا ڈھائی سال کا لڑکا ہے وہ مجھے دیتی نہیں ہے تو شریعت کے اعتبار سے وہ لڑکا مجھے مل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب(٥٦٦/٦٩):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

لڑکا سات برس کی عمر کا ہو وہاں تک اس کو رکھنے، پرورش کرنے کا اختیار اور حق ماں کا ہے، زبردستی سے باپ لڑکے کو نہیں لے سکتا، اس کے علاوہ مذکور مدت کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے۔ مگر ماں اگر بدکار ہو یا کسی ایسے شوہر کے ساتھ شادی کرلے جہاں بچہ کے مستقبل کے بگڑنے خطرہ ہو ایسی حالت میں ماں کا حق باقی نہیں رہتا اور باپ لڑکے کا قبضہ لے سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

واذاوقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد۔ (ہدایہ:٤٣٤/٢)

لڑکے پر حق کس کا؟ اور کہاں تک؟

سوال(٥٦٧/٧٠):- ایک آدمی نے اپنی عورت کوطلاق دے دی اس کو ایک لڑکا ہے جو اس کی ماں کے پاس ہے اور وہ فی الحال بارہ سال کی عمر کا ہو چکا ہے، جب کہ لڑکے کے والد اس کو لینا چاہتے ہیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(٥٦٧/٧٠):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

شریعت نے لڑکے کی پرورش کا حق ماں کو سات سال تک دیا ہے، لہذا اس مدت میں باپ لڑکے کو اس کی ماں کے پاس سے نہیں لے سکتا اس کے بعد باپ اجباری طور پر لے سکتا ہے، باپ کا حق ہے کیوں کہ لڑکا باپ کا سمجھا جاتا ہے ماں کا نہیں، لڑکے کی عمر سات سال ہوجانے کے بعد ماں کو چاہئے کہ امانت باپ کے حوالہ کردے، لڑکا بھی باپ کے پاس جانے سے انکار نہیں کرسکتا، البتہ بالغ ہونے کے بعد لڑکے کو اختیار ہے باپ کے ساتھ رہے یا ماں کے ساتھ یا الگ رہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً (ہدایہ:٤٣٤/٢)

لڑکا لڑکی کی پرورش کی مدت:-

سوال(۵۶۸/۷۱):- ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاق دی ہے، اس کو تین چھوٹے بچے ہیں، ایک بڑی لڑکی پانچ سال کی دوسری چھوٹی لڑکی تین سال کی اور تیسرا لڑکا چار مہینہ کا ہے، مذکور آدمی نے بچوں کو لے لیا اب بچوں پر ماں قبضہ کرنا چاہتی ہے تو ماں کو قبضہ ملے گا یا نہیں؟ اور ماں ان بچوں کو کہاں تک رکھ سکتی ہے؟ اور بچوں کا نان ونفقہ باپ کے پاس سے وصول کر سکتی ہے یا نہیں؟ شریعت کے فرمان کے مطابق جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب(۵۶۸/۷۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

چھوٹے بچوں کی پرورش کا حق شریعت نے ماں کو دیا ہے، لہذا شریعت کے اعتبار سے بچوں پر قبضہ کرنے کا حق ماں کو ملے گا بچوں کا باپ انکار نہیں کر سکتا، لڑکے کی پرورش کا حق سات سال تک اور لڑکی کے بالغ ہونے تک ماں کا ہے، یعنی مذکور مدت کے بعد بچوں کو ان کے باپ کے حوالہ کر دینا چاہئے بچوں کی غذا اور لباس وغیرہ کا خرچ عورت ان کے باپ کے پاس سے وصول کر سکتی ہے، عورت تو صرف ان کی دیکھ بھال کرے گی ورنہ پورا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً (ہدایہ:۴۳۴/۲)

بچہ کا نان ونفقہ:-

سوال(۵۶۹/۷۲):- ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اور نوٹیس بھیجی کہ بچہ کی ضروریات کے خرچ کی ذمہ دار تو ہے، ایسی حالت میں بچہ کی پرورش کا خرچ حاصل کرنے کا اختیار اس کو ہے؟

جواب(۵۶۹/۷۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ہاں! حقدار ہے، اس کے شوہر کی طرف سے دی گئی نوٹیس شریعت کے خلاف ہے کیوں کہ بچہ کی پرورش (نان ونفقہ کا خرچ) باپ کے ذمہ ہے، بچہ کی ماں کے ذمہ صرف دیکھ بھال رکھنا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حوالہ ایضاً (ہدایہ:۴۳۴/۲)

عدت کے مسائل

بہنوئی کے انتقال کے بعد کتنی عدت گزارنا چاہیئے؟

سوال(۷۳۵۷۰):-ایک لڑکے کی شادی کی تاریخ طے ہوئی ہے مگر لڑکی کے بہنوئی کا انتقال ہوگیا اس لئے لڑکی کے والدین فی الحال شادی کرانے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار مہینہ دس دن کے بعد نکاح ہوسکتا ہے، ابھی نہیں ہوسکتا تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب(۷۳۵۷۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

جس عورت کے شوہر کا انتقال ہوجائے اس کے لئے چار مہینہ اور دس دن کی عدت گزارنا ضروری اور فرض ہے، دوسرا کوئی رشتہ دار اگر گزر جائے تو تین دن تک سوگ منانا مستحب ہے، اس سے زیادہ جائز نہیں۔صورت مسئلہ میں شادی کرادینے میں کوئی حرج کی بات نہیں جس لڑکی کی شادی ہونے والی ہے اس کے لئے جو لوگ چار مہینہ اور دس دن عدت گزارنے کو کہتے ہیں وہ غلط ہے؛ لڑکا اور لڑکی شادی کے قابل ہوجائے تو دیر نہیں کرنی چاہیئے ،جلد از جلد شادی کرادینا چاہیئے ،قرآن پاک اور حدیث شریف سے یہی ثابت ہے،غلط رسومات کی پابندی کرنا جائز نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وعن ام عطية انّ رسول اللّٰه ا قال لاتُحدامرأة على ميت فوق ثلث الاعلى زوج اربعة اشهروعشرا۔الخ (مشکوۃ شریف:۲۸۹)

میاں بیوی کی خلوت کی وجہ سے عدت:-

سوال(۷۴۵۷۱):-ایک عورت کے نکاح ہوجانے کے بعد قسم کھا کر کہہ رہی ہے کہ میرے نکاح ہونے کے بعد میں نے اپنے شوہر کے ساتھ رات گزاری اور والدین کے کہنے کی وجہ سے صبح والدین کے گھر چلی گئی مگر میرے شوہر نے مجھے بالکل ہاتھ لگایا نہیں، مذکور معاملہ کی تحقیق کے لئے ڈاکٹری جانچ کرانے کی وجہ سے ڈاکٹر نے رپورٹ دیا کہ لڑکی کی بات صحیح ہے،شوہر کمزور اور بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہے تو ایسی بیماری کی حالت میں نکاح ہوسکتا ہے؟اور نکاح ہوگیا ہوتو عدت گزارنا پڑے گی؟

جواب(۷۴۵۷۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

خلوت (میاں اور بیوی کے تنہائی میں ملنے) کی وجہ سے عورت پر عدت گزارنا واجب ہے، چاہے جماع نہ ہوا ہو،اس لئے عدت کے درمیان دوسرا نکاح کرنا باطل ہوگا۔عدت گزرنے کے بعد

دوبارہ نکاح پڑھنا پڑے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وان طلقها قبل دخول والخلوة فلها نصف المسمى۔ (ہدایہ:۳۲۴/۲)

متوفی عنہا زوجہا کا عدت کے درمیان نکلنا:-

سوال(۷۵/۵۷۲):-ایک عورت کے شوہر کے انتقال کو بیس دن گزر گئے ہیں اس کو پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، ان کی ذمہ داری عورت پر ہے عورت سبزی بیچ کر زندگی گزارتی تھی دولڑکیاں جوان ہونے کی وجہ سے باہر نہیں بھیج سکتے مذکورہ عورت کو دوسرا کوئی سہارا نہیں ہے،شریعت کے مطابق اس عورت کو عدت گزارنا ضروری ہے؟ یا پھر اپنی تجارت وغیرہ کے لئے باہر نکل سکتی ہے؟

جواب(۷۵/۵۷۲):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مجبوری کے بغیر عدت کے درمیان عورت کے لئے باہر نکلنا منع ہے، مجبوری کی حالت میں نکلنے کی اجازت ہے،اس میں بھی پردہ کے احتیاط کے ساتھ جسم ڈھانپ کر نکل سکتی ہے،حاصل کلام یہ ہے کہ واقعۃً لاچاری اور مجبوری ہو اور اس کے علاوہ ذریعۂ معاش نہ ہو تو نکل سکتی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امدادالفتاوی:۴۸۷/۲)

رشتہ دار کی تعزیت کے لئے عدت میں نکل سکتی ہے؟

سوال(۷۶/۵۷۳):-عورت عدت کے دنوں میں اپنے مخصوص رشتہ دار جیسا کہ چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی، حقیقی بھائی بہن وغیرہ کی تعزیت کے لئے نکل سکتی ہے؟

جواب(۷۶/۵۷۳):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تعزیت کے لئے نہیں نکل سکتی۔شریعت کے اعتبار سے منع ہے،تعزیت کے لئے نکلنا شریعت کے اعتبار سے عذر نہیں سمجھا جائیگا کہ جس کی وجہ سے نکلنے کی اجازت دی جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امدادالفتاوی:۴۸۷/۲)

زانیہ عورت پر عدت:-

سوال(۷۷/۵۷۴):-ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ جھگڑا کر کے آٹھ سال سے اپنے والد کے گھر چلی گئی ہے اب اس عورت نے دوسرے مرد کے ساتھ زنا کرانا شروع کر دیا ہے،اس لئے اس کے شوہر

نے اس کوطلاق دے دی تو مذکورعورت کے لئے عدت گزارنا ضروری ہے؟ عدت گزارے بغیر زنا کرنے والے آدمی کے ساتھ وہ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ مذکورزناکارعورت عدت کے درمیان نکاح پڑھے یا عدت گزار کرنکاح پڑھے؟ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۷۷/۵۷۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورعورت پرعدت گزارنا (تین حیض کا آنا یا تین ماہ کا گزرنا اگر حاملہ ہوتو وضع حمل ہونے تک ٹھہرنا) واجب ہے، چاہے برسوں سے اپنے ابا کے گھر بیٹھی ہو! طلاق کے بعد عدت شروع ہوگی عدت کے بغیر نکاح درست نہیں، عدت کے درمیان کیا ہوا نکاح باطل ہوگا۔ عدت ختم ہونے کے بعد پھر سے دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا، ورنہ جماع زنا سمجھا جائے گا اور دونوں گنہگار ہوکر عذاب کے مستحق ہوں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وعدة الحرة فی الوفات اربعة اشھروعشر--- کانت حاملافعدتھاان تضع حملھا۔ (ہدایہ:۴۲۳/۲)

باب نہم۔قسم

سینما نہ دیکھنے کی قسم:-

سوال(۱/۵۷۵):- ایک آدمی نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر ایسی قسم کھائی کہ میں زندگی بھر سینما نہیں دیکھونگا، اس کے بعد وہ آدمی ایک مرتبہ سینما دیکھنے گیا اور اپنی قسم توڑی اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۱/۵۷۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

قسم توڑنے کا کفارہ واجب ہے، یعنی دس غریبوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھلانا یا ہر ایک کو صدقۂ فطر کے برابر اناج دینا یا ہر ایک کو ایک ایک جوڑ کپڑا دینا۔

مذکورہ بالا مالی کفارہ دینے کی طاقت نہ ہوتو تین روزہ رکھے اور غیر اللہ کی قسم کھانے کا گناہ ہوا اس لئے استغفار کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(وکفارته)---- (تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين)۔ (شامی:۵۰۳/۵)

کسی کے گھر نہ جانے کی قسم:-

سوال(۲/۵۷۶):- دو بھائیوں کے درمیان جھگڑا ہوا ایک بھائی نے غصہ میں آکر کہہ دیا خدا کی قسم میں

تیرے گھر نہیں آؤں گا غصہ اتر جانے کے بعد وہ اپنے بھائی کے گھر گیا تو کیا قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا؟ اور وہ کتنا؟

جواب(۲/۵۷۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

قسم کا کفارہ دس غریبوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھلانا یا ہر ایک کو صدقۂ فطر کے برابر اناج دینا یا ہر ایک کو ایک ایک جوڑ کپڑا دینا۔

مذکورہ بالا مالی کفارہ دینے کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ رکھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(و کفارته)---- (تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين)۔ (شامی:۵/۵۰۳)

شوہر کے ساتھ نہ سونے کی قسم:-

سوال(۳/۵۷۷):-ایک عورت نے غصہ کی حالت میں اپنے شوہر سے کہا کہ کل سے آپ کے ساتھ نہیں سوونگی اور خدا کی قسم کھائی دوسرے دن غصہ اتر گیا اور وہ سوگئی تو کفارہ دینا پڑے گا؟

جواب(۳/۵۷۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا،اگر وہ عورت مالدار یعنی ضرورت سے زائد نصاب کی مالک ہو تو مالی کفارہ یعنی دس غریبوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھلانا یا ہر ایک کو صدقۂ فطر کے برابر اناج دینا یا ہر ایک کو ایک ایک جوڑ کپڑا دینا۔

مذکورہ بالا مالی کفارہ دینے کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ رکھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قوله تعالى فكفارته اطعام عشرة مساكين---- فان لم يقدرعلى احدالاشياء الثلثة صام ثلثةايام ۔(ہدایہ:۲/۴۷۹،۴۸۱) حوالہ ایضاً(شامی:۵/۵۰۳)

جماع نہ کرنے کی قسم:-

سوال(۴/۵۷۸):-میں نے اپنی عورت کو غصہ کی حالت میں کہا کہ خدا کی قسم میں تیرے ساتھ صحبت نہیں کرونگا تو کیا قسم کا کفارہ دینا پڑے گا یا نہیں؟

جواب(۴/۵۷۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھوالموفق للصواب.

مذکور قسم (جماع نہ کرنے کے متعلق) جماع کر کے توڑ ڈالے اور کفارہ دیدے۔اگر وہ آدمی

مالدار یعنی ضرورت سے زائد نصاب کا مالک ہوتو مالی کفارہ یعنی دس غریبوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھلانا یا ہر ایک کو صدقۂ فطر کے برابر اناج دینا یا ہر ایک کو ایک ایک جوڑ کپڑا دینا۔

مذکورہ بالا مالی کفارہ دینے کی طاقت نہ ہوتو تین روزہ رکھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضا جواب ۵۷۶ (شامی:۵/۵۰۳)

بات چیت نہ کرنے کی قسم:-

سوال(۵/۵۷۹):-ایک بہن شادی کے بعد اپنے سسرال گئی شوہر اور سوسرال والے اس کے ساتھ اچھی طریقہ سے برتاو نہیں رکھتے اس لئے مذکور بہن نے پریشان ہو کر ہاتھ میں قرآن شریف پکڑ کر شوہر سے کہا کہ اب مجھ سے بات نہ کرنا اس کے باوجود شوہر اس سے بات کرتا ہے اور اس پر سات آٹھ سال کا عرصہ گزر گیا تو اس میں کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب(۵/۵۷۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اس عورت کو چاہئے کہ قسم توڑنے کا کفارہ دے اگر وہ عورت مالدار یعنی ضرورت سے زائد نصاب کی مالک ہوتو مالی کفارہ یعنی دس غریبوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھلانا یا ہر ایک کو صدقۂ فطر کے برابر اناج دینا یا ہر ایک کو ایک ایک جوڑ کپڑا دینا۔

مذکورہ بالا مالی کفارہ دینے کی طاقت نہ ہوتو تین روزہ رکھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امداد الفتاوی:۲/۵۴۵) حوالہ ایضا جواب نمبر:۵۷۶ (شامی:۵/۵۰۳)

جائز چیز کے لئے قسم توڑنا:-

سوال(۶/۵۸۰):-ہمارے یہاں دو بھائیوں کے درمیان جھگڑا ہونے کی وجہ سے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا ''چل،میرے گھر کے صحن سے اتر جا'' بڑے بھائی نے غصہ میں جواب دیا ''میں تیرے گھر کے صحن سے اتر جاتا ہوں مگر آج کے بعد پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پھر زندگی بھر تیرے گھر کا پانی پینا میرے لئے حرام ہے اور میری آل و اولاد کے لئے بھی پینا حرام ہے،اور اگر پیوں تو میدانِ حشر میں پکڑ ہوگی''

اب اس بڑے بھائی کے یہاں لڑکے کی شادی ہے چھوٹے بھائی کو بلانا بھی ضروری ہے،مگر بڑے

بھائی نے قسم کھائی ہے تو بڑا بھائی اس کے گھر کس طرح جاوے؟اس کا جواب شریعت کے اصول کے مطابق مل جائے تا کہ وہ کفارہ دے کر عمل کرے۔اس کا جواب تفصیل کے ساتھ مرحمت فرمائیں۔

جواب(٦/٥٨٠):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور قسم بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے منافی ہونے کی وجہ سے توڑ دینا چاہئے،ایسی قسم پر ضد کرنا منع ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی ایسی قسم کھائے کہ اس کی مخالفت کرنا بہتر ہو تو اس قسم کو توڑ دے، سب سے پہلے چھوٹے بھائی کے گھر جا کر اس کو راضی کر لے اور کفارہ دیدے، مالدار ہو تو مالی کفارہ دے اور غریب ہو تو تین روزہ رکھ لے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔حوالہ ایضاً جواب نمبر:٦٧٥(شامی:٥/٥٠٣)

عورت کی قسم کا اعتبار ہوگا؟

سوال(٧/٥٨١):-ایک عورت پر محلّہ کے لوگ قسم قسم کی تہمتیں لگاتے ہیں،وہ عورت اپنی پاک دامنی کے لئے اپنے شوہر کے سامنے اللہ کی،ایمان کی،ماں،باپ کی قسمیں کھاتی ہے اب اس عورت کی قسموں پر بھروسہ کرنا چاہئے یا نہیں؟اس کی قسموں کا اعتبار نہ کریں تو کیا کوئی گناہ ہوگا؟

جواب(٧/٥٨١):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

عورت کی قسم کا اعتبار کیا جائے گا،لوگوں کا بہتان بغیر دلیل کے ہے،جس کے متعلق سخت وعید وارد ہوئی ہے،اور تہمت کے متعلق عورت کے بارے میں شوہر کا بدگمانی کرنا منع ہے،فیصلہ کے لئے شرعی قانون ہے"**البينة على المدعى واليمين على من انكر**"یعنی دعوی کرنے والے کے ذمہ حجت (گواہوں کو پیش کرنا)اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم ہے،اس عورت پر بغیر دلیل شبہ کرنا جائز نہیں،بغیر قصور کے طلاق دینا اللہ کو ناپسند ہے،شیطان بہت خوش ہوتا ہے،لہذا سوچ سمجھ کر اقدام اٹھانا چاہئے،تا کہ بعد میں ندامت نہ ہو۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن عمران النبی ﷺ قال ابغض الحلالِ الی اللّٰه الطلاق۔ **(مشکوۃ شریف:٢٨٣)**

باب دہم۔وقف

مسجد کے متعلق وقف کے مسائل

مسجد کے وقف قرآن انعام کے طور پر دینا:-

سوال (۱/۵۸۲):- مساجد میں لوگ قرآن شریف وقف کرتے ہیں مگر مساجد میں قرآن شریف ضرورت سے زائد ہوتے ہیں، ہمارے یہاں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں مساجد کے ضرورت سے زائد قرآن شریف بچوں کو ہدیہ کے طور پر دیئے جاتے ہیں، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب (۱/۵۸۲):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

مساجد میں دیئے گئے قرآن شریف وقف ہو گئے، اب کسی کو انعام کے طور پر یا بخشش کے طور پر دینا منع ہے، متولی یا ممبران صاحبان کو بھی اختیار نہیں، چاہے فی الحال ضرورت سے زائد ہوں!

حاصل کلام یہ ہے کہ وقف کی چیزوں میں مذکور تصرف کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وعندأبي حنيفةؒ حكمه صيرورة العين محبوسة على ملكه بحيث لاتقبل النقل عن ملك الى ملك۔ (عالمگیری: ۳۵۲/۲)

مسجد کی رقم مدرسہ کو قرض دینا:-

سوال (۲/۵۸۳):- مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ وصول کیا گیا ہو اور مسجد کی تعمیر کے بعد کچھ رقم باقی پڑی ہو اور وہ رقم فی الحال مسجد کے کسی کام کی بھی نہیں ہے، مسجد کی آمدنی اس کے خرچ کے حساب سے موافق ہے اور مدرسہ کی مالی حالت بہت کمزور ہے، لہذا مسجد کی وہ باقی ماندہ رقم مدرسہ کو قرض کے طور پر دے سکتے ہیں؟ اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب (۲/۵۸۳):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

مسجد کی رقم کسی اور ادارہ کو نہیں دے سکتے، جو رقم مسجد کے لئے ملی ہے اس کو مسجد میں خرچ کرنا چاہئے، اگر مسجد کی آمدنی اس کے خرچ سے اتنی زیادہ بچتی ہو کہ مسجد کو فی الحال یا آئندہ زمانہ میں اس کی ضرورت کا خطرہ نہ ہو اور رقم برباد ہو جانے کا خطرہ ہو وہ زائد رقم دوسری غریب مسجد یا مدرسہ میں استعمال کی جائے، مسجد کے امام صاحب کو اچھی تنخواہ دینی چاہئے تا کہ وہ نماز پڑھاوے اور مدرسہ میں تعلیم بھی دے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مسجد، قبرستان کی رقم مدرسہ میں:-

سوال(۳/۵۸۴):- مسجد اور قبرستان میں ہر سال خرچ سے زیادہ آمدنی ہوتی ہے مگر گاؤں کے مکتب کی آمدنی خرچ سے کم ہے، تو کیا مسجد یا قبرستان کی آمدنی مکتب میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب(۳/۵۸۴):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

ایک وقف کی رقم دوسرے وقف میں استعمال کرنا جائز نہیں، ہر ایک وقف کی آمدنی اسی وقف کے خرچ میں استعمال کی جائے ورنہ خیانت ہوگی اور سخت گنہگار ہوگا مسجد و مدرسہ اور قبرستان تینوں الگ الگ وقف کہلاتے ہیں اس لئے مسجد یا قبرستان کی زائد رقم مدرسہ میں استعمال نہیں کر سکتے، مدرسہ کے لئے چندہ کیا جائے اور اس کی طرح لوگوں کو توجہ دلائی جائے حاصل کلام یہ ہے کہ مسجد یا قبرستان کی رقم مدرسہ کے کسی کام میں استعمال نہیں کر سکتے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(کفایت المفتی: ۲۶۳/۷، ۲۶۵) حوالہ ایضاً جواب نمبر: ۵۸۲ (عالمگیری: ۳۵۲/۲)

قرض کی ادائیگی کے لئے مسجد کی زمین بیچنا:-

سوال(۴/۵۸۵):- ایک بہن نے ایصال ثواب کے لئے اپنی زمین وقف کر دی تھی اور وفات کے وقت وصیت کی تھی میری زمین مسجد کے خرچ کی ادائیگی کے لئے دیتی ہوں جسے کسی بھی وقت بیچنا نہیں چاہئے اس کے بعد مسجد کے اوپر تھوڑا قرض ہو جانے کی وجہ سے جماعت کے بھائیوں نے بیچ دی، تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴/۵۸۵):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

قرض کی ادائیگی کے لئے بھی مسجد کی وقف شدہ زمین بیچنا منع ہے، متولی اور ٹرسٹری صاحبان کو بھی بیچنے کا اختیار نہیں، یہ خیانت ہوگی اور بیچنے والا سخت گنہگار ہوگا۔ مذکور بیع کو منسوخ کر کے زمین مسجد میں واپس کر دینا ضروری ہے، خریدنے والا بھی مالک نہیں بنے گا اور وقف کی ملکت بیچنے والے کو وقف کا متولی یا ممبر نہیں بنانا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قوله: (لايصح بيعه) يفيد أن إطلاق القاضي بيع الوقف لغير الوارث حكم ببطلان الوقف۔ (شامی: ۵۹۹/۶)

ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں:-

سوال(۵/۵۸۶):-ایک گاؤں میں ایک مسلم خاندان نے رہنا شروع کیا اورانہوں نے اپنی مالکانہ زمین میں ایک مسجد بنائی اس وقت کی حکومت نے مسجد کو بطور انعام زمین دی جس کی آمدنی سے مسجد کے اخراجات پورے ہوتے تھے فی الحال وہ مسجد بوسیدہ ہوچکی ہے پھر بھی آباد ہے پھراسی گاؤں میں مذکور مسجد سے بہت دور دوسرے مسلمانوں نے ایک نئی مسجد بنائی اور پرانی مسجد کی زمین نئی مسجد کے قبضہ میں غیر قانونی طور پر چھین لی اوراس زمین کی آمدنی نئی مسجد میں استعمال کرنے لگےنئی مسجد کے مصلیوں کا کہنا ہے کہ پرانی مسجد کی ضرورت نہیں ہے،تو پرانی مسجد کوآباد کرنا ضروری ہے؟اوراس کام میں رکاوٹ بننے والے گنہگار رہوں گے؟ پرانی مسجد والوں کوزمین واپس دیدینا مناسب ہے؟ ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں استعمال کرسکتے ہیں؟

جواب(۵/۵۸۶):--حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مسجد بن جانے کے بعدتا قیامت مسجد رہے گی چاہے مسجد کی عمارت توٹ جائے!مسجد عمارت کا نام نہیں،بل کہ زمین کا وہ ٹکڑا مسجد کے حکم میں شمار ہوگا،مسجد کی طرح اس کا احترام کرنا ضروری ہے اس کو آباد کرنا گاؤں کے ہرایک مسلمان کا فریضہ ہے ورنہ پکڑ ہوگی،حدیث شریف میں ہے کہ:جس نے زمین پرخدا کا گھر(مسجد)بنایا خداپاک اس کے بدلہ میں جنت میں اس کے لئے محل بنائے گا۔

وعن عثمانؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ من بنیٰ للّٰه مسجدابنی اللّٰه له بیتاً فی الجنة۔

(مشکوۃ:ص۶۸)

ایسے نیک کاموں میں رکاوٹ پیدا کرنے والا واقعۃً سخت گنہگار ہےاورعذاب کا مستحق ہوگا،اللہ کی پناہ! نیک کاموں میں تعاون کرنا چاہئے؛ دامے،درمے،سخنے،مدد کرنی چاہئے،مذکورزمین پورانی مسجد کے اخراجات کے لئے وقف کی گئی ہےاس کی آمدنی اسی کے استعمال میں لائی جائے،نئی مسجد میں استعمال کرنا منع ہے،شرعی قانون ہے کہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں استعمال نہیں کرسکتے، لہذا نئی مسجد والوں کو چاہئے کہ پرانی مسجد والوں کووہ زمین واپس کردے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولا یجوزنقله و نقل ماله إلی مسجدآخر۔ (شامی:۶/۵۴۹)

شہید شدہ مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں:-

سوال(۶/۵۸۷):-تقریبا دوسو سے ڈھائی سو سال قبل ایک مسجد بنی تھی وہ مسجد بہت سالوں سے شہید ہوجانے کی وجہ سے تقریبا اسی پچاسی سال پہلے ’’وہورواڈ‘‘ کے علاقہ میں ایک نئی مسجد بنی ہے، شہید شدہ مسجد کے چاروں طرف غیرقوم کی بستی ہے اور پرانے زمانہ میں بنائی جانے کی وجہ سے اتنی چھوٹی جگہ ہے کہ شاید ہی پندرہ بیس آدمی نماز پڑھ سکے اس کی توسیع کے لئے جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت کے لوگوں نے سوچا اور نئی مسجد ’’وہورواڈ‘‘ کے علاقہ میں بنائی ہے، جس میں ڈھائی سو سے تین سو آدمی سہولت کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں اور شہید شدہ مسجد کی آمدنی نئی مسجد میں استعمال ہوتی ہے تو شہید شدہ مسجد کی آمدنی نئی مسجد میں استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۶/۵۸۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اس جگہ پر باقائدہ شرعی مسجد چاہے چھوٹی ہو یا بڑی بنائی گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ سات آسمان اور زمین تک تا قیام قیامت مسجد شمار ہوگی اس کو چھوڑ کر اس کے بدلہ میں دوسری جگہ مسجد نقل کرکے بنا نہیں سکتیں اس مسجد کی توسیع کرنا ہو تو کرسکتے ہیں مگر اس کو چھوٹی یا باطل نہیں کرسکتیں؛

جو چیز جس مسجد کے لئے وقف کی گئی ہو وہ چیز اسی مسجد کے استعمال میں آئے گی، جب کہ ذکر کردہ حقیقت کے مطابق پرانی چھوٹی مسجد کو بنانے کی یا مرمت کرانے کی ضرورت ہے تب اس کے پیسے دوسری جگہ دینا جائز نہیں۔

مذکور پرانی مسجد اگر چھوٹی پڑتی ہو اطراف میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے توسیع بھی نہیں کرسکتے تو اس کے اوپر دوسرا منزلہ بنایا جائے مطلب کہ پرانی مسجد آباد رہنی چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً (شامی:۶/ ۵۴۹)

مسجد کی ملکت تبدیل کرنا:-

سوال(۷/۵۸۸):-مسجد کے لئے وقف شدہ ملکت تبدیل کرسکتے ہیں یا نہیں؟ مسجد کی ملکت بیچ کر اس سے زیادہ فائدہ ہوسکے ایسی دوسری ملکت لے سکتے ہیں؟

جواب(۷/۵۸۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مسجد کی وقف شدہ ملکت دوسری جگہ تبدیل نہیں کر سکتے یعنی اس کو بیچنا یا تبدیل کرنا چاہے اس میں مسجد کا فائدہ ہو جائز نہیں، البتہ جو ملکت بے کار اور قابل استعمال نہ ہو اور اس کی کوئی آمدنی بھی نہ ہو تو ممبران صاحبان کی اجازت سے بیچ سکتے ہیں، اس کی جو قیمت آوے اسے دوسری ملکت خرید کر مسجد میں وقف کر دے دوسرے کام میں استعمال نہ کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً جواب نمبر:۵۸۶ (شامی: ۵۴۹/۶)

مسجد کی رقم متولی کو قرض دینا:-

سوال (۸/۵۸۹):- مسجد کی رقم کسی کو قرض کے طور پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ قرض کے دباو میں زمین کی پیداوار میں سے حصہ لینا کیسا ہے؟

جواب (۸/۵۸۹):- حامدا و مصلیا و مسلما، ہو الموفق للصواب.

مسجد کی رقم کسی کو قرض دینا جائز نہیں، متولی بھی قرض کے طور پر استعمال نہیں کر سکتا خیانت ہوگی۔

قرض کے دباو میں آکر زمین کی پیداوار میں سے حصہ لینا بھی حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "کل قرض جر نفعا فھو ربو" ہر وہ قرض کہ جو نفع لے آوے وہ سود ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(کفایت المفتی: ۲۸۴/۷)

مسجد کی چیزیں ذاتی استعمال میں لینا:-

سوال (۹/۵۹۰):- مسجد کی کوئی بھی چیز اپنے ذاتی استعمال میں لینا کیسا ہے؟ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ مسجد میں ہم ہی لوگ دیتے ہیں اور ہم ہی استعمال کرتے ہیں لہذا اس کی تفصیل بیان فرمائیں۔

جواب (۹/۵۹۰):- حامدا و مصلیا و مسلما، ہو الموفق للصواب.

مسجد کی چیزیں مسجد ہی کے لئے استعمال کر سکتے ہیں اپنے ذاتی استعمال میں لینا جائز نہیں۔ چاہے وہ متولی ہو!

لوگوں کی دلیل غلط ہے، مسجد میں دینے کے بعد وہ چیز اپنی ملکت سے نکل جاتی ہے اور اس چیز پر دینے والے کا مالکانہ حق باقی نہیں رہتا، مسجد کے کنویں کا ہینڈ پمپ بھی ذاتی پانی بھرنے کے لئے یا جانوروں کو پلانے کے لئے استعمال کرنا منع ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(لوأرادأن يصرف فضل الغلة الى حوائجه ـــــ فليس له ذلك۔ (عالمگیری:۲/۴۹۰)

مسجد کی چیزیں قبرستان میں:-

سوال(۱۰/۵۹۱):- ہمارے گاؤں میں ایک پرانی مسجد انیس سال سے ویران ہے اس میں نماز نہیں ہوتی جس کے اینٹ، پتھر غیر مسلم لوگ لے جاتے ہیں؛ اس کا سامان، قبرستان یا درگاہ کے استعمال میں لے سکتے ہیں؟

جواب(۱۰/۵۹۱):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ذکر کردہ مسجد کا سامان، پتھر اور کھڑ کی دروازہ وغیرہ اس مسجد کے علاوہ دوسرے کسی استعمال میں نہیں لے سکتے مسجد کی زمین قیامت تک مسجد شمار ہوگی، چاہے اس کی عمارت توٹ گئی ہو مسجد کی طرح اس کی عزت کرنا بھی ضروری ہے اس خدا کے گھر کو آباد کرنے کی ذمہ داری گاؤں والوں کے لئے فرض کی حیثیت رکھتا ہے اور غیر مسلم پیشاب پاخانہ کر کے ناپاک کرتے ہوں تو اس سے بچاوے ورنہ آخرت میں پکڑ ہوگی، مضبوط عالی شان نہ بنا سکتے ہوں تو کچی مٹی سے بنائے بعد میں چندہ کر کے عالی شان بنائے اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا جیسے اپنے گھر کی فکر کرتے ہیں اسی طرح خدا پاک کے گھر کی بھی فکر رکھنا چاہئے، حدیث شریف میں ہے جس نے زمین پر اللہ کا گھر بنایا خدا پاک جنت میں اس کے لئے محل بنائے گا۔ **فقط واللہ اعلم بالصواب۔**

وعن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ من بنىٰ لله مسجدابنى الله له بيتاً فى الجنة۔ (مشکوۃ:ص۶۸) واذاخرب المسجدو استغنى أهله وصاربحيث الخ۔ (عالمگیری:۲/۴۵۸)

مسجد کے مال سے جنازہ کی مرمت:-

سوال(۱۱/۵۹۲):- مسجد میں لکڑی کا جنازہ لوگوں کے استعمال کے لئے کسی آدمی نے وقف کیا ہے اب وقت گزرنے پر لکڑی کے جنازہ کی مرمت کرنا ہو تو مسجد کی آمدنی میں سے مرمت کا خرچ دے سکتے ہیں؟ مذکور لکڑی کے جنازہ کا کوئی کرایہ نہیں لیا جاتا؟

جواب(۱۱/۵۹۲):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

دے سکتے ہیں کوئی حرج نہیں کیوں کہ مسجد کی وقف شدہ چیز ہے۔ **فقط واللہ اعلم بالصواب۔**

حوالہ ایضاً (عالمگیری:۴۵۸/۲)

مسجد کی زمین پر دوکان بنا کر مدرسہ چلانا:-

سوال(۱۲/۵۹۳):- مسجد کی جگہ پر دوکان بنائی جائے اوراس کی آمدنی سے مدرسہ کا خرچ لیا جائے تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب(۱۲/۵۹۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

شرعی حکم یہ ہے کہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں استعمال نہیں کر سکتے اسی میں خرچ کیا جائے لہذا مذکور مدرسہ اور مسجد الگ الگ وقف ہے تو مسجد کے وقف کی دوکانوں کی آمدنی مدرسہ میں استعمال کرنا منع ہے، مسجد ہی میں خرچ کرلیا جائے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قال الظاهر أن الغارس جعلها للمسجد فلا يجوز صرفها الى البئر و لا يجوز الغارس صرفها الى حاجة نفسه ۔ (عالمگیری:۴۷۷/۲)

مسجد کے درخت اور پھل کا حکم:-

سوال(۱۳/۵۹۴):- مسجد کے درخت کے پھل امام صاحب یا متولی مفت کے طور پر کھا سکتے ہیں؟ یا بیچ سکتے ہیں؟ اس کی قیمت کہاں خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب(۱۳/۵۹۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مسجد کے وقف درختوں کے پھل امام یا متولی یا مؤذن کے لئے مفت کھانا جائز نہیں، بیچ دیئے جائے اور اس کی آمدنی کی رقم مسجد میں خرچ کرلی جائے۔فقط واللہ اعلم۔حوالہ ایضاً (عالمگیری:۴۷۷/۲)

مدرسہ کے متعلق وقف کے مسائل

مدرسہ کے مکان کو کرایہ پر دینے کا حق:-

سوال(۱۴/۵۹۵):- مدرسہ کے پرانے مکان میں ایک بہن رہتی تھی، اس کی وفات کے بعد اس کے رشتہ دار رہنے لگے، مذکور مکان کو توڑ کر نئے طور پر مکان بنانے کی تیاریاں کرنے سے معلوم ہوا کہ کرایہ دار کھالی کرنے کے لئے تیار ہی نہیں اس لئے لاچار اور مجبور ہو کر مدرسہ کے ٹرسٹی صاحبان نے کرایہ دار سے کہا کہ نیا مکان بنے گا اس میں ایک روم دیں گے اب جب کہ نیا مکان بن چکا اور مدرسہ کا آگے

والاحصہ تیار ہو چکا تب کرایہ دار کہتا ہے کہ مجھے تو یہ آگے والا پہلا روم ہی چاہئے اور پرانے کرایہ کے مطابق ہی لینا چاہتا ہے، جس پر کمیٹی کے ممبران متفق ہوگئے تو اس کرایہ دار کے لئے شریعت کیا فرماتی ہے؟ مجبور ہو کر متفق ہونے والے ٹرسٹی صاحبان گنہگار رہوں گے؟

جواب(۱۴/۵۹۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

شریعت کے اعتبار سے کرایہ دار (مرحومہ بہن) کے انتقال کی وجہ سے اجارہ (کرایہ کا تعلق) باطل ہو جانے کی وجہ سے اس عورت کے ورثاء کو اس مکان میں رہنے کا حق نہیں جب تک کہ وہ لوگ اس مکان کو کرایہ پر نہ لے لیں۔

ممبر صاحبان کو حق ہے کہ کرایہ پر دے یا کھالی کرادے کرایہ دار کی ضد غلط ہے؛ حاصل کلام یہ ہے کہ مذکور مسئلہ میں ٹرسٹی صاحبان قصوروار نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

الاان فی الاوقاف لایجوز الاجارة الطویلة کیلا یدعی المستاجر ملکھا وھی مازاد علی ثلث سنین وھو المختار۔ (ہدایہ:۳/۲۹۶)

مدرسہ کی آمدنی کے لئے چندہ کر کے مکان بنانا:-

سوال(۱۵/۵۹۶):-ہمارے گاؤں میں مدرسہ کی عمارت بنانے کے لئے بیرونِ ملک چندہ وصول کر کے پیسے بھیجے گئے ہیں ہمارا ارادہ ہے کہ اس رقم سے مکان بنا کر کرایہ پر دیدے تا کہ اس کی آمدنی سے مدرسین کی تنخواہ وغیرہ میں استعمال کر سکے اور مدرسہ اسکول کے مکان میں رکھیں تو کیا اس طور پر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۱۵/۵۹۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اس طرح کرنا جائز نہیں؛ پیسے دینے والوں کا مقصد دینی تعلیم کے لئے مدرسہ بنانے کا خیال کرنا ضروری ہے کرایہ لے کر مدرسہ کا خرچ نکالنے کے لئے پیسے نہیں بھیجے اس مکان میں دینی تعلیم ہی ہونی چاہئے۔

البتہ مدرسہ کی ضرورت سے زائد مکان ہو تو کرایہ پر دے سکتے ہیں یا مدرسہ کے وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں کرایہ پر دے سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

أن الواقف إذا أطلق أو عین الاستغلال کان للاستغلال، الخ۔ (شامی:۶/۵۷۱)

مکتب کی رقم دارالعلوم میں:-

سوال(۱۶/۵۹۷):- مدرسہ کے لئے چندہ کی رقم آئی ہوئی تھی مگر مدرسہ کا کام موقوف رہا تو آئی ہوئی رقم اصل مالکوں تک پہونچانا دوشوار ہے تو کسی اور دارالعلوم میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۱۶/۵۹۷):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

اصل مالکوں کی اجازت کے بغیر دوسرے مدرسہ میں نہیں دے سکتے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ومن اتخذ ارضه مسجدالم يكن له ان يرجع فيه ولا يبيعه ولا يورث عنه۔الخ (ہدایہ:۲/۶۴۵)

مدرسہ کی رقم مسجد میں:-

سوال(۱۷/۵۹۸):- مدرسہ چلانے کے لئے کچھ چندہ کی رقم جمع کی تھی گاؤں والوں کی طرف سے خاطر خواہ رقم نہ ملنے کی وجہ سے مدرسہ کی عمارت بنانے کا کام موقوف کردیا ہے، تو یہ جمع شدہ چندہ کی رقم کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ مسجد میں استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ کہاں استعمال کرسکتے ہیں؟

جواب(۱۷/۵۹۸):- حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

مدرسہ کے لئے کیا ہوا چندہ مسجد یا کسی اور ادارہ میں استعمال نہیں کرسکتے جس مقصد کے خاطر چندہ کیا گیا ہو اسی مقصد میں استعمال کرنا چاہئے؛ جب مدرسہ کی عمارت کا کام ملتوی کردیا گیا تو اس کے لئے جمع کی ہوئی رقم اس کے اصلی مالک کو واپس کردینی چاہئے ان کی اجازت کے بغیر دوسرے کام میں استعمال نہیں کرنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً (ہدایہ:۲/۶۴۵)

مدرسہ، مسجد کی رقم میں خیانت:-

سوال(۱۸/۵۹۹):- ہماری سنی جماعت کے ممبران مسجد، مدرسہ کی رقم متولی کا عہدہ پا کرلے بیٹھے ہیں جماعت کے لوگ ان کو سمجھاتے ہیں، دباؤ ڈالتے ہیں مگر وہ لوگ قابو میں نہیں آتے اور پیسے دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے، بہانے بتاتے ہے، جماعت نے قانون بنایا ہے کہ موت، میت جیسے کام کے علاوہ سارے کام روک دئے جائیں گے وفات کے بعد کے کام رشتہ داروں کے بمعرفت انجام دیئے جاتے ہیں لڑکے لڑکی کی شادی اور نکاح بھی اسی طرح کورٹ یا باہر کے قاضی کے ذریعہ انجام دئے جاتے ہیں، جماعت کے بہت سے لوگوں کا ارادہ ہے کہ مذکور متولی وغیرہ پر کورٹ میں مقدمہ دائر

کردے، دینی ہدایت کے متعلق متولی، ممبر صاحبان جماعت کے آدمیوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی کرکے مہربانی فرمائیں۔

جواب(۱۸/۵۹۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مسجد، مدرسہ کے پیسے اللہ پاک کا وقف مال ہے، واپس کرنے ہی پڑیں گے کوئی چھٹکارا نہیں خدا پاک کے گنہگار ہوکر عذاب کے مستحق ہوں گے اللہ کی پناہ! پیسے وصول کرنے کے لئے جماعت مقدمہ دائر کرسکتی ہے، بائکاٹ کرسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی: ۱۷۸/۷)

وقف کے عام مسائل

وقف نامہ کی شرائط کے مطابق عمل:-

سوال(۱۹/۶۰۰):- ہم داؤدی وہرا قوم کے مسلمان ہیں، ہمارے بڑے مذہبی پیشوا محمد برہان الدین ہے، جو قوم کے منتظم کہلاتے ہیں، وہ قوم کی وقف ملکتیں اور اس کی آمدنیاں اپنے ذاتی شوق اور فخر کے لئے استعمال کرتے ہیں اور بیت المال میں سے جن حقداروں کو ان کا حق ملنا چاہئے وہ ملتا نہیں اس کے مقابلہ میں بہت سے لوگوں نے آواز اٹھائی ہے ان کی طرف ہمارے مذہبی پیشواں نے اپنے مریدین سے بائکاٹ کرنے کا اعلان کیا ہے، ہمارے مذہبی پیشواں صاحب کے وعظ میں ''برابر کرو'' کے الفاظ بار بار سنائی دیتے ہیں، مسلمانوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کے برابر نہیں ہوسکتی۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب(۱۹/۶۰۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

صورت مسئلہ میں وقف کرنے والے نے وقف نامہ میں جو شرط لکھی ہو اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے، اس کے خلاف عمل کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں؛

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو آدمی وصیت کرنے والے کی وصیت سننے کے بعد اسکا خلاف کرے تو اس کا گناہ خلاف کرنے والے پر ہوگا۔

فَمَنۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ۔ (سورۂ بقرہ:۱۸۱)

جولوگ وقف کا انتظام صحیح اور امانت داری کے ساتھ نہ کرتے ہوں، ایسے لوگ ٹرسٹی بننے کے

قابل نہیں، ان کی جگہ اچھے امانت دار ٹرسٹی متعین کرنے چاہئے۔

سچ اور حق کہنے والے سے بائکاٹ کرنا غیر مناسب اور منع ہے، بل کہ سچی بات قبول کرنا مسلم کے لئے بیحد ضروری ہے، جسٹیس امیر علی، مدراس کے فیصلے شائع ہوتے ہیں ان کو دیکھنے کی درخواست ہے، وہ بھی لکھتے ہیں کہ: نالائق اور خیانت کرنے والے ٹرسٹی یا منتظم کو برطرف کر دینا چاہئے اور اچھی صلاحیت والے امانت دار آدمی کو ٹرسٹی بنانا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی: ۱۷۸/۷)

ایک وقف کی رقم دوسرے وقف میں استعمال کرنا:-

سوال(۲۰/۶۰۱):- ایک وقف کی رقم دوسرے وقف میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب(۲۰/۶۰۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ایک وقف کی رقم دستور کے خلاف دوسرے وقف میں استعمال کرنا منع ہے، البتہ پیسے دینے والے اجازت دے تو دے سکتے ہیں ان کی اجازت کے بغیر جماعت کے پیسے مکان بنانے میں استعمال نہیں کر سکتے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر: ۵۹۷ (ہدایہ: ۶۴۵/۲)

واقف کا وقف شدہ ملکت سے فائدہ اٹھانا:-

سوال(۲۱/۶۰۲):- وقف کس کے نام کا ہوتا ہے؟ اور کس کے نام کا نہیں ہوتا؟ کیا مسلمان بھائی حضرت پیغمبر صاحب کے فاتحہ خاطر مکان وقف کر سکتے ہیں؟ واقف وقف کی ملکت کو توڑ سکتا ہے؟ اللہ کے نام کے علاوہ وقف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب(۲۱/۶۰۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

وقف کا لغوی معنیٰ ''روکنا'' ہے اور اصطلاح شرح میں مال ملکت کو اللہ تعالیٰ کے لئے روکنے کا نام ہے؛ اس لئے واقف وقف کی ملکت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، بل کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے وقف کے کام ہی میں خرچ کرے وہ صدقۂ جاریہ (جس کا ثواب ہمیشہ جاری رہے) سمجھا جائے گا۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کے ایصال ثواب کے لئے مکان وقف کرنا درست ہے، منھ زبانی کہہ دینے کی وجہ سے کہ یہ مکان وقف کرتا ہوں چاہے وقف نامہ ریکارڈ نہ کروایا ہو وقف ہو جائے گا، اب اس وقف

کوتوڑنہیں سکتے یعنی وہ مکان کسی کودے سکتے ہیں نہ کسی کوبخشش کر سکتے ہیں اوراس میں وراثت بھی جاری نہیں ہوگی اس مکان کی آمدنی سے حضرت رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ ثواب پہونچاتے رہنا چاہئے۔واللہ اعلم۔

وعندهماحبس العين على حكم ملك الله تعالىٰ على وجه تعودمنفعته الى العباد فيلزم ولايباع ولايوهب ولايورث۔ (عالمگیری:۳۵۰/۲)

نوٹ:۔ گورمنٹ کی طرف سے وقف کی ملکت ظلما لے لینے کا خوف ہوتو وقف کا ریکارڈ کرانا ضروری نہیں،مخفی رکھے اوراپنے رشتہ داروں کواطلاع کردے۔(حضرت مولانا مفتی)عبدالغنی(صاحبؒ)

مذکورہ جواب صحیح ہے۔اللہ تعالیٰ کا بندہ کو دیا ہوا مال بندہ مالکِ حقیقی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں اپنی ملکت میں سے نکال دے اس کو وقف کہتے ہیں اوروہ مال اللہ کا مال ہوجاتا ہے؛واقف یا کسی اورکواس وقف کے مال کو بیچنے یا توڑنے یا بخشش کرنے کا حق نہیں رہتا۔واقف نے جائزطور پر جوشرطیں کی ہوگی اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے،دوسرے ممبران کواس میں ردوبدل یا تبدیل کرنے کا حق حاصل نہیں رہتا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جوآدمی کسی کی وصیت میں ردوبدل کرے گا اس کا گناہ اس ردوبدل کرنے والے کوہوگا۔

فَمَنۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ۔ (سورۂ بقرہ:۱۸۱)

اس سے واضح طور پرثابت ہوتا ہے کہ کسی کوبھی اس وقف کوتوڑنے اور باطل کرنے کا حق رہتا نہیں،ہمیشہ کے لئے قیامت تک وہ اللہ کی راہ میں وقف رہتا ہے اور وقف کرنے والے کے حق میں ثواب جاریہ اور بڑے اجروثواب کا کام بن جاتا ہے۔

حضرت رسول خدا ﷺ کی مبارک اور پاک روح کوثواب پہونچانے کے لئے کوئی چیز وقف کرنا جائز بل کہ بہت اہم کام ہوگا،اس وقف کئے ہوئے مکان کی آمدنی واقف کی شرطوں کے مطابق خرچ کی جائے گی۔ (جسٹیس امیر علی)

صرف ارادہ کرنے سے وقف نہیں ہوتا:-

سوال(۲۲/۶۰۳):- ایک زید نام کا آدمی بیرون ملک رہتا ہے جس کے مکان کا کرایہ آتا ہے،وہ آدمی

چاہتا ہے کہ اس کی آمدنی مسجد یا مدرسہ یا دواخانہ میں خیرات کے طور پر دیدے۔

مصلحت کے خاطر تینوں اداروں کے نام کسی کے سامنے ظاہر نہیں کئے مگر بکر کو خبر ہے، مسجد کی آمدنی بہت زیادہ ہے اس کو امداد کی ضرورت نہیں، مدرسہ کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے قبضہ میں رہے گا یا نہیں؟ دواخانہ کا نام محض اسلامی نام ہے دواخانہ سے سب غیر مسلم ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اس لئے بکر یہ چاہتا ہے کہ زید کی مرحومہ لڑکی کی اولاد ہے ان میں کسی ایک کو جو اس خیرات کو قبول کرے دیدی جائے کیوں کہ زید کی مرحومہ اولاد کی مالی حالت اچھی نہیں ہے، وہ حقدار بن سکتی ہیں، اب زید اپنی نیت بدل کر مذکوراداروں کو نہ دیتے ہوئے اپنے رشتہ داروں کو خیرات کردے تو کیا ثواب میں کوئی کمی ہوگی؟ دونوں میں کون سی چیز افضل ہے؟

جواب(۲۲/۶۰۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

صورت مسئلہ میں جاننا چاہئے کہ صرف ارادہ کرنے سے وقف نہیں ہوجاتا زید کے رشتہ دار غریب اور محتاج ہوں تو ان کو دینا افضل اور بہتر ہوگا اور اگر سب کو دینا چاہے تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تھوڑا حصہ مسجد، مدرسہ، دواخانہ میں دے اور تھوڑا حصہ اپنے رشتہ داروں کو دے۔

دواخانہ سے مسلم اور غیر مسلم سب کو امداد دی جاتی ہو تو وہاں دینے میں بھی کوئی حرج نہیں، کیوں کہ سب اللہ کے بندے بل کہ کسی بھی جاندار کی مدد کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔

اگر شرعی طور پر باقاعدہ وقف کیا ہو تو پھر اس میں تبدیل کرنے کا حق کسی کو نہیں رہتا، اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ شرعی ورثاء کو محروم کر کے اللہ کے پاس غضب الٰہی کا سبب نہ بنے۔ فقط واللہ اعلم۔

فلو دفع القيم الى غيرهم كان ضامنا۔ (عالمگیری:۳۵۲/۲)

حکومت نے جوتنے کے لئے دی ہوئی زمین کو وقف کر سکتے ہیں؟

سوال(۲۳/۶۰۴):- حکومت کے قانون ''جوتے اس کی زمین'' کے مطابق حکومت نے زمین جوتنے والے کو زمین کا مالک بنادیا اور زمین کے اصل مالک کو حکومت کی طرف سے متعین کردہ قیمت جو بازاری بھاو سے کم ہے قسطوں سے دینا متعین کیا اس کے مطابق جوتنے والے نے مالک کو قیمت ادا کردی؛

تو اب سوال یہ ہے کہ سرکاری قانون سے فائدہ اٹھا کر مالک شدہ زمین کو زمین جوتنے والا اگر

چاہے وقف کرسکتا ہے یانہیں؟ یاایسی زمین پرمسجد بناسکتے ہیں یانہیں؟ اگرایسی زمین مسجد یامدرسہ میں وقف کرنا چاہے تومنتظمین قبول کرسکتے ہیں یانہیں؟

جواب(۲۳/۶۰۴):- جواباً عرض ہے کہ مذکورحکومتی قانون کے مطابق مالک کی اجازت کے بغیر کھیتی کرنے والاشرعاً مالک نہیں بنتا، مالک ہوئے بغیر وقف نہیں کرسکتے، ایسی زمین پرمسجد نہیں بناسکتے یا مدرسہ میں بھی وقف نہیں کرسکتے، منتظمین قبول نہ کریں، زمین جوتنے والے کوچاہئے کہ زمین مالک کو واپس کردے، ورنہ میدان حشر میں دامن گیر ہوگا اورسخت عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔فقط واللہ اعلم۔

مرحوم کی وقف کردہ ملکت میں تبدیل کرنا:-

سوال(۲۴/۶۰۵):- ہمارے والدصاحب تقریباسترہ سال پہلے انتقال کرگئے وہ اپنی حیاتی میں جہاں ہم رہتے ہیں چارمنزلہ مکان وقف کرگئے اس طورپرکہ تحتانی حصہ کرایہ پردیاجائے پہلاحصہ خوشی اورغمی کے موقع پراستعمال کرنے کے لئے ہمارے قبضہ میں رکھاجائے جب کہ دوسرا، تیسرااور چوتھامنزلہ ہم تینوں ہمارے خاندان کےساتھ رہ کرزندگی بسرکریں جیسا کہ ہم مرحوم کی زندگی میں رہتے تھے؛

وقف کے مطابق تحتانی ہال ان کی وفات کے بعدکرایہ پردیناجس میں دودوکانیں ہوسکتی ہےاور ماہانہ کرایہ ایک ہزار سےلیکر پندرہ سو ہوسکتا ہے اس میں سے جوسالانہ آمدنی آوے وہ اسی ملکت کے میونسی پالیٹی کی طرف سے عائدہونے والاٹیکس بھرکراس ملکت کی مرمت کرانے کے بعد جوکچھ بچے اس کے برابر حصے ۲۵۔۲۵فی صدمندرجۂ ذیل طورپرتقسیم کئے جائے؛

(۱) حصہ بیگم پوراشیترنجی واڈ میں آئی ہوئی حاجی فرحادکی مسجد کےممبران کومدرسہ عربیہ چلانے کے لئے دینا۔

(۲) حصہ رانی تالاب میں واقع قرآن شریف کی تعلیم کے لئے جاری مدرسہ تعلم القرآن کے ممبران کودینا۔

(۳) حصہ ریزروفنڈ کےطورپرملکت کی بڑی بھاری مرمت کے کاموں کے لئے الگ رکھنا۔

(۴) حصہ للہ فنڈ میں یعنی ہم میں سے جوغریب ہواس کے بچوں کی پڑھائی اورتجارت روزگار کے لئے قرض کےطورپردینا؛

میری حقیقی والدہ، میرے والد کے انتقال سے برسوں پہلے انتقال کرچکی ہیں، میری سوتیلی ماں ہے جو میرے علاتی بھائیوں کی حقیقی ماں ہے، میرے مرحوم والد نے اپنی حیاتی میں اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق ایک رجسٹرڈ دستاویز بنایا ہے، جس میں مجھے اور میری سوتیلی ماں کو ٹرسٹی بنایا ہے جو ان کے انتقال کے بعد اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق وقف کے ٹرسٹی بنیں اور لکھی ہوئی تفصیل کے مطابق وقف کا انتظام کریں؛

میرے مذکور دونوں علاتی بھائیوں نے اپنی ماں کو اپنی موافقت میں کرلیا ہے اور کرایہ پر دینے کے لئے الگ کیا ہوا تحتانی ہال اور استعمال کے لئے متعین کیا ہوا پہلا منزلہ دونوں نے آپس میں تقسیم کرلیا ہے اور قبضہ دیتے نہیں ہے۔

میں اس ٹرسٹ کا ٹرسٹی ہونے کی وجہ سے چھ سات سال تک میری سوتیلی ماں اور دونوں علاتی بھائیوں کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہا نہ ماننے کے باوجود خوب سمجھایا آخر کار مقدمہ کورٹ پر لے گیا جس میں اور چھ سات سال گزر گئے، پھر ایک مسلم وکیل کے مشورہ سے مقدمہ واپس لیا گیا اور وکیل کے مشورہ سے چیریٹی کمشنر کی آفس میں رجسٹرڈ کرانے کے لئے درخواست دی اس میں بھی تین چار سال گزر گئے اور کچھ نہیں ہوا۔

آج سترہ، اٹھارہ سال ہونے والے ہیں مگر یہ وقف آدھا پبلیک کا اور آدھا خاندان کا ہونے کی وجہ سے ہم انتظام کرنے والوں کو اس کی آمدنی میں سے اوپر ذکر کردہ مسجد، مدرسہ، دواخانہ وغیرہ میں حصہ دینے میں کامیابی نہیں ملی اور ہمارے مرحوم والد صاحب کے ایصال ثواب کے لئے خدائے قدوس کو یہ قرض حسنہ دینے میں ہمارے دونوں بھائی رکاوٹ بننے کی وجہ سے کامیابی نہیں ملی؛

میرے مذکور دونو بھائیوں کی مالی حالت بہت اچھی ہے، شادی کے موقع پر بینڈ باجا بجانے کا پیشہ کرتے ہیں ویسے تو اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والے ہیں نماز و روزہ کے پابند ہیں مگر بخیل ہیں۔

مذکور بھائیوں کا کہنا ہے کہ تحتانی ہال کو تین حصوں میں تقسیم کرکے ایک ایک تقسیم کرلینا چاہئے پھر جس طور پر صدقہ وخیرات کرنا ہو کرتے رہیں جو مناسب نہیں اور ہمارے مرحوم والد صاحب کی نافرمانی ہے؛

میری سوتیلی ماں جو دوسرے نمبر کی ٹرسٹی ہے وہ بالکل جاہل ہے، اپنے بچوں کی بات مانتی ہے،

مجھے اولاد نہیں ہے، بینڈ وباجا بجانے کا پیشہ شریعت کے اعتبار سے اچھا نہیں یہ سمجھ کر تقریبا ۳۵ سال سے دوائی کی دوکان چلا کر اپنی زندگی بسر کرتا ہوں۔

اس طرح میں وقف پر عمل کرنے اور کرانے میں ناکام ہونے کی وجہ سے آخری کوشش کے طور پر آپ کو تکلیف دے رہا ہوں، آپ شریعت اور قرآن وحدیث کے عالم ہو آپ سے التجاء ہے کہ ہم تینوں بھائیوں کو لکھ کر مطلع فرمائیں کہ ہم اور ہماری ماں اس وقف کے دستاویز کے مطابق نہ چلنے۔نہ چلانے اور عمل نہ کرنے کی وجہ سے کتنے گنہگار ہوتے ہیں اور میرا ایک ناکام ٹرسٹی ہونے کی حیثیت سے گناہ میں کتنا حصہ؟

میں امید رکھتا ہوں کہ یہ بتانے کی وجہ سے میرے بھائیوں کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو اور ہمارے مرحوم والد صاحب کے ایصال ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے سکے اور اس طور پر ان کی زندگی میں تبدیلی آئے ہم کو تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب(۶۰۵/۲۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جواباً عرض ہے کہ مرحوم نے جو ملکت وقف کردی وہ خدائے پاک کی سمجھی جائے گی، اس میں ورثاء کے لئے کوئی حق وراثت نہیں ہے، اس کی آمدنی وقف کے شرائط کے مطابق تقسیم کردی جائے تاکہ مرحوم کو ثواب ملتا رہے، ورثاء اس میں تبدیلی نہیں کرسکتے، مذکور بھائیوں کا قبضہ ظلم ہے، جس سے سخت گنہگار ہو کر عذاب کے حقدار بنیں گے اور میدان حشر میں تمام لوگوں کے سامنے ذلیل اور رسواء ہوں گے دنیا میں بھی وبال نازل ہونے کا خطرہ ہے، بہت سے لوگوں کو دیکھا جنہوں نے خدا پاک کے مال۔وقف میں خیانت کی وہ برباد ہو گئے؛

حاصل کلام یہ ہے کہ وقف کو توڑنے والے کا انجام برا آئے گا۔اس کے متعلق آپ گنہگار نہیں۔ آپ نے مکمل کوشش کی، کامیابی نہ ملنا اللہ کی مرضی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(کفایت المفتی: ۳۱۸/۷)

قبرستان کے گھاس کی آمدنی مسجد، مدرسہ میں:-

سوال(۶۰۶/۲۵):-قبرستان کے گھاس کی آمدنی مسجد یا مدرسہ میں دے سکتے ہیں؟ یا مدرسہ کے مدرسین کی تنخواہ میں دے سکتے ہیں؟

جواب(۲۵/۶۰۶):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جائز نہیں۔قبرستان الگ وقف ہے،اس کی آمدنی اسی میں استعمال کر سکتے ہیں دوسرے وقف میں استعمال نہیں کر سکتے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔حوالہ ایضا جواب نمبر:۵۹۳ (عالمگیری:۲/۴۷۷)

قبرستان کا گھاس کاٹنا:-

سوال(۲۶/۶۰۷):-قبروں پر گھاس اور کانٹے والے درخت پیدا ہوتے ہیں تو گھاس اور کانٹے والے درخت کو کاٹنے کا کیا حکم ہے؟ قبروں کے نزدیک پیدا ہونے والا گھاس کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۲۶/۶۰۷):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

قبروں پر پیدا ہونے والا گھاس اور پودے کاٹنا منع ہے،چاہے وہ کانٹے والا ہو! کیوں کہ وہ تسبیح پڑھتا ہے جس کی وجہ سے میت کو راحت پہونچتی ہے جیسے قرآن شریف میں ہے"وان من شئ الا يسبح بحمده"یعنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے،خشک ہو جانے کے بعد کاٹنے میں کوئی حرج نہیں،قبروں کے نزدیک پیدا ہونے والا گھاس کاٹنے میں کوئی حرج نہیں،اس کی آمدنی قبرستان کے حساب میں جمع کر دینی چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وقلع الحشيش والشجرمن المقبرة ولابأس بقلع اليابس منهما۔(**نورالایضاح:ص،۱۳۵**)

قبرستان کا گھاس ہریجن کو کاٹنے کے لئے دینا:-

سوال(۲۷/۶۰۸):-قبرستان میں قبروں اوران کے پاس پیدا شدہ گھاس پیسے لیکر غیر قوم۔ہریجن وغیرہ کو کاٹنے کے لئے دے سکتے ہیں؟اور کیا گھاس کاٹنا جائز ہے؟اگر جائز ہو تو اس کی آمدنی کہاں استعمال کی جائے؟

جواب(۲۷/۶۰۸):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

خودرو گھاس قبرستان کا ہو یا ملکت کی زمین کا ہو پیسے لے کر کاٹنے دینا یا نیلام کرنا ناجائز ہے، کیوں کہ یہ مباح الاصل ہے،اس سے ہر ایک آدمی فائدہ اٹھا سکتا ہے،کسی کی ملکت نہیں البتہ کاٹ کر قبضہ کرنے کے بعد بیچ سکتے ہیں،اس لئے گھاس کی رقم واپس کر دینی چاہئے،مزید یہ کہ ہری گھاس تسبیح پڑھتی ہے اس کا فائدہ میت کو پہونچتا ہے،اس لئے قبرستان کی ہری گھاس کاٹنا،کٹوانا مکروہ ہے،خشک

گھاس کاٹ سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً (نورالایضاح:ص،۱۳۵)

قبرستان کے گھاس کا نیلام کرنا:-

سوال(۲۸/۶۰۹):-ہمارے یہاں ہر جگہ قبرستان اور عیدگاہ وغیرہ کا گھاس کاٹنے کے لئے پہلے ہی سے نیلام کرتے ہیں تو کیا یہ درست ہے؟

جواب(۲۸/۶۰۹):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

کاٹنے سے پہلے خودرو گھاس کا نیلام کرنا منع ہے وہ کسی کی ملکت نہیں کاٹنے کے بعد بیچ سکتے ہیں یا نیلام کر سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قبرستان میں مسجد بنانا:-

سوال(۲۹/۶۱۰):-ہمارے گاؤں میں دوسری مسجد بنانا بہت ضروری ہے مگر مسجد بنانے کے لئے زمین نہیں ملتی، ہمارے گاؤں میں ایک پرانہ قبرستان ہے جس میں تقریبا(۸۰) سال سے تدفین نہیں ہوتی ،تو ایسے قبرستان میں مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟اور مسجد کے ساتھ پیشاب خانہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟مسجد بنانے کے لئے قبروں کو کھود سکتے ہیں یا نہیں؟اس کا مضبوط حل دے کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔

جواب(۲۹/۶۱۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ایسے مذکور پرانہ اور ویران قبرستان میں مسجد اور مسجد کے لوازمات (جیسا کہ بیت الخلاء، پیشاب خانہ وغیرہ) بنانے کی گنجائش ہے،کھالی جگہ میں بنایا جائے۔فقط واللہ اعلم۔ (امدادالفتاوی:۲/۵۷۹)

قبرستان میں روم بنانا:-

سوال(۳۰/۶۱۱):-قبرستان میں ایک روم اور اس کے ساتھ مکان بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ روم میں قبر کھودنے کا سامان رکھنے کے لئے اور مکان میں بارش یا گرمی کی موسم میں جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے بنا سکتے ہیں؟

جواب(۳۰/۶۱۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

قبرستان کے متعلق سامان (پھاوڑا،کودال وغیرہ) رکھنے کے لئے روم بنانا اور جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے مکان قبرستان میں بنا سکتے ہیں،یہ بھی قبرستان کی ضروریات میں سے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

(امدادالفتاوی:۵۷۹/۲)

عام رفاہی کنویں کو بیچنا:-

سوال(۳۱/۶۱۲):- خالد کا ایک کنواں، حامد کے دو گھروں کی زمین کے بیچ میں پڑتا ہے، خالد نے یہ کنواں گاؤں لوگوں کے فائدہ کے لئے بنا کر وقف کر دیا ہے، مگر سات سال سے یہ کنواں بالکل استعمال نہیں کیا جاتا، مطلب کہ مذکور کنواں بے کار اور لغو پڑا ہوا ہے، اب حامد نے خالد کے پاس اس کنویں کا مطالبہ کیا کہ اس کنویں کے بدلہ دوسرا کنواں میرے خرچ سے گاؤں میں ایسی جگہ بناؤ کہ جہاں گاؤں کے لوگ زیادہ استعمال کر سکیں؛ تو کیا اس طور پر خالد کر سکتا ہے؟ اور خالد اس کے پیسے لے کر اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ اور اس کو استعمال کر سکتا ہے؟

جواب(۳۱/۶۱۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ذکر کردہ تفصیل کے مطابق واقعۃً خالد کا کنواں ویران اور بے کار ہو گیا ہو اور فائدہ مند نہ ہو تو بیچ سکتے ہیں اور اس کی آئی ہوئی قیمت سے دوسرا کنواں بنا کر وقف کرنا ضروری ہے، مذکور کنویں کی قیمت خالد اپنے خرچ میں یا دوسری کسی چیز کے لئے استعمال نہیں کر سکتا، خیانت ہوگی جس سے سخت گنہگار ہو کر عذاب کا مستحق ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضا جواب نمبر:۵۹۸ (ہدایہ:۶۴۵/۲)

باب یازدہم۔ جائز اور ناجائز

مسجد کے احکام

غیر مسلم معمار کے ہاتھوں مسجد تعمیر کرانا:-

سوال(۱/۶۱۳):- مسجد میں تعمیری کام کرنے کے لئے غیر مسلم معمار ہو تو کوئی حرج ہے؟

جواب(۱/۶۱۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جائز ہے؛ مسجد میں معمار مزدور کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، مسجد بنانے کے لئے کسی کو بھی کام پر لا سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مسجد میں نقش و نگار کرنا:-

سوال(۲/۶۱۴):- مسجد کے جماعت خانہ کا حصہ دوبارہ مرمت کرنے کے لئے لوگوں نے للہ رقم دی تھی،

مسجد کے متولی جماعت خانہ کا کام ختم ہونے سے پہلے ہی اس رقم میں سے بہت زیادہ جماعت خانہ کے اندر اور باہر، چھت اور دیوار کے اوپر پھول بوٹے اور نقش ونگار بنا رہے ہیں، تو یہ جائز ہے؟

جواب(۲/۶۱۴):--حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

مسجد کی رقم میں سے نقش ونگار اور پھول بوٹے بنانا منع ہے، مسجد کا تعمیری کام مکمل ہو جانے کے بعد اگر رقم بچے تو بھی جائز نہیں، اگر کروگے تو ضمان بھرنا پڑے گا، متولی اور ٹرسٹی صاحبان اپنے ذاتی مال میں سے کرا سکتے ہیں، مسجد کا مال مسجد کو مضبوط بنانیکے لئے استعمال کر سکتے ہیں، پھول بوٹے اور نقش ونگار بے کار زینت ہے، اس میں وقف کا مال استعمال کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

و(کمافي نقش المسجد)أي ماخلامحرابه:أي بالجص وماء الذهب لامن مال الوقف وضمن متوليه لوفعل۔ (شامی:۹/۵۵۴)

مسجد کی دیوار پر قرآن شریف کی آیات لٹکانا:-

سوال(۳/۶۱۵):-فونوگراف کی پرانی پلیٹ پر قرآن شریف کی آیات، دعاء وغیرہ لکھی ہو اس کو گھر یا مسجد میں لٹکانا جائز ہے؟

جواب(۳/۶۱۵):--حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

بے ادبی ہونے کے خوف کی وجہ سے ناجائز ہے، اسی وجہ سے فقہاء(علماء) دیوار پر قرآن شریف کی آیات لکھنے کو مکروہ بتاتے ہیں، دوسرا یہ کہ اس سے مصلی کے خشوع وخضوع میں خلل واقع ہوتا ہے، اسی وجہ سے مسجد کی دیوار پر نقش ونگار(پھول بوٹے، نقش ونگار کرنا) منع ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ ایضاً(شامی:۹/۵۵۴)

ذاتی خرچ سے مینارہ بنانا:-

سوال(۴/۶۱۶):-ایک آدمی اپنے گاؤں کی مسجد کا مینارہ اپنے ذاتی خرچ سے بنانا چاہتا ہے، چار پانچ مہینہ پہلے اس کا اظہار کرتے ہوئے اس نے مسجد میں اعلان کیا کہ میں میرے ذاتی پیسہ سے مسجد کا مینارہ بنانا چاہتا ہوں، اور میں ایسی ذمہ داری لیتا ہوں کہ مینارہ بناتے ہوئے اگر پانچ سال کے اندر مسجد کو کسی قسم کا نقصان ہوگا تو میں اپنے ذاتی پیسے سے بنا دونگا؛

مذکوراعلان کرتے وقت کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیالیکن اب جب مینارہ بنانے کا کام شروع کیااور چارستون بھی تیار ہوگئے تب بہت سےلوگوں کا کہنا ہے کہ اس جگہ پر مینارہ بنے وہ ہم کو پسند نہیں ،لہذااس کام کوموقوف کردواور جوہم کہیں ویسا کرو؛

تو کیامذکورآدمی کوچاہئے کہ بعض لوگوں کی ناراضگی کی وجہ سے یہ کام بندھ کردے؟ یا پھراعتراض کرنے والےلوگوں کواپنی غیرمناسب حرکتوں سے باز رہنا چاہئے، کیامسلمان کے لئے جائز ہے کہ ایسی غلط حرکتیں کرکے دوسرے مسلمان کوتکلیف دےکراختلاف پیدا کرے؟ اس کے لئے کیاحکم ہے؟

جواب(۴/۶۱۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

جب مینارہ بنانے والے آدمی نے مینارہ بنانے سے پہلے اپنے خیال کا اظہار کیااور مسجد میں تمام مصلیوں سے مشورہ کیااس وقت حاضرین مجلس نے منظور رکھاکسی نے مخالفت نہیں کی اور جب تعمیری کام شروع ہوگیا تب بعض لوگ بنانے سے روکتے ہیں یہ بالکل غیرمناسب ہوگا، جب کہ سارا مال سامان آگیااور مینارہ کا کچھ حصہ بھی بن گیااس وقت اعتراض کرنا اورروکنا اور بنانے والے کونقصان پہونچانا شرعامنع ہے؛

مزید یہ کہ مسجد کی عمارت کوکسی قسم کے نقصان ہونے کا بھی خطرہ نہیں، ایسے وقت میں لغواعتراض کرنااورمسلمان بھائی کوحیران اور پریشان کرناغیرمناسب ہے؛

قرآن شریف میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿**وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان**﴾ یعنی نیکی اورتقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مددکرواور گناہ اوردشمنی کے کاموں میں مددمت کرو۔

حدیث شریف میں آتاہے کہ مسلم بھائی کی جان اورمال کی حفاظت کی جائے؛

یہ ہے اسلامی تعلیمات،لہذا تمام مسلمان اتحاداورمحبت سے مل کررہیں،اللہ کے گھر کے فائدہ کے لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مسجد کی لائٹ سے ٹیپ ریکارڈ چلانا:-

سوال(۵/۶۱۷):-مسجد کی لائٹ سے مسجد میں بیٹھ کرکوئی آدمی ٹیب ریکارڈ کرسکتا ہے؟

جواب(۶۱۷/۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جائز نہیں؛ گنہگار ہوگا مسجد کی وقف شدہ چیز متولی یا ٹرسٹی کے لئے اپنے ذاتی استعمال میں لینا جائز نہیں، خیانت ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ حوالہ ایضاً جواب نمبر:۵۹۳ (عالمگیری:۴۷۷/۲)

مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا:-

سوال(۶۱۸/۶):-مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اذان کے علاوہ کن کن کاموں میں ہوسکتا ہے؟ جیسا کہ انتقال کی خبر دینا، جنازہ کی نماز، عید کا خطبہ دینا وعظ کے پروگرام کا اعلان کرنا، اس کے علاوہ دنیوی کام کے لئے اعلان کرنا یا کسی اور دنیوی کام کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟ اذان کے علاوہ دوسرے کاموں کے لئے اعلان کرنے کا چارج لے کر اس پیسے کو مسجد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟ جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۶۱۸/۶)حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مسجد کا وقف شدہ مائک مسجد ہی کے کاموں (جیسا کہ اذان دینا، خطبہ، جنازہ اور عید کی نماز کا اور وعظ کا اعلان کرنے) میں استعمال کر سکتے ہیں۔دنیوی کاموں (جیسا کہ پانی کی خبر، کھیتی کے متعلق کام وغیرہ) میں استعمال نہیں کر سکتے۔البتہ انتظام کرنے والے مناسب سمجھیں تو کرایہ پر دے سکتے ہیں وہ کرایہ مسجد میں خرچ کیا جائے۔فقط.واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۶۰/۷)

جماعت کے وقت زیادہ روشنی کرنا:-

سوال(۶۱۹/۷):-نماز کے لئے جماعت کے وقت مسجد میں زیادہ روشنی کرنا اسراف (فضول خرچی) ہے یا نہیں؟ مسجد میں مٹی کا تیل استعمال کرنا کیسا ہے؟ اندھیرے میں نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب(۶۱۹/۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جماعت کے وقت ضرورت کے مطابق مسجد میں روشنی کرنا چاہئے، وہ اسراف نہیں ہوگا، مٹی کا تیل بدبودار ہونے کی وجہ سے مسجد میں جلانا منع ہے، لہٰذا اناریل کا تیل یا اور کوئی تیل یا شمع جلانی چاہئے، اندھیرے میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ان أرادانسان أن يدرس الكتاب بسراج المسجد الخ۔ (عالمگیری:۴۵۹/۲)

مسجد کی رقم سے پانی گرم کرنا:-

سوال(۸/٦٢٠):- ٹھنڈی کے موسم میں مسجد کے پیسوں سے مسجد میں گرم پانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۸/٦٢٠):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

سخت ٹھنڈی میں وضوء کرنے کے لئے مسجد کی رقم سے پانی گرم کر سکتے ہیں، وہ ضروریات سمجھی جائے گی مگر بہتر یہ ہے کہ ایسے کام کے لئے الگ چندہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

لان هذا من مصالح المسجد وان كان الوقف الخ۔ (عالمگیری:۲/٤٦٢)

مسجد میں لوبان، اگربتی جلانا:-

سوال(۹/٦٢١):- مسجد میں خوشبو کے لئے لوبان اور اگربتی جلائے جاتے ہیں تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر اس کو جلائیں تو آگ کی پوجا سمجھی جائے گی اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۹/٦٢١):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مسجد میں اگربتی یا لوبان جلانا جائز ہے، اس میں آگ کی پوجا کے ساتھ مشابہت نہیں، بل کہ مسجد کے ادب کے لئے مستحب ہے، اور دوسری بات یہ کہ فرشتوں کو خوشبو بہت زیادہ پسند ہے اس لئے بغیر کسی حرج کے جلا سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ووٹ دو تو ۵۰۱ روپیہ مسجد میں:-

سوال(۱۰/٦٢٢):- گاؤں میں ایک مسلمان ممبر بننا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے ووٹ دو تو میں مسجد میں ۵۰۱ روپیہ دونگا تو یہ پیسے مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۱۰/٦٢٢):- مسجد میں یہ پیسے استعمال کرنا منع ہے، ایسے خبیث مال کو اللہ تعالی قبول نہیں فرماتا، بغیر کسی شرط کے ممبر بن جانے کے بعد اپنی خوشی سے مسجد میں اگر للہ دے دے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی: ۷/٦٧)

عیدگاہ کے مسائل

غیر مسلم کی سیمینٹ عیدگاہ میں استعمال کرنا:-

سوال(۱۱/۶۲۳):- ایک غیر مسلم نے ایسی منت مانی کہ میرے کھیت میں کنواں بناؤ اور اگر پانی میٹھا نکلے تو اس کھیت کے بغل میں جو مسلمانوں کی عیدگاہ ہے اس کی مرمت کا کام جب شروع ہو تو اس میں سیمینٹ کی چھے بوریاں دونگا، اب پانی میٹھا نکلا تو وہ غیر مسلم عیدگاہ کے مرمت کے لئے سیمینٹ دے تو عیدگاہ کے کام میں لے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۱۱/۶۲۳):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

یہ سیمینٹ لے کر عیدگاہ کی مرمت کرا سکتے ہیں۔کوئی حرج نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(کفایت المفتی:۷/۴۲)

کھانے اور پینے کے مسائل

گھوڑے کا گوشت کھانا کیوں حلال نہیں؟

سوال(۱۲/۶۲۴):- گھوڑا حلال نہیں ہے یہ ہم سب جانتے ہیں تو وہ کیوں حلال نہیں ہیں؟ جنگل میں جو گوہ ہوتی ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟

جواب(۱۲/۶۲۴):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

گھوڑا حلال ہے مگر لڑائی میں کام آنے کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ نے مکروہ فرمایا ہے، گوہ حنفی مسلک میں حرام ہے، امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق حلال ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

هو ظاهر الرواية من طهارة سؤر الفرس بأن حرمة الأكل للاحترام من حيث إنه يقع به إرهاب العدو لا للنجاسة۔ (شامی:۹/۴۴۲)

گوبر گیس کے ذریعہ پکی ہوئی چیزیں:-

سوال(۱۳/۶۲۵):- چولے کے ایندھن کے لئے سرکاری اسکیم کے مطابق گوبر گیس کا پلانٹ بنانے کا ارادہ ہے اس پلانٹ میں روزانہ تازہ گوبر ڈالنا پڑتا ہے اس کا گیس بنتا ہے جس سے کھانا پکایا جاتا ہے، تو یہ کھانا کھانا اور کھلانا مذہب کے اعتبار سے جائز ہے یا حرام؟ جواب مرحمت فرماوے۔

جواب(۱۳/۶۲۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

گوبر گیس کے ذریعہ سے پکائی ہوئی چیزیں کھانے میں کوئی حرج کی بات نہیں جائز ہے، ناپاک نہیں شمار ہوگی کیوں کہ گوبر جب گیس بن گیا تو اس کی حقیقت بدل گئی اس کی ناپاکی کا اثر کھانے میں نہیں آتا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ڈبہ کا گوشت کھانا:-

سوال(۱۴/۶۲۶):-پیکینگ ڈبہ میں جو گوشت آتا ہے یہ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ حلال جانور کا گوشت ہے اور حلال طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے اس لئے کھا سکتے ہیں۔

جواب(۱۴/۶۲۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

جب تک اس بات کا یقین نہ ہوجائے کہ ڈبہ کا گوشت حرام جانور کا ہے یا حلال طریقہ سے ذبح نہیں کیا گیا وہاں تک فتوی کے اعتبار سے کھانا جائز ہے، تقوی کے اعتبار سے پرہیز کرنا بہتر ہے؛ محض وہم یا شک کی بنیاد پر حرام نہیں کہلائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۲۶۰/۸)

غیر مسلم کے یہاں گوشت کھانا:-

سوال(۱۵/۶۲۷):-میں نے ایک غیر مسلم کے یہاں کھانا کھایا اس نے کھانے میں مجھے مرغی کا گوشت کھلایا، میں نے اس سے پوچھا کہ حلال کی ہوئی تھی کہ نہیں؟ تو اس طور پر کھانا حرام کہلائے گا؟

جواب(۱۵/۶۲۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

غیر مسلم بسم اللہ بول کر ذبح کرے تو بھی حرام ہے، ایسا گوشت نہ کھانا چاہئے اور اگر کھالیا ہو تو توبہ استغفار کرنا چاہئے۔اگر وہ مرغی اس نے کسی مسلمان کے پاس ذبح کرائی ہو تو حلال ہے کھانے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔فقط واللہ اعلم۔شرط كون الذابح مسلما الخ۔ (شامی:۴۲۷/۹)

گردہ کھانا:-

سوال(۱۶/۶۲۸):-حلال جانور جیسا کہ بکری، بکرا وغیرہ میں کتنی چیزیں کھانا حرام ہے؟ بکرے کا گردہ کھانا کیسا ہے؟ اور گودہ جو پاؤں کی ہڈیوں میں ہوتا ہے اس کا کھانا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب(۱۶/۶۲۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سات چیزیں کھانا منع (حرام) ہے، عضو تناسل، مادہ جانور کی شرمگاہ، پیشاب کی تھیلی، خصیتین،

طحال (جوکڑوا پانی ہوتا ہے)، ریڑ کی ہڈی میں جو گودہ ہوتا ہیں اور بہتا ہوا خون۔ پاؤں کی ہڈیوں میں جو گودہ ہوتا ہے وہ حلال ہے، بغیر کسی حرج کے کھا سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(فتاوی رشیدیہ:ص۔۵۵۲)

طحال (تلی) کھانا:-

سوال(۶۲۹/۱۷):- جانور میں سے جو طحال (تلی) نکلتی ہے اس کا کھانا جائز ہے؟

جواب(۶۲۹/۱۷):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

حلال جانور کی طحال (تلی) کھانا حلال ہے، بغیر کسی حرج کے کھا سکتے ہیں۔حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہمارے لئے دوقسم کے خون (تلی اور کلیجی) حلال کر دیے گئے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(فتاوی رشیدیہ:ص۔۵۵۲)

جھینگا کھانا:-

سوال(۶۳۰/۱۸):- جھینگا کھانا کیسا ہے؟ بہت سے لوگ منع کرتے ہیں تو صحیح حقیقت کیا ہے؟

جواب(۶۳۰/۱۸):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

جھینگا کے مچھلی ہونے میں بعض لوگ شک کرتے ہیں (وہ اس کو ایک قسم کا کیڑا مانتے ہیں) اور اس کا کھانا مکروہ کہتے ہیں، بہت سے لوگ اس کو ایک قسم کی مچھلی سمجھتے ہیں ایسی صورت میں کھانے کی گنجائش ہے، تقوی کے اعتبار سے احتیاط کرنا چاہئے ۔فقط واللہ اعلم۔ (امدادالفتاوی:۱۰۳/۴)

مچھلی کے ساتھ دودھ پینا:-

سوال(۶۳۱/۱۹):- مچھلی کے ساتھ دودھ پینے سے حکیم لوگ منع کرتے ہیں تو شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب(۶۳۱/۱۹):--حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

مچھلی کے ساتھ دودھ پینے کی وجہ سے سفید داغ (کوڑھ) ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے حکیم لوگ منع کرتے ہیں ورنہ شریعت میں اس کی کوئی ممانعت نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

غیر مسلم کو پانی دم کر دینا:-

سوال(۶۳۲/۲۰):- قرآن شریف میں ہے کہ شفاء ورحمة یعنی مؤمن کے لئے (قرآن شریف)

شفاء اور رحمت ہے تو اس قسم کی آیات اور دوسری آیات پڑھ کر کسی غیر مسلم بیمار پر دم کر سکتے ہیں؟ یا کوئی غیر مسلم بیمار آوے یا بچہ کو لے کر دم کرانے آوے تو دم کر سکتے ہیں؟

جواب(۲۰/۶۳۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

غیر مسلم کو بھی آیات شفاء تلاوت کر کے دم کر کے دے سکتے ہیں، اللہ پاک کی رحمت دنیا میں عام اور تمام لوگوں کے لئے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

تاڑی کا سرکا:-

سوال(۲۱/۶۳۳):- بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ تاڑی کا سرکا کھانا درست ہے جب کہ ہمارے گاؤں کے ایک عالم منع فرماتے ہیں تو دونوں میں درست کیا ہے؟

جواب(۲۱/۶۳۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

تاڑی اور دیگر قسم کا سرکا کھانا جائز ہے، مذکور مولوی صاحب کا قول درست نہیں ہے، کیوں کہ جب تاڑی میں سے سرکا بنالیا جاتا ہے تب اس کی ماہیت اور حقیقت بدل جاتی ہے جس سے اس کے اجزاء کا حکم بھی بدل جاتا ہے، تاڑی حرام ہوگی اور اس سے بنا ہوا سرکا حلال ہوگا۔ بہشتی زیور میں ذکر کردہ مسئلہ صحیح ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (احسن الفتاوی:۸/۴۹۰)

نیرہ پینا جائز ہے؟

سوال(۲۲/۶۳۴):- نیرہ پینا جائز ہے یا نہیں؟ کون سے وقت پینا حرام ہے؟

جواب(۲۲/۶۳۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نیرہ پینا جائز ہے، جب اس کو پینے سے نشہ چڑھے تب ایک قطرہ پینا بھی جائز نہیں حرام ہے۔ گرمی کی موسم میں وہ نشہ ور بن جاتا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ کھٹا بن جاتا ہے اور اس میں جھاگ آجاتے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب اس میں شک ہونے لگے تب پرہیز کرنا چاہئے۔ برف یا ایسی دوسری دوائیں ڈالنے کی وجہ سے لمبے وقت تک رہ سکتا ہے۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۹/۸۶)

طلوع آفتاب کے بعد نیرہ پینا:-

سوال(۲۳/۶۳۵):- طلوع آفتاب کے بعد نیرہ پینا کیسا ہے؟ نیرہ کی دوکان والے نیرہ میں کچھ دوائیں

ملاتے ہیں جس سے کافی لمبے وقت تک نیرہ کی شکل میں باقی رہتا ہے اور کھٹہ پن پیدا نہیں ہوتا اور ذائقہ میٹھا ہوتا ہے تو اس کا پینا کیسا ہے؟

جواب(۲۳/۶۳۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

نیرہ جب تک نشہ آور نہ بنے وہاں تک کوئی حرج نہیں؛ حدیث شریف میں ہے کہ ''کل مسکر حرام'' یعنی ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (مشکوۃ شریف:۳۱۷)

نیرہ کے حرام ہو جانے کی علامت اس پر جھاک کا آنا یا اس کے ذائقہ کا کھٹہ ہو جانا ہے، نیرہ ریفریجیٹر یا برف میں رکھنے کی وجہ سے جلدی بگڑتا نہیں ہے، نیرہ کی دوکان میں اسی طرح رکھا جاتا ہے جس سے طلوع آفتاب کے بعد بھی پی سکتے ہیں۔سورج کی گرمی سے وہ بگر جاتا ہے جہاں بگڑ جانے کا اندیشہ ہو وہاں پرہیز کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بھنگ کا نشہ نہ چڑھے تو؟

سوال(۲۴/۶۳۶):-ہمارے یہاں ایک آدمی نیک اور نمازی ہے جو روزانا بھنگ پیتا ہے اس کے متعلق اس کو روکا گیا تو وہ کہتا ہے کہ مجھے بھنگ پینے سے نشہ نہیں چڑھتا نشہ چڑھے تو حرام ہے؛ اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۲۴/۶۳۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

بھنگ وغیرہ نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہے چاہے اس سے نشہ نہ چڑھتا ہو! بعض شراب کا نشہ نہیں چڑھتا مگر اس کی تھوڑی مقدار بھی پینا حرام ہے، جس نے مکروہ لکھا ہے اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے، یعنی عمل کے اعتبار سے حرام ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔دونوں میں فرق اتنا ہے کہ شراب میں (جو حقیقی شراب ہے) حد (اسی کوڑے کی سزا) جاری کی جائے گی اور یہ سزا بھنگ وغیرہ میں جاری نہیں کی جائے گی البتہ شرابی کی طرح وہ بھی سخت گنہگار رہوں گے۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۹/۹۰)

لباس اور دوسری چیزوں کے مسائل

کالے جوتے پہننا:-

سوال(۲۵/۶۳۷):-مسلمان کے لئے کالے جوتے پہننا کیسا ہے؟ کیا کالے جوتے پہننا بہتر ہے؟

جواب(۲۵/۶۳۷):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

جوتے کالے ہو یا سفید کسی بھی رنگ کے پہن سکتے ہیں، کالے رنگ کے جوتے پہننے کی ممانعت نہیں ہے،اس کو پہننے میں کوئی حرج نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سونے والی گھڑی پہننا:-

سوال(۲۶/۶۳۸):-گولڈن کلر کی گھڑی پہننا جس میں دس یا ایکیس کیریٹ سونا ہوتا ہے پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا ایسی گھڑی جیب میں رکھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب(۲۶/۶۳۸):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مرد کے لئے ایسی گھڑی جس میں سونے کا حصہ زیادہ ہو استعمال کرنا ہر حال میں منع ہے کیوں کہ مرد کے لئے سونا اور خالص ریشم حرام ہے لہذا ایسے سونے والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہوگی، فاسد نہیں ہوگی اعادہ کی ضرورت نہیں، ایسی گھڑی جیب میں رکھ کر نماز پڑھی ہوگی تو اس میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۱۳۰/۴)

اسٹیل کی چین پہننا:-

سوال(۲۷/۶۳۹):-ہاتھ کی گھڑی میں اگر پیتل یا اسٹیل کی چین ہو تو اس کو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب(۲۷/۶۳۹):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

حرج نہیں،سونے یا چاندی کے بغیر اسٹیل یا پیتل کی چین پہننے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۱۴۰/۹)

ٹیریلین پہننا:-

سوال(۲۸/۶۴۰):-ٹیریلین کپڑا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ وہ پہن کر نماز پڑھنے سے نماز ادا ہوگی یا نہیں؟ نماز نہ ہوتی ہو تو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا؟ ایسے کپڑے پہننے میں غیر قوم کی مشابہت ہوگی؟

جواب(۲۸/۶۴۰):--حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

ٹیریلین پہننا جائز ہے، وہ ریشم کے اقسام میں سے نہیں ہے۔وہ پہن کر نماز پڑھنا درست ہے، لہذا نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔البتہ فاسق لوگوں کی فیشن کی طرح سیلا کر نہیں پہننا چاہئے ان کی

مشابہت سے ضرور بچنا چاہئے ورنہ نماز میں کراہیت ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(فتاوی دارالعلوم:۱۲۶/۴)

بول بیٹم پٹلون پہننا:-

سوال(۲۹/۶۴۱):-بول بیٹم پٹلون پہننا کیسا ہے؟ بول بیٹم پہن کر نماز پڑھائی جائے تو نماز ہوگی ؟ اور اپنی یا دوسروں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۲۹/۶۴۱):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

بول بیٹم بدمعاش لوگوں کا لباس ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ مشابہت ہوگی اس لئے جائز نہیں نماز مکروہ ہوگی اس کی امامت بھی مکروہ ہوگی امام کے لئے زیبا نہیں دیتا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(امدادالفتاوی:۱۲۶/۴)

پگھڑی باندھنا:-

سوال(۳۰/۶۴۲):-سر پر پگھڑی باندھنے کا شریعت میں کیا حکم ہے ؟ کیا وہ سنت مؤکدہ نہیں ہے؟ کیوں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیشہ عمامہ پہنا ہے تو موجودہ زمانہ میں عوام تو ٹھیک مگر خواص میں علماء کرام تک صرف ٹوپی پہنتے ہیں اس میں بھی بعض تو اتنی چھوٹی ٹوپی پہنتے ہیں کہ جس سے سر کا پونا حصہ ہی چھپتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اگر ٹوپی پہننے میں عمامہ کے مقابلہ میں ثواب کم ملتا ہو تو پھر عمامہ کیوں نہیں پہنتے؟ اگر ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہ ہو تو پھر ٹوپی کیسی ہونی چاہئے؟ اور سر کا کتنا حصہ چھپانا چاہئے؟

جواب(۳۰/۶۴۲):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

نماز میں بھی عمامہ پہننا سنت مؤکدہ نہیں ہے نہ باندھنے سے نماز میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوگا، مستحب ہے،ٹوپی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے،صحابہ رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں سر سے لگی رہتی تھی آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا تھا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مظاہر حق:۱۶۲/۵)

پاسپورٹ کے لئے تصویر:-

سوال(۳۱/۶۴۳):-پاسپورٹ بنانے کے لئے تصویر کھینچ سکتے ہے یا نہیں؟

جواب(۳۱/۶۴۳):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

پاسپورٹ بنانے کے لئے تصویر کھینچنے کی علماء کرام نے اجازت دی ہے،ضرورت کے بغیر تصویر کھینچنا حرام ہے، پاسپورٹ کے لئے بنائی گئی تصویر کوبھی دل سے برا سمجھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امدادالفتاوی:۲۵۳/۴)

حج کے لئے تصویر:-

سوال(۳۲/۶۴۴):- حج یا بیرون ملک سفر کرنے کے لئے پاسپورٹ حاصل کرنا اوراس کے لئے تصویر بنانا ضروری ہے تو کیا شریعت اس کام کے لئے تصویر بنانے کی اجازت دیتی ہے؟

جواب(۳۲/۶۴۴):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مجبوری کی حالت میں جائز ہے،مگر دل سے برا سمجھ کر استغفار کرے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کردے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۲۵۳/۴)

ضرورت کے لئے تصویر:-

سوال(۳۳/۶۴۵):- میں نے اپنی لڑکی جس کی عمر نوسال کی ہے اس کی تصویر بنائی ہے اس نیت سے کہ خدانخواستہ اگر کسی دن گم ہوجائے یا اغوا کرلی جائے تو سرکاری آدمیوں کو اس کی تصویر بتائی جاسکے،تو ایسی صورت میں تصویر بنا کر کسی صندوق یا کسی ایسی جگہ میں رکھی جائے کہ جس پر کسی کی نظر نہ پڑے تو شریعت کا حکم اس کے بارے میں کیا ہے؟

جواب(۳۳/۶۴۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سوال میں ذکر کردہ مقصد کے خاطر تصویر بنانا جائز نہیں،اس کو پھاڑ کر پھینک دینا چاہئے اور سچی پکی توبہ کرے ورنہ سخت وعید کا مستحق ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

عن طلحة قال قال النبیﷺ لاتدخل الملائكة بيتافيه كلب و لاتصاوير۔(مشکوۃ:ص۳۸۵)

سرکاری کام کے لئے تصویر بنانا:-

سوال(۳۴/۶۴۶):- بسو(نام کے) گاؤں میں پانچ شہید ہوگئے ہیں ان شہید ہونے والے شخصوں کے ناموں پر ٹیکسیاں ہیں اوراب وہ ٹیکسیاں ان کی عورتوں کے نام پر کرنا ہے جس میں ان عورتوں کی تصویر کی ضرورت پڑتی ہے،اگر تصویریں نہ ہوں تو گاڑیاں ان کے نام پر نہیں ہوتیں،لہذا ان عورتوں کی

تصویریں بنا کر سرکاری آفس میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب(۳۴/۶۴۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اگر مرحوم شہیدوں کے لڑکے ہوں تو ان کے نام پر کر دینا بہتر ہے۔ سرکاری قانون کی وجہ سے مجبوری کے درجہ میں تصویر بنانا منع نہیں ہے۔ اگر مرحومین کی عورتوں کے نام ہی ٹیکسیاں کرانا ضروری ہو تو بدرجۂ مجبوری تصویر بنا سکتے ہیں، حتی الامکان بچنا بہتر ہے اور مجبوری کی حالت میں دل کی ناراضگی کے ساتھ تصویر بنا سکتے ہیں۔ دلوں کا مالک خدا ہے اور وہ ہماری مجبوریوں کو جانتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قبلہ کی طرف تھوکنا:-

سوال(۳۵/۶۴۷):-قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا کیسا ہے؟ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۳۵/۶۴۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

قبلہ طرف تھوکنا منع ہے، اس سے قبلہ کی بے ادبی ہوتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

گلے پر سے بال کاٹنا:-

سوال(۳۶/۶۴۸):-ڈاڑھی ایک مشت سے زائد ہو تو کٹا سکتے ہیں؟ آنکھوں کے پاس چہرہ پر کے بال استرہ سے کاٹنا کیسا ہے؟ گلے کے اوپر کے بال کاٹنا کیسا ہے؟

جواب(۳۶/۶۴۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تینوں قسموں (ڈاڑھی ایک مشت سے زائد ہو، چہرہ پر کے بال، اور گلے) کے بال کاٹنا جائز ہے۔ گناہ نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۲۲۳/۴)

عورتوں کا سر کے بال کاٹنا:-

سوال(۳۷/۶۴۹):-آج کل بہت سی لڑکیاں اور عورتیں سر کے بال کٹا کر مردوں کی طرح بال رکھتی ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۳۷/۶۴۹):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

عورتوں کے لئے مردوں کی طرح (فیشن والے) بال رکھنا مکروہ تحریمی ہے، فاسق اور گنہگار کہلائے گی اور عذاب کی مستحق ہوگی، یہ غیر مسلم عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے جن پر لعنت کی گئی ہے،

''من تشبه بقوم فھو منھم ''یعنی جو دوسری قوم کی مشابہت اختیار کرے گی وہ ان میں سے ہوگی، یعنی ان کا ایمان خطرہ میں ہے، صحابیات عورتیں اس طرح بال کاٹتی نہیں تھیں، عورت کی زینت چوٹی میں ہے جیسے مرد کی زینت ڈاڑھی میں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادلفتاوی:۲۲۷/۴)

ٹی وی پر مذہبی پروگرام دیکھنا:-

سوال(۳۸/۶۵۰):-موجودہ دور میں جو ٹی وی کی ایجاد ہوئی ہے اس میں مختلف قسم کے پروگرام آتے ہیں ان پروگراموں میں مذہبی پروگرام بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ ایک پروگرام میں مذہبِ اسلام کے متعلق سوال جواب کئے جاتے ہیں تو اس قسم کے مذہبِ اسلام کے متعلق سوال جواب کرنا، تلاوت اور اخبار دیکھنا جائز ہے؟

جواب(۳۸/۶۵۰):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

ٹی وی کا زیادہ استعمال غیر مذہبی کاموں میں ہوتا ہے، اس پر عورتوں کی تصویریں بتائی جاتی ہے اور گانے سنائے جاتے ہیں اس لئے منع کیا جاتا ہے، مذہبی پروگرام کے لئے گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۱۶۶/۹)

عورت کا ستر دیکھنا:-

سوال(۳۹/۶۵۱):-کسی بھی عورت کا گھٹنوں سے اوپر کا حصہ دیکھنا جائز ہے؟ آج کل کی نوجوان لڑکیاں آدھی عریانیت والا لباس پہن کر راستوں پر پھرتی ہیں ان پر نظر پڑ جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۳۹/۶۵۱):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

نظر نیچی رکھنی چاہئے، شہوت کے بغیر اچانک نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں، شہوت کے ساتھ نظر ڈالنے سے وعید کا مستحق ہوگا اور آنکھ کا زنا کہلائے گا جس سے آنکھ میں آگ کی سلائی ڈالی جائے گی۔ اللہ بچائے۔ (فقط واللہ اعلم بالصواب۔

وعن بریدة قال قال رسول اللّٰه ﷺ لعليّ یاعلی لاتتبع النظرة النظرة فان لك الاولىٰ ولیست لك الاخرة۔ (مشکوۃ شریف:ص،۲۶۹)

اجنبیہ عورت کو ہدیہ دینا:-

سوال(۴۰/۶۵۲):-شراب بیچنے والے ایک آدمی کا ایک عورت کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے اگر وہ مرد

اس عورت کو پیسے، زیورات، کپڑے وغیرہ بدنیتی کے ساتھ دے تو یہ چیزیں اس عورت کے لئے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر عورت اپنی بھول کا اقرار کر کے توبہ کرلے تو وہ چیزیں استعمال کرنا جائز ہے؟ یا ان چیزوں کی قیمت غریبوں کو دینا چاہے تو دے سکتے ہیں؟

جواب(۶۵۲/۴۰):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ذکر کردہ ساری چیزیں استعمال کرنا جائز نہیں، اصل مالک کو واپس کر دینی چاہئے اگر وہ واپس لینے سے انکار کرے تو ثواب کی نیت کے بغیر غریبوں کو دے دینی چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(احسن الفتاوی:۹/۱۰۳)

دوائی اور علاج کے مسائل

خنزیر کی چربی دوائی کے طور پر استعمال کرنا:-

سوال(۶۵۳/۴۱):-خنزیر کی چربی دواؤں میں ملا کر یا کسی حکیم یا ڈاکٹر کے کہنے پر جسم پر لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۶۵۳/۴۱):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

خنزیر کی چربی نجس العین ہے اس لئے کھانے کی دوائی ہو یا جسم پر لگانے کی ہو جائز نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۹/۱۰۳)

ٹانک میں الکحل:-

سوال(۶۵۴/۴۲):-انگریزی دواؤں میں خاص کر کے طاقت کی دواؤں میں کچھ مقدار میں الکحل ضرور ہوتا ہے کوئی غیر مسلم ڈاکٹر ایسی ٹانک یا دوا لکھ دے یا اپنے جسم میں کمزوری محسوس ہونے کی وجہ سے بازار میں سے ویٹامن بی کومپلیکس والی دوائی خریدے جس میں الکحل ہوتا ہے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب(۶۵۴/۴۲):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

فتوی کے اعتبار سے ایسی دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہے، البتہ تقوی یہ ہے کہ ایسی دواؤں سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امداد الفتاوی:۴/۲۰۵۔کفایت المفتی:۹/۱۰۸)

دوامیں ناپاک چیز:-

سوال(۴۳/۶۵۵):-ایک جاننے والے آدمی کا کہنا ہے کہ آدمی کے پاخانہ یاجانور کے گوبر میں جو کیڑے ہوتے ہیں اس کو پانی میں ڈال کر گرم کر کے پیا جائے تو اس سے دمہ کی بیماری میں فائدہ ہوتا ہے تو کیا اس قسم کی چیزوں کا استعمال دوائی کے طور پر کر سکتے ہیں؟

جواب(۴۳/۶۵۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حرام چیزوں کے ذریعہ علاج کرنا جائز نہیں۔البتہ مجبوری کے درجہ میں اس کے بغیر کوئی علاج نہ ہواور ایسی حرام اور ناپاک چیزوں کے استعمال سے شفاء ملنے کا یقین ہو اور کوئی مسلمان ڈاکٹر یا حکیم نے کہا ہو تو گنجائش ہے؛ عام حالت میں استعمال کرنے کی گنجائش نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امدادالفتاوی:۴/۲۰۵)

شراب کو دوائی کے طور پر پینا:-

سوال(۴۴/۶۵۶):-میری بیوی جس کی عمر ۲۸ سال کی ہے،وہ اخیری سات سال سے دمہ کی بیماری میں مبتلا ہے بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کرانے کے باوجود کوئی فائدہ نہیں،اس کو ہمیشہ سردی بھی رہتی ہے، بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کو برانڈی (انگلیش شراب) پلاؤ تو فائدہ ہوگا؛ ڈاکٹر سے مشورہ نہیں لیا مگر تجربہ کار لوگوں کا کہنا ہے تو دوائی کے طور پر شراب کا استعمال کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب(۴۴/۶۵۶):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

صورت مسئلہ میں شراب پلانا جائز نہیں،کوئی ہوشیار،تجربہ کار مسلم ڈاکٹر یا حکیم ایسا مشورہ دے کہ اس بیمار کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی دوا نہیں تو ایسی مجبوری کی حالت میں شراب پلا سکتے ہیں؛ کیوں کہ دوسرا کوئی علاج کارگر نہیں یعنی شراب کے علاوہ دوسرا کوئی علاج نہیں تو ضرورت کے وقت مجبوری کی حالت میں حرام چیز استعمال کرنا جائز ہو جاتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شراب کب حلال ہے؟

سوال(۴۵/۶۵۷):-مسلمانوں کے لئے شراب حرام ہے مگر بعض علماء کا کہنا ہے کہ وہ حرام چیز بھی بعض اوقات پی سکتے ہیں تو صحیح کیا ہے؟ صحیح ہو تو کون سے وقت اس کا استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب(۶۵۷/۴۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

شراب حرام ہے۔مگر سخت مجبوری کی حالت میں جیسا کہ سخت پیاس لگی ہو جس میں جان جانے کا خطرہ ہو اور شراب کے علاوہ کوئی اور پاک چیز نہ ہو تو ایسے حالات میں تھوڑی سی شراب پی کر جان بچالے۔ یا سخت بیمار ہو اور ہوشیار مسلم ڈاکٹر یا حکیم نے بتایا ہو کہ شراب کے علاوہ اس بیماری کا کوئی علاج ہی نہیں اور اس کو شراب پینے سے صحت حاصل ہونے کا زیادہ یقین ہو تو دوائی کے طور پر استعمال کرنے کی گنجائش ہے؛ آج کل لوگ معمولی ضرورت کو مجبوری سمجھ لیتے ہیں یہ غلط ہے شریعت کے اعتبار سے مجبوری اس کو کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسرا کوئی علاج نہ ہو۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امداد الفتاوی:۲۰۵/۴)

خون بہنے کے خطرہ سے آپریشن:-

سوال(۶۵۸/۴۶):-ایک عورت کو بچہ پیدا ہونے کے وقت زیادہ خون بہنے کا خطرہ ہو تو یہ عورت (ضبطِ تولید کا) آپریشن کرا سکتی ہے؟ اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف آپریشن کرائے تو کون گنہگار؟

جواب(۶۵۸/۴۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اس طور پر آپریشن کرانا جائز نہیں۔مجبوری ہی کے درجہ میں ضبطِ تولید کا آپریشن کرانے کی گنجائش ہے۔اس کام سے شوہر ناراض ہو تو وہ گنہگار نہیں،عورت خطا کار ہے،ضبطِ تولید ایک فتنہ ہے جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہو چکے ہیں،بے ایمانوں کی مذکور اسکیم سے مسلمانوں کو ضرور بچنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔

مجبوری کے درجہ میں ضبط تولید:-

سوال(۶۵۹/۴۷):-گذشتہ سال میری عورت کو اسقاط حمل ہو گیا اور کافی مقدار میں خون بہ جانے کی وجہ سے کمزوری آگئی،دو،تین لیڈیس ڈاکٹر کو بتایا انہوں نے آپریشن کا مشورہ دیا تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب(۶۵۹/۴۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

بہت زیادہ مجبوری کی حالت میں آپریشن کرا کر رحم دانی نکال دینے کی شریعت نے اجازت دی ہے، مجبوری کے بغیر منع ہے جیسا کہ آج کل ایک ہوا چلی ہے کہ سرکار اناج کی کمی ، بھوک کا ڈر دلا کر آپریشن کرانے کی ترغیب دیتی ہے۔اس مسئلہ میں غیر مسلم لیڈیس ڈاکٹر کا مشورہ معتبر نہیں۔کوئی ماہر مسلمان ڈاکٹر یا حاذق حکیم مشورہ دے تو بغیر کسی حرج کے آپریشن کرا سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

روزی کی تنگی کی وجہ سے ضبط تولید:-

سوال(۶۶۰/۴۸):-ایسے مشکل حالات میں اناج،غلہ کی کمی کے ڈر کی وجہ سے کچھ مسلمان ضبطِ تولید کا سہارا لیتے ہیں تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۶۶۰/۴۸):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اناج کی کمی کے ڈر سے ضبطِ تولید کرانا منع ہے، یہ کافروں کا عقیدہ ہے اسلام سے پہلے بھوک کے ڈر کی وجہ سے لوگ اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے۔اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ جو خالق ہے وہی رب ہے۔اس کی فکر ہمیں نہیں کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

مانع حمل چیز استعمال کرنا:-

سوال(۶۶۱/۴۹):-میری اقتصادی حالت اچھی نہیں ہے مجھے ایک لڑکا ہے میں نے یہ سوچا کہ میری عورت کو مانع حمل چیز استعمال کراؤں تا کہ جماع کرنے کی وجہ سے استقرار حمل نہ ہو جائے!اور لڑکے کی پرورش اچھی طریقہ سے ہو سکے اور عورت کی صحت بھی خراب نہ ہو گھر اور مالی حالت میں بھی زیادہ پریشانی نہ ہو تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۶۶۱/۴۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اقتصادی پریشانی سے ڈر کر مانع حمل چیزوں کا استعمال کرنا منع ہے، یہ تو غیر مسلموں کا غلط عقیدہ ہے۔اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ سب کو روزی دینے والا اللہ ہے، ہر آدمی اپنی تقدیر لے کر پیدا ہوتا ہے۔اور نکاح کے اور مقاصد میں سے ایک مقصد امت محمدیہ کی زیادتی ہے لہذا اندکور مقصد کے خاطر مانع حمل چیز استعمال کرنا جائز نہیں، البتہ عورت کی صحت اور بچہ کی اچھی پرورش کو مدنظر رکھ کر عورت کی رضامندی سے عزل کرنا جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ویعزل عن امته بغیر اذنها و لا یعزل عن زوجته الا باذنها۔ (ہدایہ:۴/۴۶۷)

نیرودھ استعمال کرنا:-

سوال(۶۶۲/۵۰):-ضبطِ تولید کے آلات میں سے بازار میں جو نیرودھ ملتا ہے، پانچ چھ بچے ہو جانے کے بعد اس ڈر سے کہ بچے زیادہ ہو جائیں گے تو ان کا نان ونفقہ پورا ہو گا یا نہیں استعمال کرنا جائز ہے یا

نہیں؟

جواب(۵۰/۶۶۲):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکورعقیدہ رکھتے ہوئے نیرودھ کا استعمال کرنا حرام اورمنع ہے؛ توکل علی اللہ کے خلاف ہے۔ خالق اوررب اللہ تعالیٰ ہی ہے،قرآن شریف میں ہے﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ ہر جانوراور جاندارکوروزی پہونچانے والا اللہ ہی ہے۔ضبطِ تولیدایک قسم کا فتنہ ہے جوایمان خراب کرنے والا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۲۸۸/۵)

غیرمسلم کاخون:-

سوال(۵۱/۶۶۳):- ہمارے یہاں انگلینڈ میں جب اپینڈیس(یادوسری کسی بیماری) کا آپریشن ہوتا ہے تب ہسپتال میں مریض کوخون چڑھایا جاتا ہے یہ خون مسلم کا ہے یا غیرمسلم کا اس کا علم نہیں ہوتا؛ ساؤتھ افریقہ میں عام مریض کے لئے رشتہ داریاخاندان میں سے کسی کا خون لے کر چڑھایا جاتا ہے،تو یہاں یہ سوال مطلوب ہے کہ اس قسم کا خون لینا یا جہاں اس طور پرخون چڑھایا جاتا ہوآپریشن کرانا کیسا ہے؟

جواب(۵۱/۶۶۳):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حرام چیز(خون،شراب وغیرہ) سے علاج کرانے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیےالبتہ مجبوری میں ایساعلاج کرانے کی گنجائش ہے،یعنی اس طور پرعلاج،آپریشن نہ کرائے تو جان جانے کا یاہلاک ہو جانے کا خطرہ ہو یاعلاج میں شفاء کی مکمل توقع ہوتو علاج کی گنجائش ہے۔مجبوری کے بغیرایساعلاج کرانا منع ہے،مجبوری میں غیرمسلم کا خون چڑھاسکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۱۱۵/۹)

خودکشی کرنا:-

سوال(۵۲/۶۶۴):- شریعت کے اعتبار سے خودکشی کرنا کیسا ہے؟

جواب(۵۲/۶۶۴):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

خودکشی کرنا حرام موت سے مرنا ہے جوقطعی حرام ہے اورسخت گناہ ہے،حدیث شریف میں آتا ہے کہ خودکشی کرنے والا ہمیشہ اس عذاب میں مبتلا رہے گا،(خدا کی پناہ) خودکشی کرنے کا اگرخیال آئے تو لاحول ولاقوة الاباللّٰه اوراستغفارکثرت سے پڑھنا چاہئے اس سے شیطانی خیال دورہوجائے گا۔فقط

واللہ اعلم بالصواب۔

رشوت لینا اور دینا:-

سوال(۵۳/۶۶۵):- رشوت لینا اور دینا اور دلانا جائز ہے؟

جواب(۵۳/۶۶۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہے اور دلانا بھی منع ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم على الراشي والمرتشي یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (مشکوۃ شریف،ص:۳۲۶)

جیسے سود لینا اور دینا دونوں حرام ہے اسی طرح رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہے، اس لئے دونوں سخت گنہگار ہوکر سخت عذاب کے مستحق ہوں گے، البتہ ظلم سے بچنے کے لئے مجبوراً رشوت دینے کی گنجائش ہے کہ اگر رشوت نہیں دیگا تو اس پر ظلم کیا جائے گا اور حق نہیں ملے گا۔ رشوت لینا کسی بھی حالت میں جائز نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ واعلم بأن الرشوة أنواع الخ۔ (عالمگیری:۳۳۱/۳)

باب دوازدہم۔شرکت

پرندہ اور جانور شرکت پر:-

سوال(۱/۶۶۶):- ایک آدمی نے اپنی مرغی دوسرے آدمی کو شرکت کے طور پر اس طرح دی کہ وہ آدمی مرغی کے لئے انتظام کرے اس کو دانا اور پانی دے(تربیت کرے) اور مرغی جب انڈے دینے لگے تب آدھے انڈے مالک لیلے اور آدھے انڈے انتظام اور تربیت کرنے والا لیلے اور اسی طرح جب انڈوں سے بچے پیدا ہوں تو دونوں آدھے آدھے تقسیم کرلے اس طور پر پرندہ یا جانور یا گائی یا بکری یا بھینس آدھی شرکت پر دینا جائز ہے؟

جواب(۱/۶۶۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

شرکت پر جانور دینے کا معاملہ منع اور فاسد ہے، اجرت متعین کرلینی چاہئے انتظام اور تربیت کرنے والا اجرت کا حقدار ہے اور جانوروں کی بڑھوتری انڈے بچے مالک کو ملیں گے۔فقط واللہ اعلم۔

باب سیزدہم۔تجارت

شراب بنانے کے لئے مال بیچنا:-

سوال(۱/۶۶۷):-ایک مسلمان بھائی کوایک ہندو کے ساتھ دوستی ہے، وہ ہندوشراب بنانے کا کام کرتا ہے،مسلمان بھائی اس ہندودوست کودوکان دار کے وہاں سے شراب بنانے کا مال سامان اپنی ذمہ داری پر دلاتا ہےتواس کے متعلق شریعت کا کیاحکم ہے؟

جواب(۱/۶۶۷):--حامدا و مصليا و مسلما،هوالموفق للصواب.

جب مسلمان کومعلوم ہے کہ شراب بنانے ہی کے لئے اس کا دوست خریدتا ہے اور مسلمان ضامن بن کردلاتا ہےتو گویا گناہ کے کام میں مدد کررہا ہےلہذااحتیاط اس میں ہے کہ مسلمان کوچاہئے کہ ضامن بن کرنہ دلائے گناہ کے کام میں مدد کرنا بھی گناہ ہےاورحکومت کے قانون کے مطابق بھی شراب بنانا اور بیچنامنع ہےاورحکومت کےقوانین کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ذلیل ہونے کا خطرہ ہےمسلمان کے لئے اپنی عزت کوبچاناضروری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

واذاباع المسلم خمراواخذثمنهاوعليه دين الخ۔ (ہدایہ:۴/۴۷۲)

شراب کے لئے گوڑ بیچنا:-

سوال(۲/۶۶۸):-ایک آدمی کی اناج وغیرہ کی دوکان ہےجس میں ہرایک قسم کے گوڑ بکتے ہیں اس میں سے کئی قسم کے گوڑشراب بنانے کے استعمال میں آتے ہیں ایسے گوڑ اورشراب بنانے کے لئے استعمال کیے جانے والےلکڑے وغیرہ کی مزدوری لےکراس کے گھر پہونچانا شریعت کےاعتبارسے کیاحکم رکھتاہے؟

جواب(۲/۶۶۸):--حامدا و مصليا و مسلما،هوالموفق للصواب.

ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کےنزدیک جائز ہے،جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ''جوآدمی شراب بناتا ہےاس کوشیرہ بیچنے میں کوئی حرج کی بات نہیں'' گوڑشراب کےعلاوہ دوسرے کاموں میں بھی استعمال کیاجاتا ہےلہذااس کی تجارت کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں،مگر جب وثوق کےساتھ معلوم ہوجائے کہ اس سےشراب ہی بنائی جائے گی اوروہ آدمی مسلمان بھی ہےتوایسی صورت میں یہ کام تقوی کےخلاف ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (ہدایہ:۴/۴۷۲)

اخبار سننے کے لئے ریڈیو خریدنا:-

سوال(۳/۶۶۹):- میرے ایک دوست نے ریڈیو خریدا ہے اس نے قسم کھائی ہے کہ کبھی گانا نہیں سنوں گا صرف تلاوت کلام پاک، تفسیر اور اخبار سنوں گا تو کیا اس مقصد کے خاطر ریڈیو رکھنا جائز ہے؟

جواب(۳/۶۶۹):-حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

قراءت، اخبار اور دیگر جائز باتیں سننے کے لئے ریڈیو رکھنا جائز ہے۔ ناچ، گانا سننا منع ہے۔ ریڈیو وہ گراموفون کی طرح نہیں ہے، بلکہ ایک مشینری ہے جو اچھے اور خراب دونوں کاموں میں استعمال ہوتا ہے اس لئے ریڈیو رکھنا مطلقا منع نہیں، گانا سنے گا تو گنہگار ہوگا اور اپنے قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی: ۹/۱۶۶)

کمیشن لینا:-

سوال(۴/۶۷۰):- ایک آدمی کپڑے کی فیکٹری کے مالک کے پاس سے کپڑا لے کر تاجر کو بیچے یا دے، فیکٹری کا مالک اس کو ایک روپیہ فیصد دیتا ہے تو اس طرح دلالی اور کمیشن لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب(۴/۶۷۰):-حامدا و مصلیا و مسلما، هو الموفق للصواب.

اس طور پر دلالی اور کمیشن لینا جائز ہے، مگر کمیشن پہلے ہی سے متعین کر لینا چاہئے، یہ سود نہیں اور حلال کی کمائی ہے اپنی ضروریات کے لئے بغیر کسی حرج کے استعمال کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امداد الفتاوی: ۳/۱۲۹)

کمیشن لینا:-

سوال(۵/۶۷۱):- میرے پاس کوئی دوست احباب جاپانی کپڑا منگواتا ہے تو میں دوسرے کے پاس سے لا دیتا ہوں اور ان کپڑوں پر تھوڑا نفع بھی لے لیتا ہوں اور بعض لوگ مجھے کہتے ہیں کہ مکان کا خریدار لے آنا، میں خریدار لاتا ہوں تب مکان مالک کو میں کہتا ہوں کہ تھوڑی بخشش مجھے دینا پڑے گی تو اس طرح بخشش لے سکتے ہیں؟ فورین کی چیزیں نفع لے کر بیچ سکتے ہیں اور اگر فورین سے آنے والا آدمی ٹیپ ریکارڈر یا ریڈیو لایا ہوا س کو بیچنے کے لئے مجھے کہتے ہیں میں گاہک لے آتا ہوں اور اس پر بھی گاہک کے پاس سے نفع لوں تو اس طرح کرنا جائز ہے؟ اسی طرح میں جاپانی گڑھیاں بھی بیچتا ہوں تو یہ جائز ہے؟

جواب(۵/٦٧١):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

نفع (کمائی) حلال ہوگا،مگر اپنی عزت کا خیال رکھے تھوڑے سے نفع کے خاطر ذلیل نہ ہو، دلالی یا کمیشن ایک طرف سے ہوتو جائز ہے دونوں طرف سے لینا جائز نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(کفایت المفتی :۲۹/۸)

لائیسنس بنانے کے لئے کمیشن لینا:-

سوال(٦/٦٧٢):-حکومت کی طرف سے اسپریٹ بیچنے کے لئے لائیسنس ملتے ہیں، میرے پاس پچیس لائیسنس ہیں اور ہر ایک لائیسنس پر دو روپیہ زیادہ لے کر بیچ دیتا ہوں اور تاجر آدمی اس پر مال لاکر زیادہ نفع سے بیچتا ہے تو اس طور پر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب(٦/٦٧٢):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

اسپریٹ کے لائیسنس پر دو روپیہ لے کر بیچنے کا معاملہ فاسد ہے؛اور نفع حرام ہے۔مال پر قبضہ کئے بغیر تصرف کرنا (بیچنا،بخشش کرنا) جائز نہیں۔جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔مزید یہ کہ اسپریٹ ایک قسم کی شراب ہے اس لئے اس کو بیچنا بھی حرام ہے۔البتہ چولہا اور پیٹرومیکس بتی جلانے کے لئے اسپریٹ کا استعمال جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امداد الفتاوی:۲۹/۸)

شیر خریدنا:-

سوال(۷/٦٧٣):-کیا کمپنیوں کے معمولی شیروں میں پیسے روکنا جائز ہے؟اس سے پہلے ایک بزرگ سے سنا تھا کہ جو کمپنی سودی لین دین کرتی ہو اس کمپنی کے شیر خریدنا جائز نہیں فی الحال تو شاید ہی کوئی کمپنی ایسی ہو جو سودی لین دین نہ کرتی ہو،تفصیل کے ساتھ رہنمائی فرمائیں۔

جواب(۷/٦٧٣):-حامدا ومصليا ومسلما،هو الموفق للصواب.

تجارت کرنے والی کمپنیوں کے شیر خریدنا اور نفع کے ساتھ بیچنا جائز ہے اور سودی لین دین کرنے والی کمپنیوں کے شیر خریدنا جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (نظام الفتاوی:ص۔۱۹۹)

شیروں کے ڈیویڈنڈ فنڈ خریدنا:-

سوال(۸/٦٧٤):-میں کچھ کمپنیوں کے آڈینری شیر خریدنا چاہتا ہوں اور اس پر جو ڈیویڈنڈ سود ملے اس

کوغریبوں کے درمیان ثواب کی نیت کے بغیر تقسیم کرنا چاہتا ہوں اب مستقبل میں ان شیروں کی قیمت بڑھنے کی امید ہو اور ان کو بازاری بھاؤ کے مطابق بیچ کر اس کا زیادہ نفع لینا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب(۸/۶۷۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

تجارت کرنے والی کمپنیوں کے شیروں کا ڈیویڈنڈ سود نہیں ہے،خود استعمال کر سکتے ہیں،جمع کردہ رقم سے جو زیادہ ملے وہ سود ہے،جو غریبوں کو دیدینا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

کمپنیوں کے شیر خریدنا:-

سوال(۹/۶۷۵):-کمپنیوں کے شیر خریدنا اور جب بھاؤ بڑھے تو بیچنا جائز ہے؟

جواب(۹/۶۷۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

سودی لین دین کے بغیر تجارت کرنے والی کمپنیوں کے شیر خرید کر بیچ سکتے ہیں،سودی لین دین کرنے والی کمپنیوں کے شیر خریدنا منع ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۱۳۰/۳)

قصائی کا پیشہ کرنا:-

سوال(۱۰/۶۷۶):-قصائی کا پیشہ کرنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں سلیم خان نامی ایک نیک دین دار نمازی آدمی یہ پیشہ کرتے ہیں تو بہت سے لوگ ان کو منع کرتے ہیں کہ اس طور پر روزانہ جانور کاٹنا اچھا نہیں۔

جواب(۱۰/۶۷۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکورہ پیشہ بغیر کسی حرج کے جائز ہے۔کھانے یا بیچنے کے لئے روزانہ حلال جانور ذبح کرنا گناہ کا کام نہیں،جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ کام اچھا نہیں ان کی بات بلا دلیل ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(کفایت المفتی:۳۷۵/۷)

کالا بازاری کا پیشہ کرنا:-

سوال(۱۱/۶۷۷):-کالا بازاری کے ذریعہ کپڑا خرید کر پہننا جائز ہے یا نہیں؟ ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ کالا بازاری کا پیشہ کرنا کیسا ہے؟

جواب(۱۱/۶۷۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

کالا بازاری کا مال چوری کے حکم میں نہیں دونوں میں فرق ہے،کسی بھی چیز کی چوری کرنے کی وجہ

سے چوری کرنے والا اس چیز کا مالک نہیں بنتا اس لئے اس کے پاس سے خریدنا جائز نہیں۔ کالا بازاری کا مال خریدنا جائز ہے، بہ شرطیکہ حکومت کی طرف سے پکڑے جانے کا خطرہ نہ ہو، لہذا کالا بازاری کا کپڑا پہن کر بغیر کسی حرج کے نماز درست ہو جاتی ہے، اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں، کالا بازاری کا پیشہ اگر بے عزتی کا خطرہ ہو تو نہیں کرنا چاہئے، مسلمان کی عزت زیادہ قیمتی چیز ہے، معمولی فائدہ کے لئے عزت کا نیلام نہیں کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی: ۳۹۴/۷)

زیادہ دام لینے زخیرہ اندوزی کرنا:-

سوال (۱۲/۶۷۸):- ایک تاجر نے کچھ مال خریدا پھر اس مال کو اس امید سے زخیرہ کیا کہ اس کا دام خوب بڑھے گا اس طور پر زخیرہ اندوزی کرنے کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب (۱۲/۶۷۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

بازار میں مال کی کمی ہو اور زخیرہ اندوزی کرنے کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی برداشت کرنا پڑتی ہو اس کو احتکار (زخیرہ اندوزی) کہتے ہیں جو حرام ہے، مال کی قلت کے زمانہ میں زخیرہ اندوزی کر کے مال نہ بیچنا حرام ہے۔ مال کی اگر فراوانی ہو تو زخیرہ اندوزی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ويكره الاحتكارفي اقوات الادميين والبهائم اذاكان ذلك في بلديضر الاحتكار باهله۔

(ہدایہ: ۴۷۳/۴)

ادھار میں زیادہ دام لینا:-

سوال (۱۳/۶۷۹):- ادھار بیچنے میں نقد دام کے مقابلہ میں زیادہ بھاو لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب (۱۳/۶۷۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ادھار میں زیادہ دام لینا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امداد الفتاوی: ۲۰/۳)

رہن رکھی ہوئی چیز بیچنا:-

سوال (۱۴/۶۸۰):- ایک آدمی میرے پاس اپنی گھڑی رکھ کر کچھ پیسہ لے گیا اور کہا "مجھے اتنے روپیہ دو، وہ رقم میں آپ کو ایک مہینہ میں واپس کر دونگا اور میری گھڑی واپس لے جاؤنگا اور ایک مہینہ میں رقم واپس نہ کروں تو یہ گھڑی آپ کی ملکت سمجھنا" اب وہ مدت گزر گئی اس کے باوجود پیسہ واپس کرنے

اور گھڑی لینے نہیں آیا تو یہ گھڑی میری ملکت کہلائے گی یا نہیں؟اس طور پر دیگر چیزوں (گھر ،کھیت، وغیرہ) کا معاملہ کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب(۱۴/۶۸۰):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

اس طور پر بیچنا درست نہیں،بل کہ وہ گھڑی قرض کے عوض میں رہن سمجھی جائے گی اور وہ امانت کے حکم میں ہے۔لہذا آپ کا قرض جب وصول ہو جائے تب اس کی گھڑی واپس کر دینا ضروری ہے،اس کو استعمال کرنا جائز نہیں گھر ،زمین کا بھی یہی حکم ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(کفایت المفتی :۱۳۸/۸)

ریڈیو مرمت کرنا:-

سوال(۱۵/۶۸۱):- میں ریڈیو کی مرمت اور بیچنے کا کام کرتا ہوں تو اس آمدنی سے صدقہ ، حج ، زکوۃ دے سکتا ہو یا نہیں؟اور یہ کام کرنا شریعت کے اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب(۱۵/۶۸۱):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ریڈیو بیچنا اور مرمت کرنا شرعی طور پر جائز ہے،گانا بجانے کے آلات بیچنا منع ہے کیوں کہ وہ محض اسی میں استعمال ہوتے ہیں،ریڈیو کا استعمال اچھے کام میں بھی ہوسکتا ہے جیسے قراءت ،وعظ،اخبار سننا وغیرہ۔لہذا کسی بھی حرج کے بغیر جائز ہے،اس کی آمدنی سے حج ،زکوۃ ،صدقہ وغیرہ ادا کر سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

أن ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما، وإلافتنزيها۔ (شامی:۵۶۱/۹)

بتوں والا کیلنڈر:-

سوال(۱۶/۶۸۲):- ایک آدمی کی دوکان ہے اس کی اچھی خاصی تجارت بھی چلتی ہے اس کو ہر سال تاجروں کی طرف سے ہدیہ کے طور پر کچھ کیلنڈر ملتے ہیں اس میں سے کچھ کیلنڈروں پر ہندوؤں کی دیوی، دیوتاؤں اور بتوں کی تصویریں ہوتی ہیں،تو یہ کیلنڈر لے سکتے ہے کہ نہیں؟اسی طرح ایسے کیلنڈر غیر مسلم کو ہدیہ کے طور پر دے سکتے ہیں؟ کیوں کہ ایسے کیلنڈر غیر مسلموں کو دیئے جائیں تو غیر مسلم اس کی پوجا کریں گے تو اس پوجا کا گناہ دینے والے کو ہوگا؟

جواب(۱۶/۶۸۲):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سب سے پہلے تو اس قسم کے بتوں اور دیوی، دیوتاؤں کی تصویر والے کیلنڈر نہیں لینے چاہئے، اس کو صاف عذر بیان کر دینا چاہئے، اگر کہیں سے ایسے کیلنڈر آ جائیں تو غیر مسلم کو بھی نہیں دینے چاہئے، ایسی تصویروں پر کاغذ لگا کر استعمال کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امدادالفتاوی:۳/۴۸۱)

سودی ادارہ میں کپاس بیچنا:-

سوال(۱۷/۶۸۳):- کچھ لوگ اپنا کپاس ایسے اداروں میں بیچتے ہیں جو ادارے لوگوں کو سود پر رقم دینے کا معاملہ کرتے ہیں اور سود پر دینا ہی ان کا مستقل ہدف ہے، اس کے بدلہ میں کسان لوگ اپنا کپاس بیچ کر ادارہ کو مضبوط بناتے ہیں کچھ دیندار لوگ بھی اس ادارہ میں کپاس دیتے ہیں تو سودی لین دین کرنے والے ادارہ میں کپاس ڈالنے کا حکم کیا ہے؟ ادارہ اپنے پورے کپاس کا بیما بھی نکالتا ہے جس میں ان لوگوں کا بھی کپاس ہوتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے کپاس کا بھی بیما لیا گیا ہے تو شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب(۱۷/۶۸۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جس ادارہ میں شریعت کے خلاف سود، بیما وغیرہ جیسے کام ہوتے ہوں اس میں کسی قسم کا کام لینا جائز نہیں، جب کہ کپاس کا مالک اپنے طور پر بھی بیچ سکتا ہے کسی قسم کی لاچاری اور مجبوری بھی نہیں ہے۔

سود کے متعلق قرآن وحدیث شریف میں بہت سخت وعیدیں ذکر کی گئی ہیں، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے، حلال روزی حاصل کرنے کی کوششیں کرنی چاہئے۔

قرآن شریف میں ہے جو آدمی اللہ کا تقوی اور ڈر اختیار کرتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے روزی دیتے ہیں جہاں سے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حرام روزی کی وجہ سے عبادت اور بندگی قبول نہیں ہوتی۔فقط واللہ اعلم۔

فیٹ نکالے بغیر دودھ بیچنا:-

سوال(۱۸/۶۸۴):- مہسانہ (شہر) میں ایک کمپنی نے ڈیری فارم کھولا ہے جو اپنے خود کے پیسے اور گورمنٹ کی طرف سے سودی قرض لے کر تجارت کرتی ہے، کمپنی کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ

دودھ خرید کراس کو فروغ دے وہ کمپنی دور۔ دور کے دیہاتوں سے دودھ خریدتی ہے اور آسانی کے لئے ہر گاؤں میں فرع (شاخ) کھولتی ہے، وہ فرع والے دودھ خرید کر کمپنی کو بھیجتے ہیں کمپنی کا دودھ خریدنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو دودھ گاؤں دیہات سے کمپنی کی فرع بھیجتی ہے اس میں سے ایک بوتل دودھ بھر کر نمونہ لے لیتی ہے جو بوتل مستقل اسی کام کے لئے بنائی جاتی ہے اور اس پر ایک سے لے کر دس تک نمبر لکھے ہوئے ہوتے ہیں اسی نمبر کو فیٹ کہتے ہیں اس بوتل میں تیزاب ڈالکر ایک مشین سے اس میں سے گھی نکالتے ہیں اب اس میں کتنا گھی ہے؟ وہ دیکھ کر دودھ کی قیمت متعین کی جاتی ہے اور ہر ایک نمبر کی قیمت پہلے سے متعین ہوتی ہے جیسے ایک نمبر (درجہ) کی قیمت دس رپیہ ہوتی ہے دودھ خریدنے کا یہی طریقہ ہے جو اصل کمپنی اپنی فرع سے خریدتی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اصل کمپنی ہر ایک شاخ کے مجموعی دودھ کے فیٹ نکال کر اس سے متعین کر کے قیمت دیتی ہے اور شاخ والے الگ الگ فیٹ نکال کر اس کی قیمت دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ گاؤں، دیہات کی فرع اپنے گاہکوں سے گورمنٹ کی طرف سے متعین شدہ ناپ سے دودھ لیتی ہے اور شاخ کے پاس سے اصل کمپنی مقرر کردہ ناپ سے لیتی ہے، سب کے فیٹ برابر نہیں ہوتے صبح میں الگ نکلتے ہیں اور شام میں الگ؛ جس کے جتنے فیٹ ہوتے ہیں اس کو وہ بھاو لکھ کر دیدیتے ہیں، اب گاہک کو دودھ کا بھاو دودھ اصل کمپنی میں روانہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ فلاں نے کے دودھ کا یہ بھاو نکلا اور کمپنی کا قاعدہ ہے کہ ہر وقت نئے فیٹ نکالے اور دودھ لے تاکہ کوئی دودھ میں پانی نہ ملا سکے کیوں کہ پانی ڈالنے سے فیٹ کم نکلتے ہیں۔

تیسرا یہ کہ اصل کمپنی کا شاخ پر دباو ہوتا ہے کہ اپنی شاخ کو رجسٹرڈ کرائے، رجسٹرڈ کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ کم از کم ساٹھ سیر بھر کر اپنے روپیہ بینک میں جمع کرائے ایک سیر کے گیارہ روپیہ ہوتے ہیں جب تک روپیہ بینک میں رہیں گے سود ملتا رہے گا اور اگر ہم چاہیں کہ پیسہ بغیر سود کے امانت رہے تو بغیر سود کے وہ رقم جمع رہتی ہے اور رجسٹرڈ ہو جانے کے بعد اگر ہم رقم واپس لینا چاہے تو ایک روپیہ کاٹ کر دس رپیہ کے حساب سے دیتے ہیں اور اگر شاخ کو رجسٹرڈ نہ کرائیں تو کمپنی جب چاہے دودھ لینا بندھ کر دے اور اگر رجسٹرڈ کرائی ہو تو دودھ خریدنے کی ان کی ذمہ داری ہوتی ہے اور دودھ سے پاوڈر، کریم وغیرہ چیزیں بناتے

ہیں جس سے بہت بڑا نفع ہوتا ہے پھر وہ سالانہ حساب نکال کر خرچ کو منہا کر کے رجسٹرڈ شدہ شاخوں کو ان کے دودھ کے مطابق نفع تقسیم کرتے ہیں، اگر شاخ رجسٹرڈ نہ ہو تو نفع نہیں ملتا۔

اصل کمپنی شاخ کو روزانہ پیسہ ادا نہیں کرتی بل کہ کچھ دنوں کے بعد ایک ساتھ پیسہ دے دیتی ہے تو سب سے پہلے (۱) سوال یہ ہے کہ مذکور ترتیب کے مطابق شاخ اپنے گاہکوں کے ساتھ جو معاملہ کرتی ہے کہ فیٹ کی قیمت متعین مگر فیٹ کی خبر نہیں تو اس طور پر بیچنا شریعت کے اعتبار سے صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہ ہو تو بیع فاسد یا بیع باطل دونوں میں قیمت کا کیا حکم ہے؟ اس کے علاوہ کوئی طریقہ جائز ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) ایسے ہی شاخ کا معاملہ جو اصل کمپنی کے ساتھ ہو رہا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟

(۳) جس طور پر رجسٹرڈ کیا جاتا ہے اس طور پر رجسٹرڈ کرانا اور مسلمانوں کا اس میں حصہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ہر جگہ پر دودھ کی تجارت اسی طرح ہوتی ہے سب لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اس طرح مسلمانوں کو بچنا مشکل ہے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب (۱۸/۶۸۴):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

فیٹ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قیمت عقد (لین دین) کے وقت نا معلوم ہے، مال ہلاک ہونے سے پہلے قیمت کا معلوم ہونا شرط ہے، عقد میں ہر وہ جہالت جو مفضی الی المنازعت ہو اس سے عقد (لین دین) فاسد ہو جاتا ہے اس لئے مذکور معاملہ فاسد ہے باطل نہیں، کیوں کہ دونوں طرف سے مال کا تبادلہ مال سے ہو رہا ہے؛ عقد فاسد کے ذریعہ بیع و شراء کرنے والے بائع اور مشتری دونوں گنہگار ہوں گے ایسے عقد کو منسوخ کر دینا واجب ہے مگر عوض پر قبضہ کر لینے کے بعد احناف (حنفی مسلک) کے نزدیک ملک ثابت ہو جائے گی اس لئے دونوں کا تصرف کرنا معتبر سمجھا جائے گا قیمت خبیث (حرام) نہ ہوگی اگر گاہک کی موجودگی میں فیٹ نکال کر قیمت متعین کر لی جائے عقد (لین دین) جائز ہو جائے گا۔

(۲) دوسرا طریقہ بھی فاسد ہے۔ (۳) (۴) منع ہے۔ کیوں کہ جو کمپنی سودی لین دین کرتی ہو اور سود ہی سے چلتی ہو اس میں شرکت یعنی رجسٹرڈ کرا کر مذکور کمپنی کا ممبر بننا منع ہے؛ جو لوگ سود کو حلال جانتے ہیں ان کے لئے حرج نہیں مسلمان کے لئے جائز نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سود

کے فتنہ کے متعلق جو پیشین گوئی بیان فرمائی ہے وہ برحق ہے، اگر مالدار لوگ اس کی طرف توجہ دیں تو مسلمانوں کے لئے روپیہ، پیسہ کی کوئی کمی نہیں۔اور مسلمان الگ سے اپنی کمپنی بناوے تو بہت سے لوگ سود سے بچ سکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

باب چہاردہم۔کرایہ اور ملازمت

گھر میں جوا کھیلنا:-

سوال(۱/۶۸۵):- میں مسلمان ہوں اور میرے گھر میں لوگ جوا کھیلتے ہیں جوا کھیلنے والے روزانہ مجھے پانچ ،دس روپیہ دیتے ہیں،تو ایسے کام اور ایسی آمدنی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۱/۶۸۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جوا کھیلنے والوں کو مکان کرایہ پر دینے میں کوئی حرج کی بات نہیں؛امام صاحبؒ کے شاگردوں یعنی حضرت امام ابویوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی لکھا ہے، کیوں کہ گناہ کے کام میں کسی بھی قسم کی مدد کرنا منع ہے،جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:﴿ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان ﴾یعنی گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔امام صاحبؒ کی یہ رائی ہے کہ کرایہ پر دینے کے معاملہ کا دارومدار گھر کی منفعت پر ہے، پھر کرایہ پر لینے والے کو اختیار ہے جس طرح منفعت اٹھانا چاہے اٹھائے، ہدایہ میں لکھا ہے کہ کسی نے آتش کدہ بنانے کے لئے یا کنیسہ بنانے کے لئے مکان کرایہ پر دیا ہو تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، حاصل کلام یہ ہے کہ تقوی کے اعتبار سے مناسب نہیں فتوی کے اعتبار سے کوئی حرج نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ومن اجربيتاليتخذ فيه بيت ناراو كنيسة او بيعة اويباع فيه الخمربالسوادفلابأس۔

(ہدایہ:۴/۴۷۵)

(وجازإجارة البيت الخ)هذاعنده أيضاً لأن الإجارة على منفعة البيت۔

(شامی:۹/۵۶۲)

روپیہ دیکر غلام بنانا:-

سوال(۲/۶۸۶):- گجرات میں کھیتی کرنے والے ہندو اور مسلمان کسانوں کو شادی کرنے (دوسری

ضرورتوں) کے لئے پیسہ دینے کارواج ہے ،مگر اس شرط کے ساتھ کہ کھیتی کرنے والے کیسان کا لڑکا یالڑکی پیسہ دینے والے کے یہاں زندگی بھر کام کریں گے تو اس طور پر زندگی بھر کے لئے غلام بنانا یا نوکر بنانا جائز ہے؟

جواب(۲/۶۸۶):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھوالموفق للصواب.

منع ہے،قرض دے کر قرض کے عوض میں مقروض کے پاس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے،"کل قرض الذی جرنفعاً فھو ربوا" جوقرض نفع لے آوے وہ سود ہے۔ مذکور حدیث کے اعتبار سے قرض کے عوض میں کھیتی کرنے والے کی اولاد کو زندگی بھر کے لئے غلام بنانا یا عرف میں جتنی مزدوری دینے کارواج چلتا ہو اس سے کم مزدوری دینا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔(مشکوۃ شریف:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

بغیر ٹکٹ ریل کا سفر کرنا:-

سوال(۳/۶۸۷):- ریل گاڑی میں بغیر ٹکٹ یا پیسہ دئے بغیر مسافری کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا ہمارا ملک بھارت دارالحرب ہے؟ ہم دارالحرب کے رہنے والے ہیں؟ دارالحرب کا کیا مسئلہ ہے؟ ٹکٹ کے بغیر کون مسافری کرسکتا ہے؟

جواب(۳/۶۸۷):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھوالموفق للصواب.

ریل کمپنی میں بغیر ٹکٹ مسافری کرنے کی جن لوگوں (ریل میں کام کرنے والوں) کو اجازت دی ہو اس کے علاوہ کسی کے لئے بھی بغیر ٹکٹ سفر کرنا جائز نہیں، بغیر ٹکٹ سفر کرنا چوری کہلائے گا اور ریل کمپنی کا قرض ذمہ رہنے کی وجہ سے (آخرت میں) پکڑ ہوگی۔ دارالحرب میں بھی جائز نہیں ہے، آج تک جتنی مرتبہ بغیر ٹکٹ سفر کیا ہو تو اس کا حساب لگا کر اور جمع کر کے اتنی رقم کی ٹکٹیں خرید کر پھاڑ دینا چاہئے،اس سے وہ رقم ریلوے کمپنی میں پہونچ جائے گی۔فقط واللہ اعلم۔ (امدادالفتاوی:۴۴۵/۳)

عیسائی کو دوکان اجرت پر دینا:-

سوال(۴/۶۸۸):- ہم ہماری دوکان کو کسی نصاری کسائی کو کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح کسی غیر مسلم کو دوکان کرایہ پر دینا جس میں دوسری چیزوں کے ساتھ شراب بھی بیچتا ہو جائز ہے؟

جواب(۴/۶۸۸):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

جس طرح تمہارے لئے سرکہ حلال ہے اس طرح اس کے لئے شراب حلال ہے لہذ انصاری یا کافرکودوکان کرایہ پردے کروہ اس میں شراب بیچے تو اس کا کرایہ بغیرکسی حرج کے استعمال کرسکتے ہیں، اسی طرح نصاری کودوکان کرایہ پردینا جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۳۴۰/۷)

بینک میں نوکری کرنا:-

سوال(۵/۶۸۹):-میرے لڑکے نے B.COM کا امتحان دیا ہے اس کو ایک بینک میں نوکری مل رہی ہے مگراس بینک میں سودی کام کاج ہورہا ہے، اس بینک میں محاسب کے طور پرنوکری کرنا شریعت کے اعتبار سے جائز ہے؟

جواب(۵/۶۸۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

سودی لین دین کرنے والی بینک میں محاسب کی حیثیت سے نوکری کرنا منع ہے، لکھنے والا بھی گنہگار ہے،سود میں کئی ایک آدمی گنہگار ہوتے ہیں۔ لینے والا، دینے والا، سفارش کرنے والا، گواہ۔(یہ سب گنہگار ہوتے ہیں) کیوں کہ گناہ کے کام میں کسی بھی طرح کی مدد کرنا بھی گناہ ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ﴿و لاتعاو نوا علی الاثم والعدوان﴾ یعنی گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔لہذ اسود کا حساب لکھنے کی نوکری سے بچنا چاہئے ،صبر کرو اور جائز نوکری تلاش کرتے رہو اللہ پاک اس سے بہتر عطا فرمائیں گے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۳۴۲/۷)

بینک میں نوکری کرنا:-

سوال(۶/۶۹۰):-بینک میں نوکری کرنا جائز ہے؟

جواب(۶/۶۹۰):-بینک میں نوکری کرنا جس میں ناجائز کام (سودی لین دین کرنا یا لکھنا) کرنا پڑے منع ہے،اس کے علاوہ جائز کام کی نوکری کرنا جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(کفایت المفتی:۳۴۲/۷)

اجازت لینے کے لئے بناوٹی ڈاکٹری سرٹیفکٹ:-

سوال(۷/۶۹۱):-حکومت کی نوکری میں کبھی بالاتفاق تنخواہ جاری رکھتے ہوئے اجازت کی ضرورت

پڑے تو اس میں ڈاکٹر کی دستخط والا بیماری کا سرٹیفکٹ دینا پڑتا ہے، باقاعدہ چھٹیاں نکلتی ہو اور کوئی مذہبی یا معاشرتی وجہ سے چھٹی لینے کی ضرورت پڑے تو ڈاکٹر کے سرٹیفکٹ کے بغیر تنخواہ جاری رہتے ہوئے چھٹیاں منظور نہیں ہوتی، اپنی حق کی چھٹیاں منظور کرانے کے لئے حکومت کے قوانن کے تابع رہ کر بناوٹی ڈاکٹری سرٹیفکٹ پیش کر سکتے ہیں؟

جواب(۶۹۱/۷):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

اپنے حق کی چھٹیاں تنخواہ جاری رکھتے ہوئے منظور کرانے کے لئے بناوٹی سرٹیفیکٹ پیش کرنا جائز نہیں اسلام کی بنیاد سچ پر ہے، مسلمان جوٹھا نہیں ہوسکتا البتہ اپنا حق وصول کرنے کے لئے تاویل کر سکتا ہے، جیسا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے سامنے اپنی بیوی کے متعلق فرمایا تھا ''ھی اختی'' وہ میری بہن ہے، اگر بیوی کہتے تو وہ ظالم بادشاہ چھین لیتا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(احسن الفتاوی:۸/۲۰۵)

باب پانزدہم۔سود، جوا اور رشوت

سودی قرض لے کر تجارت کرنا:-

سوال(۶۹۲/۱):-ہم روئی اور روئی کے بیج کی تجارت کرتے ہیں، یہ تجارت موسمی ہوتی ہے، اس موسم میں پیسوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے مجبوری کی وجہ سے ہم بینکوں اور صرافوں سے سودی قرض لیتے ہیں، وہ لوگ اس کا سود گنتے ہیں موسم ختم ہو وہاں تک ہم ہمارے پیسے بینک میں جمع کراتے ہیں، جس کا ہم کو سود دیا جاتا ہے، اسی طرح ہم کو دی گئی رقم کا سود اور ہماری جمع کی ہوئی رقم کا سود جمع کرنے کے بعد سود کا حساب کرنے کے بعد جو سودی رقم حساب کے اخیر میں جمع ہوتی ہے وہ ہم کو دی جاتی ہے وہ سودی رقم ہم غریب طلبہ کو دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب(۶۹۲/۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

سودی رقم لینے کی مذکور مجبوری شرعا معتبر نہیں، یہ ایک شیطانی دھوکہ ہے، سود لینا دینا دونوں حرام ہیں، اس کے متعلق قرآن شریف اور صحیح احادیث میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، جس میں ہے کہ سودی معاملہ کرنے کی وجہ سے ستر گناہ کا ارتکاب لازم ہوتا ہے، جس میں سے ادنی گناہ اپنی ماں کے

ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے دوسرے گناہ اس سے بڑے ہیں۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه ا الربوا سبعون جزء ا ايسرُهاان ينكح الرجل امه۔
(مشکوۃ شریف:۱/۲۴۶)

آج کل تاجروں نے جہالت کی وجہ سے اپنے آپ کو مجبور سمجھ رکھا ہے، یہ بالکل غلط ہے، سود کے بغیر اگر قرض نہ ملے تو اپنے پاس جتنی رقم ہو اسی سے تجارت کرے، اس سے زیادہ نہیں کہ جس سے سود بھرنا پڑے۔ آج تک لی ہوئی سودی رقم غرباء کو ثواب کی نیت کے بغیر تقسیم کر دینا چاہئے کسی بھی طرح کا فائدہ اٹھانا شرعاً منع ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ (احسن الفتاوی: ۲۰/۷)

تنگدستی میں مال گروی رکھ کر سودی قرض لینا:-

سوال (۲/۶۹۳):- میں خوب تنگدستی اور تکلیف میں ہونے کی وجہ سے بینک میں یا کسی صراف کے پاس زیورات گروی رکھ کر سودی قرض لیکر تجارت کر سکتا ہوں؟

جواب (۲/۶۹۳):-حامدا و مصليا و مسلما، هو الموفق للصواب.

تنگدستی کے زمانہ میں زیورات بینک میں گروی رکھ کر سودی قرض لینے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ وہ زیورات بیچ کر اسکی رقم سے تجارت کی جائے اور جب تجارت میں نفع اور ترقی ہو جاوے تو پھر وہ زیورات خرید لئے جائیں۔ اگر کوئی صاحب خیر آدمی زیورات لے کر بغیر سودی قرض دے کر مدد کرے تو ایسا کرنا چاہئے مطلب یہ کہ حتی الامکان سودی قرض سے بچنے کی صورت اختیار کی جائے۔ اپنی طاقت سے زیادہ اس طور پر کام کرنا مجبوری نہیں، اپنی حیثیت کے مطابق کام کرنے سے پریشانی نہیں ہوتی، حتی الامکان حلال روزی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ایسی صورت میں اللہ کی غیبی نصرت ہوتی ہے، خوف خدا بڑی چیز ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

قبرستان کی دیوار کے لئے لکی ڈرو (LUCKY DRAW):-

سوال (۳/۶۹۴):- لکی ڈرو مطلب نصیب میں ہو تو انعام ملے، اس کے لئے ہم دس دس روپے کی ٹکٹیں بنانا سوچ رہے ہیں اور ایسی دس ہزار ٹکٹیں ہم بیچنا چاہتے ہیں، مگر ایسی ٹکٹیں اسی وقت بک سکتی ہیں جب کہ اس کے مقابلہ میں کوئی ہدیہ کی لالچ دی جائے، اور ہم اس قسم کی ایک ہزار ٹکٹیں ایک ڈبہ میں ڈال کر،

اوراس کے ساتھ دوسری ایک ہزار نقلی ٹٹیں ڈال کر،اور پھر ظاہر کیا جائیگا کہ جو کوئی یہ ٹکٹ خریدیں اور جس کی پہلے نمبر والی ٹکٹ نکلے اس کو ریڈیو، دوسرے نمبر والے کے لئے سائکل دی جائیگی،اس طرح کچھ انعام رکھے گئے،ان انعامی چیزوں کی کل قیمت دو ہزار روپے ہو تو بھی اس میں سے آٹھ سو نفع ہوا اور اس طرح آمدنی حاصل کر کے ہم قبرستان کی دیوار بنانا چاہتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب(۳/۶۹۴):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

یہ لکی ڈرو ایک قسم کا جواہی ہے، جو حرام ہے،لہذا ایسے لکی ڈرو کی آمدنی سے قبرستان کی دیوار نہیں بنا سکتے۔فقط واللہ اعلم۔

اخبار کا زیادہ لوازم دے کر انعامی کوپن حاصل کرنا:-

سوال(۴/۶۹۵):-ان دنوں نیوز پیپر (اخبار) میں خوشخبر آتی ہے کہ جَیْ ہِنْد نامی اخبار کا سالانہ گاہک بننے والے کے لئے اخبار کا سالانہ لوازم پیشگی ادا کرنا پڑتا ہے اس میں ایک انعامی کوپن دی جاتی ہے تو مذکور جَیْ ہند اخبار کا سالانہ گاہک بننے کی وجہ سے جو انعامی کوپن انعام کے طور پر ملتی ہے وہ لینا جائز ہے یا نہیں؟انعامی کوپن کے نمبروں کو قرع اندازی کے ذریعہ نکالا جاتا ہے،مذکور انعامی طریقے سے ہم کو اخبار کی مکمل قیمت بھرنا پڑتی ہے،مگر صرف فرق یہ ہے کہ مکمل سال کی لوازم کی رقم ایک ساتھ ادا کر دینا پڑتی ہے لہذا ایسا انعام جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب(۴/۶۹۵):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

ایک سال کا مکمل لوازم ادا کرنے کے عوض جو انعامی کوپن ملتی ہو اور اس میں انعام ملتا ہو تو جائز ہے لینے میں کوئی حرج نہیں،اور اگر اخبار کے لوازم کے علاوہ فیس زیادہ بھرنا پڑتی ہو تو جائز نہیں، لاٹری (ایک قسم کا جوا) شمار ہوگا۔وہ انعام حرام ہے۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۱۸۵/۹)

لون اور سب سیڈی:-

سوال(۵/۶۹۶):-آج کل حکومت بعض ایسی لون دیتی ہے کہ جس میں سے سو روپے میں بیس روپے معاف کر دیتی ہے جو واپس نہیں کئے جاتے، جسے سب سیڈی کہتے ہیں،بقیہ رقم قسط وار(سود کے ساتھ)ادا کرنی ہوتی ہے،اب ہمیں جو ۸۰ فیصد رقم حکومت کو واپس ادا کرنا ہے اس رقم کے سود کے طور پر

اس حکومت کی سب سیڈی کے پیسے ہی ادا کردیں اور ہم اپنی طرف سے ایک پیسہ بھی سود کے طور پر نہ بھریں تو ایسی لون لینے کی گنجائش ہے؟ اگر سودی طور پر ادا کرنے کی رقم اس سب سیڈی کی رقم سے زیادہ ہو تو اگر کسی کے پاس سود ہی کی کوئی رقم جمع ہو تو اس سے حکومت کا سود ادا کردے تو اس کی اجازت ہے؟

جواب(۵/۶۹۶):--حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مجبوری کے بغیر لون لینا جائز نہیں، سود لینے کے متعلق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، حتی الامکان ایسے معاملات سے دور رہنا چاہئے، تجارت وغیرہ کی ترقی کے لئے لون لینا حرام ہے۔ مگر لون لئے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو تو لون لینے کی گنجائش ہے۔ (کفایت المفتی: ۹۲/۸)

زندگی کا بیمہ:(LIFE INSURANCE):-

سوال(۶/۶۹۷):- میں مرکزی حکومت میں ایک اہم شعبہ میں نوکری کرتا ہوں اس میں میں سائنس دان آفیسر ہوں، فی الحال حکومت کی طرف سے ایک اسکیم ہے جو فرض ہے، اس اسکیم میں شامل ہوں، اور عنقریب ایک اور اسکیم عملی طور پر آنے والی ہے اس کے آنے سے پہلے اس میں شامل ہونا چاہئے یا بچنا چاہئے؟ میں اس کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ فی الحال جو اسکیم جاری ہے اس کے مطابق جو کوئی بھی آفیسر ۲۸ سال کی عمر سے کم ہو تو ہر مہینہ ۵۰ پیسے اس کی تنخواہ میں سے لازمی طور پر کاٹے جائیں گے، اگر اس کی عمر ۲۸ سال سے زیادہ ہو تو پانچ روپے کٹتے ہیں، بالاتفاق کوئی آفیسر نوکری کرتے ہوئے وفات پائے تو اس کے گھر والوں کو تقریبا پانچ ہزار روپیہ کے قریب رقم ملتی ہے۔

اور جو اسکیم آئندہ عملی طور پر آنے والی ہے اس کے مطابق آفیسر کی تنخواہ کے مطابق ہر ماہ دس روپیہ۔ بیس روپیہ سے لے کر اسی روپے تک کٹیں گے اور اسی روپے میں سے پچاس روپے میرے نام پر جمع ہوں گے، اور بقیہ تیس روپے لائف انسیورنس (LIFE INSURANCE) کے طور پر جمع کئے جائیں گے۔ جو کوئی آفیسر نوکری کرتے ہوئے وفات پائے تو جو پیسے جمع ہوئے ہیں وہ اور اسی ہزار روپیہ لائف انسیورنس میں سے اس کے گھر والوں کو ملیں گے۔ اور اگر اسکی وفات نہ ہو تو فقط اسکی جمع شدہ رقم ریٹائرڈ ہونے کے بعد ملیگی، انسیورنس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

اس کے علاوہ دونوں اسکیموں میں سودی رقم ملتی ہے، اور جمع شدہ رقم کا بھی سود دیتے ہیں، اگر

ذکر کردہ اسکیم نمبر دو میں شامل نہ ہونا ہوتو پہلے نمبر کی اسکیم میں جاری رہنا پڑیگا۔اوراس سلسلہ میں بعض تاریخ سے قبل مجھے انکو مطلع کرنا ضروری ہے،اوراگر کسی قسم کی اطلاع نہ دی جائے تو اسکیم نمبر دو میں شامل کیا جاؤنگا۔ نئے شامل ہونے والے آفیسر کے لئے اسکیم نمبر دو میں شامل ہونا فرض ہے،ایک مرتبہ ایک اسکیم قبول کر لینے کے بعد دوسری اسکیم میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

جواب(٦/٦٩٧):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سوال میں ذکر کردہ دونوں اسکیمیں ایک طرح کی لائف انسیورنس میں جکڑنے کی اسکیمیں ہیں، اگراس میں شامل ہونا فرض نہ ہوتو اس کا ممبر بننا نہیں چاہئے،اور بچنا چاہئے،ورنہ گنہگار ہو کر عذاب کا مستحق ہوگا(اللہ کی پناہ)اوراگر شامل ہونا ضروری ہوتو مجبوری کی وجہ سے اسکا ممبر بنے مگر تنخواہ میں سے جو رقم کٹتی ہےاسکو وصول کر کےاس کے ساتھ جو رقم زیادہ ملتی ہےاس کو غریبوں کو ثواب کی نیت کے بغیر وبال کو سر پر سے اتارنے کی نیت سے دے دیا جائے،خود استعمال نہ کریں۔فقط واللہ اعلم۔

(کفایت المفتی:۶۸/۸)

لاٹری میں گھڑی ملے تو؟

سوال(۷/۶۹۸):-ایک آدمی نے گھڑی کی لاٹری کی ٹکٹ خریدی،پھر جب لاٹری کھولی گئی تو اس آدمی کے نام گھڑی نکلی تو اب سوال یہ ہے کہ لاٹری میں نکلی ہوئی گھڑی لینا کیسا ہے؟اوراس گھڑی کو بیچ کراس کی قیمت استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب(۷/۶۹۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

لاٹری جوا کی ایک قسم ہے،یقیناً حرام ہے،اس میں حصہ لینے والے سب گنہگار ہیں،اس میں نکلی ہوئی چیز حرام ہے،لہذا مذکور گھڑی بیچ کراس کی قیمت کسی بھی قسم کے ثواب کی نیت کے بغیر غریب مسکینوں کو دے دینا چاہئے،اپنے استعمال میں نہ لیں۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۱۸۵/۹)

گھوڑوں کی مسابقت کا کھیل:-

سوال(۸/۶۹۹):-گھوڑوں کی مسابقت میں حصہ لینااور شرط لگانا کیسا ہے؟

جواب(۸/۶۹۹):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

گھوڑوں کی مسابقت کا کھیل خالص جوا ہے،اور جووے کے متعلق قرآن اور حدیث میں سخت وعید وارد ہوئی ہے،اس میں کسی قسم کا حصہ لینا،اس کو دیکھنا،پیسوں کی شرط لگانا سخت حرام ہے،اس سے ضرور بچنا چاہئے،بہت سے مسلمان اس میں مبتلا ہوکر برباد ہورہے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

ڈاک خانہ میں سیونگ ایکاؤنٹ:-

سوال(۹/۷۰۰):- میں ڈاک خانہ میں نوکری کرتا ہوں ڈاک خانہ میں ایک سیونگ ایکاؤنٹ بھی ہوتا ہےاس میں سودی لین دین ہوتی ہےتو میں اس ڈاک خانہ میں نوکری کرسکتا ہوں؟

جواب(۹/۷۰۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

ڈاک خانہ میں نوکری کرنا جائز ہے،سیونگ اکاؤنٹ کا کام کاج جس میں سودی لین دین ہوتا ہے منع ہے،اس میں کام کرنا نہیں چاہئے،دوسرے شعبہ میں کام کرنا چاہئے،اگر اس میں کام کروگے تو گنہگار ہوں گے،سیونگ ایکاؤنٹ سے جو کمیشن ملتا ہے وہ حرام ہے۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۳۴۲/۷)

گناہ میں مبتلا ہونے کے بعد:-

سوال(۱۰/۷۰۱):- میں نے ترقی کے خواب دیکھ کر سٹا کا کاروبار شروع کیا اور کپاس وغیرہ چیزوں کی بیع سلم شروع کی اس تجارت میں بالکل برکت نہیں ہوئی،گاؤں کے لوگ بھی میری بہت برائی بیان کرتے ہیں،میں نے پکا ارادہ کیا کہ اس تجارت میں جتنا نقصان ہوا ہے اس کی اگر تلافی ہوجاوے تو کسی نہ کسی دن یہ تجارت چھوڑ دونگا،اگر چہ اس تجارت میں آج بھی میں نقصان میں ہوں،تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ مجھے کامیابی کی راہ بتائیں۔

جواب(۱۰/۷۰۱):-حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

سٹا بھی ایک قسم کا جُوا ہے،اور حرام ہے،قرآن شریف میں ہے حرم علیکم الخمر و المیسر (حرام کیا گیا تم پر شراب اور جُوا) سٹا کو جُوا نہ سمجھنا،بالکل جہالت ہے،اس میں دینی و دنیوی نقصانات ہیں،دنیوی نقصانات کا تجربہ آپ کو ہوگیا،بہت سے لوگ اس میں تباہ و برباد ہوگئے،اس کو ترقی کی راہ سمجھنا بے وقوفی ہے،شیطانی دھوکہ ہے،آدمی حرص اور لالچ میں آکر حلال کمائی سے ہٹ کر حرام میں مبتلا ہوجاتا ہے،پھر آہستہ آہستہ دل کالا ہوجاتا ہے،نیکی کی توفیق نہیں ہوتی،مسلمانوں کے لئے کامیابی کا

راستہ اسلامی شریعت ہے، لہذا حضور ﷺ کے بتائے ہوئے ارشادات پر عمل کرنا چاہئے، دو رکعت صلوۃ التوبہ پڑھ کر رو رو کر اللہ سے دعاء مانگو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو، اور آئندہ ایسا گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرو، اور کثرت سے درود شریف پڑھا کرو، انشاء اللہ بہترین بدلہ ملے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

بیما کی ایجنسی:-

سوال(۷۰۲/۱۱):- ہم بیما کمپنی کے وکیل اور ایجنٹ بن سکتے ہیں؟ مجھے پیئرلیس بیما کمپنی کی ایجنسی مل رہی ہے، جس میں تیس فیصد فائدہ کمپنی کی طرف سے ملتا ہے۔

جواب(۷۰۲/۱۱):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

جائز نہیں ہے، گناہ کے کام میں مدد کرنا گناہ ہے، قرآن شریف میں ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد مت کرو۔ اس کا کمیشن حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم۔
(کفایت المفتی: ۷۲/۸)

بینک اور پوسٹ کا سود اور لاٹری:-

سوال(۷۰۳/۱۲):- بینک اور پوسٹ کا سود یا لاٹری کا سود یا کسی بھی قسم کا سود کس طرح استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب(۷۰۳/۱۲):-حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

لاٹری میں پیسہ لگانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ صریح جُوا ہے، حدیث شریف میں سخت ممانعت وارد ہوئی ہے سود کے متعلق بھی قرآن اور احادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، بینک یا ڈاک خانہ میں سود لینے کی نیت سے پیسہ جمع کرنا حرام ہے، علماء کرام نے مجبوری کی حالت کو دیکھ کر یہ رائی ظاہر کی ہے کہ موجودہ زمانہ میں پیسے جمع کرنے کی امانت داری کی جگہ بینک کے علاوہ کوئی جگہ نہیں ہے، لوگوں کو اپنے مال کی حفاظت کے خاطر پیسے بینک میں جمع کرنے پڑتے ہیں، اور بینک اپنے قانون کے مطابق سود دیتی ہے، اگر اس سود کو نہ لیا جائے تو بینک والے اپنے استعمال میں خرچ کر ڈالتے ہیں، لہذا اس سود کو لے کر ثواب کی نیت کے بغیر غریب محتاجوں کو دے دینا چاہئے، سود حرام ہے، اور اس سود کو بینک سے نہ لینے کی صورت میں وہ لوگ اپنے مذہبی کاموں میں خرچ کرتے ہیں، وہ بھی بہت بری چیز ہے، اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جب آدمی دو مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے تو دونوں میں سے جو ہلکی مصیبت ہو

اس کو اختیار کرنا چاہئے۔ بیت الخلا اور پیشاب خانہ بنانے میں وہ رقم استعمال کر لی جاوے۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۴۸/۸)

سرکاری سودی قرض لینا:-

سوال(۱۳/۲۰۴):-موجودہ زمانہ میں مکانوں کی بہت تنگی ہے، نیا مکان بنانے کے لئے یا پرانا مکان خریدنے کے لئے حکومت قرض دیتی ہے، جس پر وہ سود لیتی ہے، قرض حکومت کو دس گیارہ سال میں واپس کرنا ہوتا ہے، تو ایسا سودی قرض لینا جائز ہے؟

جواب(۱۳/۲۰۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

مجبوری کے بغیر قرض لینا حرام ہے، البتہ بہت زیادہ مجبوری ہو کہ اپنے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کو بیچ کر مکان بنا سکے، اور قرض بھی نہ ملتا ہو تو سرکاری سودی قرض لینے کی گنجائش ہے۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۴۸/۸)

کسی ادارہ کے سود کو تعلیم کے لئے استعمال کرنا:-

سوال(۱۴/۲۰۵) کسی ادارہ کی رقم فکس ڈیپازٹ میں رکھ کر اس کا سود تعلیم میں خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب(۱۴/۲۰۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

سود کی رقم ناپاک مال ہے، اللہ پاک ایسا ناپاک مال قبول کرتا نہیں ہے، لہذا کسی بھی نیک کام میں ثواب کی نیت کے ساتھ استعمال کرنا جائز نہیں ہے، ثواب کی نیت کے بغیر غریب طلبہ کو اسکالرشپ یا کتابیں خریدنے کے لئے دے سکتے ہیں، غریبوں کی مدد کر سکتے ہیں، ادارہ اپنے مخصوص کام میں استعمال نہیں کر سکتا۔فقط واللہ اعلم۔ (کفایت المفتی:۵۳/۸)

سودی رقم سے انکم ٹیکس بھر سکتے ہیں؟

سوال(۱۵/۲۰۶):-ایک آدمی ایک تجارتی کمپنی کے نام پر کپاس کی تجارت کرتا ہے، رقم بینک میں جمع کرنے کے بعد جو سودی رقم ملتی ہے اس سے انکم ٹیکس دے سکتے ہیں؟

جواب(۱۵/۲۰۶):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

سرکاری بینک کی طرف سے ملا ہوا سود انکم ٹیکس میں دے سکتے ہیں، اس سے ملی ہوئی زیادہ رقم

غریبوں کوثواب کی نیت کے بغیر دے دینا چاہئے ،کیوں کہ انکم ٹیکس صراحۃ ظلم ہے،اورحرام مال کے ذریعہ ظلم کودور کرسکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔ (احسن الفتاوی:۷/۲۱)

سودی پیسوں سے باراتیوں کوکھانا کھلانا:-

سوال(۷۰۷/۱۶):- خالدایک مالدارآدمی ہے،اوراس کا حساب بینک میں ہے،کافی مقدار میں اس کا سودجمع ہے،جب کہ عابدایک غریب آدمی ہے،زکوۃ اورصدقہ کا حقدار ہے اوراس کی ایک لڑکی جوان ہے،جس کی شادی کی فکر ہے،اگر خالدسود کی رقم میں سے عابدکو دےتو عابداس رقم سےلڑکی کی شادی کرائے اوراسی رقم سے مہمان نوازی کرائےتو یہ جائز ہے؟انکی مہمانی میں شریک ہونا جائز ہے؟

جواب(۷۰۷/۱۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

عابدواقعۃ غریب ہوتو سود کے پیسے لےسکتا ہے،اس سود کی رقم پر مالکانہ قبضہ کر لینے کے بعد اگر مہمانی کرائےتو دعوت کھانا جائز ہے،اورایسی دعوت غریب مالدارسب کھا سکتے ہیں،ملک بدل جانے سےحکم بدل جاتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۸/۵۳)

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم سودنہیں ہے:-

سوال(۷۰۸/۱۷):- فیکٹری میں کام کرنے والے مزدوروں کی تنخواہ میں سے کچھ رقم ضروری کٹتی ہے،اوراتنی ہی رقم فیکٹری کے مالک کی جانب سے ملاکر بینک میں جمع ہوتی ہے،اس رقم کو پراویڈنٹ فنڈ کہا جاتا ہے،تو پراویڈنٹ کی رقم لینا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب(۷۰۸/۱۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم لینا بغیر کسی حرج کے جائز ہے،کیوں کہ وہ سود کی رقم نہیں ہے،چاہے فیکٹری کے مالک اس کوسود کہتے ہوں،بلکہ یہ ایک قسم کا احسان ہے۔فقط.واللہ اعلم۔ (امدادالفتاوی:۳/۱۴۹)

کیاپراویڈنٹ فنڈ کی رقم سود ہے؟

سوال(۷۰۹/۱۸):- سرکاری ملازمت میں ضروری طور پر ہمارا فنڈ کاٹا جاتا ہے،کیا فنڈ کی رقم سود ہے؟

جواب(۷۰۹/۱۸):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

حکومت تنخواہ میں سے جو بعض رقم کاٹتی ہے اور اس میں اتنی ہی رقم بڑھا کر دیتی ہے یہ

پراویڈنٹ فنڈ کہا جاتا ہے، جو زیادتی ملتی ہے وہ سود نہیں ہے، وہ ایک طرح کا انعام ہے، خود کے استعمال میں لے سکتے ہیں، حاصل کلام یہ ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم استعمال کرنا جائز ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(امدادالفتاوی:۳/۱۴۹)

پگھڑی لینا دینا:-

سوال(۱۰/۷/۱۹):- زید کی ایک دوکان ہے اس دوکان کا قبضہ چھوڑنے کے لئے مکان مالک پگھڑی دیتا ہے، تو یہ پگھڑی لینا جائز ہے؟ اسی طرح پگھڑی دے کر دوکان لے سکتے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ پگھڑی کا لینا دینا کیسا ہے؟

جواب(۱۰/۷/۱۹):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

پگھڑی لینا دینا حرام ہے، سود کے حکم میں شمار ہوگا، غیر مسلمین کا طریقہ ہے کس چیز کے عوض میں پگھڑی لیتا ہے، فائدہ اٹھانے کے عوض صرف کرایہ لینا دینا جائز ہے۔واللہ اعلم۔(احسن الفتاوی:۷/۳۰۲)

باب شانزدہم۔لقطہ کے مسائل

راستہ میں سے ملی ہوئی سونے کی انگوٹھی:-

سوال(۱/۷/۱۱):- ایک عورت کو راستہ میں سے سونے کی انگوٹھی ملی ہے جس کی قیمت تقریبا تین سو روپیہ ہے اس نے پڑوسیوں کو اطلاع دے دی ہے کہ کسی کی سونے کی کوئی چیز اگر گم ہوگئی ہو تو نشانی بتا کر لے جاوے۔مگر ابھی تک اسکا کوئی مالک آیا نہیں، لہذا اس انگوٹھی کو کیا کرنا چاہئے؟ اس کی عام اطلاع دینے کے لئے اخبار میں دینا چاہئے؟ اور اس انگوٹھی کا استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب(۱/۷/۱۱):- حامدا و مصلیا و مسلما، ھو الموفق للصواب.

راستہ میں سے ملی ہوئی چیز کا اعلان کیا جائے، تا کہ لوگوں کو خبر ہو، اخبار میں اعلان دینا بہتر ہے، ضروری نہیں ہے، اگر اس کا مالک آوے اور علامت بتاوے اطمینان ہو جاوے کہ وہی اس کا مالک ہے تو دے دینا چاہئے۔اگر مالک نہ ملے (اصل مالک کو ثواب پہونچانے کی نیت سے) صدقہ کر دینا ضروری ہے۔البتہ جس آدمی کو وہ چیز ملی ہے اگر وہ غریب ہے تو خود استعمال کر سکتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(عالمگیری:۲۸۹/۲)

ریل گاڑی سے اترنے کے وقت دوسرے کے جوتے پہن لانا:-

سوال(۲/۷۱۲):-رات کے وقت ہم ریل کا سفر کررہے تھے، ریل میں میں اکیلا تھا، ہمارا مقام آنے پر دوسرے آدمی نے مجھے بیدار کیا، ریل چلنے کے خوف سے بہت جلدی میں بستر سامان جوتے ایک ہاتھ میں پکڑ کر اتر گیا، بعد میں پتہ چلا جوتے تبدیل ہو گئے، مجھے جو جوتے ملے وہ نئے ہیں، جب کہ میرے جوتے پرانے تھے، اس گناہ سے بچنے کا کوئی راستہ ہے؟

جواب(۲/۷۱۲):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

مذکور جوتے کے مالک کا اگر پتہ ہو تو اس کو واپس کر دینا چاہئے، ورنہ اصل مالک کو ثواب پہونچانے کی نیت سے صدقہ کر دیا جائے، آپ خود استعمال کر سکتے نہیں ہے، آپ کے جوتوں کا عوض (ثواب) آخرت میں ملے گا۔ انشاءاللہ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(عالمگیر:۲۸۹/۲)

راستہ میں سے ملی ہوئی رقم:-

سوال(۳/۷۱۳):-راستہ میں سے دو روپیے یا چار روپیے ملیں تو اس کا استعمال کیسے کیا جائے؟

جواب(۳/۷۱۳):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھو الموفق للصواب.

سب سے پہلے اس بات کا اظہار کرنا چاہئے کہ مجھے گم شدہ رقم ملی ہے جس کی ہو وہ لے جاوے، اگر مالک آجائے تو دے دو، ورنہ کسی کو اصل مالک کو ثواب پہونچانے کی نیت سے صدقہ کر دیا جائے، اگر خود محتاج، حقدار ہے تو استعمال کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(عالمگیری:۲۸۹/۲)(ہدایہ:۶۱۴/۲)

باب ہفدہم۔ ایکسیڈنٹ

بیل گاڑی سے بکری مر جائے:-

سوال(۱/۷۱۴):-ایک بیل گاڑی والے نے ایک بکری کے بچہ کے اوپر سے گاڑی چلا کر بچہ مار دیا، بچہ راستہ سے ایک طرف بیٹھا ہوا تھا، تو اب اس بیل گاڑی والے سے اس بکری کے بچہ کا پیسہ لینا جائز ہے

یانہیں؟

جواب(۱۴/۱۷):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور بکری کے بچہ کا پیسہ لینا جائز ہے۔بلاکسی حرج کے لے سکتے ہیں۔چاہے بےخیالی میں بچہ مرگیاہو،مال کے نقصان کاعوض خطااور بھول سے معاف نہیں ہوتا۔نقصان کرنے والے کے ذمہ عوض ادا کرنا واجب ہے،حاصل کلام یہ کہ اس پیسہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(ہدایہ:۶۱۰/۴)

ایکسیڈنٹ میں مرنے والاشہید ہے:-

سوال(۲/۱۵):-ابھی ہمارالڑکا جس کی عمردس سال ہے پڑھنے جارہاتھا،راستے کی ایک طرف سے دوسری طرف جانے میں موٹرکار کے ساتھ ایکسیڈنٹ ہوا جس میں ہمارےلڑکے کا انتقال ہوگیا،یہ اللہ پاک کا دین سیکھنے جاتے ہوئے اسی راستہ میں انتقال ہواتو شہادت کا درجہ ملےگا؟

جواب(۲/۱۵):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

بیشک ایکسیڈنٹ میں وفات پانے والے کوشہادت کا درجہ ملتا ہے،اللہ پاک آپ کوآپ کے متعلقین کوصبرجمیل کی توفیق عطافرماوے۔آمین

مرحوم کی روح اللہ کی دی ہوئی تھی،اوراللہ نے لے لی،ہمیں اس پرراضی رہنا چاہئے،آپ کی بنسبت اللہ کووہ بچہ بہت پیاراتھا،اس لئے اچھادرجہ دےکراس کوبلالیا۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ایکسیڈنٹ میں زخمی ہونے والوں کی امداد:-

سوال(۳/۱۶):-ہم جنگل کے ہڈپاڈانامی مقام پربس میں بیٹھ کرروزی روزگارکے لئے جاتے ہیں،راستے میں ہماری بس الٹ پڑی اورایکسیڈنٹ ہوا،جس سے میراہاتھ ٹوٹ گیا،اس کےعوض ایس ٹی ڈیپو کی طرف سے مددملتی ہے،لہٰذااس سلسلہ میں جناب عالی کا کیاحکم ہے؟پیسے لیناجائز ہے یانہیں؟

جواب(۳/۱۶):-حامدا و مصليا و مسلما،هو الموفق للصواب.

بعدسلام مسنون عرض یہ کہ ایکسیڈنٹ میں زخم شدہ لوگوں کوجوامدادملتی ہےاس کالیناجائز ہے،کوئی حرج نہیں،دواوغیرہ ضروری چیزوں میں استعمال کرسکتے ہیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ولان الموت بسبب الضرب انمایعرف اذاصاربالضرب صاحب الفراش حتی مات۔ (ہدایہ:۴/۵۷۴)

ایکسیڈنڈ کا بیما:-

سوال(۴/۱۷۷):- کوئی آدمی ایکسیڈنڈ میں مرجائے اوراس کی غلطی ثابت ہو جائے تو اس کا عوض لینے کے لئے دعوی کر سکتے ہیں؟ ایکسیڈنڈ کا جو عوض ملے وہ حلال ہے یا حرام؟ ایسے ہی ہمارے یہاں کام کرنے والا ملازم اگر مرجائے تو اس کا عوض لینے کے لئے دعوی کر سکتے ہیں؟ ایکسیڈنڈ بھول سے ہوتا ہے جان بوجھ کر نہیں، مرنے والا آدمی صاحب مال ہو تو اس کے لئے دعوی کر سکتے ہیں یا غریب آدمی ہو اس کے لئے دعوی کر سکتے ہیں؟

جواب(۴/۱۷۷):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

ایکسیڈنڈ کرنے والے کے خلاف عوض حاصل کرنے کا دعوی کرنا جائز ہے، چاہے ایکسیڈنڈ بھول سے ہوا ہو! اس کی بھول معاف نہیں ہے، جیسے شکار کرتے وقت گولی شکار کے بجائے کسی انسان کو لگ جائے اور وہ مرجائے تو اس مرنے والے کا عوض ادا کرنا شکار کرنے والے کے ذمہ واجب ہے، اور یہ عوض لینا حلال ہے چاہے عوض لینے والا مالدار ہو۔ فقط واللہ اعلم۔

ولاتثبت الدية الامن هذه الانواع الثلثة الخ۔ (ہدایہ:۴/۵۷۸)

باب ہژدہم۔معاشرت اور سیاست

معاشرہ میں اختلاف پیدا کرنا:-

سوال(۱/۱۷۸):- انگلینڈ میں ایک اسٹریٹ میں ایک عبادت خانہ بہت برسوں پہلے بنایا گیا ہے جس میں جمعہ، عید، تراویح اور پانچ وقت کی نماز ہوتی ہے، مگر بعض لوگوں نے جھگڑا کر کے اسی اطراف میں نئی سوسائیٹی بنا کر نیا مدرسہ شروع کر دیا، اور اسی اسٹریٹ میں ایک نیا مکان خرید کر جمعہ اور تراویح وغیرہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو یہ جائز ہے؟ اور انکی نماز اور تراویح درست ہوگی یا نہیں؟

جواب(۱/۱۷۸):-حامدا ومصلیا ومسلما،هو الموفق للصواب.

شرعی عذر کے بغیر معاشرہ میں اختلاف پیدا کرنا حرام ہے، جس کے متعلق سخت وعیدیں آئی

ہیں، شریعت میں اتحاد کی بہت تاکید آئی ہوئی ہے۔

قرآن شریف میں مذکور ہے ﴿ولا تفرقوا ﴾ یعنی آپس میں فرقہ بندی اور اختلاف مت کرو، یعنی اتحاد کے ساتھ رہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر اختلاف کروگے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی یعنی ہلاک ہوجائیں گے۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ط (سورۃ الانفال:۴۶)

بلاضرورت بری نیت سے مذکور عبادت خانہ کے قریب دوسرا عبادت خانہ بنانا جائز نہیں ہے، پھر بھی اگر بنائیں گے تو اس میں نیک نیت کے ساتھ نماز، جمعہ وغیرہ ادا ہوجائے گی۔ نماز میں نقص نہیں آئے گا۔ البتہ ضرورت کے پیش نظر اخلاص کے ساتھ مسجد بنانا بہت ثواب کا کام ہے، صدقۂ جاریہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔ (امداد الفتاوی:۲/۶۶۹)

عورت اور چناؤ:-

سوال(۷۱۹/۲):- ایسا کونسا اسلامی ملک ہے جس میں عورتیں سیاست میں حصہ لیتی ہوں! اور بلند عہدہ پر فائز ہوکر حکومت چلاتی ہو! اس کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟

جواب(۷۱۹/۲):-حامدا ومصليا ومسلما، هو الموفق للصواب.

اسلامی شریعت عورتوں کے لئے اجازت نہیں دیتی، کیوں کہ عورت میں یہ صلاحیت نہیں، یہ مرتبہ اسلام نے مرد ہی کو دیا ہے، کیوں کہ مرد میں مکمل صلاحیت ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

اسلامی حکومت یا مسلمانوں کی حکومت !

سوال(۷۲۰/۳):- عربستان، بغداد، افریقہ، کراچی وغیرہ اسلامی ممالک ہیں، وہاں کی عورتیں انگریزی طرز کے مطابق کپڑے پہنتی ہیں ان ہی کی رسم و رواج کرتی ہیں، اور نماز بھی پڑتی ہیں تو اسکا کیا مطلب؟ نماز پڑھنے والی عورتیں انگریزی لباس پہن سکتی ہیں؟

جواب(۷۲۰/۳):-حامدا ومصليا ومسلما، هو الموفق للصواب.

اسلامی ملک اس کو کہا جاتا ہے جس میں شریعت مطہرہ کے مطابق قوانین کا نفاذ ہوتا ہو یہ تو مسلمانوں کی حکومت کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ حکومت کی باگ دوڑ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہیں، مگر اسلامی

احکام کا نفاذ نہیں ہوتا۔

شکل وصورت میں دوسروں کی مشابہت اختیا کرنا یا عریانیت والا لباس پہننا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے کہ بہت سی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوگی اورلوگوں کی طرف مائل ہوگی اور اپنی طرف لوگوں کو مائل کریگی۔(اللہ کی پناہ)

اسی لئے اسلام نے پردہ ضروری قرار دیا ہے،اورقرآن اوراحادیث میں پردہ کے ساتھ رہنے کی سخت تاکید ذکر کی گئی ہے،کسی بھی ملک والے شریعت کی مخالفت کرتے ہوں اس سے ہم کو بچنا ضروری ہے،شریعت کے قوانین اپنانے میں بہت زیادہ فائدے مضمر ہیں،اللہ پاک سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نگر پالیکا میں عورت کا امیدوار ہونا:-

سوال(۲۱۷/۴):-مسلم عورتیں نگر پالیکا میں امیدوار بن سکتی ہیں؟

جواب(۲۱۷/۴):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

نہیں۔مسلم عورتوں کے لئے مناسب نہیں ہے،اس میں بہت سے مفاسد ہیں،اورعورت کی فطرت کے بھی خلاف ہے،عورت کو گھر کے کام کاج کے لئے پیدا کیا گیا ہے،مجبوری کے بغیر گھر سے نکلنے میں عزت کا نیلام ہوتا ہے جیسا کہ بہت سے واقعات سننے میں آتے ہیں۔فقط واللہ اعلم۔

عن النبی ﷺ قال المرأۃ عورۃ فاذا خرجَتُ استشرَفها الشیطان۔ (مشکوۃ:ص۲۶۹)

نگر پالیکا میں عورت کا امیدوار ہونا:-

سوال(۲۲۷/۵):-مذکورہ بہن کو چناؤ میں مسلمانوں کے لئے ووٹ دینا کیسا ہے؟اگر حکم نہیں ہے تو اس کو ووٹ دینے والا اور دلانے والا اور مدد کرنے والا اور رغبت دلانے والے کے لئے اور مذکور بہن کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۲۲۷/۵):-حامدا ومصلیا ومسلما،ھو الموفق للصواب.

اس عورت کو ووٹ دینا منع ہے،اس عورت کو چناؤ میں ووٹ دے کر،دلا کر مدد نہیں کرنا چاہئے، گناہوں کے کاموں میں مدد کرنا بھی گناہ ہے۔

جیسا کہ قرآن شریف میں ہے﴿ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾یعنی گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مددمت کرو۔فقط واللہ اعلم۔ (سورۂ مائدہ: آیت نمبر۲)

نگر پالیکا میں عورت کا امیدوار ہونا:-

سوال(۶/۷۲۳):- مذکورہ عورت کا شوہر اس سلسلہ میں بہت مخالف ہے اور اپنی عورت کو ووٹ نہ دینے کے لئے لوگوں کے سامنے درخواست کرتا ہے تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب(۶/۷۲۳):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مناسب ہے۔شوہر پر فرض بنتا ہے کہ حتی الامکان عورت کو روکے، پہلے نرمی سے سمجھائے نہ مانے تو پھر سختی کرے،طلاق کی دھمکی دے۔فقط واللہ اعلم۔

نگر پالیکا میں عورت کا امیدوار ہونا:-

سوال(۷/۷۲۴):- شوہر کی ناراضگی اور سخت مخالفت کے ہوتے ہوئے مذکورہ عورت اقدام کر رہی ہے، یہ شوہر کی نافرمانی ہے تو ایسی نافرمان عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب(۷/۷۲۴):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

وہ نافرمان شمار ہوگی،ایسی عورت کے لئے سخت وعیدیں ذکر کی گئی ہیں،اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ شوہر کو راضی نہ کرلیں۔فقط واللہ اعلم۔

انصاف حاصل کرنے کے لئے کھانا پینا بند کر دینا:-

سوال(۸/۷۲۵):- بسا اوقات حکومت (حاکموں) کی طرف سے صراحۃً ظلم کیا جاتا ہے رشوت لینا اور دینا دونوں چیزیں شرعاً حرام ہے،لہذا سچا انصاف حاصل کرنے کے لئے حکومت کے سامنے انصاف کا مطالبہ کرتے ہوئے بذات خود بھوکا، پیاسا رہنے کا فرض بنتا ہے،تو کیا ایک مسلمان کے لئے اس طرح بھوک پیاس برداشت کرنا جائز ہے؟

جواب(۸/۷۲۵):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

بھوکے پیاسے رہنے سے غالب گمان یہ ہو کہ انصاف ملے گا تو جائز ہے،مگر اپنے جان کی حفاظت کرے،ظلم وستم کے خلاف قانونی لڑائی لڑنا چاہئے،ظلم سے بچنے کے لئے رشوت دینا بھی جائز

ہے،البتہ رشوت لینے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (احسن الفتاوی:۹۷/۸)

باب نوزدہم۔شکاراورذبح کے مسائل

کبوتر کا شکار کرنا:-

سوال(۱/۷۲۶):-ہمارے یہاں بہت سے لوگ کبوتر کا شکار کرتے ہیں،بہت سی مرتبہ مسجد کی حوض پر کبوتر آکر بیٹھتے ہیں،اسکا بھی شکار کرتے ہیں،بہت سے لوگ کبوتر کے شکار کرنے کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں تو کیا کبوتر کا شکار کرنا جائز ہے؟مسجد کے حوض پر بیٹھے ہوئے کبوتر کو مارنا جائز ہے؟

جواب(۱/۷۲۶):--حامدا ومصلیا ومسلما،هوالموفق للصواب.

کھانے کے لئے کبوتر کا شکار کرنا مباح ہے،اور کھانا حلال ہے،کبوتر کے شکار کرنے کو گناہ کبیرہ سمجھنا جہالت ہے،البتہ اسکو بغیر کسی وجہ نشانہ بنانا اپنے شوق کے خاطر اس کو بیجا ستانا منع ہے،مسجد کے حوض پر کبوتر کو مارنا نہیں چاہئے۔فقط واللہ اعلم۔وقال الذکاۃ شرط حل الذبیحۃ۔(ہدایہ:۴۳۲/۴)

باب بستم۔تقسیم میراث

عورت کو شریعت کے مطابق حق دینا:-

سوال(۱/۷۲۷):-وصیت نامہ میں لکھا ہے کہ شریعت کے مطابق تیسری پارٹی کو خارج کردینے کا مجھے حق حاصل ہے تو اس کے بجائے وصیت نامہ میں یہ لکھوں کہ میری تیسری پارٹی کو جو رقم ملے اس میں سے ایک لاکھ روپیہ کے شیر میری عورت کو دے دینا،تو یہ شریعت کے اعتبار سے جائز ہے؟

جواب(۱/۷۲۷):--حامدا ومصلیا ومسلما،هوالموفق للصواب.

عورت کا حصہ جو شریعت نے متعین کیا ہے وہ ملے گا،زیادہ دینے کی وصیت پر عمل نہیں کیا جائیگا،مذکور وصیت کے مطابق اس عورت کو شیر نہیں دیے جائیں گے،تمام ورثاء کے درمیان تقسیم کئے جائیں گے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔امّاللزوجات فحالتان الخ۔ (سراجی:ص۴)

بیوی کے انتقال کے بعد مال کی تقسیم:-

سوال(۲/۷۲۸):-ابراہیم کی بیوی خیر النساء کا انتقال ہوگیا ہے،اس نے سات تولہ سونا،کپڑے،برتن وغیرہ چھوڑا ہے،تو اس کا مالک کون؟اور ہر ایک کو کتنے حصے ملیں گے؟خیر النساء کی ماں حیات ہے اور دو

لڑکے اور ایک لڑکی اور ابراہیم کی ماں (ساس) حیات ہیں۔

جواب(۲/۷۲۸):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

مذکور چیزیں مرحومہ کی ملکیت ہو باپ نے بخشش کی ہو یا اپنے خود کی ہو تو حقوق مقدمہ علی الارث جیسا کہ کفن دفن کا خرچ اگر قرض ہو تو کل مال میں سے ادا کرنے کے بعد اگر مرحومہ نے جائز وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں ادا کرنے کے بعد ملکت کے چھ حصے کریں، اس عورت کی ماں کو ایک حصہ، دو لڑکوں میں سے ہر ایک کو دو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔ ساس محروم رہے گی۔

تتعلّق بتركة الميّت حقوقٌ اربعةٌ۔ (ص:٤)وامّالبنات الصلب فاحوالٌ ثلثا ـــ ومع الابن للذكر مثل حظ الانثيين ـ(ص:١٢)وام للام فاحوالٌ ثلثا السدس مع الولد او ولدالابن وان سفل۔ (ص:١٧) (سراجی)

اگر مذکورہ چیزیں باپ نے مرحومہ کو استعمال کے لئے دی ہو اور بخشش کے طور پر مالک نہ بنایا ہو تو واپس کی جائیں، اس کے ورثاء کو حق حصہ نہیں ملے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (امدادالفتاوی:۳۳۹/۴)

قرض کی ادائیگی کے بعد تقسیم میراث:-

سوال(۳/۷۲۹):-قاسم بھائی اپنی ملکت اپنی حیات میں اولاد کے درمیان تقسیم کر دینا چاہتے ہیں مگر قاسم بھائی کے ذمہ قرض ہے تو ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب(۳/۷۲۹):--حامدا و مصلیا و مسلما،هو الموفق للصواب.

قاسم بھائی کو چاہئے کہ پہلے اپنا قرض خود ادا کرے، (پھر تقسیم میراث کے متعلق سوچنا چاہئے) جب تک قرض کی ادائیگی نہ ہو وہاں تک رہائی ممکن نہیں، اللہ کے رسول ﷺ مقروض میت کی جنازہ کی نماز بھی پڑھاتے نہ تھے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (کفایت المفتی:۴۱۰/۸)

لڑکی کو دیئے ہوئے زیورات میں تقسیم میراث:-

سوال(۴/۷۳۰):-ہمارے یہاں بلساڑ میں ایک بہن کی شادی آج سے تقریبا آٹھ سال پہلے ہوئی تھی، شادی کے دو سال بعد ایک لڑکی کی پیدائش ہوئی، ایک سال کی عمر میں وفات پا گئی، مذکورہ بہن کی پھر کوئی اولاد نہیں ہوئی، اور ابھی چار مہینہ پہلے اس عورت کا بھی انتقال ہو گیا ہے، اس کے والدین چاہتے

ہیں کہ شادی کے وقت جوزیورات، کپڑے، سامان بیٹی کو دیا تھا داماد کے پاس سے واپس لے لیں، کیونکہ مرحومہ کی کوئی اولاد نہیں ہے تو اسلامی شریعت کے مطابق مذکور مال، سامان لڑکی کے والدین واپس لے سکتے ہیں؟ اس مال پر کس کا حق سمجھا جائے؟ ماں باپ کا مطالبہ شریعت کے مطابق ہے؟

جواب(۴/۷۳۰):-حامدا و مصلیا و مسلما،ھوالموفق للصواب.

بیٹی کے نکاح کے وقت ماں باپ نے جو چیزیں (زیورات، کپڑے، سامان) اگر عاریۃً (فقط استعمال کے لئے) دی ہوں اور بخشش کے طور پر نہ دی ہوں تو واپس لے لینا چاہئے، اس میں شوہر کا حق نہیں ہے اور اگر یہ چیزیں بیٹی کو بخشش کر دی ہوں تو اس میں سے شوہر کو آدھا حصہ ملے گا، اس سلسلہ میں اگر صراحت نہ کی ہو تو معاشرہ کے رواج کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

(امدادالفتاوی:۴/۳۳۹)